عمران سیریز

جیالے جاسوس

حصہ اول+دوئم

از

مظہر کلیم ایم،اے

عمران سیریز
عمران سیریز

جیالے جاسوس

جیالے جاسوس

مظہر کلیم ایم اے

ناشران —— اشرف قریشی
—— یوسف قریشی
پرنٹر —— محمد یونس
[illegible]

چند باتیں

محترم قارئین!

کاروانِ وحشت کا دوسرا رُخ "ہمارے جاسوس" کے عنوان سے پیش خدمت ہے۔ یہ ان ہمارے جاسوسوں کی کہانی ہے جو اپنے وطن کی سلامتی کی خاطر اپنی جانیں ہتھیلیوں پر اٹھائے پھرتے ہیں۔ اس کہانی میں دنیا کی طاقتور ترین تنظیم "کے جی۔ پی" اپنی پوری طاقت سے عمران اور اس کے ساتھیوں سے ٹکرا جاتی ہے۔ کے جی پی کا چیف مارشل ڈراتو ہے جو پاکیشیا کی سیکرٹ سروس کا نام لینا بھی اپنی توہین سمجھتا ہے کہ جی پی وہ تنظیم ہے جسے پوری دنیا ناقابل تسخیر اور ناقابل شکست سمجھتی ہے اس کے جی پی کے اپنے ملک میں عمران اور اس کے ساتھی اس سے دیوانہ وار ٹکرا جاتے ہیں اور پھر کے جی پی کا طلسم لمحہ بہ لمحہ ٹوٹتا چلا جاتا ہے۔ اجنبی ملک، اجنبی علاقے اور اجنبی لوگوں کے درمیان چند افراد پر مشتمل یہ عمران اور اس کے ساتھیوں کا گروپ بظاہر تو ایک لمحے کے لیے اپنی زندگی قائم نہیں رکھ سکتا۔ لیکن عمران اور اس کے ساتھی روسیاہ میں داخل ہوتے ہی کے جی پی سے اپنی حیرت انگیز صلاحیتوں کا لوہا منوا لیتے ہیں۔ کے جی پی کے بے شمار سیکشنوں سے جب عمران اور اس کے ساتھیوں کا بھرپور ٹکراؤ ہوتا ہے تو کے جی پی کو بھی پہلی بار اس بات کا احساس اور اندازہ ہو سکتا ہے کہ کوئی اتنا بہادر کیسے ہو سکتے ہیں۔ کے جی پی کا چیف مارشل ڈراتو بے عمران اور اس کے ساتھیوں کے ہاتھوں کے جی پی کا حشر ہوتے دیکھ کر اپنی ہی بوٹیاں

پر مجبور ہو جاتا ہے۔ جیسا کہ میں نے کہا ہے یہ ایک ایسی کہانی ہے جس کا ہر لفظ، ہر سطر اور ہر صفحہ سسپنس، ذہانت اور دلیری کے ان گنت کارنامے سمیٹے ہوئے ہے۔ اس کہانی کو پڑھتے ہوئے آپ کا دل ہر قدم پر لرز لرز اٹھے گا۔ اگر آپ کے اعصاب ذرا بھی کمزور واقع ہوئے تو پھر انہیں چٹخنے سے کوئی نہیں روک سکتا۔ اس کہانی کا ہر صفحہ اپنی جگہ پر تیز رفتار ایکشن اور اعصاب شکن سسپنس سے بھرپور مکمل کہانی کی حیثیت رکھتا ہے۔ آپ ایکشن کے دلدادہ ہیں تو اس کہانی میں ایکشن اپنی پوری جولانیوں پر ہے۔ اس سے تیز رفتار ایکشن ممکن ہی نہیں ہے۔

آپ سسپنس پڑھنا چاہتے ہیں تو اس کہانی کا ہر لفظ مجسم سسپنس کی صورت میں آپ کے سامنے آئے گا۔

آپ کہانی میں دلچسپی رکھتے ہیں تو اس ناول میں آپ کو انتہائی منفرد کہانی ملے گی۔ آپ کسی بھی رخ سے اسے پڑھیں۔ یہ آپ کی توقعات پر ہر لحاظ سے پورا اترے گا۔

یقین نہ آئے تو پڑھ کر دیکھ لیجئے۔ بہرحال آپ کو تسلیم کرنا پڑے گا کہ اس سے بہتر کہانی ممکن ہی نہیں۔

والسلام

مظہر کلیم ایم اے

سیاہ رنگ کی جہاز نما کار انتہائی تیز رفتاری سے شہر سے باہر جانے والی سڑک پر دوڑی چلی جا رہی تھی۔ کار پر سرخ رنگ کا ایک جھنڈا لہرا رہا تھا جس کے درمیان میں سیاہ رنگ کا ایک دائرہ بنا ہوا تھا اور اس دائرے کے اندر زرد رنگ کا کراس تھا۔ یہ روسیاہ کی طاقتور سیکرٹ سروس کا مخصوص نشان تھا۔ ایسا نشان جسے دیکھ کر بڑے بڑے بہادروں کے دل دہل جاتے تھے۔ یہ ایسا نشان تھا جس کا سایہ بھی کسی پر پڑ جاتا تو اس کی آنکھیں بے نور ہو جاتیں۔ اس جھنڈے پر سیاہ رنگ کے حروف سے جی پی کا لفظ لکھا ہوا تھا۔ دوسرے لفظوں میں یہ جہاز نما کار کے۔ جی۔ بی کے چیف مارشل زانوف کی مخصوص گاڑی تھی اور مارشل زانوف کار پر سوار کے۔ جی۔ بی کے خفیہ ہیڈکوارٹر کی طرف بڑھا چلا جا رہا تھا۔

مارشل زانوف کار کی پچھلی نشست پر کلف لگے ہوئے کپڑے کی طرح اکڑا ہوا بیٹھا تھا۔ اس کے سر کے بال برف کی طرح سفید تھے جو اس کی عمر کی غمازی

مگر سرخ و سفید چہرے پر بے حد خوبصورت لگتے تھے۔ البتہ اس کی بڑی بڑی مونچھوں کا رنگ رات کی طرح سیاہ تھا جس کی وجہ سے مارشل زاتوروسے کا چہرہ انتہائی رعب دار بن گیا تھا۔ اس کی بڑی بڑی آنکھیں کبوتر کے خون کی طرح سرخ تھیں جو چہرے پر چھائی ہوئی بے پناہ سنجیدگی نے اسے مجسم وحشت بنا دیا تھا۔ اور اس کی شخصیت تھی بھی ایسی۔ مارشل زاتوروسے روسیاہ جیسی سپر پاور اور عظیم ترین ملک کا سب سے اہم شخص تھا۔ اسے روسیاہ میں ایسی حیثیت حاصل تھی کہ روسیاہ کی حکومت کے اعلیٰ ترین عہدے دار اس کا نام سنتے ہی خوف سے کانپنے لگ جاتے تھے۔ کیونکہ حکومت اور فوج دونوں اس کی مٹھی میں رہتے تھے۔ وہ جب چاہتا آنکھ کے ایک اشارے سے حکومت بدل سکتا تھا۔

کار کی ڈرائیونگ سیٹ پر ایک بھاری جثے کا حامل نوجوان میجر زیکانا موجود تھا جس کے مضبوط ہاتھوں میں کار کا سٹیرنگ کسی کھلونے کی طرح لگ رہا تھا۔ میجر زیکانا مارشل زاتوروسے کا بیک وقت ڈرائیور بھی تھا، باڈی گارڈ اور سیکرٹری خاص بھی۔ مارشل زاتوروسے کو اس کی ذہانت، دلیری اور چستی پر بے حد ناز تھا۔ اس لئے وہ اسے ہر وقت اپنے ساتھ رکھتا تھا۔

"میجر ___ زیکانا" مارشل زاتوروسے نے بھاری مگر کرخت لہجے میں میجر زیکانا سے مخاطب ہو کر کہا۔

"یس چیف ___" میجر نے مودبانہ مگر چست لہجے میں جواب دیتے ہوئے کہا۔

"تمہارا کیا خیال ہے ___ کیا پاکیشیا سیکرٹ سروس ہمارے منصوبے میں رکاوٹ ڈال سکتی ہے" ___ مارشل زاتوروسے نے پاکیشیا سیکرٹ سروس کے

ان کا نام بڑے تحقیر آمیز لہجے میں ادا کرتے ہوئے کہا۔

"چیف ___ کے جی بی کے مقابلے میں پاکیشیا کی سیکرٹ سروس ایک تنکے کی حیثیت بھی نہیں رکھتی ___ کے جی بی جب چاہے اس تنکے کو مچھر کی طرح مسل دینے کی طاقت رکھتی ہے" ___ میجر زیکانا نے فخریہ انداز میں جواب دیا۔

"ہونہہ ___ مگر چیف کا خیال دوسرا ہے ___ وہ سمجھتا ہے کہ پاکیشیا سیکرٹ سروس ہمیں شکست دے سکتی ہے" ___ مارشل زاتوروسے نے بھاری لہجے میں کہا۔

"ناممکن چیف ___ ایسا تو قطعی ناممکن ہے ___ اور چیف کا یہ فقرہ کے جی بی کی توہین ہے" ___ میجر زیکانا نے کہا۔

"گڈ ___ میں بھی یہی سوچ رہا ہوں ___ اور یقین رکھو چیف کو اس توہین کی عبرتناک سزا دی جائے گی" ___ مارشل زاتوروسے نے غضبناک لہجے میں کہا اور میجر زیکانا نے جواب میں سر ہلا دیا۔

ظاہر ہے اب چیف کے لئے عبرتناک موت مقدر ہو چکی تھی کیونکہ وہ جانتا تھا کہ مارشل زاتوروسے کے منہ سے نکلے ہوئے الفاظ اٹل ہوتے ہیں۔

کار شہر سے کافی دور آنے کے بعد ایک ذیلی سڑک پر مڑتی چلی گئی۔ اور تھوڑی دیر بعد وہ ایک بہت بڑے زرعی فارم کے گیٹ پر پہنچ کر رک گئی۔ فارم کا گیٹ بند تھا۔

میجر زیکانا نے کار روک کر چند لمحے انتظار کیا۔ پھر اس نے ہاتھ بڑھا کر ڈیش بورڈ پر لگے ہوئے ایک بٹن کو دبا دیا۔ دوسرے لمحے فارم کا گیٹ خود بخود کھلتا چلا گیا۔ یہ فارم کے جی بی کے خفیہ ہیڈ کوارٹر کا مرکزی دروازہ تھا اور

اس فارم کے ارد گرد پانچ سو گز تک ایسا خود کار سائنسی نظام نصب تھا کہ مکھی بھی اس مخصوص ایریے میں داخل ہوتی تو کمپیوٹر نما بڑی بڑی مشینیں اس کا مکمل جائزہ لے لیتی ہیں۔

میجر پکاشا کو معلوم تھا کہ کار جیسے ہی اس ایریے میں داخل ہوئی ہو گی اسے مع سواریوں کے مکمل طور پر چیک کر لیا گیا ہو گا اور او کے ہونے کی صورت میں ہی گیٹ کھل سکتا تھا۔

گیٹ کھلتے ہی میجر پکاشا کار فارم کے اندر لیتا چلا گیا۔ یہ فارم پرانے زمانے کی بنی ہوئی ایک عام سی عمارت تھی جس میں ہر طرف سبزیوں کے ریج اور ناکارہ قسم کی مشینری بکھری پڑی تھی۔

کار جیسے ہی فارم کے پورچ میں پہنچی۔ پلیٹ فارم کا وہی حصہ جس پر کار موجود تھی تیزی سے زمین میں دھنستا چلا گیا اور چند لمحوں بعد کار چوڑی سی طویل سرنگ میں دوڑتی چلی جا رہی تھی۔

سرنگ کا اختتام ایک بڑے سے دروازے پر ہوا۔ کار کے وہاں پہنچتے ہی دروازہ خود بخود کھلتا چلا گیا اور کار دروازہ کراس کر کے اندر داخل ہو گئی۔ اب کار ایک بڑے سے کمرے کے درمیان میں موجود تھی۔ میجر پکاشا نے کار روکی اور پھر تیزی سے نیچے اتر کر اس نے پچھلی نشست کا دروازہ کھولا اور مارشل زاتور باہر نکل آیا۔ اس کے جسم پر نیلے رنگ کا سوٹ تھا جس کے سینے پر جی۔ پی کا مخصوص نشان موجود تھا۔

مارشل زاتور کار سے نکل کر قدم بڑھاتا ہوا کمرے میں موجود ایک دروازے کی طرف بڑھتا چلا گیا۔ میجر پکاشا بڑے مودبانہ انداز میں اس کے پیچھے تھا۔ دروازہ کراس کر کے وہ ایک چھوٹی سی راہداری میں پہنچ گئے۔

راہداری کے آخر میں ایک اور دروازہ نظر آ رہا تھا جس پر سرخ رنگ کا بلب تیزی سے جل بجھ رہا تھا۔

جیسے ہی مارشل زاتور دروازے کے قریب پہنچا سرخ رنگ کا بلب تیزی سے سبز رنگ میں تبدیل ہو گیا اور دروازہ خود بخود کھلتا چلا گیا۔ اس پورے ہیڈ کوارٹر میں کہیں بھی کوئی انسان پہرے دار موجود نہ تھا۔ تمام کام مشینیں کرتی تھیں۔

دروازہ کھلتے ہی مارشل زاتور اندر داخل ہوا۔ اس کی گردن اکڑی ہوئی تھی اور بڑی بڑی مونچھیں جوش سے پھڑپھڑا رہی تھیں۔ اس کے بعد میجر پکاشا کے اندر داخل ہوتے ہی دروازہ خود بخود بند ہوتا چلا گیا۔ اب وہ دونوں ایک وسیع و عریض ہال میں پہنچ گئے تھے جس کے درمیان میں ایک بڑی سی بیضوی میز کے دونوں اطراف میں بارہ کرسیاں موجود تھیں۔ ایک بڑی سی کرسی ایک سائیڈ میں رکھی ہوئی تھی۔ ان بارہ کرسیوں پر بارہ افراد موجود تھے جیسے ہی مارشل زاتور اندر داخل ہوا ہال میں موجود سب افراد تیزی سے اس کے استقبال کے لئے اٹھ کھڑے ہوئے۔ مارشل زاتور سر ہلاتا ہوا بڑی کرسی پر بیٹھ گیا۔ میجر پکاشا اس کی پشت پر کھڑا ہو گیا۔ اس کی تیز نظروں نے پورے ہال اور اس میں بیٹھے ہوئے افراد کا جائزہ لینا شروع کر دیا۔ میز کے گرد موجود کرسیوں پر کے۔ جی۔ بی کے مختلف شعبوں کے اعلیٰ عہدیداروں کے ساتھ ساتھ فارن ایکشن ڈائریکٹر، سپیشل سروس اور ایئر مل سروس کے سربراہ بھی موجود تھے اور ان میں روسیاہ کی سپیشل سروس کا چیف ڈاکٹر کیوبچ جو گوشت بھی موجود تھا جس کے متعلق آج یہاں فیصلہ سنایا جانا تھا۔

آج کی اس اعلیٰ سطحی میٹنگ کا مقصد یہ ہے کہ ہم اس منصوبے کی رفتار

کا جائزہ۔ لیکن جو ہم نے پاکیشیا کے خلاف بنایا ہے ـــــ ایڈمل زاگوس نے بڑے نمکانہ بیٹی میں گفتگو کا آغاز کرتے ہوئے کہا۔

"مصنوعی انسان تیار کرنے والا کارخانہ عنقریب اپنی مصروفیت پیداوار شروع کرنے والا ہے ـــــ ماہرین کے ابتدائی جائزے کے مطابق پاکیشیا کی مکمل تباہی کے لئے ایک ہزار مصنوعی انسانوں کی فوری ضرورت ہے۔ اور کارخانہ یہ تعداد ایک ہفتے کے اندر پوری کرے گا ـــــ ان مصنوعی انسانوں کو شروع میں پاکیشیا کے اہم دفاعی اڈوں۔ پلوں۔ ڈیموں۔ بجلی گھروں اور حساس مراکز پر تعینات کیا جائے گا ـــــ اس کے بعد جیسے جیسے پیداوار بڑھتی جائے گی ـــــ باقی جنوبی جگہوں پر بھی مصنوعی انسانوں کی تعیناتی کر دی جائے گی ـــــ اور پھر بیک وقت ان مصنوعی انسانوں کے جسموں میں موجود طاقتور ترین بم پھاڑ دیئے جائیں گے اور اس طرح ایک ہی وقت میں پورا پاکیشیا بری طرح تباہ و مفلوج ہو کر رہ جائے گا۔ اور وہ وقت ایسا ہوگا جب پاکیشیا پر حملہ کر کے قبضہ کیا جا سکتا ہے ـــــ یا وہاں اپنی مرضی کی حکومت لائی جا سکتی ہے" ـــــ مارشل زاگوس کے قریب بیٹھے ہوئے ایک ادھیڑ عمر مرد نے کھڑے ہو کر تفصیل بیان کرتے ہوئے کہا۔

"اس کا مطلب ہے کہ ایک ہفتے بعد ان انسانوں کو پاکیشیا بھیجنے کے انتظامات شروع ہو سکیں گے ـــــ اس کے لئے تفصیلات اور طریقہ کار طے کر لیا گیا ہے" ـــــ؟ مارشل زاگوس نے پوچھا۔

"یس چیف! ... یہ تمام انتظامات مکمل ہو چکے ہیں ... مارگٹ چیف لئے گئے ہیں ... پاکیشیا میں ہمارے ایجنٹ اس منصوبے پر عمل درآمد کے

لیے پوری طرح تیار ہیں ـــــ تفصیلات اس فائل میں ہیں" ـــــ دائیں طرف بیٹھے ہوئے ایک ممبر نے اپنے سامنے رکھی ہوئی سرخ رنگ کی فائل بڑے ادب سے مارشل زاگوس کے سامنے رکھتے ہوئے کہا۔

مارشل زاگوس نے فائل کھول کر اس کا مطالعہ شروع کر دیا۔ جب فائل میں موجود تمام صفحات کا اسی طرح مطالعہ کر چکا تو اس نے پیچھے کھڑے ہوئے سیکرٹری کی طرف ہاتھ بڑھایا۔ سیکرٹری نے بڑی پھرتی اور ادب سے جیب سے قلم نکال کر مارشل زاگوس کے ہاتھ میں تھما دیا اور مارشل زاگوس نے رپورٹ کے آخر میں تجاویز کی حتمی منظوری کے دستخط ثبت کر دیئے اور فائل بند کر کے دوبارہ اس آدمی کی طرف بڑھا دی۔

"کے جی بی کے ٹاپ سیکرٹ ایجنٹ اسپارک کو جس مشن پر بھیجا گیا تھا اس کے متعلق کیا رپورٹ ہے" ـــــ؟ مارشل زاگوس نے اچانک انتہائی بائیں جانب بیٹھے ہوئے شخص سے مخاطب ہو کر سوال کیا۔ اس کا لہجہ انتہائی ترش تھا۔

"مجھے افسوس ہے جناب! ... اسپارک اپنے مقصد میں کامیاب نہیں ہو سکا ـــــ ابتدائی طور پر اس نے مکمل کامیابی حاصل کر لی تھی۔ اس نے سیکرٹری وزارت خارجہ کو اغوا کر لیا اور پھر اسے تابوت میں بند کر کے وہ تابوت سمیت جہاز میں سوار ہونے میں بھی کامیاب ہو گیا ـــــ اور جہاز فضا میں پہنچ بھی گیا ـــــ جس پر ایئرپورٹ پر موجود ہمارے ایجنٹ مطمئن ہو کر واپس چلے گئے۔ لیکن ہمارا اچانک جہاز کو واپس بلا لیا گیا اور پھر کارروائی کر کے اسپارک کو جہاز سے جبراً نیچے اتار لیا گیا ... تابوت بھی اتار لیا گیا ـــــ اسپارک نے طویل جنگ لڑی ـــــ جہاز کے سیکنڈ پائلٹ

کو ختم کر دیا ——— لیکن گوریلا کارروائی کرنے والے انتہائی ہوشیار، ذہین اور چالاک نکلے اور وہ آخر کار اسپارک کو واپس لے جانے میں کامیاب ہو گئے جب پاکیشیا میں موجود ایجنٹوں کو اس کی اطلاع ملی تو وہ حرکت میں آ گئے لیکن باوجود کوشش کے وہ ابھی تک اسپارک کو تلاش کرنے میں کامیاب نہیں ہو سکے ——— ان کے خیال میں اسپارک کو ہلاک کر کے اس کی لاش کو کہیں دبا دیا گیا ہے ——— سر سلطان سیکرٹری وزارت خارجہ چونکہ دوبارہ ہسپتال میں رہنے کے بجائے وہ دوبارہ اپنے کام میں مصروف ہیں" اس آدمی نے کھڑے ہو کر بڑے مؤدبانہ لہجے میں تفصیل بتاتے ہوئے کہا۔

"اوہ ویری بیڈ نیوز ——— اسپارک جیسے آدمی کی دماغی ناکامی سے صاف ظاہر ہے کہ وہ لوگ ہماری توقع سے زیادہ چالاک اور ہوشیار ہیں ——— اور اسپارک کی زندہ گرفتاری کا مطلب یہ ہے کہ انہوں نے اسپارک سے ان تمام منصوبوں کے متعلق پیشتر جان لیا ہوگا ——— اور وہ اس کے خلاف حرکت میں آ چکے ہوں گے" ——— مارشل زاتورے نے ہونٹ چباتے ہوئے انتہائی تلخ لہجے میں کہا۔

"یس سر ——— میں آپ کی خدمت میں یہی رپورٹ دینے کے لئے میٹنگ میں حاضر ہوا ہوں ——— پاکیشیا سیکرٹ سروس کو تمام منصوبوں کا پوری طرح علم ہو چکا ہے ——— اور وہ نہ صرف حرکت میں آ چکے ہیں ——— بلکہ تھوڑی دیر پہلے کافرستان میں روسیاہ کی اسپیشل سروس کے ایجنٹوں نے یہ حیرت انگیز خبر بھی دی ہے کہ کافرستان کی ماہیہ سیکرٹ سروس مہادیو چکر کا ہیڈ کوارٹر اور وہ کارخانہ جس میں پاکیشیا کے دس کروڑ افراد کو پاگل بنانے کے لئے کیمیکل تیار ہو رہا تھا

مکمل اور پر تباہ کر دیا گیا ہے ——— مہادیو چکر کے سربراہ الیشور داس کی لاش بھی مل گئی ہے ——— کافرستان کی سیکرٹ سروس کا چیف شاگل ہسپتال میں پڑا ہوا ہے ——— اس کا بیان ہے کہ صرف دو دن قبل اچانک پاکیشیا سیکرٹ سروس کے افراد ایک شخص علی عمران کی سربراہی میں پیرا شوٹوں کے ذریعے کافرستان کے پہاڑی علاقے سدگام میں اترے اور پھر انہوں نے انتہائی تیز رفتاری سے کام کرتے ہوئے ہیڈ کوارٹر اور کارخانہ تباہ کر دیا ——— اس طرح سے فریقین کا لوئس کا پہلا منصوبہ مکمل طور پر تباہ ہو گیا ——— اب کافرستان کو دوبارہ کارخانہ تعمیر کرنے اور ہیڈ کوارٹر بنانے کے لئے کم از کم پانچ سال کا طویل عرصہ درکار ہے" ——— جینوٹ نے کھڑے ہو کر کہا۔ اس کا لہجہ پر جوش تھا۔

"اوہ ——— اگر ایسا ہوا ہے تو واقعی حیرت انگیز ہے ——— اس کا مطلب ہے کہ مجھے اپنا سابقہ فیصلہ بدلنا ہوگا ——— تمہارے بیان کے مطابق تو پاکیشیا سیکرٹ سروس انتہائی ذہین ـ چالاک ـ دلیر اور تیز رفتاری سے کام کرنے والی سروس ہے" ——— مارشل زاتورے نے کہا اور پھر یکلخت ٹکاما نے پیچھے کھڑے ہوتے ایک طویل سانس لیا۔ وہ سمجھ گیا کہ مارشل زاتورے کس فیصلے کی بات کر رہا ہے۔

"آپ کس فیصلے کی بات کر رہے ہیں جناب" ——— جینوٹ نے حیرت بھرے لہجے میں پوچھا۔

"تم نے پہلے پاکیشیا سیکرٹ سروس کی تعریف کی تھی ——— جسے میں نے کے جی ـ ایل ای تو میں گڑبڑا تھا اور تمہیں اس کی سزا دینے کا فیصلہ میں نے کر لیا تھا ——— جو ظاہر ہے سزائے موت سے کم کیا ہو سکتا تھا لیکن

اب تمہاری رپورٹ بتا رہی ہے کہ تمہارا پہلا بیان کسی حد تک حقیقت پر مبنی ہے ۔۔۔ اس لئے میں نے فیصلہ بدل لیا ہے۔ تمہاری سزائے موت منسوخ کر دی گئی ہے ۔ ۔۔۔ تمہاری رپورٹ سے ظاہر ہے کہ پاکیشیا سیکرٹ سروس سے مقابلہ کرتے ہوئے ہی جی۔ پی کو کچھ تکلیف آئے گی" ۔۔۔ مارشل زانور نے جواب دیا اور چیخوف کا چہرہ جو سزائے موت کا ذکر سن کر یکدم زرد پڑ گیا تھا اس کی منسوخی کا سن کر دوبارہ بحال ہو گیا۔

"آپ کا شکریہ جناب! ۔۔۔ ویسے میں کہہ ... جی۔ پی کی توہین کا تو خواب بھی تصور نہیں کر سکتا۔ لیکن میں یہ فرض سمجھتا تھا کہ ہم پاکیشیا سیکرٹ سروس کو کمزور نہ سمجھیں ۔۔۔ یہ بات تو بہرحال طے ہے کہ پاکیشیا سیکرٹ سروس چاہے جتنی ہی چالاک، دلیر اور ذہین ہو ۔۔۔ کہ جی۔ پی سے ایک لمحے کے لئے بھی مقابلہ نہیں کر سکتی ۔۔۔ لیکن پھر بھی ہمیں ان سے پوری طرح ہوشیار رہنا چاہئے" ۔ چیخوف نے حتی الامکان بات کو گول کرتے ہوئے جواب دیا

"ٹھیک ہے۔ تمہاری بات نوٹ کر لی گئی ہے ... تم بیٹھ جاؤ۔ اور اب ہم نے اس بات پر غور کرنا ہے کہ ہمارے منصوبے کے سلسلے میں پاکیشیا سیکرٹ سروس کا کیا منصوبہ ہے اور وہ اسے کیسے سرانجام دیں گے؟" مارشل زانور نے چیخوف کو کرسی پر بیٹھنے کے لئے ہاتھ کا اشارہ کرتے ہوئے کہا۔

"چیف! ۔۔۔ میرا خیال ہے کہ پاکیشیا سیکرٹ سروس کافرستان کے بعد اب روسیاہ میں مصنوعی انسان بنانے والے کارخانے کو تباہ کرنے کے منصوبے پر عمل کرے گی ۔۔۔ اور ظاہر ہے اس کے لئے وہ جس طرح

کافرستان میں داخل ہوئے ہیں اسی طرح وہ یہاں بھی داخل ہوں گے" ۔۔
ایک ادھیڑ عمر شخص نے کھڑے ہو کر بڑے مودبانہ لہجے میں کہا۔

"لیکن باس کارخانے کے بارے میں انہیں معلومات کہاں سے ملیں گی ۔۔۔؟ اور پھر کے جی۔ پی کی نظروں میں آئے بغیر وہ روسیاہ میں کس طرح داخل ہو سکتے ہیں" ۔۔۔ مارشل زانور نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

"مجھے کچھ کہنے کی اجازت ہے" ۔۔۔ اچانک اب تک خاموش بیٹھے ہوئے ایک نوجوان نے کھڑے ہوتے ہوئے کہا۔ یہ کے جی۔ پی کے پلاننگ شعبہ کا چیف لیمورش تھا۔

"ہاں مسٹر لیمورش! ۔۔۔ آپ کیا کہنا چاہتے ہیں کھل کر بات کیجئے" ۔۔ مارشل زانور نے اس کی حوصلہ افزائی کرتے ہوئے کہا۔

"باس! ۔۔۔ گزشتہ کئی دنوں سے مجھے رپورٹیں مل رہی ہیں کہ مختلف قسم کے افراد خفیہ کارخانے کے گرد دیکھے جا رہے ہیں ... میں نے ان کی مکمل نگرانی کا حکم دے دیا ہے ... ابھی ابھی مجھے رپورٹ ملی ہے کہ ان کی رہائش گاہوں کی خفیہ تلاشی سے یہ معلوم ہوا ہے کہ وہ ایک ماہر ایشیا کے علمی ماہرین سے مل چکے ہیں" ۔۔۔ لیمورش نے کہا۔

"اوہ! ۔۔۔ تو پھر اب تک انہیں گولی کیوں نہیں ماری گئی ... روسیاہ میں ایسے افراد کا وجود ایک لمحے کے لئے بھی برداشت نہیں کیا جا سکتا" ۔ مارشل زانور نے انتہائی کھردرے لہجے میں کہا۔

"باس! ۔۔۔ وہ ہماری نظروں میں ہیں ۔۔۔ انہیں کسی بھی وقت گرفتار کیا جا سکتا ہے اور گولی ماری جا سکتی ہے ۔۔۔ لیکن میں نے

یہ سوچا کہ صرف ان کی مکمل نگرانی کا حکم دیا ہے کہ زیرو لینڈ پاکیشیا سیکرٹ سروس ان سے رابطہ قائم کرے اور ان کے ذریعے زیرو سیاہ میں داخل ہونے کی کوشش کرے ۔۔۔ اس طرح پاکیشیا سیکرٹ سروس خود بخود ہماری نظروں میں آسکتی ہے اور ہم ان تینوں کے ساتھ ساتھ ان کا بھی آسانی سے خاتمہ کر سکتے ہیں" ۔۔۔ لیموٹن نے جواب دیا۔

"گڈ ۔۔۔ یہ تمہارا اچھا آئیڈیا ہے ۔۔۔ ٹھیک ہے ان کی نگرانی جاری رکھو ۔۔۔ اور سنو! ۔۔۔ کے جی بی کے تمام شعبوں کو یہ حکم دیا جاتا ہے کہ وہ پورے ملک میں اپنا حفاظتی نظام انتہائی سخت کر دیں ۔۔۔ ہر داخل ہونے والے کو چاہے وہ کسی بھی گروپ میں داخل ہو، کی سخت چیکنگ کی جائے ۔۔۔ تمام سرحدی چوکیوں کو الرٹ کر دیا جائے اور خاص طور پر کارمانے کے گرد حفاظتی نظام کو انتہائی سخت کر دیا جائے ۔۔۔ تمام شعبے پوری طرح حرکت میں آجائیں ۔۔۔ ایک دوسرے سے مکمل اور مضبوط رابطہ قائم رکھیں میں معمولی سی کوتاہی بھی برداشت نہیں کروں گا ۔۔۔ اور مجھے ہر چھوٹی اطلاع ملے مجھے براہ راست اطلاع دی جائے تاکہ میں بروقت احکامات صادر کر سکوں" ۔۔۔ مارشل زانوف نے بڑے تحکمانہ لہجے میں آخری ہدایات جاری کرتے ہوئے کہا۔

"آپ کے حکم کی مکمل تعمیل ہوگی جناب" ۔۔۔ سب ممبروں نے یک زبان ہو کر جواب دیا۔

"چیخوف" ۔۔۔ مارشل زانوف نے اپنے نائب چیخوف سے مخاطب ہوتے ہوئے کہا۔

"یس باس" ۔۔۔ چیخوف نے کرسی سے اٹھ کر کھڑے ہوتے ہوئے

مودبانہ لہجے میں کہا۔

"تمہارے پاس پاکیشیا سیکرٹ سروس کے ارکان اور اس شخص علی عمران کے حلیئے، قد و قامت اور دیگر معلومات کے بارے میں کوئی اطلاعات ہیں" ۔۔۔ مارشل زانوف نے کہا۔

"یس باس! ۔۔۔ میری سروس کے پاس ان کی مکمل فائلیں موجود ہیں" چیخوف نے جواب دیا۔

"او کے! ۔۔۔ تم یہ تمام معلومات کے جی بی کے ہیڈ کوارٹر بھجوا دو تاکہ انہیں تمام شعبوں میں تقسیم کیا جا سکے" ۔۔۔ مارشل زانوف نے کہا اور چیخوف نے اثبات میں سر ہلا دیا۔

"میٹنگ برخواست" ۔۔۔ مارشل زانوف نے کہا اور اٹھ کر تیزی سے بیرونی دروازے کی طرف بڑھتا چلا گیا۔ چیخوف کا نمبر اس کے پیچھے تھا۔ جب وہ دونوں کمرے سے باہر نکل گئے تو باقی ممبران آپس میں مزید بات چیت کے لئے رک گئے تاکہ پاکیشیا سیکرٹ سروس کے خلاف کوئی متفقہ لائحہ عمل تیار کیا جا سکے۔

ٹیڑھے میڑھے پہاڑی راستوں میں گہرے براؤن رنگ کی چھوٹی سی جیپ خاصی تیز رفتاری سے دوڑتی چلی جا رہی تھی۔ یہ راستہ اتنا تنگ اور دشوار گزار تھا کہ اس پر جیپ کو صحیح سلامت لے جانا تقریباً ناممکن نظر آ رہا تھا۔ لیکن سٹیئرنگ پر جب عمران بیٹھا ہو تو پھر ناممکن کام بھی ممکن ہو جاتا ہے۔ وہ بار بار سٹیئرنگ کو اتنی تیزی سے دائیں بائیں کاٹ رہا تھا کہ جیپ کبھی تیزی سے ایک طرف جھک جاتی اور کبھی دوسری طرف۔ اور ہر لمحہ یوں محسوس ہوتا جیسے ابھی پلک جھپکنے میں جیپ ہزاروں فٹ گہری غاروں میں جا گرے گی مگر عین آخری لمحے میں جیپ سنبھل جاتی۔

عمران کے ساتھ والی سیٹ پر کیپٹن شکیل اور رانا تنویر بیٹھے ہوئے تھے جبکہ پچھلی سیٹوں پر سیکرٹ سروس کے دوسرے ممبران براجمان تھے۔ اس بار عمران نے جولیا، جوزف اور جوانا کو اپنے ہمراہ نہ لایا تھا۔ کیونکہ جوزف اور جوانا کسی طرح بھی یکسر آپ میں چھپ نہ سکتے تھے اور جولیا شدید زخمی تھی

کافرستانی مہم میں گو عمران سمیت تمام ممبرز زخمی ہوئے تھے لیکن اس کے باوجود عمران نے دیر کرنا مناسب نہ سمجھی اور کافرستان سے فوری طور پر واپس پاکیشیا پہنچنے کے بعد اس نے روسیاہ میں داخل ہونے کا پروگرام مرتب کر لیا اور پھر وہ ایک خصوصی طیارے کے ذریعے ہمسایہ ملک آزان کے سرحدی علاقے میں پہنچ گئے جس کے ساتھ روسیاہ کا پہاڑی علاقہ لگتا تھا اور آزان میں پاکیشیا سیکرٹ سروس کے فارن گروپ نے انہیں ہر قسم کی امداد دینے کے ساتھ ساتھ روسیاہی علاقے میں خفیہ طور پر داخل ہونے کے تمام انتظامات بھی مکمل کر دیئے تھے۔

اس وقت وہ سب روسیاہی میک اپ میں تھے۔ ان کی جیبوں میں ایسے کاغذات موجود تھے جن سے یہ ظاہر ہوتا تھا کہ وہ جغرافیائی سروے ٹیم کے ممبر ہوں۔ جیپ پر بھی جغرافیائی سروے ٹیم کا مخصوص نشان موجود تھا انہیں سفر کرتے ہوئے مسلسل دو گھنٹے ہو گئے تھے اور اب نقشے کے مطابق وہ روسیاہی سرحد میں داخل ہو چکے تھے۔ اس لئے عمران جیپ چلانے کے ساتھ ساتھ چوکنے انداز میں ادھر ادھر کا جائزہ بھی لے رہا تھا۔

"عمران صاحب! ـــ روسیاہ میں مصنوعی انسان بنانے والے کارخانے کی تلاش تو ایک مسئلہ ہو گی" ـــــ کیپٹن شکیل نے عمران سے مخاطب ہو کر کہا۔

"ایسی کوئی بات نہیں۔ ـــ روسیاہ میں سیکرٹ سروس کا فارن گروپ موجود ہے ـــــ ایکسٹو نے ان کی معرفت اس کارخانے کا محل وقوع کسی حد تک تلاش کر لیا ہے ... یہ کارخانہ انہی پہاڑیوں کے اختتام پر ہے

سو کلومیٹر کے فاصلے پر ایک شہر زد گاماش میں زیرِ زمین موجود ہے۔ لیکن اس کا صحیح محل وقوع وہاں جاکر ہی معلوم ہوگا" ——— عمران نے بڑے سنجیدہ لہجے میں جواب دیتے ہوئے کہا اور کیپٹن شکیل کے ساتھ ساتھ صفدر نے بھی سر ہلا دیا۔

چونکہ سیکرٹ سروس پہلی بار روسیاہ میں کسی مشن پر جا رہی تھی اس لئے وہاں کے متعلق ان میں سے کسی کو بھی کچھ معلوم نہ تھا اور اس کے ساتھ ساتھ انہیں اچھی طرح معلوم تھا کہ اس بار مقابلہ کے۔جی۔بی جیسی خطرناک اور طاقتور ترین تنظیم سے اس کے اپنے ملک میں ہوگا۔ اگر کے۔جی۔بی جیسی تنظیم اور ان کے بے پناہ اور جدید ترین وسائل کو سامنے رکھ کر دیکھا جائے تو یہ مٹھی بھر لوگ ان کے مقابلے میں حقیر تنکوں سے زیادہ وقعت نہ رکھتے تھے۔ لیکن یہ مٹھی بھر لوگ اپنے ملک کی سلامتی پر جان قربان کر دینے والے لوگ تھے۔ ان کے دلوں میں صرف ایک ہی جذبہ تھا کہ انہوں نے اپنے ملک کے دس کروڑ عوام کے ساتھ ساتھ ملک ہی کی سلامتی اور بقا کے لئے جنگ لڑنی ہے۔ اس لئے انہیں ایک لمحے کے لئے بھی یہ خیال نہ آیا تھا کہ وہ کے۔جی۔بی کے مقابلے میں کمتر ہیں بلکہ ہر شخص کے دل میں ایسے ہی خیالات تھے کہ جس قدر جلد ہو سکے وہ روسیاہ پہنچ کر کے۔جی۔بی کو بتا سکیں کہ پاکیشیا سیکرٹ سروس کسے کہتے ہیں۔

جیپ تیز رفتاری سے فاصلے کو کاٹتی ہوئی آگے بڑھتی چلی جا رہی تھی اور پھر جیسے ہی جیپ ایک تنگ سا موڑ مڑی، اچانک عمران کو زوردار انداز میں بریک لگانے پڑ گئے کیونکہ آگے راستہ ایک پہاڑی چٹان کے گرنے کی وجہ سے مکمل طور پر مسدود ہو چکا تھا۔ جیپ آہستہ

پہاڑی چٹان کے قریب پہنچ کر رک گئی۔

"یہ تو راستہ مکمل طور پر بند ہے" ——— کیپٹن شکیل نے کہا۔

"ہاں ۔۔۔ اب جیپ تو آگے نہیں جا سکتی ۔۔۔ ہمیں اسے یہیں چھوڑ کر آگے بڑھنا ہوگا" ——— عمران نے بڑے مطمئن لہجے میں کہا اور پھر دروازہ کھول کر وہ نیچے اتر آیا اور دوسرے لمحے اس کے سب ساتھی بھی نیچے اتر آئے۔

"سامان کمروں پر لادو اور چلو" ——— عمران نے دروازہ کھول کر سیٹ کے نیچے رکھے ہوئے ایک بیگ کو گھسیٹ کر باہر نکالتے ہوئے کہا۔ اور پھر تھوڑی دیر بعد وہ بیگ پشت پر لادے چٹان کو کراس کر کے پیدل ہی آگے بڑھتے چلے گئے۔

ابھی انہوں نے تھوڑا سا فاصلہ ہی طے کیا ہوگا کہ اچانک عمران کی کلائی پر بندھی گھڑی میں ٹک ٹک شروع ہو گئیں۔ اس نے تیزی سے ہاتھ بڑھا کر کلائی پر بندھی ہوئی گھڑی نما ٹرانسمیٹر کا ونڈ بٹن مخصوص انداز میں دبا دیا اور دوسرے لمحے گھڑی میں سے ایک باریک سی آواز نکلنے لگی۔

"ہیلو ہیلو! ——— ہشتن تھرٹی ون کالنگ ۔۔۔ اوور" ..... بولنے والے کا لہجہ دبا دبا سا تھا۔

"یس! ——— ہشتن تھرٹی ون سپیکنگ ۔۔۔ اوور" ——— عمران نے گھڑی سے منہ کو قریب کرتے ہوئے کہا۔

"آپ لوگ ٹیڑھی پہاڑی کو پار کر چکے ہیں یا نہیں۔ اوور؟" ——— دوسری طرف سے پریشان سے لہجے میں پوچھا گیا۔

"ہم ٹیڑھی پہاڑی کو پار کر کے اب الٹی پہاڑی پر موجود ہیں۔ راستہ

ایک چٹان گرنے سے بند ہو گیا تھا اس لئے جیپ وہیں چھوڑ کر پیدل چل رہے ہیں۔ اوور"۔۔۔ عمران نے ادھر اُدھر دیکھتے ہوئے کہا۔

"اوہ!۔ آپ فوری طور پر سڑک چھوڑ کر دائیں طرف والی پہاڑی سے نیچے اترنا شروع کر دیں۔۔۔ یہاں اچانک حالات بدل گئے ہیں کے۔ جی۔ بی نے تھرڈ ون کو گرفتار کر لیا ہے اور شاید اس پر تشدد کر کے اس سے آپ کی آمد کے متعلق سب کچھ معلوم کر لیا ہے۔۔۔ کیونکہ تھرڈ ون کے ساتھ ساتھ تھرڈ ٹو اور تھرڈ تھری کو بھی اچانک گرفتار کر لیا گیا ہے۔۔۔ چونکہ میرے متعلق تھرڈ ون کو پورا علم نہ تھا اس لئے میں ابھی بچا ہوا ہوں۔۔۔ اور کے۔ جی۔ بی کے مسلح فوجیوں کی جیپیں ابھی پہاڑیوں پر جاتی ہوئی دیکھی گئی ہیں۔ اوور"۔۔۔ دوسری طرف سے پریشان لہجے میں کہا گیا۔

"اوہ!۔۔۔ مگر اب آگے بڑھنے کے انتظامات کا کیا ہوگا۔ اوور"؟ عمران نے چونک کر پوچھا۔

"آپ بے فکر رہیں۔۔۔ میں نے متبادل انتظام کر لیا ہے۔ آپ دائیں طرف والی پہاڑی پر جس پر چونے کے پتھروں کی کثرت ہے جب نیچے اتریں گے تو تھوڑی دیر بعد آپ کو ایسی چٹان نظر آئے گی جو عورت کے سر کی طرح ہے۔ اس چٹان کے ساتھ ہی ایک تنگ سا درہ موجود ہے۔۔۔ اس درے میں سے ہو کر آپ ایک بڑے سے غار میں داخل ہو جائیں گے۔۔۔ میں وہاں پہنچ جاؤں گا۔ آپ فوری طور پر اس غار میں پناہ لے لیں تاکہ اگر کے۔ جی۔ بی پہاڑیوں پر ریڈ کرے تو آپ ان سے محفوظ رہ سکیں۔ اوور"۔۔۔ دوسری طرف سے کہا گیا۔

"ٹھیک ہے۔۔۔ ہم وہاں پہنچ جائیں گے۔ اوور"۔۔۔ عمران نے جواب دیا۔

"آپ وہاں ہی رکے رہیں۔۔۔ میں اس وقت وہاں پہنچوں گا جب صورت حال واضح ہو جائے گی۔ اوور"۔۔۔ دوسری طرف سے کہا گیا۔

"اوور اینڈ آل"۔۔۔ عمران نے جواب دیا اور بٹن دبا کر اس نے رابطہ ختم کیا اور وہ سب تیزی سے چونے والی پہاڑی کی دوسری طرف اترتے چلے گئے۔

تھوڑی دیر بعد انہیں وہ عورت کے سر والی چٹان نظر آ گئی اور پھر تنگ درے سے ہوتے ہوئے جلد ہی وہ بتائی گئی غار تک پہنچ گئے۔ یہ غار واقعی اس انداز میں بنی ہوئی تھی کہ اسے تلاش کرنا آسان نہ تھا۔

غار میں پہنچنے کے بعد انہوں نے سامان وغیرہ نیچے رکھا اور عمران نے اپنے ساتھیوں سے مل کر غار کے منہ پر ایک بڑا سا پتھر ٹکا دیا۔ اور پھر وہ سب غار کی دیواروں سے پشت لگا کر بیٹھ گئے۔

انہیں وہاں بیٹھے ہوئے تھوڑی ہی دیر گزری تھی کہ اچانک دور سے ہیلی کاپٹروں اور جیپوں کے شور کے ساتھ ساتھ انسانی قدموں کی آوازیں سنائی دینے لگیں۔ یوں محسوس ہو رہا تھا جیسے پہاڑیوں پر کسی فوج نے چڑھائی کر دی ہو۔ لیکن یہ آوازیں خاصی دور تھیں اس لئے وہ بالکل اطمینان سے بیٹھے رہے۔

مختلف آوازیں تقریباً ایک گھنٹے تک وقفے وقفے سے سنائی دیتی

رہیں، پھر آہستہ آہستہ خاموشی چھا گئی۔ یوں لگتا تھا جیسے وہ سب لوگ واپس چلے گئے ہوں۔

خاموشی چھا جانے کے آدھے گھنٹے بعد اچانک انہوں نے اپنے سر پر ایک ہیلی کاپٹر کی آواز سنائی دی اور عمران تیزی سے غار کے دہانے کی طرف بڑھا اور اس نے دہانے کے اوپر موجود چٹان کے درمیان رخنے سے آنکھ لگا دی اور چند لمحوں بعد اس کی نظروں نے ایک بڑے سے ہیلی کاپٹر کو جس پر کسی کمپنی کا نام اور نشان بنا ہوا تھا، اس چٹان کے قریب اترتے ہوئے دیکھا جس سے تنگ درہ اس غار کی طرف آتا تھا۔

ہیلی کاپٹر کے نیچے اترتے ہی ایک لمبا تڑنگا روسیاہ سا نوجوان ہیلی کاپٹر سے نیچے اترا اور پھر ادھر ادھر محتاط نظروں سے دیکھتا ہوا وہ تیزی سے اس غار کی طرف بڑھتا چلا آیا جس میں یہ سب لوگ موجود تھے۔

غار کے قریب آکر وہ رک گیا اور پھر اس کی آواز سنائی دی۔

"ہیلو مسٹر تھرٹی ون" ـــــ اس کی آواز دبی دبی سی تھی جیسے وہ اونچا بولنا نہ چاہتا ہو۔

عمران اس آدمی کے بولتے ہی اس کی آواز پہچان گیا۔ یہ وہی آواز تھی جس نے ٹرانسمیٹر پر اس سے بات کی تھی۔

"چٹان ہٹاؤ" ـــــ عمران نے اپنے ساتھیوں سے مخاطب ہو کر کہا اور پھر انہوں نے مل کر چٹان کو ایک طرف دھکیل دیا۔ اور وہ آدمی تیزی سے آگے بڑھتا چلا آیا۔ عمران اور اس کے ساتھی بھی غار سے باہر آ گئے تھے۔

"آپ لوگ بخیریت ہیں نا" ـــــ آنے والے نے پریشان لہجے میں پوچھا۔

"ہاں ـــ بالکل خیریت سے ہیں ـــ بلکہ آپ کی خیریت بھی نیک چاہتے ہیں۔ احوال آنکہ" ـــــ عمران کی زبان مخصوص انداز میں چل نکلی۔

"براہ کرم باتیں کم کیجئے ـــ یہاں پہاڑیوں میں بازگشت دور دور تک سنائی دیتی ہے ـــ ابھی خطرہ پوری طرح نہیں ٹلا ـــ جلدی سے نکل چلیئے" ـــــ آنے والے نے تیز لہجے میں کہا اور پھر عمران کی طرف سے جواب کا انتظار کئے بغیر وہ تیزی سے واپس ہیلی کاپٹر کی طرف مڑ گیا۔ عمران کے اشارے پر باقی ساتھی سامان اٹھا کر باہر نکلے اور آنے والے کے پیچھے چلتے ہوئے وہ تیزی سے ہیلی کاپٹر کی طرف بڑھتے چلے گئے۔

ہیلی کاپٹر خاصا بڑا تھا اس لئے وہ سب آسانی سے اس میں سما گئے اور آنے والے نے پائلٹ سیٹ سنبھالی اور چند لمحوں بعد ہی ہیلی کاپٹر فضا میں بلند ہو گیا۔

"حالات بے حد نازک ہیں ـــ ہمیں جلد از جلد کسی خفیہ مقام تک پہنچنا ہے" ـــ پائلٹ نے پریشان سے لہجے میں کہا۔

"لیکن ان حالات میں ہیلی کاپٹر لے آنے کی کیا ضرورت تھی ـــ یہ ہیلی کاپٹر کے جی بی کی نظروں سے کیسے چھپ سکتا ہے" ـــ عمران نے پہلی بار قدرے سنجیدہ لہجے میں کہا۔

"یہ ہیلی کاپٹر کے جی بی کا ہی ہے اور اس پر جس کمپنی کے مخصوص نشانات بنے ہوئے ہیں یہ کے جی بی کا ہی ایک خفیہ شعبہ ہے۔ اس لئے یہ ہیلی کاپٹر چیک نہیں ہو سکتا۔ میں نے اس کے پائلٹ کو گولی مار

کر ایک غار میں ڈال دیا تھا اور ہیلی کاپٹر لے آیا تھا" ____ پائلٹ نے جواب دیا

"اوہ! ____ مگر ہم نے جاکر وہ چیک تو نہیں کریں گے" ____ عمران نے غور سے پائلٹ کو دیکھتے ہوئے کہا۔

"رسک کی بات ہے ____ بہرحال مجھے امید ہے کہ ہم بچ نکلنے میں کامیاب ہو جائیں گے" ____ پائلٹ نے پُر اعتماد لہجے میں جواب دیا اور عمران کچھ سوچ کر خاموش ہو گیا۔ حالات ایسے تھے کہ وہ پائلٹ سے مزید بحث نہ کر سکتا تھا۔

پہاڑیوں کے اوپر سے گزرنے کے بعد ہیلی کاپٹر کھیتوں میں بنے ہوئے ایک بڑے سے زرعی فارم کے کھلے صحن میں اترتا چلا گیا۔

"باہر آجائیے ____ اس زرعی فارم سے ایک سرنگ ایک خفیہ مقام تک جاتی ہے ____ پھر وہاں حالات درست ہونے تک محفوظ رہیں گے" ____ پائلٹ نے تیز لہجے میں کہا اور عمران اور اس کے ساتھی سر ہلاتے ہوئے اپنا سامان اٹھائے تیزی سے فارم کے اندرونی حصے کی طرف بڑھتے چلے گئے۔

فارم کی عمارت پرانی اور ٹوٹی پھوٹی نظر آ رہی تھی۔ عمران اور اس کے ساتھی پائلٹ کی رہنمائی میں چلتے ہوئے ایک چھوٹے سے کمرے میں پہنچے تو پائلٹ نے فرش کے ایک کونے کو بوٹ کی نوک سے دبایا۔ دوسرے لمحے فرش کا ایک حصہ تیزی سے ایک طرف ہٹتا چلا گیا۔ اب سیڑھیاں نیچے جا رہی تھیں۔

"آپ لوگ ان سیڑھیوں پر اتر کر سرنگ میں ____ سیدھے چلتے ہوئے اس

خفیہ مقام تک پہنچ جائیں ____ میں ہیلی کاپٹر کو واپس پہاڑیوں پر چھوڑ کر ابھی آتا ہوں" ____ پائلٹ نے ایک طرف ہٹتے ہوئے کہا۔

"ٹھیک ہے" ____ عمران نے سر ہلاتے ہوئے کہا اور پھر سب سے پہلے عمران سیڑھیوں سے نیچے اترا اور اس کے بعد اس کے ساتھی بھی نیچے اترتے چلے گئے۔

سیڑھیوں کے اختتام پر واقعی ایک پرانی سی سرنگ نظر آ رہی تھی یوں لگتا تھا جیسے یہ سرنگ کئی سالوں سے استعمال میں نہ آئی ہو۔ پوری سرنگ اکھڑی پڑی تھی۔ ہر طرف کاٹھ کباڑ بکھرا پڑا تھا۔ البتہ سرنگ میں ہلکی ہلکی روشنی موجود تھی جو چھت کے قریب بنے ہوئے چھوٹے سوراخوں میں سے اندر آ رہی تھی۔ سرنگ پار کرنے کے بعد وہ ایک بہت بڑے کمرے میں پہنچ گئے۔ اس ہال نما کمرے کی حالت بھی سرنگ جیسی ہی تھی۔ البتہ یہاں روشنی اور ہوا کا انتظام نسبتاً بہتر تھا۔ کمرے میں لوہے کے چار پلنگ اور ایک میز کرسی موجود تھی۔

کمرے میں پہنچنے کے بعد انہوں نے سامان پشت سے اتار کر ایک طرف رکھا اور پھر وہ پلنگوں پر یوں بیٹھتے چلے گئے جیسے طویل سفر کے بعد کسی آرام دہ ہوٹل کے ایئر کنڈیشنڈ کمرے میں پہنچ گئے ہوں۔ کچھ بھی ہو بہرحال یہ مقام فوری طور پر خاصا محفوظ نظر آ رہا تھا۔ عمران نے غور سے کمرے کو چاروں طرف دیکھا اور پھر اس نے اندرونی جیب سے کائیگر نکال کر کمرے کی دیواروں کو چیک کرنا شروع کر دیا۔ اسے خطرہ تھا کہ کہیں کمرے میں کوئی مائیکروفون یا کیمرہ فٹ نہ ہو۔ مگر کائیگر کی آواز نہ نکلی تو عمران کے چہرے پر بھی اطمینان کے آثار چھاتے چلے گئے۔

چھوٹے سے کمرے کے درمیان میں تین کرسیاں بچھی ہوئی تھیں
اور ان تینوں پر تین نوجوان چمڑے کی مضبوط بیلٹوں سے بندھے ہوئے
بیٹھے تھے۔ انکے سر ایک طرف کو جھکے ہوئے تھے اور آنکھیں بند تھیں جو
پہنا ہوا لباس بری طرح ادھڑا ہوا تھا اور ادھڑے ہوئے لباس میں
سے ان کا نظر آنے والا جسم زخموں سے بری طرح کچلا ہوا نظر آ رہا تھا
چہرے گردن اور ہاتھوں کا حال باقی جسم سے بھی زیادہ خراب اور
انگلیاں کچلی ہوئی دکھائی دے رہی تھیں اور چہروں پر موت کی سی زردی
نظر آ رہی تھی۔ البتہ سینے کا ہلکا ہلکا ابھار چڑھاؤ ظاہر کر رہا تھا کہ ابھی ان میں
زندگی کی ہلکی سی رمق موجود ہے۔
کمرے میں ان کے علاوہ اور کوئی فرد موجود نہ تھا۔ البتہ کرسیوں کے
ارد گرد قدیم طرز کے خوفناک قسم کے تشدد کے آلات بکھرے ہوئے تھے

چند لمحوں بعد کمرے کا اکلوتا دروازہ کھلا اور دو نوجوان اندر داخل ہوئے
ان کے ہاتھوں میں چھوٹے چھوٹے بیگ تھے۔ انہوں نے لباس ایسا پہنا
ہوا تھا جیسے وہ سیلزمین ہوں۔ ان کے اندر آنے کے بعد ایک اور شخص
اندر داخل ہوا۔ یہ ادھیڑ عمر کا تھا اس کے چہرے پر انتہائی سنجیدگی موجود تھی
البتہ آنکھوں میں موجود سختی سے ظاہر ہو رہا تھا کہ وہ خاصا سنگدل قسم
کا آدمی ہے۔
" ان سے کیا معلوم کرنا ہے جناب " ۔۔۔۔ سیلزمین ٹائپ کے
نوجوانوں میں سے ایک نے ادھیڑ عمر شخص سے مخاطب ہو کر کہا۔
" یہ تینوں غیر ملکی ایجنٹ ہیں۔ ۔۔۔ ان میں سے دائیں طرف والے
کو پہلے گرفتار کیا گیا اور جب تشدد کے باوجود اس سے کچھ معلوم نہ ہو سکا تو
پھر باقی دو کو گرفتار کر لیا گیا۔ لیکن باوجود خوفناک تشدد کے سوائے اس
کے اور کچھ معلوم نہیں ہو سکا کہ کچھ غیر ملکی تا را کان پہاڑیوں کے راستے
روسیاہ میں داخل ہو رہے ہیں ۔۔۔ چنانچہ ہم نے پہاڑیوں پر ریڈ کر دیا
وہاں ہمیں ایک جیپ ضرور ملی ہے لیکن آدمی کوئی نہیں مل سکا۔ اس
جیپ سے معلوم ہوتا ہے کہ واقعی کچھ لوگ روسیاہ میں داخل ہوئے ہیں
لیکن اب وہ کہاں ہیں یا انہوں نے کہاں پہنچنا ہے ۔۔۔ یہ معلومات
ہمیں فوری طور پر چاہئیں۔ اس لئے آپ کو خصوصی طور پر بلایا گیا ہے "۔
ادھیڑ عمر نے ان دونوں سے مخاطب ہو کر کہا۔
" بہتر جناب ! ۔۔۔۔ ہم ابھی معلوم کر لیتے ہیں " ۔۔۔۔ دونوں نے
مؤدبانہ لہجے میں کہا اور پھر انہوں نے بڑی پھرتی سے بیگ
کھولے۔ بیگ کے اندر ایک چھوٹی سی مشین موجود تھی۔ انہوں نے

ان کے ساتھ موجود دو تاریں باہر نکالیں جن پر پیڈ سے نصب تھے
یہ پیڈ انہوں نے دائیں طرف موجود آدمی کے سر پر باندھ دیئے پھر
دونوں بنگوں کو ایک تار کی مدد سے جوڑ دیا گیا۔ دوسرے بنگ میں سے
ایریل نما تار نکال کر انہوں نے اونچی کر دی۔

پھر ان میں سے ایک نے مشین پر لگے ہوئے ایک بٹن کو دبا دیا۔ بٹن
دبتے ہی دونوں بنگوں میں موجود مشینوں میں زندگی کی لہریں سی دوڑ گئیں
اور مختلف بلب تیزی سے جلنے بجھنے لگے۔

نوجوان نے پہلے بنگ پر موجود ایک ناب کو آہستہ آہستہ گھمانا شروع
کر دیا۔ ناب کے گھومتے ہی درمیان میں لگے ہوئے ڈائل پر
سوئی تیزی سے آگے کی طرف حرکت کرتی چلی گئی۔ جب سوئی درمیان
میں پہنچی تو نوجوان نے بنگ کے ساتھ لگا ہوا مائیک جو پیچھے دار تار کے
ساتھ مشین سے منسلک تھا باہر نکالا اور اسے منہ سے لگا کر اس نے
ایک اور بٹن آن کر دیا۔

اس بٹن کے آن ہوتے ہی کرسی پر بیٹھے ہوئے نوجوان کے جسم کو
ایک زوردار جھٹکا لگا اور وہ یوں سیدھا ہو گیا جیسے ہوش میں آ گیا ہو
اس کی آنکھیں کھلتی چلی گئیں۔ البتہ آنکھوں میں گہری سرخی چھائی ہوئی تھی
سینہ تیزی سے پھولنے پچکنے لگا۔ چہرے پر شدید ترین تکلیف اور کرب
کے آثار نمایاں ہو گئے۔

"تمہارا نام کیا ہے" ___ نوجوان نے بٹن کے ساتھ لگے ہوئے
بنگ کو پیچھے کی طرف دباتے ہوئے کہا۔ اور نوجوان کا جسم ایک جھٹکے
سے ذبح ہوتے ہوئے پرندے کی طرح پھڑکنے لگا۔ اس کے چہرے

گہری اذیت کے آثار نمایاں ہوتے چلے گئے۔

"نام بتاؤ" ___ نوجوان نے انتہائی تحکمانہ لہجے میں کہا۔

"م ___ م ___ میرا نام پورٹ کا مدد ہے" ..... نوجوان نے رکتے رکتے
لہجے میں کہا۔

"تمہارا تعلق کس ایجنسی سے ہے" ___ نوجوان نے ایک بار
پھر بنگ کو پیچھے دباتے ہوئے کہا۔

"تمہاری ماں سے میرا تعلق ہے اور وہ بھی ناجائز ___ کتے کے بچے ___
تم مجھ سے کچھ نہیں اگلوا سکتے" ___ اچانک کرسی پر بندھے ہوئے نوجوان
نے چیختے ہوئے کہا۔ اور مشین پر بیٹھے ہوئے نوجوان نے بنگ کو ایک جھٹکے
سے اور پیچھے دبا دیا اور کرسی پر بندھے ہوئے نوجوان کا چہرہ ایک لمحے کے
لئے سیاہ پڑ گیا۔ اور دوسرے لمحے اس کی گردن ایک طرف کو ڈھلکتی چلی گئی۔
اس کا سینہ ایک زوردار جھٹکا کھا کر ساکت ہو گیا۔ کرب ... شاک کی وجہ
سے وہ زندگی کی سرحد عبور کر گیا تھا۔

"اوہ ___ یہ تو مر گیا" ..... پیچھے کھڑے ہوئے ادھیڑ عمر آدمی نے چونکتے
ہوئے کہا۔

"شٹ اپ ___ دوسرے کو پیڈ لگاؤ" ..... مشین پر بیٹھے ہوئے نوجوان
نے اپنے ساتھی سے کہا اور اس کے ساتھی نے تیزی سے مردہ نوجوان کے
سر پر بندھے ہوئے پیڈ اتار کر دوسرے نوجوان کے سر پر باندھ دیئے
اور پھر جھٹکا لگتے ہی دوسرا نوجوان ہوش میں آ گیا۔ اس کی حالت بھی پہلے
جیسی تھی۔

"تمہارا نام" ___ مشین پر بیٹھے ہوئے نوجوان نے تیز اور تحکمانہ

لہجے میں پوچھا۔

"ڈیاس ـــ میرا نام ڈیاس ہے" ـــ نوجوان نے گھٹے گھٹے ہوئے لہجے میں جواب دیا۔

"تمہارا تعلق کس غیر ملکی تنظیم سے ہے" ـــ مشین والے نوجوان نے پوچھا۔

"میں پاکیشیا سیکرٹ سروس کا آدمی ہوں" ـــ ڈیاس نے جواب دیا۔ وہ جھٹکے سے جھٹکے کے بعد ہی جواب دے رہا تھا۔ شاید اس کی قوت ارادی ہی پہلے کمزور تھی یا تشدد کے بعد کمزور ہو چکی تھی۔

"تمہارا یہاں انچارج کون ہے" ـــ مشین والے نوجوان نے سوال کیا۔

"ہمارا انچارج پوسٹ کا نمبر ہے" ـــ ڈیاس نے جواب دیا۔

"تمہاری تنظیم میں کتنے آدمی ہیں" ـــ مشین والے نوجوان نے پوچھا۔

"مجھے علم نہیں ہے ـــ پوسٹ کو معلوم ہوگا" ـــ ڈیاس نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"اپنے مشن کے متعلق مزید تفصیلات بتاؤ" ـــ مشین والے نے پوچھا۔

"مشن ـــ کونسا مشن ـــ مجھے کسی مشن کے متعلق علم نہیں ہے مقرلی وان کو معلوم ہوگا" ـــ ڈیاس نے ڈوبتے ہوئے لہجے میں کہا۔

"مقرلی وان ـــ مقرلی وان کون ہے" ـــ مشین والے نوجوان نے چونکتے ہوئے پوچھا۔

"مقرلی وان ہمارے انچارج پوسٹ کا کوڈ نام ہے" ـــ ڈیاس نے جواب دیا۔

"تمہارا کوڈ نام کیا ہے" ـــ مشین والے نے پوچھا۔

"میں مقرلی تھری [?] ہوں" ـــ ڈیاس نے جواب دیا۔

"مقرلی ٹو کون ہے ـــ اور مقرلی ون کون ہے ـــ بتاؤ" ـــ مشین والے نے تحکمانہ لہجے میں کہا۔

"مجھے نہیں معلوم ـــ میں صرف مقرلی وان کو جانتا ہوں" ـــ ڈیاس نے جواب دیا۔

"اس سے پوچھو کہ مصنوعی انسان بنانے والے کارخانے کی نگرانی کا حکم انہیں کس نے دیا تھا" ـــ اچانک پیچھے کھڑے ہوئے ادھیڑ عمر آدمی نے کہا۔

اور مشین والے نوجوان نے یہی فقرہ مائیک میں دوہرا دیا۔

"مقرلی وان نے" ـــ ڈیاس نے مختصر سا جواب دیا۔

"یہ مائیک مجھے دو ـــ میں خود سوال کروں گا" ـــ ادھیڑ عمر نے ایک قدم آگے بڑھ کر نوجوان سے مائیک لیتے ہوئے کہا۔

"کیا معلومات حاصل ہوئیں ـــ تفصیل سے بتاؤ" ـــ ادھیڑ عمر نے تحکمانہ لہجے میں سوال کیا۔ اور مشین والے نوجوان نے بٹن [?] کو مزید نیچے دبا دیا۔

"سب ـــ بتاتا ہوں ـــ بتاتا ہوں" ـــ بٹن شاید زیادہ ہی دب گیا تھا۔ اس لئے ڈیاس کا جسم زخمی پرندے کی طرح پھڑپھڑانے لگ گیا تھا۔

"جلدی بتاؤ" ۔۔۔ ادھیڑ عمر آدمی نے چیخ کر کہا اور مشین والے نے ناب کو ذرا سا ڈھیلا کر دیا۔ اور ڈیاس کے جسم میں پیدا ہونے والی پھڑ پھڑاہٹ ذرا سی ہلکی پڑ گئی۔

"پپ ۔۔۔ پپ ۔۔۔ پانی ۔۔۔ مجھے پانی دو ۔۔۔ میرا دم گھٹ رہا ہے ۔۔۔ پانی" ۔۔۔ ڈیاس نے ڈوبتے ہوئے لہجے میں کہا۔

"اوہ پانی ۔۔۔ ذرا جلدی پانی دیجئے ۔۔۔ اس کا خون گاڑھا ہو گیا ہے" ۔۔۔ مشین والے نوجوان نے چونک کر کہا۔

"اچھا ۔۔۔ میں پانی لاتا ہوں" ۔۔۔ ادھیڑ عمر آدمی نے چونک کر کہا اور پھر مائیک مشین والے نوجوان کے ہاتھ میں پکڑا کر وہ تیزی سے کمرے کے ایک کونے کی طرف بڑھا جہاں ایک میز پر پانی کا بڑا سا جگ پڑا ہوا تھا۔

"جب تک پانی آئے ۔۔۔ تفصیلات بتاؤ" ۔۔۔ مشین والے نے دوبارہ مائیک سے منہ لگاتے ہوئے کہا۔

"پانی ۔۔۔ پپ ۔۔۔ پانی ۔۔۔ پا ۔۔۔ پا ۔۔۔ پا ۔۔۔" ڈیاس نے گھٹے گھٹے لہجے میں کہا اور پھر اس کی آواز ڈوبتی چلی گئی، دوسرے لمحے اس کا تیزی سے پھولتا پچکتا ہوا سینہ یکدم ساکت ہو گیا۔

"یہ لو پانی" ۔۔۔ ادھیڑ عمر نے جگ مشین والے کی طرف بڑھاتے ہوئے کہا۔

"اب اس کی ضرورت نہیں ہے ۔۔۔ یہ ختم ہو چکا ہے" ۔۔۔ مشین والے نوجوان نے طویل سانس لیتے ہوئے کہا۔

"یہ کیا ہو رہا ہے ۔۔۔ تم نے دو اہم آدمی مار ڈالے ہیں۔ تمہیں ان سے پوچھ گچھ کے لئے بلوایا ہے یا اس لئے کہ تم انہیں ختم کر دو"۔

ادھیڑ عمر آدمی نے بگڑتے ہوئے لہجے میں کہا۔

"جناب ۔۔۔ اس میں ہمارا قصور نہیں ہے ۔۔۔ خوفناک تشدد نے پہلے ہی انہیں موت کے قریب کر رکھا ہے ۔۔۔ یہ اب اس قابل بھی نہیں تھے کہ معمولی سے جھٹکے بھی سہہ سکیں" ۔۔۔ مشین والے نوجوان نے مودبانہ لہجے میں جواب دیتے ہوئے کہا۔

"اچھا اب خیال رکھنا ۔۔۔ تیسرا آدمی نہ مرے ۔۔۔ ورنہ ہم مکمل اندھیرے میں چلے جائیں گے" ۔۔۔ ادھیڑ عمر آدمی نے قدرے نرم پڑتے ہوئے کہا اور مشین والے نوجوان نے آہستگی سے سر ہلا دیا اور پھر انہوں نے تیسرے کے سر کے ساتھ پیڈ باندھ کر دوبارہ سوال جواب کرنے شروع کر دیئے۔

"میرا کوڈ نام تھرٹی ٹو ہے ۔۔۔ ہمارا انچارج تھرٹی ون ہے، پاکیشیا سیکرٹ سروس روسیاہ میں ایک اہم مشن پر آ رہی ہے۔ پاکیشیا سیکرٹ سروس کے چیف ایکسٹو نے ہمیں حکم دیا تھا کہ ہم روسیاہ میں اس کارخانے کا محل وقوع تلاش کریں ۔۔۔ جہاں مصنوعی انسان بنتے ہیں ۔۔۔ اور پھر تھرٹی تھری نے وہ کارخانہ ڈھونڈ نکالا اور ہم نے رپورٹ پاکیشیا بھجوا دی ۔۔۔ آج پاکیشیا سیکرٹ سروس نے ناکاٹی جزیروں کے راستے روسیاہ میں داخل ہونا تھا۔ لیکن ہمیں گرفتار کر لیا گیا ۔۔۔ مجھے نہیں معلوم کہ تھرٹی ون نے ان کو ٹھہرانے کا کیا منصوبہ بنایا ہے" ۔۔۔ تیسرے آدمی نے جس نے اپنا کوڈ تھرٹی ٹو بتایا تھا مختلف سوالات کے جوابات دیتے ہوئے بتایا۔

"تمہارے اور ساتھی کتنے ہیں" ۔۔۔ ادھیڑ عمر نے مائیک میں پوچھا۔

"جہاں تک مجھے معلوم ہے ۔۔۔ ہمارا گروپ چار افراد پر مشتمل ہے ایک مقرانی ون ۔۔۔ میں مقرانی ٹو ۔ ایک ٹیاس ہے مقرانی تھری ۔ اور ایک اور آدمی ہے جس کا کوڈ الیون مقرانی ہے ۔۔۔ وہ کلینڈرہ میں رہتا ہے ۔۔۔ نارکان پہاڑیوں کے قریب اس کا ذاتی دفتر ہے ۔ اس کا تعلق براہ راست مقرانی ون سے ہے" ۔۔۔ مقرانی ٹو نے تفصیلات بتاتے ہوئے کہا۔

"تم اس سے کبھی ملے ہو" ۔۔۔؟ ادھیڑ عمر نے پوچھا۔

"ہاں! ۔۔۔ ایک بار میٹنگ میں ملا تھا" ۔۔۔ مقرانی ٹو نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"اس کا حلیہ تفصیل سے بتاؤ" ۔۔۔ ادھیڑ عمر نے اشتیاق آمیز لہجے میں پوچھا۔

"وہ لمبے قد کا نوجوان ہے ۔۔۔ اس کے چہرے پر بائیں آنکھ کے پاس زخم کا نشان ہے ۔۔۔ بس اس سے زیادہ میں کچھ نہیں جانتا" ۔ مقرانی ٹو نے جواب دیا۔

"پاکیشیا سیکرٹ سروس کا یہاں کیا پروگرام ہے" ۔۔۔؟ اچانک ادھیڑ عمر آدمی نے زور دے کر پوچھا۔

"مجھے نہیں معلوم" ۔۔۔ مقرانی ٹو نے جواب دیا۔

"تمہیں معلوم ہے بتاؤ" ۔۔۔ ادھیڑ عمر نے غصے سے چیختے ہوئے پوچھا۔

"مجھے نہیں معلوم" ۔۔۔ مقرانی ٹو نے بڑے پُراعتماد لہجے میں جواب دیتے ہوئے کہا۔

"اس پر دباؤ ڈالو ۔۔۔ مجھے اس سوال کا جواب ہر قیمت پر چاہیئے" ۔ ادھیڑ عمر نے مشین والے نوجوان سے مخاطب ہو کر کہا اور مشین والے نے بٹن کو ذرا اور زور سے دبا دیا۔

مقرانی ٹو کے جسم کو زور زور سے جھٹکے لگنے لگے۔

"بتاؤ ۔۔۔ مشن بتاؤ" ۔۔۔ ادھیڑ عمر نے چیختے ہوئے کہا۔

"مجھ ۔ مجھ ۔ ۔ مجھے نہیں معلوم" ۔۔۔ مقرانی ٹو نے مچلتے ہوئے کہا۔

"اور دباؤ ڈالو ۔ یہ بتائے گا" ۔ ادھیڑ عمر نے کہا اور مشین والے نوجوان نے نابک کو ایک جھٹکے سے نیچے کر دیا۔

مگر دوسرے لمحے مقرانی ٹو کے حلق سے ایک دلدوز اور دردناک سی چیخ نکلی اور اس کا جسم یکدم ساکت ہو گیا۔

"یہ تو مر گیا جناب" ۔۔۔ مشین والے نوجوان نے ایک طویل سانس لیتے ہوئے نابک چھوڑ دیا اور ادھیڑ عمر نے ہاتھ میں پکڑے ہوئے چابک کو ایک جھٹکے سے ایک طرف پھینک دیا۔

"یہ بودے اور کمزور لوگ نجانے کس طرح غیر ملکی ایجنٹ بن جاتے ہیں ۔ ہونہہ" ۔۔۔ ادھیڑ عمر نے برا سا منہ بناتے ہوئے کہا۔

"سر! ۔۔۔ ان کی پھر بھی ہمت ہے کہ اس قدر خوفناک تشدد کے باوجود یہ اتنا بہت کچھ بتا گئے ہیں ۔۔۔ ورنہ میں نے اچھے اچھوں کو ایک ہی جھٹکے میں ختم ہوتے دیکھا ہے" ۔۔۔ مشین والے نوجوان نے بٹن بند کرتے ہوئے کہا۔

"او کے ۔۔۔ ٹھیک ہے تم جا سکتے ہو" ۔۔۔ ادھیڑ عمر نے کہا اور وہ

دونوں کے باہر جانے کے بعد وہ چند لمحے کھڑا ان تینوں کی لاشوں کو دیکھتا رہا پھر دروازے سے باہر نکل گیا۔

باہر ایک طویل راہداری سے نکل کر وہ ایک اور کمرے میں داخل ہوا۔ یہ کمرہ دفتر کے انداز میں سجا ہوا تھا۔ ایک بڑی سی میز کے پیچھے ریوالونگ کرسی پڑی ہوئی تھی۔ ادھیڑ عمر آدمی اس کرسی پر بیٹھ گیا۔ اس کے چہرے پر سوچ کے تاثرات نمایاں تھے۔

چند لمحے سوچنے کے بعد اس نے میز کے کنارے پر لگا ہوا بٹن دبا دیا۔ دوسرے لمحے دروازہ کھلا اور ایک مشین گن بردار نوجوان اندر داخل ہوا۔

"یس باس" ۔۔۔ آنے والے نے مودبانہ لہجے میں کہا۔

"ڈارک روم میں تین لاشیں پڑی ہیں ۔۔۔ انہیں ٹھکانے لگا دو"۔ ادھیڑ عمر نے تحکمانہ لہجے میں کہا۔

"بہتر باس" ۔۔۔ آنے والے نے کہا اور تیزی سے مڑ کر کمرے سے باہر نکلتا چلا گیا۔

اسے باہر گئے چند سیکنڈ ہی ہوئے تھے کہ کمرہ میں تیز سیٹی کی آواز گونجنے لگی۔ ادھیڑ عمر نے چونک کر میز کے کنارے پر پڑے ہوئے ٹرانسمیٹر کی طرف ہاتھ بڑھایا۔ سیٹی کی آواز اسی ٹرانسمیٹر سے نکل رہی تھی ادھیڑ عمر نے ٹرانسمیٹر کا بٹن آن کیا تو سیٹی کی آواز بند ہو گئی۔ اور ایک مردانہ آواز گونجی۔

"ہیلو ۔۔۔ سی۔ وی کو سپیکنگ۔ اوور" ۔۔۔ بولنے والے کا لہجہ بے حد مودبانہ تھا۔

"یس ۔۔ سی مرکی ون سپیکنگ اوور" ۔۔۔ ادھیڑ عمر نے تحکمانہ لہجے میں جواب دیتے ہوئے کہا۔

"باس ۔۔۔ ہم نے راڈار پر زیرو شیشے کے ایک ہیلی کاپٹر کو چیک کیا ہے جو اچانک کاشن ویٹے کی ریڈ سیٹ سے گزر گیا ۔۔۔ جیسا کہ ہم نے اسے ویژن ٹارگٹ پر رکھ لیا ہے ۔۔۔ یہ ہیلی کاپٹر بارڈر پوائنٹ کے قریب ایک پرانے زرعی فارم کے احاطے میں اترا ہے اور اس میں سے کئی افراد فارم کے اندر چلے گئے ۔۔۔ ہیلی کاپٹر دوبارہ اڑا اور وہ بارا کان پہاڑیوں کے شمال میں اتر گیا۔ اس میں سے اترنے والا رو سیاہی نوجوان کو ویژن آنکھ پر چیک کیا گیا تو وہ ایک چٹان کے پیچھے چھپی ہوئی زیرو شیشے کی جیپ پر سوار ہو کر اسی فارم میں دوبارہ پہنچ گیا ۔۔۔ اب جیپ فارم کے اندر ہی موجود ہے اور وہ نوجوان بھی فارم میں غائب ہو گیا ہے ۔۔۔ ہمارے آدمی اس فارم کی نگرانی کر رہے ہیں ۔۔۔ میں آپ کو اطلاع دے رہا ہوں۔ اوور" ۔۔۔ سی۔ وی کو نے تفصیل بتاتے ہوئے کہا۔

"اوہ! ۔۔۔ یقیناً یہ وہی لوگ ہوں گے ۔۔۔ جو جیپ کے ذریعے اندر داخل ہوئے ہوں ۔۔۔ اور جن کی ہمیں تلاش ہے۔ اوور" ۔۔۔ ادھیڑ عمر نے چونکتے ہوئے کہا۔

"یس باس ۔۔۔ وہی لوگ لگتے ہیں ۔۔۔ کیونکہ انہوں نے اپنی پشت پر سفری بیگ اٹھائے ہوئے تھے۔ اوور" ۔۔۔ سی۔ وی۔ کو نے تفصیل بتاتے ہوئے کہا۔

"اوہ! ۔۔۔ تم اس زرعی فارم کی مکمل نگرانی کرو ۔۔۔ میں وہیں پہنچ رہا ہوں ۔۔۔ پھر اس پر چھاپہ مارتے ہیں۔ اوور" ۔۔۔ ادھیڑ عمر نے تحکمانہ لہجے میں کہا۔

"ٹھیک ہے جناب ۔۔۔ آپ آ جائیں۔ اوور" ۔۔۔ دوسری طرف سے

کہا گیا۔

"میں تقریباً دس منٹ میں پہنچ رہا ہوں ——— اوور اینڈ آل"۔ ——— اوھیڑ عمر نے کہا اور پھر ہاتھ بڑھا کر ٹرانسمیٹر کا بٹن آف کر دیا۔ اوھیڑ عمر آدمی کی آنکھوں میں ایک عجیب اور انوکھی سی چمک سی ابھر آئی تھی۔

اور پھر وہ اٹھ کر تیزی سے ملحقہ باتھ روم کی طرف بڑھتا چلا گیا تاکہ وہاں لباس تبدیل کر کے اس اہم ترین چھاپے پر روانہ ہو سکے۔

عمران کے باقی ساتھی تو بڑے اطمینان سے بیٹھے اپنے سامان سے پشت لگائے بیٹھے ہوئے تھے جبکہ عمران کے چہرے پر سوچ کے آثار نمایاں تھے۔ اس کے علاوہ یہ ساری تفصیل اتنی نہ رہی تھی کہ ایک بار اطمینان سے کہے جی۔ پی کا ایک سیل کا پتہ چل کر کے آئے۔ وہ شخص سے انہوں نے سیل کا پتہ یہاں منتقل کرنے اور پھر یہاں ایک کمرے میں بند کر دو سکے۔ جی۔ پی کو اس ساری کارروائی کا علم بھی نہ ہو۔ خاں محمد بقول اسی پائلٹ کے سکے۔ جی۔ پی سیکرٹ سروس کے نادان شعبے کے تمین افراد کو گرفتار کر چکی ہو۔ ان میں پہاڑیوں پر چھاپہ بھی مار چکی ہو۔ اور ظاہر ہے اس نے وہ تمام جیب بھی برآمد کر لی ہو گی جس سے وہ پہاڑیوں میں داخل ہوئے ہیں۔ تمام سکے بادجود کے جی۔ پی خاموش رہی ہو۔ یہ ساری باتیں خلاف معمول دکھائی دے رہی تھیں اور عمران سوچ رہا تھا کہ یہ پائلٹ یا آر ڈی ٹی نظر رکھ کر پہاڑیوں کے بیچ جو ان معاملات میں اتنا بڑا اور اندھا اقدام کر گزرا ہے یا پھر یہ کہ جی۔ پی

کا آدمی ہے اور انہیں اس کمرے میں بند کر کے جی۔ پی کے لئے ٹرانوالہ بنانا چاہتا ہے۔

"صفدر" ——— اچانک عمران نے صفدر سے مخاطب ہو کر کہا۔

"کیا بات ہے عمران صاحب! ——— آپ کچھ بے چین نظر آ رہے ہیں"۔ صفدر نے مطمئن سے لہجے میں جواب دیتے ہوئے کہا۔ وہ شاید کافی دیر سے عمران کی حالت کا اندازہ لگا رہا تھا۔

"صفدر! ——— مجھے دال میں کچھ کالی کالی نظر آ رہی ہے ... ——— یعنی پوری دال میں کچھ کالا کالا ہے" ——— عمران نے بڑے سنجیدہ لہجے میں فقرے کا ستیاناس کرتے ہوئے کہا۔

"میں آپ کی ذہنی کیفیت سمجھتا ہوں ——— میرا بھی یہی خیال ہے ہمیں فوراً یہاں سے نکل کر کسی کھلی جگہ ڈیرہ لگا لینا چاہئے" ——— صفدر نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"تو کیا آپ کو اس پائلٹ کی شخصیت پر شک ہے" ——— کیپٹن شکیل نے چونکتے ہوئے کہا۔

"شکیل صاحب! ——— دشمن کی سرزمین پر مجھے اپنی شخصیت بھی مشکوک لگتی ہے ——— یہ تو پھر ہمارے لئے نیا آدمی ہے" ——— عمران نے جواب دیا۔

"میرا خیال ہے کہ باہر ہمارے لئے یہاں سے زیادہ خطرہ ہو سکتا ہے۔ اگر تمہارا شک بجا ہوتا تو اب تک کوئی نہ کوئی دھماکہ ہو چکا ہوتا" ——— تنویر نے برا سا منہ بناتے ہوئے کہا۔

"ہو سکتا ہے تمہاری بات درست ہو ——— بہرحال تم ساریوں ہاتھ پر ہاتھ دھر کر نہیں بیٹھنا چاہتے ——— ہمیں یہاں آئے ہوئے نصف گھنٹے سے زائد

گزر چکا ہے اور اب یہ کب نہ جانے وہ شخص واپس لوٹا ہے ۔۔۔ اور نہ ہی اس نے کسی اور انداز میں رابطہ قائم کیا ہے" ۔۔۔ عمران نے سر ہلاتے ہوئے کہا۔
اور پھر اس سے پہلے کہ عمران کی بات کا کوئی جواب دیتا، اچانک سرنگ کی طرف سے کھٹکا سا ہوا اور دوسرے لمحے وہی پامٹ کمرے کے اندر داخل ہوا۔ اس کے چہرے پر ہلکی سی بے چینی کے آثار نمایاں تھے۔

"آپ لوگ پریشان تو ہوں گے ۔۔۔ بہرحال وقتی طور پر یہ انتہائی محفوظ جگہ تھی" ۔۔۔ آنے والے نے قریب آکر مسکراتے ہوئے کہا۔

"تمہاری بات درست ہو سکتی ہے ۔۔۔ لیکن میرا خیال ہے کہ یہ مرد جہاں سے لئے چوہے وہاں بھی ثابت ہو سکتے ہیں" ۔۔۔ عمران نے بڑے سنجیدہ لہجے میں جواب دیا۔

"آپ کی بات اس صورت میں درست ہو سکتی ہے اگر کے جی بی کو اس کی اطلاع مل جاتی ۔۔۔ جہاں تک میرا خیال ہے کے جی بی کو اطلاع نہیں ملی ۔۔۔ ورنہ وہ اتنی دیر صبر نہیں کر سکتے" ۔۔۔ پامٹ نے مسکراتے ہوئے جواب دیا۔

"جناب کام کی باتیں ہو جانی چاہئیں ۔۔۔ میں زیادہ دیر تک یہاں نہیں ٹھہرنا چاہتا" ۔۔۔ عمران نے کہا۔

"دیکھئے ۔۔۔ پکیشیا کے نمائندے سے میرا تعلق ہے ۔۔۔ میرا نام الیون مقرانی ہے ۔۔۔ ہماری ٹیم کا انچارج مقرانی ون تھا جس کے ساتھ مقرانی ٹو اور مقرانی تھری دو نمبر کام کرتے تھے ۔۔۔ مجھے ان سے علیحدہ رکھا گیا تھا اور میں براہ راست پکیشیا کو جوابدہ ہوں ۔۔۔ البتہ مقرانی ون سے تعاون کرنا میرا کام ہے ۔۔۔ تین چار روز قبل ایجنٹ نے مجھے ہدایت کی کہ میں روسیاہ

میں ایسے کارخانے کے محل وقوع کا پتہ چلاؤں جہاں مصنوعی انسانی اعضاء تیار کئے جا رہے ہیں ۔۔۔ چونکہ میرا تعلق سائنس کے شعبے سے ہے اس لئے میں نے اس سلسلے میں خاصی بھاگ دوڑ کی اور بہرحال میں نے اس کارخانے کا پتہ چلا لیا ۔۔۔ یہ کارخانہ روگاناش نامی قصبے میں زیر زمین بنایا گیا ہے یہ قصبہ یہاں سے سو کلو میٹر کے فاصلے پر ہے ۔۔۔ لیکن میں اس کے اندر نہ جا سکا اور مزید تفصیلات کے لئے میں نے مقرانی ون کو کاشن دے دیا۔ میں جو کچھ بھی معلوم کر سکا تھا اس کی اطلاع میں نے ایجنٹ کو دے دی ۔۔۔ آج مجھے مقرانی ون نے اطلاع دی کہ سیکرٹ سروس کی ٹیم ناراکان ہمارے ساتھیوں کے راستے روسیاہ میں داخل ہو رہی ہے ۔۔۔ اس کے بعد میں چوکنا ہو گیا اور پھر اچانک مجھے اطلاع ملی کہ کے جی بی کے خصوصی شعبے سی۔ ڈی۔ نے مقرانی ون، مقرانی ٹو اور مقرانی تھری تینوں کو اچانک اغوا کر لیا ہے ۔ چنانچہ میں نے آپ سے رابطہ قائم کیا اور پھر آپ نے خود دیکھ لیا کہ میری معلومات کتنی قیمتی ہیں ۔۔۔ اگر میں بروقت آپ کو اس غار میں پہنچنے کے لئے نہ کہتا تو آپ کے جی بی کے ہتھے چڑھ جاتے ۔۔۔ بہرحال بعد کی صورت حال آپ کے سامنے ہے ۔۔۔ مجھے ایجنٹ نے یہ بھی ہدایت کی تھی کہ میں نے کی ٹیم سے جس کا سربراہ علی عمران صاحب ہیں بھرپور تعاون کرنا ہے۔ چنانچہ میں حاضر ہوں" ۔۔۔ الیون مقرانی نے اپنے متعلق پوری تفصیل بتاتے ہوئے کہا۔

"وہ محل وقوع مجھے تفصیل سے بتاؤ ۔۔۔ میں فوری طور پر اس کارخانے پر کام کرنا چاہتا ہوں" ۔۔۔ عمران نے سنجیدہ لہجے میں کہا۔

"اس کارخانے پر حملہ ناممکن ہے جناب ۔۔۔ یہ کارخانہ جس قصبے

میں ہے ان تمام قصبے کے جی۔ پی کے افراد پر مشتمل ہے۔ وہاں کے تین یا چار مختلف شہروں کے بڑے دفاتر موجود ہیں اور یہ قصبہ مخصوص لوگوں کا ہے ... جہاں ایک بھی اجنبی دور سے پہچانا جا سکتا ہے ___ پھر یہ کارخانہ اس انداز میں بنایا گیا ہے کہ اس پر ایٹم بم تو ایک طرف ہائیڈروجن بم بھی مار دیا جائے تب بھی اس کارخانے کو کچھ نہیں ہو سکتا ___ کارخانہ مکمل طور پر بم پروف ہونے کے ساتھ ساتھ انتہائی خفیہ رکھا گیا ہے اس کے ارد گرد انتہائی حساس قسم کے جدید ترین حفاظتی آلات نصب کئے گئے ہیں ___ ایک مکھی بھی اس کارخانے میں بغیر اجازت داخل نہیں ہو سکتی ایک اور بات یہ کہ کارخانہ مکمل طور پر خودکار ہے ___ اس میں تمام تر کام روبوٹ کرتے ہیں اور اسے باہر سے صرف کنٹرول روم سے چیک کیا جاتا ہے معلوم نہیں ہو سکا کہ کنٹرولنگ پوائنٹ کہاں ہے ___ اس لئے اس کارخانے میں داخل ہونا ___ اسے تباہ کرنا ___ یا اسے ناکارہ کرنا کسی بھی لحاظ سے ممکن نہیں ہے" ___ الیون مقرئی نے تفصیل بتاتے ہوئے کہا۔

"خوب ___ اچھا انتظام کیا ہے ___ بہرحال یہ بات تو طے ہے کہ اس کارخانے کو ہر صورت تباہ ہونا ہے ... کس طرح تباہ ہو سکتا ہے ... یہ بات البتہ سوچنے کی ہے ___ اب ایک ہی صورت ہو سکتی ہے کہ اس قصبے سے پانچ چھ ایسے افراد کو اغوا کر کے یہاں لایا جائے جو ہمارے قدوقامت کے ہوں تاکہ ان کے میک اپ میں ہم قصبے میں رہ کر صورت حال کا اچھی طرح جائزہ لے سکیں" ___ عمران نے کہا۔

"بہت خوب ___ آپ میں واقعی بے پناہ ذہانت موجود ہے ___ یہ کام آسانی سے ہو سکتا ہے ___ اس قصبے کے قریب میرے ایک دوست

کا فارم موجود ہے ___ وہ دوست آجکل بزنس کے سلسلے میں ہانگ کانگ گیا ہوا ہے اور فارم خالی پڑا ہے ___ ہم وہاں آسانی سے ڈیرہ جما سکتے ہیں" ___ الیون مقرئی نے خوش ہوتے ہوئے کہا۔

"اس فارم کا محل وقوع بتاؤ" ___ عمران نے پوچھا اور الیون مقرئی نے کوئٹہ سے یہاں سے اس فارم تک کے راستوں اور اس فارم کا مکمل محل وقوع تفصیل سے بتا دیا۔

"اوکے ___ اب ایک ہی صورت ہے کہ ہم رات ہونے کا انتظار کریں ___ اور پھر رات کو یہاں سے نکل کھڑے ہوں ___ ابھی رات ہونے میں کتنا وقت ... چند گھنٹے باقی ہیں" ___ عمران نے جواب دیا۔

"میرے پاس کے ٹی پی کی جیپ موجود ہے ___ آپ رات تک یہیں رہیں ___ میں رات کو جیپ لے کر واپس آ جاؤں گا اور پھر آپ جیپ میں ہم آسانی سے اس فارم تک پہنچ جائیں گے" ___ الیون مقرئی نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"جیپ کہاں ہے" ___ عمران نے چونکتے ہوئے پوچھا۔

"فارم کے باہر موجود ہے" ___ الیون مقرئی نے جواب دیا۔

"اوہ ___ تم نے یہ کیا کیا ___ اس طرح تو اس جیپ کی وجہ سے پولیس فوراً تلاش کر لیا جائے گا" ___ عمران نے ایک جھٹکے سے اٹھ کھڑے ہوتے ہوئے کہا۔

"مگر کیسے ___ یہ ناممکن ہے" ___ الیون مقرئی نے حیران ہوتے ہوئے کہا مگر وہ اپنا فقرہ مکمل نہ کر سکا کیونکہ باہر بے شمار لوگوں کے قدموں کی تیز آوازیں یکلخت سنائی دینے لگیں۔ یوں لگتا تھا جیسے بے شمار افراد فارم کی

عمارت میں داخل ہو گئے ہوں۔

"یہ — یہ کون ہیں" — الیون عمری کا چہرہ یکدم زرد پڑ گیا۔

"یہ ہمارا شکار ہیں جنہیں آپ نے الیون عمری صاحب! — آپ نے جنہیں باہر گھیر کر کے انہیں مکمل نشانہ بنا دیا ہے" — عمران نے انتہائی سخت لہجے میں کہا اور پھر وہ تیزی سے سرنگ کے دروازے کی طرف بڑھتا چلا گیا باقی لوگ بھی چونک پڑے تھے۔

لیکن دوسرے لمحے وہ سب ٹھٹھک گئے کیونکہ ایک کان پھاڑ دھماکہ ہوا اور انہیں یوں محسوس ہوا جیسے کمرے کی چھت ان کے سروں پر آ گری ہو کمرہ بری طرح لرز اٹھا تھا۔ اور پھر گرد کے بادل سرنگ کی طرف سے کمرے میں گھستے چلے آئے۔

"انہوں نے ہم پر سرنگ اڑا دی ہے" — عمران نے اٹھنے والی کھانسی کو حتی الوسع ضبط کرتے ہوئے کہا۔ بے پناہ گرد کی وجہ سے انہیں کھانسی روکنی مشکل ہو گئی اور دوسرے لمحے کمرہ کھوں کھوں کی آواز سے گونج اٹھا۔ اور چند لمحوں بعد دوڑتے قدموں کی آوازیں عمران کے کانوں کے قریب سنائی دینے لگیں۔

"اس کمرے میں جو کوئی بھی ہے ہتھیار پھینک کر باہر نکل آئے۔ تمہیں چاروں طرف سے گھیر لیا گیا ہے — اور اگر ایک منٹ کے اندر تم لوگ باہر نہ آئے تو اس کمرے کو بم مار کر اڑا دیا جائے گا" — اچانک ... کے قریب سے ایک چیختی ہوئی آواز سنائی دی۔

کمرے کا دروازہ سرنگ کے ملبے کی وجہ سے بند ہو چکا تھا اور کوئی اور بھی نظر نہ آ رہا تھا۔ شاید کھانسی کی تیز آوازوں نے انہیں اس کمرے کا خیال دلایا

بند کر دیا تھا۔

"ارے بھائی چیخنے صاحب! — کمرے کا اکلوتا دروازہ تو سرنگ کے ملبے نے بند کر دیا ہے۔ اب ہم کہاں سے باہر نکلیں — پہلے دروازہ تو کھولو" — عمران نے بھی جواب میں چیخ کر کہا۔

"دروازے سے ایک طرف ہٹ جاؤ — ہم دروازہ کھولتے ہیں" — باہر سے آواز سنائی دی اور پھر اس طرح کی آوازیں سنائی دینے لگیں جیسے بہت سے لوگ مل کر ملبہ ہٹا رہے ہوں۔

عمران نے پیچھے ہٹ کر تیزی سے اپنا تھیلا کھولا اور اس میں سے ایک چھوٹی سی مشین باہر نکال لی جس پر آری کا دانہ سا لگا ہوا تھا۔ اس نے وہ مشین کمرے کے عقبی کونے کی ساتھ والی دیوار کے ساتھ لگا کر مشین کا بٹن آن کر دیا۔ مشین میں سے گڑگڑاہٹ کی آوازیں نکلنے لگیں اور اس میں موجود آری تیزی سے دیوار میں گھستی چلی گئی۔

عمران ایک مخصوص دائرے میں اس مشین کو گھماتا چلا گیا اور جب اس نے مشین کو بند کر کے آری کو باہر نکالا تو دیوار کا ایک بڑا سا ٹکڑا ایک دائرے کی صورت میں کٹ چکا تھا۔ عمران نے کٹے ہوئے ٹکڑے کے ایک کونے پر آہستہ سے ہتھیلی ماری تو وہ ٹکڑا ایک دھماکے سے پیچھے جا گرا۔ مگر دوسری طرف کوئی راستہ نہ تھا بلکہ نرم زمین موجود تھی۔ چونکہ کمرہ زیر زمین بنایا گیا تھا اس لئے ظاہر ہے کہ دیوار کے بعد بھی زمین ہی نکلنی تھی۔

"چلو بھئی اب تیار ہو جاؤ — میں سرنگ بناتا ہوں" — عمران نے مسکراتے ہوئے کہا اور پھر اس نے مشین کو دوبارہ تھیلے میں ڈالا۔ اور پھر اس بار اس نے تھیلے میں سے ایک پنکھا نما مشین باہر نکالی۔ یہ چھوٹا سا پنکھا

تھی جس سے آگے ایک لمبی سی راہداری بنی ہوئی تھی۔ اس نے اس مشین کو چاروں طرف سے بٹن دبا کر کھولنا شروع کر دیا۔ اس پنکھے کا بیرونی قطر کافی بڑا بن گیا اس نے یہ پنکھا دیوار کے کٹے ہوئے حصے کے ساتھ لگایا اور زور لگا کر اس کا ماؤتھ زمین کے اندر کر دیا اور پھر اس نے پنکھے کی پشت پر لگا ہوا ایک بٹن دبا دیا۔ دوسرے لمحے پنکھا انتہائی تیزی سے چلنا شروع ہو گیا اور اس کے ساتھ ہی پنکھے کے بیرونی کٹر جتنی جگہ خود بخود کٹ کر نیچے گرتی چلی گئی اور پنکھا خود بخود آگے بڑھتا چلا گیا۔ اس کی رفتار بے حد تیز تھی۔ اس طرح انتہائی تیز رفتاری سے خود بخود ایک سرنگ سی بنتی چلی گئی۔

یہ سرنگ اتنی بڑی تھی کہ ایک آدمی آسانی سے اس میں سے گزر سکتا تھا۔ اور پھر پنکھا تھوڑی دیر میں کافی آگے بڑھ گیا اور زیر زمین ایک خودکار سرنگ سی بنتی چلی گئی۔ اور عمران اور اس کے ساتھی اس سرنگ میں داخل ہوتے چلے گئے۔

سرنگ کا ملبہ ابھی ساتھ ساتھ ہٹایا جا رہا تھا جب کہ عمران اور اس کے ساتھی سب اس کمرے سے کافی اندر پہنچ چکے تھے۔

عمران پنکھے کے پیچھے پیچھے آگے بڑھتا چلا جا رہا تھا جب اس کے اندازے کے مطابق وہ سوگز کے فاصلے پر پہنچ گئے تو عمران نے ہاتھ بڑھا کر پنکھے کا بٹن آف کر دیا۔ اور سرنگ بنتی بند ہو گئی۔

عمران نے ایک جھٹکے سے پنکھے کو باہر کھینچ لیا اور پھر اس نے اسے ٹیڑھا کر کے اوپر کے رخ پر نصب کیا اور دوبارہ بٹن دبا دیا۔ دوسرے لمحے پنکھا تیزی سے سوراخ کرتا ہوا اوپر کی طرف اٹھتا چلا گیا۔ اور اس طرح یہ سرنگ مڑ کر خود بخود اوپر کو جاتی چلی گئی۔ چند لمحوں بعد پنکھا خود بخود رک

گیا اور عمران نے اس کا بٹن آف کر کے پنکھے کو جیسے ہی اندر کی طرف کھینچا ویسے ہی آسمان نظر آنے لگ گیا۔ پنکھے کا ماؤتھ چونکہ زمین سے باہر نکل گیا تھا اس لئے وہ خود بخود رک گیا تھا۔

عمران نے انتہائی پھرتی سے پنکھے کے بیرونی حصوں کو لپیٹا اور اسے چھوٹا کر کے پشت پر لگے ہوئے تھیلے میں ڈال دیا اور دوسرے لمحے وہ زمین سے باہر نکل آیا۔ یہ جگہ ایک کھیت میں تھی اور چونکہ جوار کی فصل اگی ہوئی تھی اس لئے ان کے دیکھ لئے جانے کا خطرہ بھی نہ تھا۔

چند لمحوں بعد وہ سب باری باری باہر آ گئے۔ اب وہ اس زرعی فارم سے سو گز کے فاصلے پر موجود تھے۔

باہر آتے ہی عمران نے جیب سے ایک چھوٹا سا بم نکالا اور دانتوں سے اس کی پن کھینچ کر اسے اس نئی شکل میں پھینک دیا۔ بم کی تیز آواز سے یہ بم سرنگ میں گرتا چلا گیا اور چند لمحوں بعد ایک ہلکا سا دھماکہ ہوا اور نئی سرنگ بلاسٹ ہو گئی۔ اب سرنگ ختم ہو چکی تھی اس طرح اندر سے باہر آنے کا راستہ مسدود ہو گیا تھا۔

"جلدی سے نکل چلو۔ کریسٹ میں نہیں ملا کر وہ ساری جگہ کا گھیراؤ کر لیں گے"۔ ... عمران نے تیز لہجے میں کہا اور پھر وہ گوریلوں کے سے انداز میں گھٹنوں کے بل رینگتے ہوئے تیزی سے آگے کی طرف بڑھتے چلے گئے۔

کھیت کے کنارے پر پہنچ کر وہ یکدم ٹھٹھک کر رک گئے۔ کیونکہ سامنے سپاٹ میدان تھا اور اس میدان میں نکلتے ہی انہیں چیک کر لیا جاتا۔

"عمران صاحب! ... دائیں طرف ایک جیپ موجود ہے"۔ ... اچانک

نعمانی نے سرگوشی کرتے ہوئے کہا اور ان سب کی نظریں دائیں طرف مڑتی چلی گئیں۔ وہاں سے تھوڑے سے ہی فاصلے پر ایک بڑی سی جیپ موجود تھی۔

"چلو! اب اس جیپ پر قبضہ ضروری ہو گیا ہے"۔۔۔ عمران نے کہا اور وہ سب ایک بار پھر کھیت میں ہی رینگتے ہوئے دائیں طرف بڑھتے چلے گئے۔

تھوڑی دیر بعد وہ اس جیپ کے قریب پہنچ گئے۔ جیپ کے اندر کوئی آدمی موجود نہ تھا اور نہ ہی ارد گرد کوئی اور نظر آ رہا تھا۔ البتہ اس جیپ سے تھوڑے سے فاصلے پر چند اور جیپیں کھڑی نظر آ رہی تھیں۔

"چلو باری باری"۔۔۔ عمران نے کہا اور دوسرے لمحے وہ چھلانگ لگا کر کھیت سے نکلا اور سٹیرنگ سیٹ پر بیٹھتا چلا گیا۔

تھوڑی ہی دیر میں سب افراد کھیت سے نکل کر جیپ میں سوار ہو گئے۔ آخری آدمی کے جیپ میں سوار ہوتے ہی عمران نے جیپ سٹارٹ کی اور دوسرے لمحے جیپ ایک جھٹکا کھا کر آگے بڑھی۔ عمران نے پوری قوت سے سٹیرنگ موڑا اور دوسرے لمحے جیپ چکر کاٹ کر فارم کی مخالف سمت میں دوڑتی چلی گئی۔

دوسرے لمحے انہیں اپنے پیچھے کچھ لوگوں کے چیخنے کی آوازیں سنائی دیں، مگر عمران انتہائی تیز رفتاری سے کھیتوں کے درمیان موجود کچی سڑک پر جیپ دوڑاتا چلا گیا۔

ابھی جیپ نے تھوڑا ہی فاصلہ طے کیا تھا کہ عمران نے عقب نما آئینے میں تین جیپوں کو اپنے تعاقب میں آتے ہوئے دیکھ لیا۔

"عمران صاحب! جیپیں آ رہی ہیں تعاقب میں"۔۔۔ کیپٹن شکیل

نے کہا۔

"مجھے معلوم ہے۔۔۔ شکیل اور نعمانی۔ تم دونوں گرینیڈ لانچر سے ان جیپوں کو اڑانے کی کوشش کرو"۔۔۔ عمران نے تیز لہجے میں کہا اور یہ دونوں تیزی سے حرکت میں آ گئے۔

ان دونوں نے تھیلوں میں سے گرینیڈ لانچروں کے پارٹس نکالے اور انہیں جوڑنا شروع کر دیا۔ چند لمحوں بعد دونوں لانچر تیار ہو گئے اور پھر وہ دونوں پوزیشن میں آ گئے۔

تعاقب میں آنے والی جیپیں اب خاصی قریب آ چکی تھیں کہ ان دونوں نے فائر کھول دیئے۔ دوسرے لمحے دو خوفناک دھماکے ہوئے اور پیچھے آنے والی دونوں جیپوں کے پرخچے اڑ گئے۔ ان دونوں کے پیچھے آنے والی جیپ تیزی سے راستہ کاٹ کر ادھر ادھر سے گزر کر ایک بار پھر عمران کی جیپ کے تعاقب میں آ گئی۔ مگر ایک بار پھر گرینیڈ لانچروں کا دھماکہ ہوا اور پیچھے آنے والی جیپ کا بھی پہلی والی جیپوں جیسا حشر ہوا۔ اور اس کے بعد تعاقب ختم ہو گیا۔

عمران جیپ دوڑائے لئے جا رہا تھا۔ سڑک شیطان کی آنت کی طرح طویل ہوتی چلی جا رہی تھی۔

"یہ سڑک کہاں جا کر ختم ہوگی"۔۔۔؟ عمران نے قریب بیٹھے ہوئے الیون تھری سے مخاطب ہو کر کہا۔

"یہ سڑک تو آگے قصبے میں جاتی ہے۔۔۔ جہاں کارخانہ موجود ہے۔۔۔ لیکن آگے جا کر بڑی بھاری چیکنگ چوکی موجود ہے۔۔۔ ذرا آگے جا کر ایک اور سڑک بائیں طرف نکلتی ہے ہم ادھر مڑ جائیں گے اس طرح چکر تو

لمبا ہو جائے گا لیکن ہم چیکنگ چوکی سے بچ جائیں گے" ___ ایلیان بھرتی نے کہا اور عمران نے اثبات میں سر ہلا دیا۔

چند لمحوں بعد بائیں طرف نکلنے والی سڑک نظر آئی اور عمران نے جیپ ادھر ہی موڑ دی۔

مگر ابھی وہ تھوڑی ہی دور آگے بڑھا ہو گا کہ اچانک انہیں اپنے سروں پر ایک ہیلی کاپٹر کی گونج سنائی دی۔ اور پھر اس سے پہلے کہ وہ چونکتے ان کی جیپ کے ارد گرد خوفناک دھماکے ہونے شروع ہو گئے۔ ہیلی کاپٹر سے ان کی جیپ پر بموں کی بارش شروع ہو گئی۔

عمران نے جیپ کو تیزی سے دائیں بائیں کاٹنا شروع کر دیا مگر ایک بم جیپ کے عین سامنے آگرا اور عمران نے اس بم کے دھماکے سے بچنے کے لئے جیسے ہی سٹیئرنگ کو تیزی سے موڑا جیپ کے پہیوں نے زمین چھوڑ دی اور جیپ الٹ کر قلابازیاں کھاتی ہوئی دائیں طرف موجود ایک گہرے گڑھے میں گرتی چلی گئی اور جیپ میں سوار سیکرٹ سروس کے ممبران کو یوں محسوس ہوا جیسے وہ کسی تیزی سے گھومتے ہوئے لٹو پر سوار ہو گئے ہوں۔

چار جیپوں کا قافلہ انتہائی تیز رفتاری سے تاراکان پہاڑیوں کے شمالی سلسلے کی طرف بڑھا چلا جا رہا تھا۔ چاروں جیپوں میں جی۔ پی کے ہنٹنگ سیکشن کے ارکان موجود تھے۔ سب سے آگے والی جیپ پر ڈرائیور کے ساتھ ایک لمبا تڑنگا نوجوان بیٹھا ہوا تھا۔ اس نے ہاتھ میں مائیک تھاما ہوا تھا اور ڈیش بورڈ پر لگے ہوئے مختلف بٹن دبا رہا تھا۔

"ہیلو۔ ہنٹنگ سیکشن سے ٹارون سپیکنگ۔ اوور" ___ نوجوان نے کرخت لہجے میں بار بار یہی فقرہ دہراتے ہوئے کہا۔

"یس ___ سی۔ ڈی۔ او سپیکنگ۔ اوور" ___ چند لمحوں بعد دوسری طرف سے جواب ملا۔

"مجرموں کی کیا پوزیشن ہے ___ کیا ہم براہ راست تاراکان پہنچ جائیں۔ اوور" ___ ٹارون نے کہا۔

"مجرم ابھی تاراکان میں موجود نہیں ___ میرے آدمی نگرانی کر رہے ہیں

آپ اپنی جیپیں فارم سے سو گز کے فاصلے پر روک لیں ۔۔۔ تاکہ مجرم ہوشیار نہ ہو جائیں۔ اوور ...... دوسری طرف سے کہا گیا۔

"او کے ۔۔۔ اوور اینڈ آل" ۔۔۔ زاروف نے جواب دیا اور ڈائش بورڈ پر لگا ہوا بٹن آف کر کے اس نے مائیک کو ایک خالی خانے میں جما دیا۔

"سر! ۔۔۔ کیا یہ مجرم اتنے ہی اہم ہیں کہ ہمارے سیکشن کو استعمال کیا گیا ہے ۔۔۔؟" جیپ کے پچھلے حصے میں بیٹھے ہوئے ایک نوجوان نے زاروف سے مخاطب ہو کر کہا۔

"ہاں! ۔۔۔ سی۔ وی۔ ون کی خصوصی درخواست پر ہمیں حرکت میں آنے کا حکم ملا ہے ۔۔۔ معلوم ہوا ہے کہ یہ مجرم پاکیشیا سیکرٹ سروس کے ارکان ہیں اور انتہائی خطرناک لوگ ہیں" ۔۔۔ زاروف نے سپاٹ لہجے میں جواب دیتے ہوئے کہا۔

زارومنسک جی۔ پی کے مخصوص شعبے کا سب انچارج تھا جسے ہنٹنگ گروپ کہتے ہیں۔ اس گروپ میں ایسے جی دار اور نڈر اور لڑائی بھڑائی کے فن کے ماہر رکھے جاتے تھے کہ جو پلک جھپکنے میں ہر قسم کے حالات سے نپٹنے کی صلاحیتیں رکھتے تھے اور انہیں ایسے کاموں کی خصوصی تربیت دی جاتی تھی۔ پاکیشیا سیکرٹ سروس سے نپٹنے کے لئے سی وی ون نے ہنٹنگ سیکشن کو ہی استعمال کرنے کا فیصلہ کیا تھا اور ہنٹنگ سیکشن کے پندرہ افراد زاروف کی سربراہی میں پوری طرح مسلح ہو کر چار جیپوں میں سوار اس زرعی فارم کی طرف بڑھے چلے جا رہے تھے جہاں پاکیشیا سیکرٹ سروس کے افراد موجود تھے۔

زرعی فارم دور سے ہی نظر آنے لگا تو اچانک ایک درخت سے ایک نوجوان نیچے کودا۔ اس کے سینے پر سی وی ون کا مخصوص نشان موجود تھا۔ اس نے ہاتھ اٹھا کر جیپوں کو رکنے کا اشارہ کیا اور زاروف کی جیپ اس نوجوان کے قریب پہنچ کر رک گئی۔

"شناخت کرا دیجئے" ۔۔۔ نوجوان نے سخت لہجے میں زاروف سے مخاطب ہو کر کہا تو زاروف نے اپنی دوسری آستین اس کے سامنے الٹ دی۔ دوسری آستین کی نچلی تہہ پر ہنٹنگ سیکشن کا مخصوص نشان موجود تھا، جسے دیکھتے ہی نوجوان تیزی سے مؤدب ہو گیا۔

"ٹھیک ہے ۔۔۔ آپ لوگ آگے جا سکتے ہیں" ۔۔۔ نوجوان نے اس بار مؤدبانہ لہجے میں کہا اور پھر اس نے بیلٹ کے ساتھ بندھے ہوئے پاکٹ ٹرانسمیٹر کو آن کیا اور ہنٹنگ سیکشن کی جیپوں کے متعلق اپنے ساتھیوں کو اطلاع دینے لگا۔ جیپیں تیزی سے آگے بڑھتی چلی گئیں۔ فارم سے سو گز کے فاصلے پر زاروف نے جیپ رکوائی اور پھر وہ اچھل کر نیچے اتر آیا۔ اس کے نیچے اترتے ہی پچھلی جیپوں سے بھی اس کے ساتھی نیچے اتر آئے۔ ان سب نے کندھوں پر چھوٹے چھوٹے تھیلے باندھ رکھے تھے اور پھر وہ تیزی سے فارم کی طرف بڑھتے چلے گئے۔

فارم سے باہر ہی انہیں روک لیا گیا۔ انہیں روکنے والا سی۔ وی۔ ون تو تھا بلکہ اس کی شکل والا ایک سخت مزاج نوجوان۔

ایک دوسرے کی شناخت کے بعد سی۔ وی۔ ٹو نے زاروف کو تمام تفصیلات بتائیں۔

"اس کا مطلب ہے کہ مجرم ضرور کسی تہہ خانے میں چھپ گئے ہیں" ۔۔۔ زاروف

نے سر ہلاتے ہوئے کہا۔

"ہاں ۔۔۔ معلوم تو ایسا ہی ہوتا ہے ۔۔۔ بہرحال آپ چند لمحے رک جائیے ۔۔۔ سی۔ ڈی۔ ڈان ابھی تشریف لانے والے ہیں۔ ان کا حکم ہے کہ آپریشن ان کی نگرانی میں کیا جائے" ۔۔۔ سی۔ ڈی۔ ٹو نے کہا اور زاروف نے سر ہلا دیا۔

اور پھر چند لمحوں بعد دور سے ایک ہیلی کاپٹر زرعی فارم کی طرف بڑھتا دکھائی دیا۔ ہیلی کاپٹر پر سی۔ ڈی کا مخصوص نشان موجود تھا۔ ہیلی کاپٹر فارم سے تھوڑے فاصلے پر پہنچ کر ایک کھیت میں اتر گیا اور سی۔ ڈان۔ زاروف تیزی سے ہیلی کاپٹر کی طرف بڑھتا چلا گیا۔

ہیلی کاپٹر سے ادھیڑ عمر سی۔ ڈی۔ ڈان باہر نکلا اور پھر چند لمحے آپس میں بات چیت کرنے کے بعد انہوں نے یہ فیصلہ کر لیا کہ مشین گنیں اچانک زرعی فارم پر دھاوا بول دے اور سی۔ ڈی کے ارکان فارم سے باہر رک کر نگرانی کریں۔ چنانچہ یہ فیصلہ ہوتے ہی زاروف نے اپنے ساتھیوں کو مخصوص انداز میں اشارہ کیا اور وہ کاندھوں پر لٹکی ہوئی برین گنیں سنبھالتے ہوئے تیزی سے فارم میں داخل ہو گئے۔

فارم میں داخل ہوتے ہی وہ پلک جھپکنے میں پورے فارم میں پھیلتے چلے گئے۔ لیکن فارم خالی پڑا ہوا تھا۔

"میرا خیال ٹھیک ہے ۔۔۔ یہاں کوئی تہہ خانہ موجود ہے" زاروف نے اندر آنے والے سی۔ ڈی۔ ڈان اور راؤ سے مخاطب ہوتے ہوئے کہا۔

"یقیناً ہوگا" ۔۔۔ سی۔ ڈی۔ ڈان نے سر ہلاتے ہوئے جواب دیا اور

زاروف تیز نظروں سے سر کرے کا جائزہ لینے لگا۔

چند لمحوں بعد ایک راہداری کو دیکھ کر اس کی نگاہوں میں چمک سی ابھر آئی۔ اس نے اپنی پشت میں موجود تھیلے میں ہاتھ ڈال کر ایک بم نکالا اور خود پیچھے ہٹ کر اس نے دانتوں سے بم کی پن نکالی اور زور سے اس راہداری میں پھینک دیا۔

بم کے راہداری کے فرش پر گرتے ہی ایک خوفناک دھماکہ ہوا اور دوسرے لمحے پوری راہداری نیچے ایک خط مستقیم کی صورت میں دھنستی چلی گئی۔ راہداری تقریباً ساٹھ گز تک دھنس گئی تھی۔

اسی لمحے اس دھنسی ہوئی جگہ کے آخر میں اندھیرے میں سے کچھ لوگوں کے کراہنے کی دبی دبی آوازیں سنائی دینے لگیں تو زاروف نے پھرتی سے تھیلے میں سے ایک اور بم نکال لیا۔

"ٹھہرو ۔۔۔ ہم نے انہیں زندہ پکڑنا ہے" ۔۔۔ سی۔ ڈی۔ ڈان نے چیخ کر زاروف سے مخاطب ہو کر کہا اور زاروف نے برا سا منہ بناتے ہوئے بم واپس تھیلے میں ڈال دیا۔ اور پھر وہ تیزی سے چھلانگیں لگاتے ہوئے دھنسی ہوئی جگہ پر بڑھتے ہوئے اس مقام پر پہنچ گئے جہاں سے کراہنے کی آوازیں آ رہی تھیں۔

"اس کمرے میں جو کوئی بھی ہے ۔۔۔ ہتھیار پھینک کر باہر نکل آئے۔ تمہیں چاروں طرف سے گھیر لیا گیا ہے اور اگر ایک منٹ کے اندر اندر کوئی باہر نہ آیا تو اس کمرے کو بم مار کر اڑا دیا جائے گا" ۔۔۔ سی۔ ڈی۔ ڈان نے چیختی ہوئی آواز میں کہا۔

"ارے بھائی چیختے کیوں ہو صاحب" ۔۔۔ کمرے کا اکلوتا دروازہ تو ٹرنگ

کے ملبے نے بند کر دیا ہے ۔۔۔ اب ہم کہاں سے باہر نکلیں ۔۔۔ چ
دروازہ تو کھولو" ۔۔۔ دوسرے لمحے زمین کے اندر سے ایک مشتاق سی
سی آواز سنائی دی۔

" دروازے سے ایک طرف ہٹ جاؤ ۔۔۔ ہم دروازہ کھول رہے ہیں"
سی۔ وی۔ ون نے مسکراتے ہوئے جواب دیا۔

" زاروف ۔۔۔ تم چار آدمیوں کو ملبہ ہٹانے پر لگا دو اور باقی لوگ
مورچے سنبھال لیں ۔۔۔ اب یہ کہاں جا سکتے ہیں ۔۔۔ پھر بھی احتیاط
ضروری ہے" ۔۔۔ سی۔ وی۔ ون نے کہا اور زاروف نے اپنے ساتھیوں
کو ہدایات منتقل کر دیں اور پھر تیزی سے ملبہ ہٹنا شروع ہو گیا۔ چونکہ
کے پاس کدالیں وغیرہ موجود نہ تھیں اس لئے وہ ہاتھوں سے ہی کام کرنے
مجبور تھے۔ لیکن ان کے ہاتھ اتنی تیزی سے چل رہے تھے کہ جیسے وہ
انسان نہ ہوں مشینیں ہوں۔

جب سرنگ کا دروازہ نمودار ہوا تو انہیں ملبہ ہٹاتے ہوئے بیس
پچیس منٹ گزر چکے تھے۔ دروازہ اندر سے بند تھا۔

زاروف نے پیچھے ہٹ کر زور سے اپنا کندھا دروازے پر مارا
لکڑی کا بوسیدہ دروازہ چوکھٹ سمیت اندر جا گرا۔ زاروف بجلی کی سی تیزی
سے ایک طرف ہٹ گیا۔

" ہاتھ اٹھاتے باہر آ جاؤ ورنہ ۔۔۔" اس بار زاروف نے چیخ کر
کہا۔ مگر اندر مکمل خاموشی طاری تھی۔ ان سب کے چہروں پر حیرت کے
آثار نمایاں ہو گئے۔

اچانک زاروف نے اپنی جگہ سے حرکت کی اور وہ برین گن سنبھال

سے آگے بڑھا اور پھر اس نے کمرے کے اندر چھلانگ لگا دی اور
ساتھ ہی برین گن کا ٹریگر بھی دبا دیا۔ نتیجہ یہ کہ کمرہ برین گن کی فائرنگ
سے گونج اٹھا۔ مگر اندر سے کوئی انسانی چیخ سنائی نہ دی۔ جس کی توقع
یہ کر رہے تھے۔

کمرہ خالی ہے ۔۔۔ وہ لوگ سرنگ بنا کر نکل گئے ہیں" ۔۔۔ دوسرے
زاروف کی چیختی ہوئی آواز سی۔ وی۔ ون اور سی۔ وی۔ ڈاؤن اور ٹو کے
ساتھ زاروف کے چار پانچ ساتھی بھی بے تحاشا اندر داخل ہو گئے۔
واقعی سامنے دیوار کا ایک حصہ ٹوٹا ہوا تھا اور ایک سرنگ زمین کے اندر
جا رہی تھی۔ سرنگ کے ٹکڑے جیسے میں چلتی ہوئی مٹی بتا رہی تھی کہ سرنگ
ابھی کھودی گئی ہے۔

زاروف نے اس سرنگ میں داخل ہونے کے لئے اپنے جسم کو سیدھا
کیا کہ اچانک ایک زوردار دھماکہ ہوا اور زاروف اچھل کر دو قدم پیچھے ہٹ
سرنگ اس دھماکے سے بیٹھ چکی تھی۔

وہ لوگ نکل گئے ۔۔۔ باہر چلو جلدی" ۔۔۔ زاروف نے چیختے
ہوئے کہا اور پھر وہ تیزی سے باہر کی طرف لپکے۔
جیسے ہی وہ فارم سے باہر آئے۔ انہیں دور سے ایک جیپ تیزی
سے مڑ کر واپس شمال کی طرف دوڑتی دکھائی دی۔ اور زاروف کے ساتھی
بے تحاشا جیپوں کی طرف دوڑتے چلے گئے۔
وہ ہماری ایک جیپ لے گئے ہیں ۔۔۔ لیکن فکر کی کوئی بات نہیں
زیادہ دور نہیں جانے دیا جائے گا" ۔۔۔ زاروف نے کہا اور
وہ تیزی سے سیڑھیاں چڑھ کر فارم کی چھت کی طرف دوڑتا چلا گیا تاکہ

سرخ جلو پر تعاقب کر کے چیک کر سکے ۔ سی دان اور سی ڈوری اُس کے پیچھے اور چپ چاپ چلے گئے ۔

"حیرت ہے ـــــ ان لوگوں نے اتنی جلدی سرنگ بھی کھود لی" سی دان نے بڑبڑاتے ہوئے کہا ۔

"آج کل کی جدید مشینری کے سامنے یہ کوئی مشکل کام نہیں ہے ۔ ہم یہ لوگ واقعی انتہائی خطرناک ہیں ـــــ ہمیں حلیہ بدلنے کے چکر میں اُنہوں نے وقت حاصل کر لیا" ...... زاروف نے بڑبڑاتے ہوئے کہا ۔

تعاقب شروع ہو چکا تھا اور زاروف کے ساتھیوں کی جیپیں آندھی کی طرح تیز رفتاری سے آگے جانے والی مجرموں کی جیپ کے قریب ہوتی جا رہی تھیں ۔ ان سب کی نظریں ان جیپوں پر لگی ہوئی تھیں کہ اچانک دو خوفناک دھماکے ہوئے اور آگے جانے والی جیپ کے بالکل پیچھے دو جیپوں کے پرخچے اڑ گئے ۔

"اوہ ـــــ یہ کیا ہو رہا ہے" ـــــ زاروف نے دانت پیستے ہوئے کہا اور اسی لمحے دُور دو دھماکے ہوئے اور ایک اور جیپ بھی پرزوں میں تبدیل ہو گئی ۔

"میں انہیں پیس ڈالوں گا ـــــ میں ان کی بوٹیاں اڑا دوں گا" زاروف نے چیختے ہوئے کہا اور پھر وہ تیزی سے دوڑتا ہوا سیڑھی چڑھتا اوپر پہنچ گیا ۔ وہ انتہائی تیز رفتاری سے ہیلی کاپٹر کی طرف دوڑتا چلا جا رہا تھا ۔ سی دان اور سی ڈوری اُس کے پیچھے دوڑ رہے تھے لیکن زاروف تو آگ بگولا بنا ہوا تھا ۔ لہٰذا اپنے ساتھیوں کو اس طرح مرتے دیکھ کر اس کا دماغی توازن ہی الٹ گیا تھا ۔

ہیلی کاپٹر کے قریب ہی پائلٹ موجود تھا ۔

"جلدی کرو ـــــ ہیلی کاپٹر اڑاؤ ـــــ مجرم نکلے جا رہے ہیں ـــــ" زاروف نے دُور سے ہی چیخ کر پائلٹ سے کہا اور جب تک پائلٹ سیٹ سنبھالتا زاروف اچھل کر ہیلی کاپٹر پر سوار ہو گیا ۔

پائلٹ نے انجن آن کیا اور ہیلی کاپٹر کے بڑے بڑے پنکھے گردش میں آ گئے اور پھر جیسے ہی پنکھے پائلٹ کی مطلوبہ سپیڈ پکڑ گئے ، نمبر ون اور نمبر ٹو بھی ہیلی کاپٹر میں سوار ہونے میں کامیاب ہو گئے ۔ اور دوسرے لمحے ہیلی کاپٹر فضا میں بلند ہوتا چلا گیا ۔

"جیپ کے اوپر لے چلو ـــــ مگر بلندی پر رہنا ـــــ کہیں وہ اسے ہٹ ہی نہ کر لیں" ـــــ زاروف نے پائلٹ کو ہدایت کی اور پھر اس نے پھرتی سے پشت پر لدا ہوا تھیلا اتار کر اسے اپنے گھٹنوں پر رکھا اور اس میں سے چھوٹے چھوٹے سگریٹ نما بم باہر نکال کر گننے شروع کر دیئے ۔

ہیلی کاپٹر تھوڑی ہی دیر میں زمین پر بھاگتی ہوئی جیپ کے عین اوپر پہنچ گیا ۔ اور زاروف نے دانت بھینچتے ہوئے جھولی میں رکھے ہوئے بم اٹھا اٹھا کر نیچے جیپ پر پھینکنے شروع کر دیئے ۔

بم خوفناک دھماکوں سے جیپ کے ارد گرد پھٹنے لگے لیکن ہیلی کاپٹر کی تیز رفتاری کی وجہ سے کوئی بم بھی جیپ کے اوپر نہ گر رہا تھا ۔

ادھر جیپ ڈرائیور نے جیپ کو زگ زیگ کے انداز میں دوڑانا شروع کر دیا تھا ۔ اور زاروف کے پاس بموں کا ذخیرہ تیزی سے ختم ہوتا جا رہا تھا ۔

"یہ لوگ بے حد چالاک اور عیار ہیں" ۔۔۔ زاروف نے دانت پیستے ہوئے کہا اور پھر اس نے آخری بم بھی جیپ کی طرف اچھال دیا۔

یہ بم ٹھیک جیپ کے آگے جا کر پھٹا اور دوسرے لمحے جیپ الٹ کر ایک طرف گری اور پھر قلابازیاں کھاتی ہوئی ایک گہرے گڑھے میں گرتی چلی گئی۔

"وہ مارا۔۔۔ اب یہ بچ کر کہاں جائیں گے" ۔۔۔ زاروف نے خوشی سے چیختے ہوئے کہا اور نمبر ون اور نمبر ٹو کے اترے ہوئے چہرے بھی جیپ کے الٹتے ہی کھل اٹھے۔

ادھر پائلٹ نے جیپ کے الٹتے ہی ہیلی کاپٹر کو جیپ کے قریب ہی میدان میں اتار دیا اور ہیلی کاپٹر کے پیڈز جیسے ہی زمین پر ٹکے زاروف اچھل کر نیچے اترا۔ اس نے کاندھے پر لٹکی ہوئی برین گن ہاتھ میں پکڑی ہوئی تھی اور وہ محتاط انداز میں اس گڑھے کی طرف بڑھتا چلا گیا جس میں جیپ پڑی ہوئی تھی۔

گڑھے کے کنارے پر جا کر وہ رک گیا۔ جیپ آخری بار سیدھی ہو کر [illegible] ہوتی تھی لیکن پانچ افراد جیپ کے بل زمین پر پڑے ہوئے تھے جبکہ دو آدمی جیپ کی کھڑکیوں سے آدھے باہر کو لٹک رہے تھے۔ اور ایک آدمی جیپ کی پشت پر زمین پر چت پڑا ہوا تھا اس کی آنکھیں بند تھیں اور سینہ بالکل ساکت تھا۔

"یہ تو سب ختم ہو گئے" ۔۔۔ زاروف نے ایک طویل سانس لیتے ہوئے نمبر ون اور نمبر ٹو سے مخاطب ہو کر کہا جو اس کے ساتھ ہی آ کر کھڑے ہو گئے تھے۔ پائلٹ بھی اتر کر ان کے ساتھ آ کر کھڑا ہو گیا تھا۔

"ٹھیک ہے ۔۔۔ ان کی لاشیں ہیلی کاپٹر میں لاد دو اور ہیلی کاپٹر کو ہیڈ کوارٹر لے چلو" ۔۔۔ نمبر ون نے کہا اور زاروف نے برین گن کاندھے سے لٹکائی اور پھر وہ گڑھے میں اترتا چلا گیا۔ نمبر ٹو بھی اس کے پیچھے ہی تھا۔

وہ دونوں جیسے ہی زمین پر پڑے ہوئے ان پانچوں افراد کے قریب پہنچے اچانک وہ پانچوں یوں اٹھ کر کھڑے ہو گئے جیسے فلم کی شوٹنگ ختم ہو جانے پر فلمی مردے اٹھ کر کھڑے ہو جاتے ہیں۔ زاروف نے چونک کر کاندھے سے برین گن اتارنی چاہی مگر اس کی حسرت دل ہی میں رہ گئی۔ کیونکہ ان میں سے ایک کا ہاتھ بجلی کی سی تیزی سے حرکت میں آیا اور زاروف کے ہاتھ میں آنے والی برین گن اڑتی ہوئی جیپ کی پچھلی طرف جا گری۔ ریوالور سے نکلنے والی گولی ٹھیک زاروف کے ہاتھ پر پڑی تھی۔ اور برین گن کو زمین پر گرنے پر مجبور کر دیا گیا۔ کیونکہ جیپ کی پشت پر پڑا ہوا آدمی بھی اٹھ کر کھڑا ہو گیا تھا اور برین گن اس نے کیچ کر لی تھی۔

"خبردار ۔۔۔ اگر کسی نے حرکت کی تو گولیوں سے اڑا دوں گا" ۔۔ برین گن بردار جو عمران تھا نے چیختے ہوئے کہا اور پیچھے کی طرف بے اختیار ہٹتے ہوئے نمبر ون اور پائلٹ یکدم اپنی جگہ پر ساکت ہو گئے۔ اور دوسرے لمحے سیکرٹ سروس کے ممبران نے انہیں گھیرے میں لے لیا اور وہ سب انہیں ساتھ لئے ہوئے ہیلی کاپٹر کی طرف بڑھتے چلے گئے۔

"عمران صاحب ۔۔۔ اس آدمی کو ختم کر دیں ۔۔۔ یہ [illegible] آدمی ہے ۔۔۔ انتہائی خطرناک" ۔۔۔ [illegible] نے عمران کے کان میں سرگوشی کرتے ہوئے آنکھ سے زاروف کی طرف اشارہ کیا۔

"تم فکر نہ کرو" ____ عمران نے سنجیدہ لہجے میں جواب دیا۔

ہیلی کاپٹر کے قریب پہنچتے ہی اچانک زاروف تیزی سے مڑا اور بجلی کی سی تیزی سے عمران پر چھلانگ لگا کر اس سے مشین گن چھیننے کی کوشش کی مگر عمران اس کی طرف سے پہلے ہی ہوشیار تھا اس لئے جیسے ہی زاروف کے جسم نے حرکت کی۔ عمران نے مشین گن کا ٹریگر دبا دیا اور گولیوں نے زاروف کو آدھے راستے پر ہی روک لیا اور زاروف چیختا ہوا زمین پر گرا اور بری طرح تڑپنے لگا۔ گولیوں نے اس کا سینہ چھلنی کر دیا تھا۔

"اب کسی نے حرکت کی تو اس کا بھی یہی انجام ہوگا" ____ عمران نے انتہائی سخت لہجے میں کہا اور ساتھ ہی اس نے ان سب کو ہیلی کاپٹر میں سوار ہونے کا اشارہ کیا۔ الیون تھرٹی نے پائلٹ سیٹ سنبھال لی اور عمران اور اس کے ساتھی نمبر ون، نمبر ٹو اور پائلٹ کو لئے ہوئے ہیلی کاپٹر میں سوار ہو گئے دوسرے لمحے الیون تھرٹی نے ہیلی کاپٹر کو فضا میں بلند کر دیا۔

"اسے کہاں لے جانا ہے" ____ الیون تھرٹی نے عمران سے پوچھا

"آفریدی فارم میں لے چلو جو قصبے کے پاس ہے ____ میں زاروف سے کچھ پوچھ گچھ کرنا چاہتا ہوں" ____ عمران نے کہا۔

"تم ہم سے کچھ معلوم نہیں کر سکتے" ____ اچانک نمبر ون نے چیخ کر کہا

"خاموش بیٹھو ____ ابھی تمہارے بولنے کا وقت نہیں آیا" ____ عمران نے مشین گن کی نال سے نمبر ون کی کمر میں ٹھوکا دیتے ہوئے کہا۔ اور نمبر ون خاموش ہو گیا۔

ہیلی کاپٹر تیزی سے مشرق کی طرف اڑتا چلا جا رہا تھا۔

کمرے کا دروازہ ایک دھماکے سے کھلا اور ایک نوجوان ہانپتا ہوا اندر داخل ہوا۔

"غضب ہو گیا جناب ____ نمبر ون اور نمبر ٹو کو ابھی کے ہیلی کاپٹر میں اغوا کر کے لے جایا جا رہا ہے" ____ آنے والے نے تقریباً چیختے ہوئے کہا۔

"کیا کہہ رہے ہو ____ کیسے اغوا کر لیا گیا" ____ کمرے میں موجود نوجوان نے بری طرح چونکتے ہوئے کہا۔

"آپریشن روم میں آ جائیے ____ اور خود دیکھ لیجئے" ____ آنے والے نے تیز لہجے میں کہا اور تیزی سے واپس مڑ گیا۔

نوجوان تیزی سے میز کے پیچھے سے نکلا اور پھر دروازے کی طرف بھاگتا چلا گیا۔

چند لمحوں بعد وہ ایک بڑے سے ہال کمرے میں پہنچ گیا جہاں

بناتے قسم کی مشینیں آپریٹ کی جا رہی تھیں۔ دیوار پر ایک بڑی سی سکرین نصب تھی جس پر ایک اڑتے ہوئے ہیلی کاپٹر کی تصویر نظر آ رہی تھی۔

"کلوز اپ لاؤ"۔۔۔ اسی آنے والے نے مشین آپریٹر سے مخاطب ہو کر کہا اور اس نے مشین پر لگا ہوا ایک بٹن تیزی سے گھمانا شروع کر دیا۔ دوسرے لمحے کھڑکیوں والا ہیلی کاپٹر سکرین پر نزدیک آتا چلا گیا۔

"دیکھئے"۔۔۔ آپریٹر نے نوجوان سے مخاطب ہو کر کہا۔

"اوہ!۔۔۔ اس کا مطلب ہے کہ ہینگنگ سیکشن ناکام رہا۔ اور پھر باس کو بھی لے اڑے۔۔۔ لیکن یہ جا کہاں رہے ہیں اور تم نے اسے کیسے چیک کیا"۔۔۔ نوجوان نے تیز لہجے میں کہا۔

"میرے خیال میں باس نے ہیلی کاپٹر پر چڑھتے وقت ہینگنگ ریز دبا دیا تھا۔ جس کی وجہ سے یہاں مشین پر خطرے کی گھنٹی بج اٹھی اور ہم نے مشین آن کر دی۔ اس طرح ہم نے اسے چیک کر لیا۔ اور جہاں تک میرا اندازہ ہے یہ قصبے کی طرف جا رہے ہیں"۔۔۔ اطلاع دینے والے نے جواب دیا۔

"ٹھیک ہے۔۔۔ تم اسے چیک کرو۔۔۔ میں ہیڈ کوارٹر اطلاع دیتا ہوں۔۔۔ یہ اہم ترین مسئلہ ہے"۔۔۔ نوجوان نے کہا اور تیزی سے آپریشن روم سے باہر نکلتا چلا گیا۔

وہ دوبارہ اپنے کمرے میں آیا اور پھر اس نے الماری میں نصب ایک بہت بڑے ٹرانسمیٹر پر ایک مخصوص فریکوئنسی سیٹ کرنی شروع کر دی۔ فریکوئنسی سیٹ کرنے کے بعد اس نے ٹرانسمیٹر کا بٹن آن کر دیا۔

"ہیلو ہیلو۔۔۔ سی۔ ڈی۔ تھری فرام سی۔ ڈی ہیڈ کوارٹر کالنگ۔۔۔

سی۔ جی۔ پی۔ ہیڈ کوارٹر اٹینڈنگ۔ اوور"۔۔۔ نوجوان نے تیز لہجے میں بار بار یہ فقرہ دوہرانا شروع کر دیا۔

چند لمحوں بعد ٹرانسمیٹر پر سبز رنگ کا ایک بڑا سا بلب جل اٹھا اور دوسری طرف سے ایک کرخت آواز ابھری۔

"یس۔۔۔ سی۔ ڈی۔ تھری ہیڈ کوارٹر اٹینڈنگ۔ اوور"۔۔۔ بولنے والے کا لہجہ انتہائی کرخت تھا۔

"میں سی۔ ڈی۔ ہیڈ کوارٹر سے نمبر تھری بول رہا ہوں جناب۔ پاکیشیا سیکرٹ سروس کے ارکان نارڈا کالونی کی پہاڑیوں سے ہماری سرحدوں میں داخل ہوئے۔۔۔ سی۔ ڈی۔ نے انہیں چیک کیا اور ان کی گرفتاری کے لئے ہینگنگ سیکشن کو حرکت میں لایا گیا۔۔۔ مگر مجرموں نے ہینگنگ سیکشن کو ختم کر کے سی۔ ڈی۔ ون اور تھری کا ہیلی کاپٹر اغوا کر لیا ہے۔ اوور"۔ نمبر تھری نے مؤدبانہ لہجے میں رپورٹ دیتے ہوئے کہا۔

"کیا کہہ رہے ہو۔۔۔ پاکیشیا سیکرٹ سروس کے ارکان داخل ہوئے ہیں۔۔۔ تم نے پہلے ہیڈ کوارٹر کو اطلاع کیوں نہیں۔۔۔ جبکہ تمہیں الرٹ کر دیا گیا تھا کہ جیسے ہی اس قسم کی اطلاع ملے۔ ہیڈ کوارٹر کو اطلاع کر دی جائے۔ اوور"۔۔۔ دوسری طرف سے بولنے والے نے چیختے ہوئے کہا۔

"سی۔ ڈی۔ ون ہمارے باس ہیں جناب!۔۔۔ یہ فیصلہ انہوں نے ہی کیا تھا کہ آنے والوں کو گرفتار کر کے ہی ہیڈ کوارٹر کو اطلاع دی جائے۔۔۔ لیکن اب ان کے اغوا ہونے پر میں سی۔ ڈی کا انچارج ہوں۔ اس لئے میں اطلاع دے رہا ہوں۔ اوور"۔۔۔ نوجوان نے

اپنی طرف سے وضاحت کرتے ہوئے کہا۔

"ایک لمحہ ہولڈ کرو ـــــ میں چیف آف کے۔جی۔بی مارشل زاتورے کو اطلاع کرتا ہوں ـــــ پھر تمہیں کوئی جواب دیا جائے گا۔ اوور" ـــــ دوسری طرف سے کہا گیا۔

اور نوجوان کا چہرہ مارشل زاتورے کا نام سنتے ہی یکدم زرد پڑ گیا۔ مارشل زاتورے کا نام ہی ایسا تھا کہ سننے والا خواہ مخواہ دہشت زدہ ہو جاتا تھا۔

تقریباً دو منٹ بعد دوسری طرف سے آواز دوبارہ سنائی دی۔

"ہیلو ہیلو ـــــ کے۔جی۔بی ہیڈ کوارٹر۔ اوور" ـــــ آواز پہلے بولنے والے کی ہی تھی۔

"یس سر ـــــ میں اٹنڈ کر رہا ہوں۔ اوور" ـــــ نوجوان نے مؤدبانہ لہجے میں کہا۔

"مارشل زاتورے سے بات کرو۔ اوور" ـــــ دوسری طرف سے کہا گیا اور نوجوان کے ہاتھ خود بخود کانپنے لگے۔

"ہیلو مارشل سپیکنگ ـــــ کون بول رہا ہے۔ اوور" ـــــ دوسری طرف سے بھوکے بھیڑیئے جیسی غراہٹ آمیز آواز سنائی دی۔

"سسس ـــــ سر ـــــ ٹی سی۔وی نمبر تھری بول رہا ہوں جناب۔ سی۔وی۔ہیڈ کوارٹر سے جناب۔ اوور" ـــــ نوجوان نے ہکلاہٹ بھرے لہجے میں جواب دیتے ہوئے کہا۔

"پاکیشیا سیکرٹ سروس کے بارے میں کیا اطلاعات ہیں ـــــ تفصیل بتاؤ۔ اوور" ـــــ مارشل زاتورے کی کرخت آواز سنائی دی۔

"سر ـــــ سی۔وی۔ون کو اطلاع ملی کہ مشکوک افراد کی نقل و حرکت آج ہے۔ اس پر سی۔وی۔ون نے تینوں مشکوک افراد کو اغوا کر کے ہیڈ کوارٹر پہنچایا ـــــ اور جب ان پر تشدد کیا گیا تو معلوم ہوا کہ آج رات کافان کی پہاڑیوں کے راستے پاکیشیا سیکرٹ سروس کے ارکان خفیہ طور پر روسیاہ میں داخل ہو رہے ہیں جس پر سی۔وی۔ون حرکت میں آگئی اور پہاڑیوں پر ریڈ کیا گیا۔ مگر مجرم زرعی فارم میں چھپ گئے ـــــ اس زرعی فارم کو گھیر لیا گیا۔ اور مجرموں کی اہمیت کے پیش نظر سی۔وی۔ون نے بنکنگ سیکشن کے آدمیوں کو بلایا اور خود بھی ہیلی کاپٹر پر وہاں پہنچ گئے ـــــ ہم مطمئن تھے کہ مجرم اب آسانی سے پکڑے جائیں گے ـــــ مگر ابھی ابھی ہمارے سیکشن نے چیک کیا ہے کہ مجرم اس ہیلی کاپٹر میں سوار ہیں جو سی۔وی۔ون کا ہے اور سی۔وی۔ون اور ان کا اور ہیلی کاپٹر پائلٹ کو قبضہ میں کر لیا گیا ہے ـــــ اور ہیلی کاپٹر قصبے کی طرف جا رہا ہے۔ چنانچہ ہم نے مناسب سمجھا کہ ہیڈ کوارٹر کو اطلاع دی جائے۔ اوور" ـــــ نمبر تھری نے تفصیل بیان کرتے ہوئے کہا۔

"مجرم اب کہاں ہیں۔ اوور" ـــــ ؟ مارشل زاتورے نے غصے سے چیختے ہوئے کہا۔

"جناب ـــــ وہ قصبہ زرگاناش کی طرف سی۔وی۔ون کے ہیلی کاپٹر میں جا رہے ہیں۔ اوور" ـــــ نمبر تھری نے مؤدبانہ لہجے میں کہا۔

"ٹھیک ہے ـــــ تم اپنی سرگرمیاں بند کر دو ـــــ اب میں انہیں تفصیل خود کنٹرول کروں گا۔ اوور اینڈ آل" ـــــ دوسری طرف سے مارشل زاتورے نے کرخت لہجے میں کہا اور نمبر تھری نے اطمینان کا ایک طویل

ہوائی پہنچتے ہوئے ٹرانسمیٹر آف کر دیا۔ ماڈرن ڈاکٹر دور سے نے خود کو فوراً سنبھال لیا تھا اس لئے اس کی جان بچ گئی تھی ورنہ اسے نہ جانے کب لوگوں کے قریب ہی خود نکلنا پڑتا۔ ٹرانسمیٹر بند کر کے وہ تیزی سے دوبارہ آپریشن روم کی طرف بڑھتا چلا گیا۔

آپریشن روم میں موجود تمام لوگوں کی نظریں اب بھی دیوار پر نصب سکرین پر لگی ہوئی تھیں۔ نمبر تھری نے دیکھا کہ سکرین پر قصبہ زوگا ماش کی عمارتیں نظر آ رہی تھیں ـــــ لیکن قصبہ سے چند کلو میٹر کے فاصلے پر ایک زرعی فارم کے قریب ہیلی کاپٹر اتر رہا تھا۔

ہیلی کاپٹر کے زمین پر اترتے ہی مجرم باہر نکلے تھے۔ وہی دونوں اور مجرم اور ہیلی کاپٹر کے پائلٹ کو بھی نیچے اتارا گیا۔ اور پھر مجرم انہیں لئے ہوئے زرعی فارم کے اندر داخل ہو کر سکرین سے آؤٹ ہو گئے چونکہ سکرین کا تعلق صرف ہیلی کاپٹر سے تھا اس لئے اب سکرین پر صرف ہیلی کاپٹر کا کھڑا نظر آ رہا تھا۔

چند لمحوں بعد ایک نوجوان فارم سے باہر نکلا اور وہ ہیلی کاپٹر میں بیٹھ گیا اور ہیلی کاپٹر ایک بار پھر فضا میں بلند ہوتا چلا گیا۔ اس بار اس کا رخ ناراکان پہاڑیوں کی طرف تھا۔

ہیلی کاپٹر ابھی فارم سے تھوڑی ہی دور گیا ہو گا کہ اچانک فضا میں چار جہاز نمودار ہوئے اور انہوں نے انتہائی برق رفتاری سے ہیلی کاپٹر کو گھیر لیا۔

"ہیلی کاپٹر نیچے اتارو ــــ ورنہ تمہارے پرخچے اڑا دیئے جائیں گے" ــــ اچانک سپیکر سے ایک غراتی ہوئی آواز نکلی۔

"گرو دیا ہے ــــ مجھے اس کا کیا کرنا ہے" ــــــ ایک دوسری آواز ابھری اور دوسرے لمحے ہیلی کاپٹر سے ایک آدمی نے نیچے چھلانگ لگا دی۔

"اوہ ــــ اس نے تو پیرا شوٹ بھی نہیں باندھا ہوا" ــــ نمبر تھری کے منہ سے نکلا۔

اس آدمی کے چھلانگ لگانے کے بعد ہیلی کاپٹر تیزی سے آگے بڑھتا چلا گیا۔ جبکہ اس کا پائلٹ ذرا سے کے بعد بیٹھا تھا۔ اور پھر وہ آدمی اور ہیلی کاپٹر بیک وقت زمین پر جا گرے۔

ہیلی کاپٹر اس آدمی سے کافی دور جا گرا تھا اور زمین سے ٹکرا کر ایک خوفناک دھماکے سے پھٹ گیا اور اس کے ساتھ ہی سکرین بھی تاریک ہوتی چلی گئی۔

ہیلی کاپٹر سے چھلانگ لگانے والے آدمی کو انہوں نے ایک بلندی سے نیچے گرتے ہوئے دیکھا تھا۔ وہ ظاہر ہے اس کا انجام یہی معلوم تھا کہ اتنی بلندی سے سخت زمین پر گرنے کے بعد اس کا جسم زمین پر بکھر گیا ہوگا۔ ایک بھی ہڈی صحیح سلامت رہنے کا سوال ہی پیدا نہ ہوتا تھا۔

سکرین کے تاریک ہوتے ہی نمبر تھری تیزی سے واپس اپنے کمرے میں دوڑتا ہوا داخل ہوا اور اس نے ایکسا ٹو کے جی بی کے ہیڈ کوارٹر سے رابطہ قائم کیا۔

اور پھر رپورٹ دینے کے بعد اس نے ہیڈ کوارٹر کو بتایا کہ مجرم ہیلی کاپٹر سے نکل کر قصبے کے جنوبی سمت بنے ہوئے زرعی فارم میں داخل ہوئے

میں" ـــــ یہ اطلاع دے کر اس نے ٹرانسمیٹر بند کر دیا اور پھر اطمینان سے وہ اپنی کرسی پر بیٹھ گیا۔ اُسے نجانے کیوں ایک انجانی سی مسرت ہو رہی تھی اس کا دل کہہ رہا تھا کہ مجرم بے حد عیار و چالاک واقع ہوتے ہیں۔ وہ سی وی وان اور ٹو کو زندہ نہ چھوڑیں گے۔ اور ان دونوں کی موت کے بعد وہ لازماً سی۔ وی سنٹر کا انچارج یعنی نمبر ون بن جائے گا اور یہ اس کی ذاتی خوش قسمتی کی انتہا تھی۔

ہیلی کاپٹر جیسے ہی الیون تھرٹی نے فارم کے قریب زمین پر اتارا عمران اور اس کے ساتھی قیدیوں کو ہمراہ لئے اس فارم میں داخل ہو گئے۔ الیون تھرٹی نے آگے بڑھ کر پائیدان کے نیچے سے چابی نکالی اور پھر دروازہ کھول دیا۔ فارم چونکہ اس کے دوست کا تھا اس لئے وہ جانتا تھا کہ فارم کی چابی کہاں رکھی جاتی ہے۔

"تم اس ہیلی کاپٹر کو کہیں لے جا کر ٹھکانے لگا آؤ ـــــ ورنہ اس کی موجودگی ہمیں ٹارگٹ بنائے رکھے گی" ـــــ عمران نے دروازہ کھلتے ہی الیون تھرٹی سے مخاطب ہو کر کہا اور الیون تھرٹی سر ہلاتا ہوا واپس باہر کی طرف مڑتا چلا گیا۔

"انہیں کرسیوں پر بٹھا کر اچھی طرح باندھ دو ـــــ اور نعمانی تم چھت پر پہنچ جاؤ ـــــ صفدر، شکیل اور تنویر تم تینوں فارم کی تینوں اطراف سے نگرانی کرو اور صدیقی تم سامنے کے رخ باہر نکل جاؤ اور کسی درخت پر بیٹھ

جاؤ ـــــ میں ذرا ان سے پوچھ گچھ کر لوں اس کے بعد آئندہ کا لائحہ عمل بنائیں گے ـــــ اور ہاں! ـــ کوئی مشکوک بات نظر آئے تو فوراً ٹرانسمیٹر پر مجھے مطلع کرنا ـــ تمہیں پوری طرح ہوشیار رہنا ہوگا" عمران نے اندر پہنچتے ہی باقاعدہ ہدایات جاری کرنی شروع کر دیں اور سب لوگ تیزی سے اس کی ہدایات پر عمل کرنے میں مصروف ہو گئے۔

چند لمحوں بعد وہ ان تینوں کو کرسیوں پر اچھی طرح باندھ کر نگرانی کے لئے باہر نکل گئے۔ جب کہ کمرے میں صرف عمران اور جوہان باقی رہ گئے۔

"دیکھو مسٹر ـــ ہمارے پاس بات چیت کرنے کا بالکل وقت نہیں ہے ـ اس لئے میں زیادہ سوال نہیں پوچھوں گا ـــ مجھے صرف اتنا بتا دو کہ کارخانے کے اندر جانے کا کیا طریقہ ہے ـ ـ ؟" عمران نے ان تینوں سے مخاطب ہو کر کہا۔

"کس کارخانے کی بات کر رہے ہو ـــ ؟" نمبر وان نے چونکتے ہوئے پوچھا۔

"مصنوعی انسان بنانے والے کارخانے کی" ـ ـ ـ عمران نے سپاٹ لہجے میں جواب دیتے ہوئے کہا۔

"ایسا کوئی کارخانہ یہاں موجود نہیں ہے ـ ـ ـ اور نہ ہی ہم نے ایسے کسی کارخانے کے بارے میں آج تک سنا ہے" ـ ـ ـ نمبر وان نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

اور عمران اس کی بات سن کر چونک پڑا۔ کیونکہ اس نے دیکھا کہ اس کی آنکھیں بتا رہی تھیں کہ وہ سچ کہہ رہا ہے۔ عمران کو اب تجربہ ہو چکا تھا

پوچھ گچھ کرتے رہنے سے اسے اس بات کا اچھی طرح اندازہ ہو گیا تھا کہ کون کس وقت سچ بول رہا ہے اور کون جھوٹ بول رہا ہے۔

دوسرے لمحے عمران کے ذہن میں ایک خیال آیا کہ کارخانہ یقیناً اس قدر خفیہ رکھا گیا ہے کہ زیرو لینڈ کے لوگوں کو بھی اس کا علم نہ ہو ابھی وہ سوچ ہی رہا تھا کہ وہ کوئی مزید بات کرتا اس کی کلائی پر بندھی گھڑی سے سیٹیاں بجنی شروع ہو گئیں۔ اس نے تیزی سے گھڑی کا ونڈ بٹن مخصوص انداز میں دبایا تو گھڑی سے نعمانی کی آواز سنائی دی۔

"ہیلو ـ نعمانی بول رہا ہوں ـ ـ جیپی کا پیچھا کر کے چار ڈاکٹر طیاروں نے گھیر لیا ہے ـ ـ ایرون شرفی نے بغیر پیراشوٹ کے نیچے چھلانگ لگا دی ہے اور جیپی کا پتہ تباہ ہو گیا ہے ـــ ڈاکٹر طیارے واپس جا رہے ہیں ـ اوور" ـ ـ نعمانی نے تفصیل بتاتے ہوئے کہا۔

"اوہ ـ ـ اس کا مطلب ہے کہ ہمیں چیک کر لیا گیا ہے ـــ ـــ بہر حال ہوشیار رہو ـــ اگر انہیں نائم کا پتہ چل گیا ہے تو وہ یقیناً یہاں ریڈ کریں گے ـ اوور" ـ ـ ـ عمران نے تیز لہجے میں جواب دیتے ہوئے کہا۔

"بہتر جناب ـ اوور" ـــ دوسری طرف سے نعمانی نے جواب دیا اور عمران نے اوور اینڈ آل کہہ کر ٹرانسمیٹر بند کر دیا۔

"جوہان ـــ جلدی سے میک اپ بکس نکالو ـــ اور سنو! تنویر اور کیپٹن شکیل کو بلا لاؤ ـــ یہ تینوں ہم تینوں کے قد و قامت کے ہیں" ـ ـ ـ عمران نے تیز لہجے میں کہا اور جوہان تیزی سے اپنے بیگ کی طرف بڑھا اور اس نے ایک بڑا سا میک اپ بکس نکال کر عمران

کے سامنے رکھا اور خود باہر کی طرف دوڑ گیا۔

عمران نے بڑی پھرتی سے میک اپ باکس کھول کر ان بندوں جو کہ افراد پر قد و قامت کے مطابق تمبرون پر کیپٹن شکیل کا میک اپ کرنا شروع کر دیا۔

اور پھر جب جوان ۔۔۔ تنویر اور کیپٹن شکیل کو ہمراہ لیے واپس اندر آیا تو عمران تمبرون پر کیپٹن شکیل کا میک اپ کر چکا تھا۔ اس کے ہاتھ بجلی کی سی تیزی سے چل رہے تھے۔

"عمران صاحب! ۔۔۔ ہمیں ان کے متعلق تفصیلات کا علم نہیں ہے اس لیے یہ ترکیب ناکام رہے گی" ۔۔۔ تنویر نے اندر داخل ہوتے ہی کہا۔

اور پھر اس سے پہلے کہ عمران کوئی جواب دیتا، اچانک صدیقی دوڑتا ہوا اندر داخل ہوا اور اس کے فوراً بعد چوہان اور نعمانی بھی اندر آ گئے۔

"عمران صاحب! ۔۔۔ بیشمار جیپیں اس فارم کی طرف بڑھی چلی آ رہی ہیں ۔۔۔ ان کی تعداد تقریباً تیس پینتیس کے قریب ہے" ۔۔۔ صدیقی نے اندر آتے ہی کہا اور عمران نے چونک کر ہاتھ روک لیے۔ اب تو مجبوری تھی۔ اب اتنا وقت باقی نہ رہا تھا کہ وہ ان تینوں پر اپنے آدمیوں کے اور اپنے آدمیوں پر ان تینوں کا میک اپ کر سکتا۔ اس نے تیزی سے بکس سمیٹ کر جوان کے ہاتھ میں پکڑا دیا۔

"چلو باہر نکلو جلدی ۔۔۔ ہمیں فوراً یہاں سے نکلنا ہے" ۔۔۔ عمران نے جھپٹ کر اپنا بیگ اٹھا کر کاندھے پر ڈالتے ہوئے کہا اور وہ سب افراتفری کے عالم میں اپنے اپنے بیگ اٹھا کر باہر کی طرف لپکے۔

عمران نے کمرے کے دروازے پر رک کر جیب سے ریوالور نکالا اور دوسرے لمحے تڑ تڑ تین گولیاں اس کے ریوالور سے مسلسل نکلیں اور کمرے میں تین انسانی چیخیں گونج اٹھیں۔ عمران نے پیچھے مڑ کر دیکھنے کی کوشش بھی نہ کی۔ کیونکہ اسے اپنے نشانے پر اعتماد تھا۔ اور پھر وہ بھاگتے ہوئے فارم سے باہر آ گئے۔ جیپیں ابھی کافی دور تھیں۔ کیونکہ وہ نظر نہ آ رہی تھیں صدیقی چونکہ چھت پر تھا اس لیے اس نے انہیں دور سے ہی چیک کر لیا تھا۔

فارم کے ارد گرد کھلا میدان تھا اور قصبہ وہاں سے چند فرلانگ کے فاصلے پر تھا البتہ قصبے کی ایک بڑی سی عمارت فارم سے تقریباً دو سو گز کے فاصلے پر تھی۔ اس لیے عمران نے اس عمارت کی طرف جانے کا ہی فیصلہ کیا۔ اسے معلوم تھا کہ قصبے کی گلیاں میں تو کوئی جگہ چھپنے کا امکان ہو سکتا ہے۔ جب کہ کھلے میدان میں وہ کسی صورت بھی نہ بچ سکیں گے۔ اس لیے اس نے اسی عمارت کا رخ کیا اور پھر وہ درختوں کی آڑ لیکر تیزی سے عمارت کی طرف بڑھتے چلے گئے اور ظاہر ہے ان کی رفتار انتہائی تیز تھی۔

وہ درختوں کی آڑ لے کر اس لیے بھاگ رہے تھے تاکہ جیپوں میں سوار آنے والوں کی نظروں میں نہ آ سکیں۔

جب وہ اس عمارت کے قریب پہنچے تو عمارت کے گرد موجود اندری چھلانگتے ہوئے اندر داخل ہو گئے۔ کیونکہ باہر تالا لگا ہوا تھا۔ اور ان کے پاس اتنا وقت نہ تھا کہ وہ تالا کھول کر اندر داخل ہوتے۔ پھر جیسے ہی وہ اندر داخل ہوتے اسی لمحے انہوں نے جیپوں کو فارم کے

گرو پھیلتے ہوئے دیکھ لیا تھا۔

"تنویر ۔۔۔۔ تم یہاں چیکنگ سے چیک کرو ۔ یہ لوگ ادھر آئیں گے تو بتانا" ۔۔۔۔ عمران نے تیز لہجے میں کہا اور پھر وہ باقی ساتھیوں سمیت تیزی سے عمارت کے اندر داخل ہوتا چلا گیا۔

عمارت کے باہر لگے ہوئے تالے سے تو یہی ظاہر ہوتا تھا کہ اندر کوئی شخص موجود نہیں ہے۔ لیکن اس کے باوجود عمران محتاط تھا۔ عمارت خاصی بڑی تھی اور واقعی خالی پڑی ہوئی تھی۔

عمارت کے اندر تقریباً دس کے قریب کمرے تھے جن میں بڑی بڑی پیٹیاں پڑی ہوئی تھیں جو خالی تھیں یوں لگتا تھا جیسے یہ کسی کارخانے کا سٹور رہا ہو۔

عمران نے بڑی پھرتی سے ان پیٹیوں کو چیک کیا اور دوسرے لمحے اس کے ذہن میں چھپنے کی ایک عجیب و غریب ترکیب آ گئی۔ اس نے ایک کمرے میں پڑی ہوئی پیٹیوں کی ترتیب تیزی سے بدلنی شروع کر دی اور پھر اس کے ساتھی بھی اس کی ہدایات کے مطابق تیزی سے حرکت میں آ گئے۔ عمران نے تمام پیٹیاں ایک طرف قطار میں دیوار کے ساتھ لگا کر رکھ دیں اور پھر ان پیٹیوں اور دیوار کے درمیان خالی جگہ بنا دی گئی۔ چونکہ پیٹیاں تعداد میں کافی تھیں اس لیے وہ قطار میں لگنے کے باوجود کم از کم چار چار پیٹیاں ایک دوسرے کے اوپر آ گئیں۔ اس طرح پیٹیوں کی پوری دیوار بن گئی۔ عمران نے آخری کونے سے پیچھے گھسنے کا راستہ رکھ دیا تھا۔

اسی لمحے تنویر بھاگتا ہوا اندر داخل ہوا۔

"چار جیپیں اس عمارت کی طرف آ رہی ہیں" ۔۔۔۔ تنویر نے اندر

آتے ہی کہا۔

"ٹھیک ہے ۔۔۔۔ پیٹیوں کے پیچھے چھپ جاؤ ۔۔۔۔ اس کے سوا اور کوئی چارہ نہیں ہے" ۔۔۔۔ عمران نے تیز لہجے میں کہا اور پھر وہ سب تیزی سے اس تنگ راستے سے گزر کر پیٹیوں سے بنی ہوئی دیوار کے پیچھے چھپتے چلے گئے۔ آخر میں عمران اندر داخل ہوا اور اس نے آخر والی پیٹی کو ذرا سا کھسکا کر راستہ بند کر دیا۔ اب جب تک ساری پیٹیوں کو ہٹا کر نہ دیکھا جاتا انہیں چیک نہ کیا جا سکتا تھا۔ یہ ترکیب ان کے خلاف بھی جا سکتی تھی اور ان کے حق میں بھی۔ اگر انہیں چیک کر لیا جاتا تو پھر ان کے نکلنے کا کوئی راستہ باقی نہ تھا۔ وہ چوہے دان میں پھنسے ہوئے چوہوں کی طرح بے بسی کے عالم میں پکڑے جا سکتے تھے اور ان کے حق میں اس طرح کہ انہیں آسانی سے چیک نہ کیا جا سکتا تھا۔

اسی لمحے عمارت کے اندر کئی افراد کے دوڑتے ہوئے قدموں کی آوازیں سنائی دیں اور ان سب نے اپنے سانس تک روک لئے۔

جیسے ہی مارشل زاتورے کو پاکیشیا سیکرٹ سروس کے متعلق یہ اطلاع ملی کہ وہ نہ صرف روسیاہ میں داخل ہو چکے ہیں بلکہ ہینگنگ سیکشن اور بی ڈی سنٹر کو ختم کر کے سی وی سنٹر کے دو عہدیداروں کو اغوا کر کے قصبہ زدگاناش کی طرف اڑے چلے جا رہے ہیں تو غصے کی شدت سے وہ پاگل ہونے کے قریب ہو گیا۔

اس نے ٹرانسمیٹر بند کرتے ہی تیزی سے میز پر پڑا ہوا ٹیلیفون اپنی طرف گھسیٹا اور رسیور اٹھا لیا۔

"یس سر" ——— دوسری طرف سے پی۔ اے کی آواز سنائی دی۔

"مالیین سنٹر سے بات کراؤ ——— فوراً" ——— مارشل زاتورے نے چیخ سے دھاڑتے ہوئے کہا اور دوسرے لمحے خود کار مشین کے ذریعے اس کا رابطہ مالیین سنٹر سے قائم ہو گیا۔ یہ سنٹر کے جی بی کی جنوبی فضائیہ کا سنٹر تھا جہاں ہر قسم کے طیارے ہر وقت کے جی بی کے کسی بھی مشن کے لئے

تیار رہتے تھے۔

"ابراموف ——— انچارج مالیین سنٹر سپیکنگ" ——— دوسری طرف سے چند لمحوں بعد آواز ابھری۔

"ابراموف سنو! ——— ایک ہیلی کاپٹر مارکان پہاڑیوں کی طرف سے زدگاناش قصبے کی طرف جا رہا ہے ——— اس میں خطرناک مجرم ہیں اسے تباہ کر دو فوراً ——— اور سنو! ——— ہیلی کاپٹر سی وی سنٹر کا ہے اس لئے جھجکنے کی ضرورت نہیں ہے" ——— مارشل زاتورے نے دھاڑتے ہوئے کہا۔

"بہتر جناب! ——— اگر آپ چاہیں تو ہم اسے زمین پر بھی اتار سکتے ہیں" ——— ابراموف نے دبے دبے لہجے میں کہا۔

"کوشش کر دیکھنا ——— ورنہ اڑا دینا" ——— مارشل زاتورے نے کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے کریڈل دبا کر رابطہ ختم کر دیا۔ رسیور کریڈل پر پھینکنے کے بعد اس نے انٹرکام کے بارہ نمبر کو انگلی سے دبا دیا۔

"یس ——— نارو سیکشن" ——— دوسری طرف سے ایک آواز ابھری۔

"مارشل زاتورے سپیکنگ" ——— مارشل کا لہجہ اسی طرح غصیلا تھا۔

"یس باس" ——— دوسری طرف سے بولنے والا مزید مؤدب ہو گیا۔

"سنو! ——— اپنے سیکشن کو فوری حرکت میں لے آؤ ——— چند غیر ملکی مجرم قصبہ زدگاناش میں داخل ہونا چاہتے ہیں۔ وہ ہیلی کاپٹر پر سوار قصبے کی طرف جا رہے ہیں ——— میں نے مالیین سنٹر کو حکم دے دیا ہے ——— وہ اس ہیلی کاپٹر کو تباہ کر دیں گے ——— لیکن مجرم بے حد چالاک اور عیار ہیں ——— اگر وہ بچ نکلیں تو انہیں تم نے گولی مار کر الی

کی لاشیں میرے پاس بھیجنی ہیں ۔۔۔ اور اگر وہ ہیلی کاپٹر سمیت تباہ ہو جائیں تب بھی ۔۔۔ سنا تم نے ۔۔۔ فوری حرکت میں آجاؤ ۔۔۔ یہ کسی صورت بھی زندہ محفوظ نہیں رہنے چاہئیں اور مجھ سے رابطہ قائم رکھو" ۔۔۔ مارشل نے غصے سے بڑبڑانے والے انداز میں کہا اور پھر کوئی جواب سنے بغیر انٹرکام کا بٹن آف کر دیا۔

مارشل زاتورے کے چہرے پر شکل سی پریشانی کے آثار نمایاں تھے ابھی اسے ہدایات جاری کئے چند ہی منٹ گزرے تھے کہ انٹرکام کی گھنٹی بج اٹھی اور مارشل نے چونک کر بٹن دبا دیا۔

"کیا بات ہے" ۔۔۔ مارشل نے کرخت لہجے میں کہا۔

"باس! ۔۔۔ سی وی سنٹر کے نمبر تھرٹی نے اطلاع دی ہے کہ مجرم ہیلی کاپٹر سے اتر کر قصبے کے شمالی سمت واقع زرعی فارم میں داخل ہو گئے ہیں اور ہیلی کاپٹر میں صرف ایک آدمی تھا جس وقت تالین سنٹر کے فائٹرز نے اسے تباہ کیا" ۔۔۔ دوسری طرف سے جواب دیا گیا۔

"اوہ ۔۔۔ اس کا مطلب ہے کہ مجرم بچ نکلنے میں کامیاب ہو گئے ۔ تم ایسا کرو کہ مارو سیکشن کو اطلاع دے دو کہ وہ اس زرعی فارم کو گھیر لیں مجرم کسی طور زندہ بچ کر نہیں جانے چاہئیں" ۔۔۔ مارشل زاتورے نے دھاڑتے ہوئے کہا۔

"یس باس" ۔۔۔ دوسری طرف سے کہا گیا اور مارشل زاتورے نے انٹرکام آف کر دیا۔ اس کے بعد اس نے میز کے کنارے پر لگا ہوا بٹن دبا دیا۔

بٹن دبتے ہی کمرے کا دروازہ خود بخود کھلا اور ایک نوجوان نے اندر آکر باقاعدہ فوجی سیلوٹ کر دیا۔

"بارٹن کو میرے پاس بھیجو ۔۔۔ اسے کہو کہ وہ بارو سنٹر کی فائل ساتھ لے آئے ۔ مگر بے حد جلدی" ۔۔۔ مارشل زاتورے نے کہا اور نوجوان سیلوٹ کر کے باہر نکل گیا۔

چند لمحوں بعد دروازہ ایک بار پھر کھلا اور ایک ادھیڑ عمر گنجے سر والا آدمی اندر داخل ہوا ۔ اس کے ہاتھ میں ایک سرخ رنگ کی فائل تھی جس پر سیاہ رنگ سے دو کراس بنے ہوئے تھے۔

"بیٹھو ۔۔۔ اور مجھے بتاؤ کہ مصنوعی انسان بنانے والے کارخانے بارو سنٹر کی کیا پوزیشن ہے ۔۔۔ تازہ ترین پوزیشن" ۔۔۔ مارشل زاتورے نے آنے والے سے مخاطب ہو کر کہا۔

"یس باس! ۔۔۔ بارو سنٹر تیزی سے کام کر رہا ہے جناب ۔ آج تک ایک ہزار مصنوعی انسان تیار ہو چکے ہیں ۔۔۔ لیکن آج ہی ان میں اچانک ایک ایسی خامی کا پتہ چلا ہے جس کی طرف پہلے سائنسدانوں کا خیال نہ گیا تھا" ۔۔۔ بارٹن نے جواب دیا۔

"خامی ! ۔۔۔ کیسی خامی ۔۔۔ تم کس خامی کی بات کر رہے ہو ۔۔۔؟" مارشل زاتورے نے بری طرح چیختے ہوئے کہا۔

"جناب ! ۔۔۔ ان مصنوعی انسانوں میں جو خامی دریافت ہوئی ہے ۔ اس کے مطابق اگر درجہ حرارت چالیس سنٹی گریڈ سے بڑھ جاتا ہے تو یہ مصنوعی انسان موم کی طرح خود بخود پگھل جاتے ہیں ۔ روسیاہی موسم کے مطابق ہم سنٹی گریڈ انتہائی درجہ کی حرارت ہے ۔

اور اس سے زیادہ گرمی کا تصور بھی نہیں کیا جا سکتا۔ لیکن سائنسدانوں کو اطلاع ملی کہ پاکیشیا میں گرم موسم میں درجہ حرارت عام طور پر پچاس سینٹی گریڈ کے لگ بھگ یا اس سے زائد ہو جاتا ہے۔ — اور چونکہ آج کل پاکیشیا میں موسم گرما ہے — اس لئے ان مصنوعی انسانوں کو وہاں بھیجنے کا کوئی فائدہ ہی نہیں ہے“ — راتھے نے تفصیل بتاتے ہوئے کہا۔

”اوہ ویری بیڈ — یہ تو بہت بڑی خامی ہے — پورا منصوبہ ہی فیل ہو گیا — ہمارے سائنسدانوں کی یہ کوتاہی ناقابل معافی ہے“ — مارشل زاتورے نے غصے سے میز پر مکا مارتے ہوئے کہا۔

”اب وہ اس کوتاہی کو پورا کر رہے ہیں جناب۔ — نیا خام مال تیار کیا جا رہا ہے جو پچاس ڈگری سینٹی گریڈ تک درست رہے گا۔ اس لئے اب مصنوعی انسانوں کی تیاری میں مزید ایک ماہ کی دیر ہو گئی ہے“ — راتھے نے جواب دیا۔

”اس کا مطلب ہے کہ ایک ماہ تک ہم پاکیشیا کا کچھ نہیں بگاڑ سکتے۔ اچھا یہ بتاؤ کہ مصنوعی نایارو سے سنٹر کی کیا پوزیشن ہے“ — مارشل زاتورے نے اچانک بات کا رخ بدلتے ہوئے کہا۔

”مصنوعی نایارو سے سنٹر جناب تقریباً نوے فیصد تعمیر شدہ ہے اور ایسے حالات پیدا کئے گئے ہیں کہ اسے بالکل اصلی سمجھا جاتے — جیسا کہ آپ کو علم ہے کہ اصل نایارو سے سنٹر جزیرہ سارینا میں قائم شدہ ہے، مگر یہ مصنوعی نایارو سے سنٹر بالکل اسی طرح کا ہے جس طرح اصل بنایا گیا ہے — وہاں خودکار اور جدید ترین حفاظتی نظام کام کر رہا ہے۔ ایسا انتظام جو ناقابل تسخیر ہے“ — راتھے نے جواب دیا۔

”سنو راتھے! — پاکیشیا سیکرٹ سروس کا ایک گروپ نایارو سے سنٹر کی تباہی کے مشن پر روسیاہ میں داخل ہونے میں کامیاب ہو گیا ہے اور ان کا رخ چونکہ جزیرہ ٹوگاناش کی طرف ہے اس سے ظاہر ہوتا ہے کہ انہیں ہماری توقع کے عین مطابق نایارو سے سنٹر کی نشاندہی کی گئی ہے — اول تو یہ گروپ مصنوعی سنٹر تک پہنچنے سے پہلے ہی ختم کر دیا جائے گا۔۔۔۔ لیکن پھر بھی میں کوئی رسک نہیں لینا چاہتا اس لئے تم میری طرف سے جزیرہ سارینا میں اصل نایارو سے سنٹر کے انچارج کو مطلع کر دو کہ وہ ہر حالت میں بے حد چوکنا رہے“ — مارشل زاتورے نے اس بار نرم لہجے میں ہدایات دیتے ہوئے کہا۔

”بہتر باس“ — راتھے نے جواب دیا اور پھر فائل سنبھالے اٹھ کر کھڑا ہو گیا اور مارشل زاتورے کے سر ہلانے پر وہ سلام کر کے دروازے کی طرف مڑ گیا۔

مارشل زاتورے کو یہ سن کر شدید مایوسی ہوئی تھی کہ ان کا مشن ایک ماہ لیٹ ہو گیا ہے۔ اس کا جی چاہ رہا تھا کہ ایک لمحہ بھی ضائع کئے بغیر پاکیشیا کی اینٹ سے اینٹ بجا دی جائے کیونکہ کافرستان میں سوگر میزائلوں کے اڈے کو پاکیشیا سیکرٹ سروس نے جس طرح تباہ کر دیا تھا اس سے جی۔ پی کی بڑی بدنامی ہوئی تھی اور روسیاہ کے صدر نے دبے لفظوں میں جی۔ پی کی اس ناکامی پر ناگوار انداز میں تبصرہ کیا تھا۔ کیونکہ سوگر میزائلوں کا یہ اڈہ جی۔ پی کی حفاظت میں تھا۔

ابھی وہ بیٹھا یہی سوچ رہا تھا کہ اچانک انٹرکام کی گھنٹی بج اٹھی اور مارشل زاتورے نے چونک کر اس کا بٹن آن کر دیا۔

لے: اس کے لئے انتہائی دلچسپ ناول ڈیتھ لینڈ ملاحظہ فرمائیں

"لوکاشین فرام ہارڈ وسٹرن ہیلپنگ ــــ" ہارڈسٹر کے انچارج لوکاشین کی تمدد سے گھبرائی ہوئی آواز سنائی دی۔

"کیا رپورٹ ہے لوکاشین ــــ کیا مجرم ختم ہو گئے" ــــ مارشل زالوو نے بڑے پرجوش لہجے میں کہا۔

"جناب ــــ ہارڈسٹر کی بیس پولیس اور سپاہی مسلح افراد نے اس ادرمی فارم کو گھیرے میں لیا ــــ مگر اس ادرمی فارم میں سی، ڈی، سنٹر کا انسپکٹر اور تیموتو اور ایک باغث جاکوٹ کرسیوں پر بندھے ہوئے پائے گئے۔ ان کو سینوں میں گولی مار کر ہلاک کر دیا گیا تھا اور مجرم غائب تھے۔ چونکہ ان ہلاک شدگان کی حالت بتا رہی تھی کہ انہیں چند لمحے پہلے ہی ہلاک کیا گیا ہے۔ اس لئے میرے سیکشن کے آدمیوں نے ارد گرد کے علاقے کی چھان بین شروع کر دی ــــ لیکن مجرم کہیں نہیں مل رہے میں نے سوچا کہ آپ کو رپورٹ کر دوں ــــ اور ہاں ایک اور بات یہ کہ سی۔ ڈی۔ ایس کے چہرے پر ناممکن میک اپ بھی پایا گیا ہے۔ اس سے ظاہر ہوتا ہے کہ مجرموں کا منصوبہ یہ تھا کہ ڈی۔ سی۔ ڈی والی ــــ تو ــــ اور یہ کوئی کے میک اپ میں آ جائیں مگر اچانک چھاپے کی وجہ سے ان کا یہ منصوبہ ناکام ہو گیا ــــ اب قصبہ رولگا اس کی ہر عمارت کی تلاشی لی جا رہی ہے" ــــ لوکاشین نے پوری طرح تفصیل بتاتے ہوئے کہا۔

"مگر مجرم کوئی جادوگر نہیں جو چند لمحوں میں غائب ہو گئے ہیں ــــ تمہارا سیکشن نااہلوں کا سیکشن ہے لوکاشین ! ــــ یہ بات کیسے ممکن ہے کہ چند لمحوں میں اتنے مسلح افراد یکدم غائب ہو جائیں" ــــ مارشل زالوو نے غصے میں بار بار میز پر مکے مارتے ہوئے کہا۔ اس کی

جھنجھلاہٹ عروج پر پہنچ گئی تھی۔

"اسی بات پر تو ہم حیران ہیں جناب ! ــــ بہرحال ہمیں ایک عمارت پر شک ہے جو فارم سے قریب ترین اور خالی پڑی ہوئی ہے۔ لیکن اسے دو بار چیک کیا گیا ــــ مگر وہاں کچھ بھی نہیں ہے" ــــ لوکاشین نے جواب دیا۔

"تم اس عمارت کو گھیرے میں رکھو ــــ میں خود وہاں پہنچ رہا ہوں ــــ میں اپنی نگرانی میں انہیں ڈھونڈوں گا ــــ میں دیکھتا ہوں کہ کیسے نہیں ملتے" ــــ مارشل زالوو نے چیخ کر کہا اور پھر اس نے ٹرانسمیٹر کا بٹن آف کر کے وہ ایک جھٹکے سے اٹھ کھڑا ہوا۔ دوسرے لمحے وہ تیزی سے کمرے سے باہر نکلا اور اپنے مخصوص ہیلی پیڈ کی طرف بڑھتا چلا گیا جہاں ہر وقت ایک تیز رفتار ہیلی کاپٹر موجود رہتا تھا۔ چند لمحوں بعد ہی ہیلی کاپٹر مارشل زالوو کو اپنے اندر سمو کر تیزی سے فضا میں بلند ہوتا چلا گیا۔ اس کی رفتار انتہائی تیز تھی اور مارشل زالوو کو معلوم تھا کہ زیادہ سے زیادہ آدھے گھنٹے میں وہ قصبے میں پہنچ جائے گا۔

انیسواں حقرئی جس کا اصل نام ہرمن تھا، زندگی قائم رہتے ہیلی کاپٹر کی طرف نارا کا ان پہاڑیوں کی طرف لئے جا رہا تھا۔ اس کا پروگرام تھا کہ وہ پہاڑیوں کے قریب ہیلی کاپٹر کو چھوڑ کر خود کسی جیپ کے ذریعے واپس فارم میں پہنچ جا سکے گا۔

لیکن ابھی اُسے فضا میں بلند ہوئے چند ہی لمحے گزرے ہوں گے کہ جاپانی فوجی طیاروں نے ہیلی کاپٹر کو گھیر لیا اور اُسے نیچے اترنے کا حکم دیا گیا۔ مگر ہرمن جانتا تھا کہ اگر وہ نیچے اتر گیا تو پھر گرفتاری کے بعد ہر حال موت اس کا مقدر بن جائے گی۔ اس لئے اس نے فوری طور پر ماحول کا جائزہ لیتے ہوئے ایک خطرناک فیصلہ کر لیا۔ اُسے معلوم تھا کہ ان بڑی چٹانوں کے پیچھے ایک قدرتی چشمہ موجود ہے جس کے ساتھ قدرتی طور پر ایک چھوٹی سی جھیل بن گئی ہے۔ چونکہ اس کے پاس پیراشوٹ نہ تھا اس لئے اسے یہی جھیل ہی اُسے بچا سکتی تھی۔ اس نے ہیلی کاپٹر



کی رفتار کا جائزہ لیتے ہوئے فوری طور پر ہیلی کاپٹر سے نیچے چھلانگ لگا دی۔ اس کا جسم گولی کی سی تیزی سے زمین کی طرف بڑھتا چلا گیا اور پھر چند لمحوں بعد وہ ٹھیک اس جھیل کے درمیان میں سر کے بل گرا۔ اور پانی کی گہری تہہ میں ڈوبتا چلا گیا۔ اس کا اندازہ سو فیصد درست نکلا تھا۔ اگر اس کے اندازے میں معمولی سی بھی غلطی ہو جاتی تو سیاہ زمین سے ٹکرا کر اس کی ایک ہڈی بھی سلامت نہ رہتی اور شاید قدرت کو ابھی اس کی زندگی مقصود تھی۔ خوش قسمتی سے اس کا اندازہ درست نکلا اور وہ ٹھیک جھیل میں جا گرا۔

پہلے تو وہ سیدھا تہہ میں بیٹھتا چلا گیا۔ لیکن دوسرے لمحے پانی نے اسے اوپر کی طرف اچھال دیا اور پھر سطح پر آنے کے بعد اس نے اپنے آپ کو سنبھالا اور تیزی سے کنارے کی طرف تیرتا چلا گیا۔ اور پھر کنارے سے باہر نکل آیا۔ اس کے کپڑے پانی میں تر ہو چکے تھے اور اسے ہیلی کاپٹر کا جلتا ہوا ڈھانچہ صاف نظر آ رہا تھا جب کہ فائٹر طیارے واپس جا چکے تھے۔

ہرمن جھیل سے نکل کر واپس فارم کی طرف بڑھنے لگا مگر پھر وہ ٹھٹھک کر رک گیا۔ کیونکہ اسے خیال آ گیا تھا کہ طیاروں کے جانے کے بعد وہاں ضرور چھاپہ مارا جائے گا اور اس کے کپڑوں سے بہتے ہوئے پانی کی لکیر اس کی فوراً ہی نشاندہی کر دے گی۔ اس نے چند لمحے انتظار کرنے کا فیصلہ کیا تاکہ سوکھتا ہوا پانی کسی حد تک کم ہو جائے۔ چنانچہ وہ ایک چٹان کی اوٹ میں دبک کر بیٹھ گیا۔

مگر ابھی اسے وہاں بیٹھے ہوئے چند ہی لمحے گزرے ہوں گے کہ

اُسے دُور سے جیپوں کے چلنے کی مخصوص آواز سنائی دی اور وہ چونک کر کھڑا ہو گیا۔ مگر دوسرے لمحے اُسے فوری طور پر دبکنا پڑا کیونکہ اس نے دُور سے ہی پچیس تیز رفتار جیپوں کو فارم کی طرف بڑھتے ہوئے دیکھ لیا تھا۔

"اوہ۔۔۔ اب ان سے بچنے کا کوئی امکان نہیں ہے" ۔۔۔ ہرمن نے مایوسی سے بڑبڑاتے ہوئے کہا کیونکہ اس کی تیز نظروں نے نارکوٹیکس کی مخصوص جیپوں کو چیک کر لیا تھا۔ نارکوٹیکس اپنی صلاحیتوں کی بنا پر کے۔ جی۔ بی میں سب سے ٹاپ پر سمجھا جاتا تھا۔ ان کا کام نکالنا تھا۔ اور یہ منشیات کی تجارت میں موجود مجرموں کو بھی باہر نکال لانے کا ماہر سمجھا جاتا تھا۔

اس نے چٹان کی آڑ سے صورتِ حال کا جائزہ لینا شروع کر دیا۔ تمام جیپوں کا رخ فارم کی طرف ہی تھا۔ اس لئے وہ ان کی زد سے محفوظ تھا۔ اس نے سوچا کہ اس کے متعلق بھی یقین کر لیا گیا ہو گا وہ زمین پر گر کر ہلاک ہو چکا ہے۔ اس لئے اس کی فوری تلاش ضروری نہ سمجھی گئی ہو گی۔

ابھی جیپیں فارم سے کافی دُور تھیں کہ ہرمن اچانک چونک پڑا۔ اس نے فارم سے عمران اور اس کے ساتھیوں کو خرگوشوں کی طرح باہر نکل کر اور ملحقہ عمارت کی طرف انتہائی تیز رفتاری سے بھاگتے دیکھ لیا۔ وہ سمجھ گیا کہ انہیں بھی جیپوں کی آمد کی اطلاع مل چکی ہے۔ لیکن اسے معلوم تھا کہ نارکوٹیکس کے ماہرین سے یہ چھپ نہیں سکتے۔ وہ انہیں ہر قیمت پر ڈھونڈ نکالیں گے۔ چونکہ وہ کافی بلندی پر تھا اس لئے

اور ان کے ساتھی اُسے بونے سے بھی چھوٹے دکھائی دے رہے تھے۔ وہ بڑے محتاط انداز میں درختوں کی آڑ لیتے ہوئے بھاگ رہے تھے۔ ان کے ساتھ قیدی موجود نہ تھے اس لئے وہ سمجھ گیا کہ انہیں فارم میں ہی چھوڑ دیا گیا ہے زندہ یا مردہ کسی بھی حالت میں۔

اور پھر ہرمن نے دیکھا کہ عمران اور اس کے ساتھی قریب ترین عمارت کی چار دیواری پھلانگ کر اندر داخل ہو گئے۔ اور ہرمن کے لبوں پر ایک طنزیہ سی مسکراہٹ ابھر آئی۔

"خواہ مخواہ بھاگ رہے ہیں۔۔۔ نارکوٹیکس کے آدمیوں سے بچ نکلنا ناممکن ہے۔۔۔ اور ظاہر ہے فارم میں انہیں نہ پا کر انہوں نے پورے علاقے کو گھیرے میں لے لینا ہے اور عمران اور اس کے ساتھی حقیر چوہوں کی طرح مار ڈالے جائیں گے۔" لیکن وہ سوائے مایوسی سے بڑبڑانے کے اور کر بھی کیا سکتا تھا اس لئے خاموش بیٹھا رہا۔

چند لمحوں بعد جیپوں نے فارم کو گھیر لیا اور پھر مسلح افراد جیپوں سے نکل نکل کر فارم میں داخل ہوتے چلے گئے۔

مگر تھوڑی دیر بعد وہ سب اندر سے باہر نکل آئے اور پھر ہرمن کی توقع کے عین مطابق وہ سب تیزی سے اس عمارت کی طرف دوڑتے چلے گئے۔ عمارت کی طرف جانے والوں کی تعداد بارہ کے قریب تھی جبکہ باقی افراد ادھر اُدھر پھیلنے لگ گئے تھے۔

اور پھر اس نے نارکوٹیکس کے مسلح افراد کو اس عمارت میں داخل ہوتے دیکھا جس میں عمران اور اس کے ساتھی چھپے ہوئے تھے۔ اور ہرمن کا سانس تیز ہو گیا۔ اب اسے کسی بھی لمحے فائرنگ کی آوازوں کا

انتظار تھا جس کے بعد پاکیشیا سیکرٹ سروس نے لاشوں کے ڈھیر میں بدل جانا تھا۔ مگر جب دس بارہ منٹ گزر گئے اور فائرنگ کی آوازیں نہ سنائی دیں تو حیرت سے بارسے اس کی آنکھیں پھیلنے لگیں۔ فائرنگ نہ ہونے کا جواز اس کی سمجھ میں نہ آ رہا تھا۔

اور پھر اس کی آنکھیں واقعی حیرت سے پھیل کر پھٹنے کے قریب ہو گئیں جب اس نے اندر جانے والے مسلح افراد کو خالی ہاتھ باہر نکلتے دیکھا۔ اتنی دیر میں چند مسلح افراد کے سوا باقی لوگ بھی عمارت کے قریب پہنچ چکے تھے۔ اور پھر چند لمحے وہ گروپ کی صورت میں جمع ہو کر بات چیت کرتے رہے اور اس کے بعد وہ سب اکٹھے ہو کر ایک بار پھر عمارت میں داخل ہو گئے۔ اس بار ان کی تعداد تیس کے قریب تھی۔ اور ہرمن سمجھ گیا کہ اب عمران اور اس کے ساتھیوں کا چھپنا ناممکن ہے مگر تھوڑی دیر بعد یہ دیکھ کر ایک بار پھر حیران ہو گیا کہ اندر جانے والے ایک بار پھر ناکام باہر نکل آئے۔ اور پھر دو مسلح افراد اس عمارت کے سامنے رک گئے جب کہ باقی افراد قصبے کی طرف بڑھتے چلے گئے۔ وہ شاید اب قصبے کی عمارتوں کی تلاشی لینا چاہتے تھے۔ لیکن ہرمن اونچی جگہ پر ہونے کی وجہ سے صاف طور پر دیکھ رہا تھا کہ عمران اور اس کے ساتھی عمارت میں داخل ہونے کے بعد باہر نہیں آئے۔ کیونکہ عمارت کا عقبی میدان بھی اسے صاف نظر آ رہا تھا۔ اس لئے اسے یقین تھا کہ بہرحال عمران اور اس کے ساتھی عمارت کے اندر موجود ہیں۔ لیکن پھر وہ کیسے ہارڈ سیکشن کے افراد کی نظروں سے چھپے رہے یہ بات اس کی سمجھ میں نہ آ رہی تھی۔ یہ تو اسے معلوم تھا کہ جدید انداز میں بنی

ہوئی عمارتوں میں تہہ خانے بنانے کا رواج نہیں ہے۔ اس لئے یہ بھی نہیں کہا جا سکتا کہ وہ کسی خفیہ تہہ خانے میں چھپ گئے ہوں گے۔

ہرمن کو یہ تو یقین تھا کہ عمران اور اس کے ساتھی اس عمارت میں ہیں اور ان کے بچ نکلنے کے امکانات ان کے پراسرار طور پر چھپ جانے کے باوجود کافی کم ہیں۔ کیونکہ ہارڈ سیکشن کے افراد اس وقت تک واپس نہ جائیں گے جب تک انہیں ڈھونڈ نہ نکالیں۔ اس لئے اس نے خود ہی کوئی ایسی ترکیب سوچنی شروع کر دی جس سے وہ عمران اور اس کے ساتھیوں کو اس عمارت سے صحیح سلامت نکال کر لے جا سکتا اور پھر اچانک ایک ترکیب اس کے ذہن میں آ گئی۔ اور وہ چونک کر اٹھ کھڑا ہوا۔ اس کے کپڑے اب خشک ہو چکے تھے۔ اس لئے اب وہ آگے بڑھ سکتا تھا۔

وہ تیزی سے حرکت میں آیا اور پھر اس نے درختوں کی آڑ لے کر ایک لمبا چکر کاٹ کر اس عمارت کی پشت کی طرف بڑھنا شروع کر دیا۔ وہ حتی الامکان احتیاط سے آگے بڑھ رہا تھا۔ کیونکہ اسے معلوم تھا کہ کسی بھی وقت اسے کہیں سے بھی چیک کیا جا سکتا ہے۔ اب اسے اس کی خوش قسمتی کہیے یا اس کی احتیاط کہ وہ کسی کی نظروں میں آئے بغیر اس عمارت کی پشت پر پہنچنے میں کامیاب ہو گیا۔ اس طرف چونکہ مسلح سپاہی موجود نہ تھے اس لئے وہ آسانی سے چھوٹی دیوار سے کود کر عمارت کے اندر داخل ہو گیا۔

عمارت میں خاموشی چھائی ہوئی تھی۔ وہ تیزی سے عمارت کے سامنے کے رخ پر مڑا اور پھر اس نے ایک کمرے کے دروازے پر پہنچ کر آہستہ

سے ایکسٹو کے الفاظ دوہرائے۔ لیکن جب کمرے سے کوئی جواب نہ ملا تو وہ آہستہ آہستہ بڑھ گیا اور ایک بڑے کمرے کے دروازے پر پہنچ گیا۔ اس کے اندر ہر طرف خالی پیٹیاں بکھری ہوئی تھیں۔

"ایکسٹو — میں الیون تھرٹی بول رہا ہوں" — ہرمن نے دروازے کے قریب جا کر سرگوشیانہ لہجے میں کہا۔ دوسرے لمحے پیٹیوں کی ایک دیوار کو حرکت ہوئی اور پھر ایک تنگ سے راستے سے عمران نکل کر باہر آ گیا۔ اس کا لباس گرد سے اٹا ہوا تھا۔

"کیا تلاش کرنے والے چلے گئے ہیں جو تم یہاں پہنچ گئے ہو" — عمران نے دبے لہجے میں کہا۔

"وہ یہاں سے ناکام ہو کر قصبے کی طرف گئے ہیں — صرف سامنے کے رخ پر دو مسلح افراد موجود ہیں — میں عقبی سمت سے آیا ہوں" ہرمن نے اندر داخل ہوتے ہوئے کہا۔

"اوہ — اس کا مطلب ہے کہ یہاں سے نکلنے کا موقع اچھا ہے" عمران نے تیز لہجے میں کہا اور دوسرے لمحے اس نے اپنے ساتھیوں کو باہر نکلنے کے لئے کہا۔ اور پھر چند ہی لمحوں بعد وہ سب پیٹیوں کے پیچھے سے نکل کر باہر آ گئے۔

"مگر آپ لوگ ان کی نظروں سے چھپے کیسے" — ہرمن نے حیرت بھرے لہجے میں پوچھا۔

"ہمارے پاس سلیمانی ٹوپیاں ہیں" — عمران نے برا منہ بناتے ہوئے کہا اور پھر وہ دروازے سے باہر نکلتا چلا گیا۔ ظاہر ہے عمران کے پاس اتنا وقت تو نہ تھا کہ وہ ساری بات بتاتا۔

"میرے پیچھے آئیے" — ہرمن نے کہا اور پھر وہ انہیں اپنے پیچھے لئے عمارت کی عقبی سمت میں آ گیا اور تھوڑی دیر بعد وہ سب چھوٹی دیوار پھلانگ کر عمارت سے باہر نکل آئے۔

اسی لمحے انہیں ایک ہیلی کاپٹر کی آواز سنائی دی اور وہ سب تیزی سے دیوار کے ساتھ چپکتے چلے گئے۔ بڑا سا مخصوص ساخت کا یہ ہیلی کاپٹر عمارت کے اوپر سے ہوتا ہوا قصبے کی طرف بڑھا اور پھر قصبے کے اوپر چکر لگا کر وہ مڑا اور پھر عمارت کی عقبی سمت کے میدان میں اترتا چلا گیا۔

ہیلی کاپٹر کو نیچے اترتے دیکھ کر ہر طرف سے قدموں کی تیز آوازیں اسی طرف بڑھتی سنائی دیں۔ اور عمران اور اس کے ساتھی بڑی بے بسی کے عالم میں دیوار کے ساتھ چپکے کھڑے رہ گئے۔ اب ان کے لئے قصبے سے فرار ناممکن ہو چکا تھا۔ وہ خود ہی جال میں پھنس چکے تھے۔

مارشل زاتورے کا مخصوص ہیلی کاپٹر آدھے گھنٹے کے اندر اندر قصر زوگا ماش کے اوپر پہنچ گیا۔ مارشل زاتورے نے دور سے ہی اس نرنگی اور اس کے نزدیک کی عمارت کو چیک کر لیا تھا۔ اس لئے اس نے نیچے میں اترنے کی بجائے پائلٹ کو اس عمارت کے قریب ہیلی کاپٹر کو اتارنے کا حکم دیا اور پائلٹ نے ہیلی کاپٹر کو موڑ کر عمارت کی عقبی سمت میں موجود میدان میں ہیلی کاپٹر اتارنے کا فیصلہ کیا اور پھر ہیلی کاپٹر نیچے اترتا چلا گیا۔

"ارے یہ کون لوگ دیوار کے ساتھ سمٹے کھڑے ہیں؟۔۔۔ اچانک مارشل زاتورے نے چونک کر کہا۔ اس کی نظریں نیچے اترتے وقت اچانک ہی دیوار کی طرف اٹھ گئی تھیں اور اس نے آٹھ افراد کو دیوار کے ساتھ چمٹے ہوئے چیک کر لیا تھا۔

اسی لمحے ہیلی کاپٹر زمین پر اتر چکا تھا۔ مارشل زاتورے نے جیب سے ریوالور نکالا اور پھر کھلے دروازے سے نیچے چھلانگ لگا دی

وہ ایک لمحے میں سمجھ گیا تھا کہ یہ لوگ وہی ہیں جن کی تلاش کی جا رہی ہے اور یہ ایک سنہری موقع تھا کہ وہ خود ہی انہیں ٹھکانے لگا دیتا۔ لیکن مارشل زاتورے کو جوش میں یہ خیال نہ رہا کہ اس کے مقابلے میں بندھے ہوئے اور بے بس لوگ نہیں ہیں۔

جیسے ہی مارشل زاتورے نے ریوالور سنبھال کر نیچے چھلانگ لگائی دیوار سے چمٹے ہوئے افراد کسی عقاب کی طرح مارشل زاتورے پر جھپٹ پڑے۔ مارشل زاتورے نے پھرتی سے سب سے آگے آنے والے پر فائر جھونک مارا مگر آنے والا اس کی توقع سے کہیں زیادہ پھرتیلا نکلا۔ اس نے تیزی سے جھکائی دے کر اپنے آپ کو گولی سے بچایا اور دوسرے لمحے وہ مارشل زاتورے پر ٹوٹ پڑا۔ مارشل کے ہاتھ سے ریوالور نکل کر دور جا گرا۔

اسی لمحے پائلٹ نے بھی شاید فائر کرنے کی کوشش کی تھی لیکن ایک آدمی کے ریوالور سے نکلی ہوئی گولی نے اسے اس کی مہلت ہی نہ دی اور وہ سیٹ پر ہی ڈھیر ہو گیا۔

مارشل زاتورے پر حملہ کرنے والے نوجوان نے جسم کو مخصوص انداز میں حرکت دی اور مارشل زاتورے کسی گیند کی طرح اچھلتا ہوا ہیلی کاپٹر کے کھلے دروازے سے ہوتا ہوا دوبارہ اندر جا گرا۔ اور پھر وہ سب دھڑا دھڑ کرتے ہیلی کاپٹر میں سوار ہوتے چلے گئے۔

اسی لمحے عمارت کی دوسری سمت سے دوڑتے ہوئے آدمی اس سمت پہنچ گئے۔ وہ ایک لمحے کے لئے تو اندازہ ہی نہ کر سکے کہ ادھر کیا ہو رہا ہے۔ لیکن ابھی عمران کے ساتھی ہیلی کاپٹر میں سوار ہو رہے تھے

سمجھ اس لئے آنے والے ان کی اجنبی صورتیں دیکھ کر فوراً ہی سمجھ گئے کہ سچویشن گڑبڑ ہے۔ چونکہ وہ تربیت یافتہ افراد تھے اس لئے میکانکی انداز میں انہوں نے مشین گنیں سیدھی کیں مگر عمران نے ان سے زیادہ تیزی دکھائی۔ اس نے انتہائی پھرتی سے جیب سے ایک چھوٹا سا بم اور بجلی کی سی تیزی سے ان پر اچھال دیا۔ ایک زوردار دھماکہ ہوا اور آنے والوں میں سے کئی افراد کے جسموں کے پرخچے اڑتے چلے گئے۔

اتنا وقفہ ان کے لئے کافی تھا۔ پائلٹ سیٹ الیون مقرلی نے خود ہی سنبھال لی تھی اور پائلٹ کو نیچے دھکیل دیا گیا تھا۔ اور دوسرے ہی ہیلی کاپٹر تیزی سے فضا میں بلند ہوتا چلا گیا۔ آخری آدمی صفدر تھا جس نے بم پھینک کر اندر چھلانگ لگا دی تھی۔ اس لئے وہ سب اس پر ہیلی کاپٹر میں سوار ہو چکے تھے۔ جب ہیلی کاپٹر فضا میں بلند ہوا تو عمران نے مارشل زاتورسے کو اپنے دونوں بازوؤں میں بری طرح جکڑا ہوا تھا اس لئے باوجود کسمسانے کے وہ اپنے آپ کو نہ چھڑا سکا۔

ہیلی کاپٹر چونکہ مخصوص ساخت کا تھا اس لئے وہ انتہائی تیز رفتاری سے فضا میں بلند ہوتا چلا گیا۔ اور نیچے موجود سپاہی اور دوسرے بھاگ کر آنے والوں کو اتنی مہلت ہی نہ مل سکی کہ وہ ہیلی کاپٹر پر فائر کھول سکتے۔ اور ویسے بھی وہ جب تک صورت حال کو سمجھتے ہیلی کاپٹر اتنی بلندی پر پہنچ چکا تھا کہ ان کی مشین گنوں کی رینج سے باہر نکل چکا تھا۔

الیون مقرلی نے ہیلی کاپٹر کو خاصی بلندی پر لے جا کر شمالی سمت کی طرف موڑ دیا اور ہیلی کاپٹر میں سوار افراد نے اطمینان کا ایک طویل سانس لیا۔ عمران نے بھی اپنی گرفت ڈھیلی کر دی کیونکہ اب مارشل زاتورسے

پہنچنے تک اترنے کا سوال ہی پیدا نہ ہوتا تھا۔

"تمہیں اس کے نتیجہ بھگتنا پڑے گا ۔۔۔ میں تمہاری لاشیں کتوں سے نچوا دوں گا" ۔۔۔ مارشل زاتورسے نے غصے سے چیختے ہوئے کہا۔

"اچھا تو تم کے۔ جی۔ بی کی کتا پلٹن کے سردار ہو ۔۔۔ بہت خوب تمہاری اپنی خصلت بھی کتے جیسی ہی ہے" ۔۔۔ عمران نے بازو ہٹاتے ہوئے کہا۔

"تم مجھے نہیں جانتے ۔۔۔ اس لئے ایسی بات کر رہے ہو ۔۔۔ میں ایسی باتیں سننے کا روادار نہیں ہوں" ۔۔۔ مارشل زاتورسے نے مڑ کر انتہائی کرخت لہجے میں کہا۔

"اچھا بھئی تم اپنا تعارف کرا دو ۔۔۔ تمہارا ہیلی کاپٹر دیکھ کر تو یہی اندازہ ہو سکتا ہے کہ تم کے۔ جی۔ بی کی کسی اہم پوسٹ پر ہو" ۔۔۔ عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"میرا نام میخائیلو ہے ۔۔۔ میں ناروے سیکشن کا انچارج ہوں" ۔۔۔ مارشل زاتورسے نے غصے کے باوجود اپنے ذہن کو کنٹرول میں رکھا ہوا تھا۔ اس لئے وہ اپنی اصل حقیقت چھپا گیا تھا۔

"الیون مقرلی ۔۔۔ اب کیا پروگرام ہے" ۔۔۔ عمران نے مارشل زاتورسے کو غیر اہم سمجھتے ہوئے پائلٹ سیٹ پر بیٹھے ہوئے الیون مقرلی سے مخاطب ہو کر کہا۔

"میرا خیال ہے جناب کہ ہمیں نارگا ناکشن کے جنوب میں موجود پہاڑیوں میں اتر جانا چاہئے ۔۔۔ جہاں تک میرا آئیڈیا ہے کارخانہ انہی پہاڑیوں کے نیچے ہے" ۔۔۔ الیون مقرلی نے جواب دیا۔

"ٹھیک ہے چلو" ـــ عمران نے سر ہلاتے ہوئے کہا۔

مگر اس سے پہلے کہ الیون تھرڈ ہیلی کاپٹر کا رخ موڑتا، اچانک فضا مہیب آوازوں سے گونج اٹھی۔ تقریباً بیس پچیس فائٹر جہاز فضا میں پھیلتے چلے گئے۔ وہ سب ہیلی کاپٹر کے گرد پھیل گئے تھے۔

"ہیلو۔ ہیلو ہیلی کاپٹر پائلٹ! ـــ فوراً ہیلی کاپٹر کو نیچے اتار دو ورنہ لمحے میں ہٹ کر دیا جائے گا" ـــ اچانک ہیلی کاپٹر میں نصب ٹرانسمیٹر سے ایک کرخت آواز گونجی۔

"کر دو ہٹ ـــ ہمیں پرواہ نہیں ہے" ـــ الیون تھرڈ کی بجائے عمران نے چیخ کر کہا۔

"یہ ہیلی کاپٹر اڑا دیں گے ... تم اگر میری جاں بخشی کا وعدہ کرو تو میں ہیلی کاپٹر کو فائر پروف بنانے والا بٹن بتا سکتا ہوں" ـــ اچانک مارشل ٹراٹور نے خوفزدہ لہجے میں کہا۔

"فائر پروف" ـــ عمران نے چونک کر کہا۔

"ہاں ... یہ خصوصی ساخت کا ہیلی کاپٹر ہے جسے فائر پروف بنایا جا سکتا ہے" ـــ مارشل ٹراٹور نے زور زور سے سر ہلاتے ہوئے کہا۔

"او کے ـــ بتاؤ" ـــ عمران نے کچھ سوچ کر کہا۔

"دائیں ہاتھ پر بارہ نمبر کا بٹن دبا دو ـــ بٹن کے اوپر فائر کی علامت بھی بنی ہوئی ہے" ـــ مارشل ٹراٹور نے کہا۔

"بٹن دبا دو ـــ کم از کم یہ اندر موجود رہ کر کوئی خطرناک بات نہیں بتا سکتا ... ورنہ اسے زندہ نہیں چھوڑا جائے گا" ـــ عمران نے

الیون تھرڈ سے کہا اور الیون تھرڈ نے بٹن آن دیا۔

بٹن آن ہوتے ہی ہیلی کاپٹر کو ایک جھٹکا سا لگا اور دوسرے لمحے ہیلی کاپٹر کے گرد سفید رنگ دھات کی چادر پھیلتی چلی گئی۔ اور اس کے ساتھ ہی سوئچ پینل کے درمیان ماچس کی ڈبیہ جیسی سکرین روشن ہو گئی جس میں باہر کا منظر نظر آنے لگ گیا۔

فائٹر جہاز مسلسل ہیلی کاپٹر کے ارد گرد اور اوپر نیچے چکر کاٹ رہے تھے۔ وہ الیون تھرڈ کو راستہ ہی نہ دے رہے تھے۔ بلکہ جنگی حکمت عملی کے طور پر وہ اسے ایک مخصوص راستے پر چلنے پر مجبور کر رہے تھے اور الیون تھرڈ کو راستہ بنانے میں بڑی الجھن سی محسوس ہو رہی تھی۔

"صفدر ... اس کا خیال رکھنا ـــ اگر یہ کوئی غلط حرکت کرے تو بے شک اسے گولی مار دینا" ـــ عمران نے اپنی سیٹ سے اٹھتے ہوئے کہا اور صفدر نے سر ہلا دیا۔ اس نے جیب سے ریوالور نکال لیا تھا۔ لیکن مارشل ٹراٹور اب بڑے مطمئن انداز میں بیٹھا ہوا تھا۔ جیسے اسے اب کسی بات کی بھی پرواہ نہ ہو۔

عمران نے الیون تھرڈ کو پائلٹ سیٹ سے اٹھایا اور خود سیٹ سنبھال لی۔ الیون تھرڈ ساتھ والی سیٹ پر بیٹھ گیا اور کیپٹن شکیل جو پہلے ساتھ والی سیٹ پر بیٹھا ہوا تھا اٹھ کر عمران کی جگہ پر چلا گیا۔

ہیلی کاپٹر کے فائر پروف ہونے کے بعد فائٹر جہازوں کی طرف سے کوئی پیغام موصول نہ ہوا تھا۔ البتہ وہ مسلسل ہیلی کاپٹر کے گرد چکر کاٹتے چلے جا رہے تھے۔

عمران نے غور سے ڈائلوں کو دیکھا۔ اسے سیٹ پر بیٹھتے ہی احساس

ہوگیا تھا کہ ہیلی کاپٹر غیر محسوس طور پر اپنی بلندی کم کرتا چلا جا رہا ہے۔ مگر ڈائلوں پر سوئیاں صحیح بلندی دکھا رہی تھیں۔

عمران نے ہیلی کاپٹر کو اور اونچا کرنے کے لئے ہتھ ولی استعمال کی تو ہیلی کاپٹر کو ایک جھٹکا سا لگا۔ بلندی بتانے والے ڈائل پر سوئی آہستہ سے آگے کی طرف تھرتھرائی اور پھر ایک ہندسہ عبور کرکے رک گئی۔ اس سے صاف ظاہر تھا کہ ہیلی کاپٹر اور زیادہ بلند ہوگیا ہے۔ لیکن عمران کو اب بھی یہی احساس ہو رہا تھا کہ ہیلی کاپٹر نیچا ہوتا چلا جا رہا ہے۔ اس نے ہیلی کاپٹر کا رخ موڑنا چاہا اور اسی لمحے وہ چونک پڑا۔ کیونکہ ہیلی کاپٹر کا رخ موڑنے والے آلات جام ہو چکے تھے۔ اور ہیلی کاپٹر ایک ہی رخ پر مسلسل آگے بڑھا چلا جا رہا تھا۔

عمران نے مختلف سوئچ آف آن کئے تاکہ ہیلی کاپٹر کو چیک کیا جا سکے مگر بے سود۔ اس کی مشینری واقعی جام ہو چکی تھی۔ جب کہ ڈائل باقاعدہ کام کر رہے تھے۔

عمران نے ایک لمحے کے لئے سوچا اور دوسرے لمحے اس نے فائرنگ والا بٹن آف کر دیا۔ لیکن بے سود۔ ہیلی کاپٹر کے گرد ویسے ہی سفید دھند کی چادر تنی رہی۔

"اب سب کچھ بے سود ہے نوجوان!۔۔۔ اب نہ ہی تم ہیلی کاپٹر کو روک سکتے ہو۔۔۔ اور نہ ہی اسے چلا سکتے ہو۔۔۔ اب یہ بیرونی کنٹرول کی زد میں ہو چکا ہے"۔۔۔ اچانک مارشل زاتورسے نے بلند آواز سے کہا۔ اس کے چہرے پر بڑی پراسرار سی مسکراہٹ طاری تھی۔

"تمہارا تو خاتمہ کیا جا سکتا ہے"۔۔۔ عمران نے مڑ کر بڑے مطمئن لہجے

میں جواب دیتے ہوئے کہا۔

"یہ تمہارے کھلونے بھی بیکار ہو چکے ہیں۔۔۔ اس ہیلی کاپٹر میں اب فائر نہیں ہو سکتا"۔۔۔ مارشل زاتورسے نے صفدر کے ہاتھ میں پکڑے ہوئے ریوالور کی طرف اشارہ کرتے ہوئے مسکرا کر کہا۔ اور صفدر نے چونک کر ریوالور کا رخ بیرونی کھڑکی کی طرف کرکے ٹریگر دبا دیا۔ مگر دوسرے لمحے وہ سب یہ دیکھ کر بری طرح چونک پڑے کیونکہ ریوالور سے ٹرچ کی ایسی آواز نکلی جیسے ریوالور خالی ہو۔ صفدر نے پھرتی سے میگزین کھولا۔ گولیاں موجود تھیں لیکن چل نہ رہی تھیں۔

"چلو ریوالور نہ سہی۔۔۔ ہمارے ہاتھ تو تمہارا گلا دبا سکتے ہیں"۔۔۔ عمران نے کچھ سوچتے ہوئے کہا۔

"یہ بھی کرکے دیکھ لو"۔۔۔ مارشل زاتورسے نے بڑے مطمئن لہجے میں کہا اور پھر اس سے پہلے کہ ان کا فقرہ مکمل ہوتا۔ ہیلی کاپٹر میں ہلکی نیلے رنگ کی روشنی کا ایک جھماکا سا ہوا۔ جیسے فلش گن چلی ہو۔ اور دوسرے لمحے ان کے جسم بالکل مفلوج ہوتے چلے گئے۔ اب وہ واقعی ہاتھ پیر ہلانے سے بھی معذور ہو گئے تھے۔

"اب بولو!۔۔۔ اب بھی تم میرا گلا دبا سکتے ہو"۔۔۔ مارشل زاتورسے نے مسکراتے ہوئے کہا اور پھر وہ اٹھ کر کھڑا ہو گیا۔ اس کا جسم بالکل صحیح انداز میں حرکت کر رہا تھا۔

وہ مختلف سیٹوں کو پھلانگتا ہوا پائلٹ سیٹ پر آیا اور پھر اس نے جھک کر سوئچ پینل کے پیچھے ہاتھ بڑھا کر کسی خفیہ بٹن کو دبایا تو دوسرے لمحے ہیلی کاپٹر کے گرد پھیلی ہوئی دھند کی چادر یکلخت سمٹ کر غائب

ہوگئی اور مارشل زالتورے نے ایک اور بٹن دبایا تو دوسرے لمحے ہیلی کاپٹر میں ایک تیز آواز ابھری۔

"ہیلو — ہیلو سارا ب سپیکنگ — سیفینم فائر کر دیا گیا ہے۔ اوور" ——

مارشل زالتورے سپیکنگ —— فائر کا نتیجہ درست ہے ——— سب لوگ مفلوج ہو چکے ہیں — ہیلی کاپٹر کو ہیڈ کوارٹر میں اتار لو۔ اوور" —— مارشل زالتورے نے بڑے رعونت بھرے انداز میں جواب دیتے ہوئے کہا۔

"اور کے باس! —— ہمیں بس آپ کی فکر تھی۔ اوور" ——— دوسری طرف سے اس بار مؤدبانہ لہجے میں کہا گیا۔

"میری فکر نہ کرو —— اور ہیلی کاپٹر کو جلدی اتارو۔ اوور" —— مارشل زالتورے نے غصیلے لہجے میں جواب دیا۔

"بہتر باس۔ اوور" —— دوسری طرف سے کہا گیا اور مارشل زالتورے نے ٹرانسیٹر آف کر دیا اور دوبارہ اپنی سیٹ پر آ کر بڑے مطمئن انداز میں بیٹھ گیا۔

عمران کی زبان تک مفلوج ہو گئی تھی۔ لیکن دماغ بدستور کام کر رہا تھا اب اس کی سمجھ میں سارا چکر آ گیا تھا۔ دراصل اُسے یہ علم نہ تھا کہ ان کا قیدی کے۔جی۔بی کا چیف مارشل زالتورے ہے۔ ورنہ وہ اس سے بھرپور فائدہ اٹھا لیتا۔ اور مارشل زالتورے اپنے مخصوص ساخت کے ہیلی کاپٹر کی وجہ سے اُلٹا انہیں بے وقوف بنانے میں کامیاب ہو گیا تھا۔ اور اب وہ مفلوج ہو کر بے بسی کے عالم میں اس کے قیدی بن کر رہ گئے تھے۔ اور اتنا وہ اچھی طرح جانتا تھا کہ کے۔جی۔بی کا ہیڈ کوارٹر کیا آفت ہو گا۔ وہاں سے زندہ سلامت نکلنا تقریباً ناممکن ہو گا۔ لیکن وہ دل ہی دل میں

فیصلہ کر چکا تھا کہ نہ صرف اس ہیڈ کوارٹر سے نکلے گا بلکہ مارشل زالتورے کو بھی وہ سبق دے گا کہ اس کی نسلیں تک اس سبق کو فراموش نہ کر سکیں گے۔

"بیٹھے سوچتے رہو —— اب اس سے زیادہ تم کر بھی کچھ نہیں سکتے۔ اور پھر اسی عالم میں تم پر موت طاری کر دی جائے گی" —— مارشل زالتورے نے عمران کی آنکھوں میں جھانکتے ہوئے بڑے طنزیہ انداز میں کہا۔ اُسے شاید عمران کی آنکھوں میں سوچ کے ڈورے جھلکتے دکھائی دے گئے تھے۔ عمران ظاہر ہے خاموش رہا۔ اور سوائے خاموش رہنے کے اور اس کے پاس فی الحال کوئی چارہ بھی تو نہ تھا۔

عمران اور اس کے ساتھی ایک کافی طویل و عریض کمرے کے فرش پر بے حس و حرکت پڑے ہوئے تھے۔ کمرہ ہر قسم کے ساز و سامان سے خالی تھا۔ کمرے میں کوئی روشندان یا کھڑکی نہ تھی۔ صرف ایک دروازہ تھا جہاں سے انہیں اندر لا کر فرش پر پھینک دیا گیا تھا۔

کمرے کی چھت خاصی اونچی تھی اور چھت کے عین درمیان ایک چوکور بجلی نما خانے میں سے تیز روشنی نکل رہی تھی۔ کمرے کا دروازہ بند تھا۔ اور انہیں یوں ہی فرش پر پڑے ہوئے دس منٹ سے زیادہ گزر گئے تھے۔ انہیں اندر پھینکنے کے بعد کوئی شخص دوبارہ اندر نہ آیا تھا اور عمران انتظار میں تھا کہ کوئی اندر آئے اور ایک بار انہیں اس بے بسی سے نجات دلائے تب ہی وہ کوئی اور منصوبہ بنا سکتا ہے۔ سلیم فائر جس سے انہیں اس طرح جسم کی پٹھیں ہی مفلوج کر دیا گیا تھا۔ اس کے لئے بالکل نئی چیز تھی۔ اس لئے وہ اس کا توڑ بھی نہ کر سکا تھا۔

ابھی وہ یہی باتیں سوچ رہا تھا کہ اچانک کمرے کا دروازہ کھلا اور دو لحیم شحیم افراد اندر داخل ہوئے۔ وہ تیز تیز قدم اٹھاتے ان کی طرف بڑھے ان میں سے ایک نے غور سے ایک ایک کے چہرے کو دیکھا اور پھر ان میں سے ایک نے عمران کی طرف اشارہ کیا اور دوسرے نے جھک کر عمران کو اٹھایا اور پھر کاندھے پر لاد کر تیزی سے دروازے کی طرف مڑتے چلے گئے۔ عمران کے باقی ساتھی ساکت پڑے عمران کو اس طرح باہر جاتے دیکھتے رہے۔ وہ بھی عمران کی طرح ہی بے بس تھے۔ جو پاکیشیا سیکرٹ سروس کے ایجنٹ ہونے کے باوجود انہی کی طرح بے بسی کے عالم میں آ گئے تھے۔ عمران کسی کی طرح کندھے پر لدا ہوا جا رہا تھا۔

عمران کو اٹھائے وہ کمرے سے نکلے اور پھر مختلف راہداریوں سے گزرنے کے بعد ایک دروازے پر رک گئے۔ دروازے کے اوپر سرخ رنگ کا بلب مسلسل جل بجھ رہا تھا۔ ان کے وہاں پہنچتے ہی بلب کا رنگ سبز ہو گیا اور اس کے ساتھ ہی دروازہ کھلتا چلا گیا۔ اور وہ آدمی جس نے عمران کو اٹھایا ہوا تھا تیزی سے اندر داخل ہوا جب کہ دوسرا وہیں باہر ہی رک گیا تھا۔

یہ ایک بڑا کمرہ تھا جس کے بالکل آخر میں ایک جہازی میز تھی۔ میز کی دونوں سائیڈوں پر دو دو کرسیاں رکھی ہوئی تھیں۔ میز کے پیچھے ایک بڑی سی کرسی رکھی ہوئی تھی جس پر [illegible] بیٹھا ہوا تھا۔ اطراف والی کرسیوں پر چار افراد بیٹھے ہوئے تھے۔ میز کے بالکل سامنے ذرا فاصلے پر ایک مخصوص ساخت کی لوہے کی ایک کرسی تھی جس کے ساتھ تاروں کے گچھے لٹک رہے تھے۔ عمران کو لے آنے والے نے اسے اس کرسی پر

بٹھا دیا اور پھر اس نے کرسی کے پائے کے اندرونی طرف کو جیسے دبایا۔ دوسرے لمحے کھٹاک کی تیز آواز سے لوہے کے راڈ کرسی کے بازوؤں کے درمیان پھیلتے چلے گئے اور عمران کا جسم اس کرسی میں جکڑا گیا۔

"اب تم جا سکتے ہو" ۔۔۔ سائیڈ کی کرسی پر بیٹھے ہوئے ایک ادھیڑ عمر آدمی نے اٹھ کر عمران کو لے آنے والے مسلح فوجی سے کہا اور وہ پاؤں بجا سلیوٹ مار کر تیز تیز قدم اٹھاتا کمرے سے باہر نکلتا چلا گیا۔

اس کے باہر جانے کے بعد کمرے کا دروازہ بند ہوا اور وہی ادھیڑ عمر آدمی اٹھا اور کمرے کے ایک کونے کی طرف بڑھتا چلا گیا۔ اس نے کونے میں کھڑی ہوئی ایک سٹینڈ نما مشین کھینچی اور اسے عمران کی کرسی کی پشت کے پاس لا کر کھڑا کر دیا۔ پھر اس نے کرسی کے ساتھ لٹکے ہوئے تاروں کے مختلف گچھوں کو اس مشین کے ساتھ منسلک کرنا شروع کر دیا اور پھر اس نے مشین کا بٹن دبا دیا۔

بٹن دبتے ہی مشین میں بجلی سی گھڑ گھڑ کی آوازیں پیدا ہوئیں اور عمران کو یوں محسوس ہوا جیسے اس کے جسم میں زندگی کی لہریں سی دوڑتی چلی گئی ہوں اور دوسرے لمحے اس کے جسم نے حرکت کرنی شروع کر دی۔ اب عمران کا جسم معمول کے مطابق حرکت کر رہا تھا۔ مشین چلنے کی آواز مسلسل آ رہی تھی۔

"بہت بہت شکریہ دوستو! ... آپ لوگ بے حد ہمدرد واقع ہوئے ہیں" ۔۔۔ عمران نے مسکراتے ہوئے پہلی بار زبان کھولی۔

"مشین ہٹا دو کومولوف! ۔۔۔ اب یہ بولنے پر تیار ہو گیا ہے" ۔۔۔

مارشل زالورے نے بڑے سنجیدہ لہجے میں اس ادھیڑ عمر آدمی سے مخاطب ہو کر کہا۔ اور وہ تیزی سے مشین کی طرف بڑھا۔ اس نے اسے بند کیا۔ اور پھر تیزی سے تاریں علیحدہ کر کے وہ مشین کو گھسیٹتا ہوا اور دوبارہ کونے کی طرف لے گیا۔

"تم پاکیشیا سیکرٹ سروس کے چیف ہو" ۔۔۔ اچانک مارشل زالورے نے سوال کرتے ہوئے کہا۔ اس کا لہجہ کاٹ کھانے والا تھا۔

"چیف! ۔۔۔ ارے ارے مجھ پر اتنا ظلم نہ کرو ۔۔۔ اگر یہ پردہ نشین نے سن لیا تو میرا حشر عبرتناک ہوگا ۔۔۔ نہ بھائی نہ ۔۔۔ میں ایسی ہمدردی سے باز آیا" ۔۔۔ عمران نے چونک کر بڑے معصوم سے لہجے میں جواب دیتے ہوئے کہا۔

"پردہ نشین ۔۔۔ کیا مطلب ۔۔۔ کیا وہ عورت ہے" ۔۔۔؟ مارشل زالورے نے چونکتے ہوئے پوچھا۔

"ہا ۔۔۔ ہا ۔۔۔ ہا ۔۔۔ بہت خوب! ۔۔۔ واقعی پردہ نشین تو عورتیں ہوتی ہیں ۔۔۔ اب جب بھی اس سے ملاقات کا موقع ملا میں اسے ضرور کہوں گا کہ وہ پردے سے باہر آ جائے ۔۔۔ ورنہ اس کی مردانگی مشکوک ہو جائے گی" ۔۔۔ عمران کی زبان قینچی کی طرح چل رہی تھی۔

"دیکھو! ۔۔۔ تم کے جی بی کے چیف مارشل زالورے کے سامنے بیٹھے ہو ۔۔۔ اس لئے فضول باتوں سے گریز کرو ۔۔۔ جو پوچھا جائے اس کا مہذب انداز میں جواب دو" ۔۔۔ کرسی پر بیٹھے ہوئے ایک نوجوان نے عمران کو جھاڑتے ہوئے کہا۔

"مارشل زالورے! ۔۔۔ اچھا تو مارشل زالورے یہ ہے ۔۔۔!"

"السلام علیکم قبلہ مارشل صاحب! ـــ آپ کے مزاج کیسے ہیں ـــ پچھلے دنوں میں نے سنا تھا کہ آپ کے دشمنوں کی طبیعت ناساز تھی۔ کچھ دماغی خلل بتایا گیا تھا ـــ اب آپ کے دشمنوں کی طبیعت کیسی ہے" ـــ عمران نے بڑے مہذب انداز میں حال چال پوچھتے ہوئے کہا۔

"شٹ اپ! ـــ تمہاری زبان ضرورت سے زیادہ چلتی ہے ـــ تم سوالوں کا جواب دو۔ ورنہ میں تمہاری بوٹی بوٹی علیحدہ کر دوں گا ـــ سمجھا کیا ہے" ـــ مارشل زاتور نے غصے سے بگڑتے ہوئے لہجے میں کہا۔ غصے سے اس کا چہرہ بگڑ گیا تھا۔

"اللہ تعالیٰ نے زبان چلنے کے لئے ہی دی ہے ـــ اور دیکھئے! کی قدرت ـ زبان کے پاؤں نہیں ہیں ـــ پہیے نہیں ہیں ـــ مگر نہیں بہت جاتے ـــ انجن نہیں ہے وہ لانا پڑتا ـ پٹرول خرچ نہیں ہوتا ـــ ماڈل نہیں بدلتے ـــ پھر بھی چلتی رہتی ہے اور ہمارے ہاں ایک شاعر ہے مجگست کپیر۔ وہ کہتا ہے ـــ چلنے کا نام گاڑی ہے ـــ اس لئے آپ زبان کو بھی گاڑی کہہ سکتے ہیں" ـــ عمران کی زبان جب چل پڑے تو ظاہر ہے اسے کون روک سکتا ہے۔

"تم ضرورت سے زیادہ بکواس کرنے کے عادی ہو ـ اور ہمارے پاس اتنا وقت نہیں ہے کہ تمہاری بکواس سنتے رہیں ـ کومولوف" مارشل نے غصے سے چیختے ہوئے کہا۔

"یس باس" ـــ اسی ادھیڑ عمر آدمی نے مودبانہ لہجے میں کہا۔

"خنجر سے اس کی ایک آنکھ نکال دو" ـــ مارشل زاتور نے کومولوف سے مخاطب ہو کر حکم دیتے ہوئے کہا اور کومولوف نے اپنا

پھرتی سے خنجر نکال لیا۔

"ٹھہرو! ـــ اگر تم نے کوئی ایسی حرکت کی تو تمہیں پچھتانا پڑے گا" ـ اچانک عمران نے غراتے ہوئے کہا۔ اس کا لہجہ اور انداز یکلخت بدل گیا تھا کہ کومولوف خود بخود ٹھٹھک کر رک گیا۔ مارشل زاتور اور اس کے دوسرے ساتھی بھی چونک پڑے۔

"اگر تم سنجیدگی سے ہمارے سوالوں کے جواب دے دو تو میں وعدہ کرتا ہوں ـــ" ـــ مارشل زاتور نے کہنا شروع کیا۔

"کسی وعدے کی ضرورت نہیں ہے ـــ میں ایسے وعدے اکثر سنتا رہتا ہوں ـــ سنو مارشل! ـــ اگر ہیلی کاپٹر میں مجھے ذرا بھی شبہ ہو جاتا کہ تم کے جی بی کے چیف مارشل زاتور ہو تو یقین جانو کہ اس وقت صورت حال کچھ اور ہوتی ـــ بہرحال میں تمہارے سوالات کا جواب دینے کے لئے تیار ہوں اور بالکل درست جواب دوں گا ـــ لیکن میری ایک شرط ہے کہ تم میرے ساتھیوں کو یہیں بلوا لو اور ان کی موجودہ حالت درست کر دو" ـــ عمران نے اسی طرح انتہائی سنجیدہ لہجے میں کہا۔

"ان سب کو یہاں بلانے کی کیا ضرورت ہے ـــ ہم ابھی کرے ٹین ان پر ریڈیم فائر کے اثرات ختم کر دیتے ہیں" ـ مارشل زاتور نے کہا۔

"چلو ایسا کر لو ـ لیکن میں جو بیان دوں گا ان کے سامنے دوں گا۔ میں اپنے ضمیر میں کوئی خلش لے کر نہیں مرنا چاہتا" ـــ عمران کا لہجہ پہلے سے کہیں زیادہ ٹھوس تھا۔

"اور اگر ہم تمہاری شرط نہ مانیں تو"۔۔۔۔ مارشل زالتورے نے اچانک بات بدلتے ہوئے کہا۔

"تو پھر تمہارا جو جی چاہے کرلو۔۔۔ تم ایک آنکھ کی بات کر رہے ہو تم ہم سب کی بوٹیاں اڑا دو۔۔۔ تب بھی تم ایک لفظ اپنے مطلب کا نہیں سن سکتے"۔۔۔ عمران نے انتہائی پُر اعتماد لہجے میں جواب دیتے ہوئے کہا۔

کمرے میں چند لمحے خاموشی طاری رہی۔ مارشل زالتورے کچھ سوچ رہا تھا پھر اس نے یوں کندھے جھٹکے، جیسے کسی نتیجے پر پہنچ گیا ہو۔

"ٹھیک ہے۔۔۔ مجھے تمہاری شرط منظور ہے"۔۔۔ مارشل زالتورے نے کہا اور پھر اس نے اپنے ایک ساتھی سے مخاطب ہو کر کہا۔

"سنجوف!۔۔۔ تم اس کے ساتھیوں کو ٹھیک کر کے یہاں لے آنے کا بندوبست کرو۔ لیکن خیال رکھنا اگر ان میں سے کوئی غلط حرکت کرنا چاہے تو بے شک گولی مار دینا"۔۔۔ مارشل زالتورے نے سخت لہجے میں کہا۔

"بہتر باس"۔۔۔ ایک نوجوان نے تیزی سے کرسی سے اٹھتے ہوئے جواب دیا اور پھر تیز تیز قدم اٹھاتا کمرے سے باہر نکلتا چلا گیا۔

اس کے جانے کے بعد مارشل زالتورے نے اپنے سامنے پڑی ہوئی موٹی سی فائل اٹھائی اور اس کے صفحات کھول کر انہیں پڑھنا شروع کر دیا۔

جیسے جیسے وہ انہیں پڑھتا جا رہا تھا اس کے چہرے کا رنگ بدلتا جا رہا تھا۔ وہ کبھی چونک کر غور سے سامنے کرسی پر بیٹھے ہوئے عمران کو

دیکھتا اور پھر نظریں جھکا کر فائل پڑھنا شروع کر دیتا۔

عمران اس کے انداز سے ہی سمجھ گیا تھا کہ اس وقت مارشل زالتورے کے سامنے پاکیشیا سیکرٹ سروس کی فائل ہے۔

تقریباً پندرہ منٹ بعد کمرے کا دروازہ کھلا اور عمران کے ساتھیوں کو عمران کی طرز کی کرسیوں پر جکڑے ہوئے کرسیاں دھکیلتے کچھ لوگ اندر داخل ہوئے اور انہوں نے کرسیاں عمران کی سائیڈ میں لگا دیں۔ اور پھر وہ تیزی سے واپس مڑ کر چلے گئے۔ آخر میں سنجوف اندر داخل ہوا اور اس نے آگے بڑھ کر اپنی کرسی سنبھال لی۔

"حکم کی تعمیل ہو گئی ہے باس"۔۔۔ سنجوف نے بڑے مؤدبانہ لہجے میں کہا۔

"ہونہہ!۔۔۔ کوئی گڑبڑ تو نہیں ہوئی"۔۔۔ مارشل زالتورے نے فائل بند کرتے ہوئے پوچھا۔

"نہیں جناب"۔۔۔ سنجوف نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"دیکھو مسٹر!۔۔۔ اب تمہاری شرط پوری ہو گئی ہے۔۔۔ اب تم میرے سوالات کا جواب دو۔۔۔ اور سنو!۔۔۔ اب اگر تم نے کہا اس کی یا جھوٹ بولا تو میں تم سب کو ایسی عبرتناک سزا دوں گا کہ تمہاری ہڈیاں بھی تڑپتی رہ جائیں گی"۔۔۔ مارشل زالتورے کا لہجہ یکدم بلند ہو گیا۔

"ان دھمکیوں کی ضرورت نہیں۔۔۔ تم جو پوچھنا چاہتے ہو پوچھ لو"۔ عمران نے بُرا سا منہ بناتے ہوئے کہا۔

"تمہارا نام کیا ہے"۔۔۔ مارشل زالتورے نے پوچھا۔

"اصلی نام بتاؤں۔۔۔ یا کوڈ نام"۔۔۔ عمران نے بڑے سنجیدہ لہجے

میں پوچھا۔

"دونوں بتاؤ" ـــــ مارشل زاتور نے چونکتے ہوئے کہا۔

"میرا اصل نام شیرازی ہے ـــ اور کوڈ نام علی عمران" ـــ عمران نے جواب دیا۔

"کیا مطلب ـــ میں سمجھا نہیں ـــ کیا تم کہنا یہ چاہتے ہو کہ تم اصلی علی عمران نہیں ہو" ـــ مارشل زاتور نے بری طرح چونکتے ہوئے کہا۔

"سنو مارشل! ـــ تم نے پاکیشیا سیکرٹ سروس کو ہمیشہ حقیر اور بچگانہ سمجھ کر نظر انداز کیا ہے ـــ پاکیشیا سیکرٹ سروس کا چیف ایکسٹو دنیا کا سب سے ذہین اور قابل انسان ہے ـــ اس نے اپنی سیکرٹ سروس کے دو گروپ بنائے ہوئے ہیں ـــ ایک اصل اور دوسرا کوڈ۔ قد و قامت شکل و صورت ملتی جلتی ـــ اور ٹریننگ ایک جیسی ـــ جس کا نتیجہ یہ کہ عام آدمی ان دونوں گروپوں میں پہچان نہیں کر سکتا ـــ اب ہماری مثال دیکھ لو ـــ ہمارا گروپ کوڈ گروپ ہے یعنی نقلی گروپ ـــ اسے ہم سرکاری زبان میں کوڈ گروپ کہتے ہیں ـــ اور اصل گروپ کسی جزیرے میں گھوم پھر رہا ہوگا جب کہ ہم یہاں پھنسے ہوئے ہیں" ـــ عمران نے بڑے سنجیدہ لہجے میں جواب دیتے ہوئے کہا۔

"جزیرے میں! ـــ کیا کہہ رہے ہو ـــ کون سے جزیرے میں ـــ؟"
مارشل زاتور بے اختیار اچھل کر کرسی سے اٹھ کھڑا ہوا۔

عمران نے ایک لمحے کے لئے چونک کر اس کی طرف دیکھا۔ دوسرے لمحے اس کے لبوں پر ہلکی سی مسکراہٹ تیرنے لگی۔ اس نے تو گول مول سا جزیرے کا لفظ کہہ دیا تھا۔ لیکن مارشل زاتور نے جزیرے کے لفظ پر جس بری طرح

اچھلا تھا۔ اس سے صاف ظاہر تھا کہ جزیرے سے کوئی خاص مطلب متعلق ہے۔

"میرے خیال میں اس سوال کا جواب دینا ضروری نہیں ہے ـــ تم مجھ سے زیادہ بہتر سمجھتے ہو" ـــ عمران نے مسکراتے ہوئے جواب دیا۔

"مگر تمہیں اس جزیرے کا کیسے پتہ چلا ـــ یہ ناممکن ہے ـــ یہ ٹاپ سیکرٹ ہے ـــ اس کے متعلق تو یہاں بیٹھے ہوئے میرے خاص آدمیوں کو بھی علم نہیں ہے ـــ تم ڈاج کر رہے ہو" ـــ مارشل زاتور نے چیخ کر کہا لیکن اس کا یہ چیخنا سراسر مصنوعی تھا۔ اس کے لہجے کا کھوکھلا پن نمایاں تھا۔

"تم جو چاہو سمجھ لو ـــ اصل گروپ بہرحال اپنے کام میں مصروف ہے اور تم دیکھنا کہ ایک روز وہ دھماکہ ہوگا کہ تم سر پیٹتے رہ جاؤ گے" ـــ عمران نے جواب دیا۔

"نہیں! ـــ ایسا نہیں ہو سکتا ـــ میں تمہاری بوٹیاں اڑا دوں گا۔ جزیرے پر ایک مکھی بھی ہمارے نوٹس میں آئے بغیر نہیں جا سکتی" ـــ مارشل زاتور نے زور سے میز پر مکہ مارتے ہوئے کہا۔

"بالکل ٹھیک ہے ـــ مکھی واقعی نہ جا سکتی ہوگی ـــ لیکن جہاں مکھی نہ جا سکتی ہو۔ وہاں کچھ لوگ ایسے بھی ہوتے ہیں جو پہنچ جانے میں کامیاب ہو جاتے ہیں ـــ اب تم خود دیکھو ـــ تمہاری پوری کے۔ جی۔ بی ہمارے گروپ کے پیچھے پاگل ہوئی پھر رہی ہے اور اصل گروپ کی طرف تمہاری توجہ جا ہی نہیں سکتی" ـــ عمران نے مسکراتے ہوئے جواب دیا۔

"بکواس! ___ سراسر بکواس ___ تم مجھے احمق سمجھتے ہو۔ بیوقوف سمجھتے ہو ___ ڈیم فول ... تم کیا سمجھتے ہو کہ میں تمہاری باتوں میں آجاؤں گا ___ ہونہہ! ___ کوڈ گروپ اور اصل گروپ ___ میرا نام مارشل زاتورے ہے ___ میں نے تمہاری فائل دیکھی ہے۔ تم اپنے آپ کو عیار اور مکار سمجھتے ہو ___ لیکن مارشل زاتورے کے سامنے تمہاری عیاری و مکاری نہیں چل سکتی ___ اب موت تمہارا مقدر بن چکی ہے" ___ مارشل زاتورے کا ذہن یکدم پٹری سے اتر گیا تھا۔

"جو تمہارا جی چاہے کرو ... لیکن تمہیں مار کر پچھتاؤ گے" ___ عمران نے بڑے مطمئن لہجے میں کہا۔

مارشل زاتورے چند لمحے غور سے عمران کو دیکھتا رہا پھر ایکدم اس کے چہرے کا رنگ بدلنے لگا۔ اب چہرے پر چھائی ہوئی سختی نرمی میں تبدیل ہونے لگی تھی۔

"کیا تم کوئی ایسی پہچان بتا سکتے ہو جس سے اصل اور کوڈ گروپ کے فرق کو سمجھا جا سکے" ___ مارشل زاتورے نے دوبارہ کرسی پر بیٹھتے ہوئے نرم لہجے میں پوچھا۔

"ہاں کیوں نہیں ... فرق تو واضح ہے لیکن اس وقت جب دونوں بالمقابل موجود ہوں ... ورنہ کسی طور پر بھی فرق ظاہر نہیں ہو سکتا" ... عمران نے جواب دیا۔

"ٹھیک ہے ___ میں تمہاری بات کی تحقیق کروں گا اس وقت تک تم ہیڈ کوارٹر میں قید رہو گے ___ اور سنو! ___ یہ کے۔ جی۔ بی کا ہیڈ کوارٹر ہے۔ اس لئے یہاں تم ہماری مرضی کے بغیر ایک قدم بھی نہیں اٹھا سکتے"

مارشل زاتورے نے کہا اور پھر اس نے دوبارہ سیکوف سے مخاطب ہوتے ہوئے کہا۔

"انہیں آکٹوپس روم میں قید کر دو" ___ مارشل زاتورے کا لہجہ بے حد کرخت تھا۔

"بہتر باس" ___ سیکوف نے اٹھ کر کہا اور پھر وہ تیز تیز قدم اٹھاتا کمرے سے باہر نکلتا چلا گیا۔

چند لمحوں بعد وہ دوبارہ اندر آیا تو اس کے ساتھ آٹھ مسلح افراد تھے انہوں نے ان کی کرسیوں کو باہر کی طرف دھکیلنا شروع کر دیا۔ کرسیوں کے نیچے پہیے لگے ہوئے تھے اس لئے وہ آسانی سے چلتی ہوئیں دروازے سے باہر نکلتی چلی گئیں۔ جب ان سب کے جانے کے بعد دروازہ بند ہوا تو مارشل زاتورے اپنے ساتھیوں سے مخاطب ہوا۔

"تم لوگوں نے ساری باتیں سن لیں ... اب تمہارا کیا خیال ہے ___؟"

"باس! ___ پاکیشیا سیکرٹ سروس سے کچھ بعید نہیں کہ انہوں نے واقعی دو گروپ بنائے ہوئے ہوں ___ لیکن یہ بھی ہو سکتا ہے کہ ہمیں ڈاج دیا جا رہا ہو تاکہ ہم انہیں چھوڑ کر کسی نامعلوم گروپ کی تلاش میں لگ جائیں" ایک ادھیڑ عمر آدمی نے رائے دیتے ہوئے کہا۔

"یہی بات میں نے سوچی تھی ___ اس لئے میں نے انہیں آکٹوپس روم میں بھجوایا ہے تاکہ وہاں ان کے ذہنوں کا خفیہ طور پر تجزیہ کیا جائے۔ یہ لوگ فائل کے مطابق انتہائی عیار اور مکار واقع ہوئے ہیں اور آج تک جدید سے جدید مشین بھی ان کے ذہن کا تجزیہ نہیں کر سکی ___ ٹھیک ہے اب تم جا سکتے ہو ___ میں آکٹوپس آپریشن روم میں جاتا ہوں تاکہ اگر

کچھ معلوم ہو تو پھر اس کے مطابق لائحہ عمل تیار کیا جا سکے" ـــــ مارشل زاتورے نے کرسی سے اٹھتے ہوئے کہا اور اس کے ساتھ ہی باقی لوگ بھی اٹھ کھڑے ہوئے۔ اور پھر وہ سب تو پہلے والے دروازے کی طرف بڑھتے چلے گئے جب کہ مارشل زاتورے ایک اور خفیہ دروازے کی طرف بڑھ گیا۔ جو بظاہر دیوار کا ہی ایک حصہ معلوم ہوتا تھا۔

مارشل زاتورے دروازہ کھول کر ایک راہداری میں پہنچ گیا۔ اور پھر وہاں سے گھوم کر وہ ایک اور کمرے میں داخل ہو گیا۔

جیسے ہی مارشل زاتورے کمرے میں داخل ہوا۔ کمرے میں موجود ایک نوجوان تیزی سے اٹھ کر کھڑا ہو گیا۔ وہ نوجوان دیوار سے پیوست ایک مشین پر جھکا ہوا تھا۔

"آکٹوپس نمبر پرسٹن روم آن کر دو ـــــ وہاں چند قیدی ہیں نے بھیجے ہیں ـــــ ان کا مکمل تجزیہ مجھے مل جانا چاہیئے" ـــــ مارشل زاتورے نے نوجوان سے مخاطب ہو کر کہا۔ مارشل کا لہجہ انتہائی تحکمانہ اور کرخت تھا۔

"بہتر باس! ـــــ لیکن جناب کو رپورٹ کس وقت دی جائے"؟ نوجوان نے انتہائی مودبانہ لہجے میں جواب دیتے ہوئے کہا۔

"ہر ایک گھنٹے بعد مجھے تفصیلی رپورٹ پہنچا دی جائے ـــــ اور سنو! ـــــ مجھے مکمل اور تفصیلی تجزیہ چاہیئے ـــــ دوسری بات یہ کہ قیدی بے حد ہوشیار اور ذہین ہیں ـــــ اس لئے تجزیہ مکمل طور پر خفیہ ہونا چاہیئے ـــــ انہیں ذرا برابر بھی یہ شک نہ ہو کہ ان کا تجزیہ کیا جا رہا ہے" ـــــ مارشل زاتورے نے انتہائی کرخت

لہجے میں کہا۔

"میں سمجھ گیا باس! ـــــ آپ بے فکر رہیں" ـــــ نوجوان نے سر جھکاتے ہوئے کہا۔

"اور ہاں! ـــــ مکمل اور تفصیلی رپورٹ تم خود میرے پاس لے کر آنا۔ کسی اور کے ذریعے نہ بھیجنا ـــــ سمجھے" ـــــ مارشل زاتورے نے نوجوان کو ہدایت کرتے ہوئے کہا۔

"بہتر باس! ـــــ حکم کی تعمیل ہو گی ـــــ آپ بے فکر رہیں" ـــــ نوجوان نے جواب دیا۔

اور مارشل زاتورے سر ہلاتا ہوا واپس مڑا اور اس کمرے سے نکل کر اپنے مخصوص کمرے کی طرف بڑھتا چلا گیا۔ وہ جلد از جلد جزیرہ سارینا میں اصل کارندے کے انچارج سے بات کرنا چاہتا تھا تاکہ اگر وہاں واقعی کسی گڑبڑ نے کوئی مشکوک حرکت کی ہو تو اس کا پتہ چلایا جا سکے۔

عمران اور اس کے ساتھیوں کو مختلف راہداریوں سے گزارنے کے بعد ایک چھوٹے سے کمرے میں پہنچایا گیا۔ اور پھر مسلح افراد نے ان کی کرسیوں کے بند کھول دئے جب کہ باقی افراد مشین گنیں اٹھائے ان کے سروں پر موجود تھے۔

کرسیوں سے اٹھا کر انہیں فرش پر بیٹھنے کے لئے کہا گیا اور اس کے بعد کرسیاں دھکیل کر باہر پہنچا دی گئیں۔ اور پھر وہ سب مسلح افراد بھی آہستہ آہستہ باہر چلے گئے۔ اور ان کے باہر جاتے ہی کمرے کا دروازہ بند ہو گیا۔

"واہ بھئی واہ! ــــ اب کچھ دن تو آرام سے گزریں گے جب تک اصل گروپ نہ پکڑا جائے" ــــ عمران نے بڑے بھرپور انداز میں انگڑائی لیتے ہوئے کہا اور ساتھ ہی اس نے بڑے غیر محسوس طریقے سے اپنے ساتھیوں کو آنکھ کا اشارہ کیا۔ اس اشارے کا مطلب تھا کہ وہ آئی کوڈ میں باتیں کرنا چاہتا ہے۔

"آپ نے بھی کمال کیا۔۔۔ ــــ خواہ مخواہ اصل گروپ کی نشاندہی کر دی۔ یہ غلطی ہے ــــ اب ان کا پکڑا جانا لازمی ہے" ــــ صفدر نے غصیلے لہجے میں جواب دیتے ہوئے کہا۔ وہ عمران کا اشارہ سمجھ گیا تھا۔

اور پھر وہ آپس میں اسی طرح کی باتیں کرتے رہے۔ لیکن آنکھوں کے مخصوص اشاروں سے وہ ایک دوسرے کو اپنا پیغام بھی پہنچاتے رہے۔ عمران نے آئی کوڈ میں انہیں بتایا کہ اس کمرے کی مخصوص ساخت اور اس کا کام بتاتا ہے کہ اس کمرے میں چیکنگ کے مخصوص آلات نصب ہیں اس لئے وہ کوئی ایسی بات نہ کریں جو گرفت میں آ سکے۔

اور پھر عمران اچانک بات کرتے کرتے رک گیا۔ اسے یوں محسوس ہوا جیسے اس کے ذہن میں کوئی چیز آہستہ آہستہ سرسرا رہی ہو۔ اور دوسرے لمحے وہ سمجھ گیا کہ کسی نامعلوم طریقے سے ان کا ذہنی تجزیہ کیا جا رہا ہے۔ اس نے فوراً ہی آئی کوڈ میں اپنے ساتھیوں کو اس خطرے سے آگاہ کر دیا اور ان سب نے عمران کی ہدایت کے مطابق اپنے ذہن لاک کر لئے۔ البتہ الیون تھری کو یہ سب باتیں سمجھ نہ آ رہی تھیں وہ نہ ہی آئی کوڈ سمجھتا تھا اور نہ ہی ان کی باتیں ــــ البتہ وہ دل ہی دل میں افسوس کر رہا تھا کہ وہ خواہ مخواہ ان کے چکر میں پھنس گیا۔ یہ گروپ تو نقلی آدمیوں پر مشتمل ہے۔

تھوڑی دیر بعد عمران اٹھا اور اس نے کمرے میں ٹہلنا شروع کر دیا۔ یوں لگ رہا تھا جیسے وہ کسی گہری سوچ میں غرق ہو لیکن ذہنی طور پر وہ جان بوجھ کر یہی سوچ رہا تھا کہ کہیں کے۔ جی۔ بی واقعی اصل گروپ کو نہ ڈھونڈ نکالے اور اس طرح ان کا مشن ناکام ہو

لیکن ساتھ ہی ساتھ اس کی تیز نظریں کمرے کے فرش، دیواروں اور چھت کا بغور معائنہ کر رہی تھیں۔ وہ کوئی ایسا راستہ ڈھونڈنا چاہتا تھا جس سے اس ہیڈ کوارٹر سے نکل سکے۔ جبکہ اب تو مسئلہ یہ تھا کہ اُسے جزیرے کے متعلق بھی معلوم کرنا تھا۔ کیونکہ اس کا احساس تھا کہ جزیرے کے نام پر مارشل زاتورے کا چونکنا کچھ گڑبڑ ہے اور پھر اچانک اس نے ایک ترکیب پر عمل کرنا شروع کر دیا اور دوسرے لمحے اس نے اپنے ذہن میں ایسے خیالات پیدا کرنے شروع کر دیئے جن سے یہ ظاہر ہو کر وہ ذہنی طور پر پاکیشیا سیکرٹ سروس سے باغی ہے کیونکہ اصل گروپ کے مقابلے میں انہیں کوئی اہمیت نہیں دی جاتی۔ بلکہ انہیں صرف چارے کے طور پر استعمال کیا جاتا ہے۔ اس لئے اگر وہ پاکیشیا سے غداری کر کے جی۔ پی کا ایجنٹ بن جائے تو وہ زیادہ اطمینان اور وقار کی زندگی گزار سکتا ہے۔ اس کے ساتھ ہی اس نے سوچنا شروع کر دیا کہ اگر مارشل زاتورے اس پر اعتماد کرے تو وہ اسے ایسا راز بتا سکتا ہے جس سے پاکیشیا سیکرٹ سروس کے اصل گروپ کو بڑی آسانی سے شکنجے میں جکڑا جا سکتا ہے۔ لیکن ساتھ ہی اس نے اپنی سوچ میں اس خیال کو پختگی دیا کہ مارشل زاتورے اس پر اعتماد کرے گا اور اُسے علیحدگی میں بلا کر اس سے یہ راز حاصل کرے گا اور اُسے انعام کے طور پر جی۔ پی میں کوئی اعلیٰ عہدہ بخش دے گا۔

عمران جان بوجھ کر یہ سب باتیں سوچ رہا تھا کہ اگر واقعی اس کا ذہنی تجزیہ کیا جا رہا ہے تو یہ باتیں زاتورے تک پہنچ جائیں۔ اُسے یقین تھا کہ مارشل زاتورے یقیناً اس چکر میں پھنس جائے گا۔ اور پھر

معاملات اس کے لئے آسان ہو جائیں گے۔

لیکن تقریباً ایک گھنٹے تک اس کی سوچ کے کوئی نتائج برآمد نہ ہوئے اور عمران مایوس ہونے ہی لگا تھا کہ اچانک دروازہ کھلا اور دو سٹین گنوں سے مسلح افراد اندر داخل ہوئے۔

"اے تم ہمارے ساتھ چلو ___ تمہیں چیف نے بلایا ہے اور سنو! کوئی غلط حرکت کرنے کی ضرورت نہیں ہے ___ ورنہ ہمیں گولی مار دینے کا حکم بھی ہے"___ ان میں سے ایک نے بڑے کرخت لہجے میں عمران سے مخاطب ہو کر کہا۔

"میرے بھائی میں نے زندگی بھر کبھی کوئی غلط حرکت نہیں کی۔ اسی وجہ سے تو اب تک کنوارہ ہوں" ___ عمران نے مسکراتے ہوئے جواب دیا اور پھر مڑ کر دروازے کی طرف بڑھتا چلا گیا۔ اس نے مڑتے ہوئے اپنے ساتھیوں کو آنکھ سے مخصوص اشارہ کیا اور پھر مسلح افراد کے گھیرے میں چلتا ہوا کمرے سے باہر نکل آیا۔ اب اس کا دل بلیوں اچھل رہا تھا۔ اس کی ترکیب کامیاب رہی تھی۔

مختلف راہداریوں سے گزرنے کے بعد وہ سب ایک کمرے کے دروازے پر جا کر رک گئے۔ ان میں سے دو نے آگے بڑھ کر عمران کی مکمل تلاشی لی لیکن عمران کے پاس کچھ ہوتا تو برآمد ہوتا۔ اس کے بعد اُسے دروازے سے اندر دھکیل دیا گیا۔

"آؤ آؤ نوجوان" ___ کمرے میں پہنچتے ہی مارشل زاتورے کی آواز گونجی۔ اس کا لہجہ بے حد نرم تھا۔

"بب ___ بب ___ بہتر جناب!" ___ "مگر جناب میں نے تو پہلے بولا

"تھا جناب" ـــ عمران نے کھکھیاتے ہوئے لہجے میں کہا۔

"تم گھبراؤ نہیں ـــ ہم نے ایک اور فیصلہ کیا ہے ـــ اگر تم ہمارا ساتھ خلوص دل سے دینے پر تیار ہو جاؤ تو ہم تمہاری توقع سے بھی زیادہ انعام دیں گے" ـــ مارشل زاتورے نے میز کے سامنے رکھی ہوئی کرسی کی طرف اشارہ کیا۔

"جی انعام! ـــ جی بہت شکریہ! ـــ مجھے کوئی اچھی سی گھڑی دلا دیجئے ـــ میری گھڑی بہت پرانی ہو چکی ہے ـــ کئی بار ڈیڈی کو کہا ہے مگر وہ سنتے ہی نہیں" ـــ عمران نے بڑے معصوم سے لہجے میں کہا اور ساتھ ہی وہ میز کے سامنے رکھی ہوئی کرسی پر بڑے مودبانہ انداز میں بیٹھ گیا۔

"سنو نوجوان! ـــ ہم نے ایک فیصلہ کیا ہے کہ اگر تم کے جی بی کا ساتھ دینے کا وعدہ کرو تو ہم کے جی بی کی فارن سروس میں تمہیں ایک اچھا اور باوقار عہدہ دینے پر تیار ہیں" ـــ مارشل زاتورے نے آگے کی طرف جھکتے ہوئے میٹھے لہجے میں کہا۔

"کے جی بی میں عہدہ ـــ یہ کیا کہہ رہے ہیں آپ ـــ میں تو پاکیشیا سیکرٹ سروس سے متعلق ہوں" ـــ عمران نے بری طرح چونکتے ہوئے کہا۔ اس کا انداز ایسا تھا جیسے اسے مارشل زاتورے کی بات پر یقین نہ آیا ہو۔

"سچ سچ بتاؤ ـــ کیا تم پاکیشیا سیکرٹ سروس میں اپنے تعلق سے مطمئن ہو" ـــ مارشل زاتورے نے کہا۔

"م ـــ م ـــ جی ہاں ـــ جی ـــ ہاں" ـــ عمران نے یوں جھجکتے ہوئے اور ہکلاتے ہوئے کہا جیسے وہ زبردستی اقرار کر رہا ہو۔

"تمہارا جواب بتا رہا ہے کہ ایسا نہیں ہے ـــ سنو! کے جی بی دنیا کی طاقتور ترین تنظیم ہے ـــ اس سے متعلق آدمی ہر لحاظ سے طاقتور اور محفوظ زندگی گزارتا ہے اور یہ تمہاری خوش قسمتی ہے کہ ہم تمہیں کے جی بی میں اعلیٰ عہدے کی پیشکش کر رہے ہیں ـــ ورنہ دنیا کے نامی گرامی جاسوس یہ حسرت لئے مر جاتے ہیں ـــ لیکن کے جی بی انہیں گھاس تک نہیں ڈالتی" مارشل زاتورے نے کہا۔

"جی ـــ جی ـــ مگر آپ مجھ پر اعتماد نہیں کریں گے" ـــ عمران نے ہچکچاتے ہوئے کہا۔

"نہیں ـــ ہمیں انسانوں کو پہچاننے کا سلیقہ آتا ہے ـــ ہم نے تمہیں پہچان لیا ہے کہ تم سچے اور کھرے آدمی ہو ـــ اور پھر یہ بات بھی واضح ہے کہ کے جی بی کو دھوکہ دینے والا ایک لمحے کے لئے بھی زندہ نہیں رہ سکتا" ـــ مارشل زاتورے نے اپنی بات پر زور دیتے ہوئے کہا۔

"جی ـــ میں سمجھتا ہوں ـــ لیکن آپ مجھ سے کیا چاہتے ہیں ـــ؟" عمران نے اس بار نیم رضامندی کا اظہار کرتے ہوئے کہا۔

"سنو! ـــ میں پاکیشیا سیکرٹ سروس کے اس مشن کو ہر قیمت پر ناکام بنانا چاہتا ہوں ـــ اس لئے میں چاہتا ہوں کہ تم اس کام میں ہماری مدد کرو" ـــ مارشل زاتورے نے کہا۔

"مگر جناب! ـــ میں آپ کی کیا مدد کر سکتا ہوں ..... میں تو قید ہوں" ـــ عمران نے بڑے معصوم سے لہجے میں کہا۔

"پہلے تم بتاؤ کہ تم ہماری کیا امداد کر سکتے ہو" ـــ مارشل زاتورے

نے بات بدلتے ہوئے کہا۔

"جناب اگر آپ وعدہ کریں کہ آپ واقعی مجھے جی۔ پی میں رکھ لیں گے تو یقین کیجئے میں آپ کی ایسی امداد کر سکتا ہوں کہ پاکیشیا سیکرٹ سروس ہمیشہ کے لئے سر پیٹتی رہ جائے" ____ عمران نے بڑے مضبوط لہجے میں جواب دیتے ہوئے کہا۔

"ہم وعدہ کرتے ہیں ____ اور تم یقین جانو مارشل زاتورے کبھی وعدہ خلافی نہیں کرتا" ____ مارشل زاتورے نے بھاری لہجے میں کہا۔

"ٹھیک ہے جناب! ____ مجھے آپ کے وعدے پر یقین آگیا ہے اب میری تمام ہمدردیاں آپ کے ساتھ ہیں ____ حکم فرمائیے" ____ عمران نے سر جھکاتے ہوئے جواب دیا۔ اس کے لہجے سے بے پناہ خلوص ٹپک رہا تھا۔

"تو پھر مجھے تفصیل سے بتاؤ کہ یہاں تمہارا مشن کیا ہے ____ تم کیا لائحہ عمل بنا کر نکلے ہو؟" ____ مارشل زاتورے نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"جناب! ____ پاکیشیا سیکرٹ سروس کا چیف ایکسٹو ہے ____ جو کبھی کسی کے سامنے نہیں آیا ____ حتیٰ کہ صدر مملکت بھی اسے چہرے سے نہیں پہچانتے ____ وہ صرف غیبی آواز ہے اور میں نے آپ کو پہلے ہی بتایا تھا کہ ایکسٹو نے سیکرٹ سروس کے دو ورکنگ گروپ بنائے ہوئے ہیں جن میں سے ایک اصل سیکرٹ سروس ہے اور دوسرا اس کی ہوبہو نقل ہے ____ اسے کوڈ گروپ کہا جاتا ہے ____ ایکسٹو کا مشن جہاں تک مجھے علم ہے آپ کے ملک میں مصنوعی انسان بنانے والے کارخانے کو تباہ کرنا ہے ____ وہ کبھی اپنے مقصود کی تفصیلات تو نہیں بتاتا لیکن

مجھے اصل نقلی عمران سے اتنا معلوم ہوا ہے کہ اس نے دونوں گروپوں کو علیحدہ علیحدہ زیساباہ میں بھیجا ہے ____ کوڈ گروپ کو ہدایت دی گئی کہ ملاکان پہاڑیوں سے سو کلومیٹر کے فاصلے پر ایک قصبہ زورنگا تاش میں مزید نوعیت کارخانے کو تباہ کرنا ہے ____ اور اس کے ساتھ ہی اصلی گروپ کو یہاں کے کسی جزیرے میں پہنچنے کی ہدایات تھیں" ____ عمران نے بڑے خلوص بھرے لہجے میں تفصیل بتاتے ہوئے کہا۔

"کس جزیرے میں" ____ ؟ مارشل زاتورے نے چونک کر پوچھا۔

"تفصیل کا مجھے علم نہیں ہے ____ بہرحال یہاں جزیرہ ہے ____ ویسے بائی دی وے یہاں کتنے جزیرے ہیں" ____ عمران نے بڑے سرسری سے انداز میں پوچھا۔

"دو جزیرے ہیں ____ جزیرہ ہیوبا اور جزیرہ ساریکا ____ کیوں ____ ؟" مارشل زاتورے نے جواب دیا۔

"بس انہی دو جزیروں میں سے کسی ایک جزیرے میں وہ گئے ہیں۔ اس سے زیادہ مجھے نہیں معلوم ____ آپ بہتر جانتے ہوں گے" ____ عمران نے جواب دیا۔

"لیکن وہ ساریکا نہیں پہنچے ____ میں نے ابھی وہاں سے رپورٹ حاصل کی ہے ____ آخر وہ انسان ہیں کوئی مافوق الفطرت چیزیں تو نہیں ہیں کہ ان کی موجودگی کا کسی کو پتہ ہی نہ چلتا" ____ مارشل زاتورے کا لہجہ پہلی بار سنجیدہ ہو گیا۔

"ہو سکتا ہے کہ وہ ساریکا کی بجائے ہیوبا میں گئے ہوں" ____ عمران نے بڑے مطمئن سے لہجے میں کہا۔

"نہیں۔ سیما میں کیا رکھا ہے ___ اصل کارخانہ تو ساریکا میں ہے۔ سیما میں تو صرف ان مچھلیوں کے فارموں کے اوپر کیا ہے" ___ مارشل زاتورے نے جوش میں آ کر عمران کی مرضی کے مطابق جواب دے دیا اور اس کے جواب سے پہلی بار عمران کو یہ پتہ چلا کہ جو چکر وہ مارشل زاتورے سے چلا رہا ہے یعنی اصل اور نقل کا ___ وہ مارشل زاتورے نے پہلے ہی چلا چکا ہے کہ اصل کارخانہ تو جزیرہ ساریکا میں بنایا گیا ہے اور اس کی نقل قصبہ ڈوگاناش میں ___ اور جب سے مارشل زاتورے عمران کے منہ سے جزیرے کا نقشہ سن کر چونکا تھا۔ عمران اسی چکر میں تھا کہ وہ کس طرح اصل بات کا کھوج نکالے اور اب وہ اپنے مقصد میں کامیاب ہو گیا تھا۔

"سر! آپ اجازت دیں تو میں جزیرے میں جا کر اصل گروپ کا کھوج نکال کر پکڑوا دوں" ___ عمران نے چند لمحوں بعد ڈرتے ڈرتے کہا۔

"نہیں! ___ ہم کسی کو اس جزیرے کے قریب جانے کی اجازت نہیں دے سکتے ___ تم مجھے یہ بتاؤ کہ اصل گروپ کا کیا پروگرام تھا وہ کس طرح کام کریں گے ___ اور دوسری بات یہ کہ تم ان سے کسی طرح بھی رابطہ قائم کرو ___ تمہارے درمیان ضرور کوئی نہ کوئی رابطہ قائم کرنے کا سلسلہ ہو گا" ___ مارشل زاتورے نے میز پر مکہ مارتے ہوئے کہا۔

"مجھے اس کے سوا اور کوئی معلومات نہیں ہیں" ___ عمران نے سنجیدہ لہجہ بناتے ہوئے کہا۔

"تو پھر چھٹی کرو ___ تم مجھ سے ضرورت سے زیادہ معلومات حاصل کر چکے ہو ..... اور دوسری بات یہ کہ تمہارا وجود میرے لئے بیکار ہے" مارشل زاتورے نے اچانک بگڑے ہوئے لہجے میں کہا اور اس کا ہاتھ

تیزی سے میز کے کنارے کی طرف بڑھا۔

مگر اس سے پہلے کہ وہ کوئی حرکت کرتا عمران نے اچانک کرسی سے چھلانگ لگائی اور وہ مارشل زاتورے کو کرسی سے گھسیٹتا ہوا پچھلی دیوار سے جا ٹکرایا۔

مارشل زاتورے نے نیچے گرتے ہی اپنے جسم کو ایک زوردار جھٹکا دیا اور عمران جو باوجود لڑائی بھڑائی کے فن میں ماہر ہونے کے اڑتا ہوا کمرے کے عین درمیان میں کمر کے بل جا گرا۔ اور پھر دونوں بیک وقت ہی اٹھے۔

مارشل زاتورے نے اٹھتے ہی جیب سے ریوالور نکال لیا۔ اور دوسرے لمحے اس نے عمران پر فائر کھول دیا۔ مگر عمران نے انتہائی پھرتی سے اپنی جگہ بدل لی اور گولی اسے چھو نہ سکی۔ مارشل زاتورے نے درپے فائر کرتا چلا گیا مگر عمران کا جسم تو بجلی بنا ہوا تھا۔ سنگ آرٹ کی وجہ سے ایک گولی بھی اسے نہ چھو سکی۔

اور پھر جیسے ہی عمران نے مارشل زاتورے کے ریوالور سے ٹرچ کی آواز سنی اس نے ایک بار پھر اس پر چھلانگ لگا دی۔ مارشل زاتورے نے جھکائی دے کر ایک طرف ہٹنا چاہا مگر عمران نے فضا میں ہی اپنا رخ موڑ لیا اور وہ پوری قوت سے مارشل زاتورے کے جسم سے ٹکرایا اور مارشل زاتورے پیچھے ہٹتا ہوا پچھلی دیوار سے جا ٹکرایا۔

عمران نے اس بار اسے سنبھلنے کا موقع دیئے بغیر پوری قوت سے اس کی ناک پر ٹکریں جما دیں اور مارشل زاتورے کی ناک سے خون کا فوارہ سا بہہ نکلا۔ مگر مارشل زاتورے کے جسم میں عمران کی توقع سے

کہیں زیادہ طاقت تھی۔ اس نے بجلی کی سی تیزی سے دونوں گھٹنے موڑے اور پوری قوت سے عمران کے جسم کے نچلے حصے پر مارے۔ یہ ضرب اتنی زوردار اور قوت سے پڑی تھی کہ عمران جیسے آدمی کو بھی اچھل کر پیچھے ہٹنا پڑا۔ عمران کا جسم درد کی شدت سے دوہرا ہوتا چلا گیا۔

عمران کے پیچھے ہٹتے ہی مارشل زاتورے اچھل کر میز پر جا گرا اور دوسرے لمحے اس نے ہاتھ سے میز کے کنارے کے اندر لگا ہوا خفیہ بٹن دبا دیا۔

اسی لمحے عمران اچانک اپنی جگہ سے اچھلا اور اس نے مارشل زاتورے کے جسم کو اپنے دونوں بازوؤں میں جکڑ کر اٹھا لیا۔ مارشل زاتورے نے ایڑیوں کی پشت ایک بار پھر عمران کی ٹانگوں پر مارنی چاہی لیکن عمران نے اپنے قدم پیچھے ہٹا لئے اور اس کے ساتھ ہی اس نے سر کی ٹکر مارشل زاتورے کے سر کی پشت پر پوری قوت سے ماری اور مارشل زاتورے کا جسم ایک لمحے کے لئے ڈھیلا پڑتا چلا گیا۔ اور اسی لمحے سے فائدہ اٹھاتے ہوئے عمران نے ایک بازو مارشل زاتورے کی گردن کے گرد لپیٹ کر زور سے جھٹکا دیا اور مارشل زاتورے کے حلق سے بے اختیار چیخ نکل گئی۔

اسی لمحے کمرے کا دروازہ کھلا اور پانچ مسلح افراد ہاتھوں میں مشین گنیں اٹھائے تیزی سے داخل ہوئے۔ انہوں نے اندر داخل ہوتے ہی مشین گنیں سیدھی کر لیں۔

"خبردار! ___ اگر تم نے فائر کیا تو تمہارا چیف ابھی لاش میں تبدیل ہو جائے گا" ___ عمران نے زور سے بازو کو جھٹکا دیتے ہوئے

کہا اور مارشل زاتورے کے حلق سے ایک بار پھر چیخ نکل گئی۔

مشین گن بردار بھی جھجک کر رک گئے کیونکہ اگر وہ فائر کھول دیتے تو نشانہ مارشل زاتورے ہی بنتا۔ عمران تو اس کے پیچھے چھپا ہوا تھا۔ مارشل زاتورے نے اپنے جسم کی طاقت کو آزماتے ہوئے اچانک جھٹکا دے کر عمران کو اٹھا کر آگے کی طرف جھٹکنے کی کوشش کی۔ یہ بات اپنی جگہ درست تھی کہ مارشل زاتورے کے جسم میں بے پناہ طاقت موجود تھی اور وہ کسی عام آدمی کے بس کا روگ بھی نہ تھا لیکن مقابل عمران جیسا آدمی تھا۔ اس لئے باوجود کوشش کے وہ عمران کے قدم زمین سے نہ اکھاڑ سکا۔ البتہ عمران نے اس کے گلے میں حمائل بازو کی گرفت اور زیادہ سخت کر دی اور مارشل کا چہرہ بگڑتا چلا گیا۔ اس کا سانس رکنے لگا تھا۔ اس کا جسم بے اختیار ڈھیلا پڑتا چلا گیا۔

"میرے ساتھیوں کو یہاں منگواؤ ___ جلدی ___ ورنہ میں تمہاری گردن ایک ہی جھٹکے سے توڑ دوں گا" ___ عمران نے گرفت اور زیادہ سخت کرتے ہوئے انتہائی کرخت لہجے میں کہا۔ اور مارشل زاتورے کا جسم سخت ترین گرفت کی وجہ سے بری طرح پھڑپھڑانے لگا۔

"ٹھہرو ___ ٹھہرو ___ میں بلاتا ہوں" ___ مارشل زاتورے نے ہکلاتے ہوئے لہجے میں کہا اور عمران نے گرفت قدرے ڈھیلی کر دی۔

"اس کے ساتھیوں کو بھی لے آؤ" ___ مارشل زاتورے نے مشین گن برداروں سے کہا۔

"اور سنو! ___ اگر میرے کسی ساتھی کو خراش بھی آئی تو میں اس ہیڈ کوارٹر کو ملبہ بنا کر رکھ دوں گا" ___ عمران نے غراتے ہوئے کہا۔

"جی ۔۔۔ جاؤ ۔۔۔ حکم کی تعمیل کرو" ۔۔۔ مارشل نے بھی عمران کی تائید کرتے ہوئے کہا اور ان میں سے دو افراد مڑ کر کمرے سے باہر نکلتے چلے گئے۔

چند لمحوں بعد باہر دوڑتے ہوئے قدموں کی آوازیں سنائی دیں اور پھر چار پانچ ادھیڑ عمر آدمی اور نوجوان بڑی پریشانی کے عالم میں اندر داخل ہوئے۔ یہ وہی لوگ تھے جو اس وقت کرسیوں پر بیٹھے ہوئے تھے جب عمران کو کرسی پر جکڑ کر اس سے سوال جواب کئے جا رہے تھے۔ اندر آتے ہی وہ ٹھٹھک کر رک گئے۔

"خبردار ۔۔۔ اگر کسی نے کوئی چالاکی کھیلنے کی کوشش کی تو میں تمہارے مارشل کی گردن توڑ ڈالوں گا" ۔۔۔ عمران نے ان کے اندر آتے ہی چیخ کر کہا۔

اور وہ سب حیرت سے اس صورت حال کو دیکھتے رہ گئے۔

"ایک بڑے ہیلی کاپٹر کا بندوبست کیا جائے ۔۔۔ لیکن اس کی ساخت سادہ ہونی چاہئے ۔۔۔ اس کی ٹینکی پٹرول سے بھری ہوئی ہو ۔۔۔ میں مارشل کو اپنے ہمراہ لے جاؤں گا ۔۔۔ یہ میرا وعدہ ہے کہ اگر میرے حکم کی تعمیل ٹھیک طور پر کی گئی تو میں مارشل ناتور کو ہیڈ کوارٹر سے باہر چھوڑ دوں گا" ۔۔۔ عمران نے غراتے ہوئے بھیڑیئے کی سی آواز میں کہا۔

"جو یہ کہہ رہے ہیں وہ کرو ۔۔۔ جلدی" ۔۔۔ مارشل ناتور نے عمران کا فقرہ ختم ہوتے ہی گھٹے گھٹے لہجے میں کہا اور ان میں سے دو تیزی سے مڑے اور کمرے سے باہر نکلتے چلے گئے۔

چند لمحوں بعد عمران کے ساتھی ہاتھوں کو سر سے بلند کئے ہوئے

کمرے میں داخل ہوئے۔ ان کی پشتوں سے مشین گنیں لگی ہوئی تھیں۔

"ایکشن" ۔۔۔ اچانک عمران نے چیختے ہوئے کہا اور کمرے کی چھت کی جانب کو دیکھتے ہوئے اور عمران کا کوڈ لفظ سنتے ہی وہ سب انتہائی تیزی سے پلٹے اور دوسرے لمحے پانچ افراد کے ہاتھوں سے مشین گنیں نکل کر عمران کے ساتھیوں کے ہاتھوں میں پہنچ گئیں۔ البتہ ایک مشین گن بردار اچھل کر ایک طرف ہٹا اور اس نے فائر کھولنے کی کوشش کی۔ مگر اس سے پہلے کہ وہ ٹریگر دباتا تنویر نے مشین گن سے فائر کھول دیا۔ اور نتیجہ میں اس سرخ آدمی کے ساتھ ساتھ چار افراد بھی چیختے ہوئے زمین بوس ہو گئے۔

باقی افراد تیزی سے دوڑ کر کمرے سے باہر نکل گئے۔ اب کمرے میں صرف عمران، اس کے ساتھی اور مارشل ناتور رہ گئے۔

"اس کی تلاشی لو صفدر" ۔۔۔ عمران نے چیخ کر صفدر سے کہا اور صفدر نے آگے بڑھ کر مارشل ناتور کی مکمل تلاشی لے ڈالی۔ مگر اس کی جیبوں سے کچھ برآمد نہ ہوا۔ اور عمران نے ایک جھٹکا دے کر اسے آگے کی طرف دھکیل دیا۔ دوسرے لمحے اس کی طرف چار مشین گنیں اٹھ گئیں۔

"تت ۔۔۔ تم بچ کر نہیں نکل سکتے ۔۔۔ یہ کے جی بی کا ہیڈ کوارٹر ہے" ۔۔۔ مارشل ناتور نے اچھل کر تیزی سے مڑتے ہوئے کہا۔ اس کا چہرہ غصے اور ندامت سے بری طرح بگڑ گیا تھا۔

"ہم چاہیں تو ایک لمحے میں تمہارے پورے ہیڈ کوارٹر کو راکھ کا ڈھیر بنا سکتے ہیں مارشل" ۔۔۔ عمران نے غراتے ہوئے جواب دیا اور مارشل بے بسی کے عالم میں دانتوں سے ہونٹ کاٹتا رہ گیا۔

"ہیلی کاپٹر تیار ہے" ۔۔۔ اچانک کمرے کے باہر سے آواز سنائی دی۔

"اندر آکر بات کرو" ــــــ عمران نے چیختے ہوئے کہا اور دوسرے لمحے ایک ادھیڑ عمر نے ایک لمحے کے لئے اندر جھانکا اور پھر وہ جھجکتا ہوا اندر داخل ہوا۔

"سنو! ــــ کسی قسم کا دھوکہ برداشت نہیں کیا جائے گا ــــ ہم تو ہر لمحے مرنے کے لئے تیار ہیں ــــ لیکن اگر تم نے ذرا برابر بھی دھوکہ دینے کی کوشش کی تو نہ صرف مارشل زاتور سے اپنی جان سے ہاتھ دھو بیٹھے گا ــــ بلکہ تمہارا پورا ہیڈ کوارٹر بھی راکھ کا ڈھیر بن جائے گا ــــ اگر یقین نہ آئے تو دیکھو! ــــ میرے ہاتھ میں جدید ترین میگنار بم ہے۔ اس کی طاقت کو تم اچھی طرح جانتے ہو" ــــــ عمران نے ہاتھ آگے کرتے ہوئے کہا۔

اور مارشل زاتور سے اور آنے والے دونوں کی آنکھیں عمران کے ہاتھ میں پکڑی ہوئی ایک سبز سی پٹی کو دیکھتے ہی خوف سے پھٹی ہوئی گئیں وہ میگنار بم کی طاقت کو اچھی طرح جانتے تھے۔ یہ ہارتا کے مقابلے میں کسی طور پر بھی ایٹم بم سے کم نہ تھا۔

"مم ــ مگر تمہاری یہاں آنے سے پہلے تلاشی لی گئی تھی؟" ــــ مارشل نے حیرت سے بڑبڑاتے ہوئے کہا۔

"تمہاری جدید ترین مشینیں بھی میری چھپائی ہوئی چیزوں کو چیک نہیں کر سکتیں مارشل! ــــ انسان کی تو مجال ہی کیا ہے ــــ یہ میرے کالر میں چھپا ہوا تھا۔ ظاہر ہے کالر کھول کر دیکھتے تو تم رہتے ــــ اور پھر میں نے اس پر فلائین کی تہہ چڑھائی ہوئی ہے اور تم جانتے ہو کہ فلائین کی تہہ سے جدید ترین چیکنگ ریز بھی نہیں گزر سکتیں۔ اس لئے

یہ تمہاری مشینوں اور آدمیوں سے چھپا رہا" ــــــ عمران نے اس طرح سمجھاتے ہوئے کہا جیسے کلاس ٹیچر بچوں کو سبق سکھاتے ہیں۔

"ٹھیک ہے ــ تم بے فکر رہو ــــ سب کچھ تمہاری مرضی کے مطابق ہوگا" ــــ مارشل زاتور نے کہا اور عمران طنزیہ انداز میں مسکرا دیا۔

"الیون مقرتی! ــــ تم مشین گن سے کر آگے چلو ــــ اس کے بعد نائیل ہوگا ــــ مارشل کے دائیں بائیں صفدر اور کیپٹن شکیل ہوں گے اس کے بعد تنویر، نعمانی اور چوہان چلیں گے ــــ اور سب سے آخر میں صدیقی اور میں رہیں گے" ــــــ عمران نے اس طرح ترتیب دینی شروع کر دی جیسے وہ پریڈ کرنے کے لئے جا رہے ہوں۔ اور پھر عمران کی ہدایت کے مطابق جلوس اسی ترتیب میں کمرے سے باہر آیا۔ وہ ادھیڑ عمر آدمی آگے راہنمائی کر رہا تھا۔ جب کہ بے شمار مسلح افراد دیواروں کے ساتھ لگے کھڑے تھے۔ لیکن ان سب کے چہرے لٹکے ہوئے تھے۔

عمران اور صدیقی اس انداز میں چل رہے تھے کہ پیچھے کا بھی خیال رکھ سکیں۔ عمران محسوس کر رہا تھا کہ پورے ہیڈ کوارٹر میں زبردست ہلچل مچی ہوئی تھی۔ لیکن عمران جانتا تھا کہ مارشل زاتور کی ذات اور میگنار بم کی وجہ سے وہ آسانی سے ان پر ہاتھ نہ ڈالیں گے۔ البتہ اس بات کا خطرہ تھا کہ وہ انہیں کسی ایسی راہداری میں لے جائیں جہاں سے ان پر سینیم فائر جیسی روشنی ڈال کر انہیں دوبارہ مفلوج نہ کر دیں۔ اس لئے اس نے میگنار بم کی دھمکی دی تھی۔ پھر بھی خدشہ بہرحال اس کے ذہن

یہاں موجود تھا۔

مختلف راہداریوں سے گزرنے کے بعد وہ سب سیڑھیاں چڑھ کر ایک وسیع چھت پر پہنچ گئے۔

چھت پر ایک کافی بڑا ہیلی کاپٹر کھڑا ہوا تھا اور ہیلی کاپٹر کے گرد دس بارہ مسلح افراد موجود تھے۔ لیکن وہ سب ہیلی کاپٹر سے کافی فاصلے پر کھڑے ہوئے تھے۔

"صفدر ۔۔۔ تم جا کر ہیلی کاپٹر کو اچھی طرح چیک کرو ۔۔۔ پٹرول بھی چیک کرنا" ۔۔۔ عمران نے ہیلی کاپٹر کے قریب پہنچ کر رکتے ہوئے صفدر سے مخاطب ہو کر کہا۔

صفدر نے اثبات میں سر ہلایا اور پھر اس جلوس سے علیحدہ ہو کر تیزی سے آگے بڑھا اور دوسرے لمحے ہیلی کاپٹر کے دروازے میں داخل ہو گیا۔

چند لمحوں بعد صفدر ہیلی کاپٹر سے باہر آ گیا۔ اس کے چہرے پر اطمینان کے آثار نمایاں تھے۔

"سب او کے ہے ۔۔۔ ٹینکی بھی پٹرول سے بھری ہوئی ہے"۔ صفدر نے نیچے اتر کر کہا۔

"ٹھیک ہے ۔۔۔ مارشل زاتورے ۔۔۔ آگے بڑھو اور ہیلی کاپٹر میں سوار ہو جاؤ" ۔۔۔ عمران نے مڑتے ہوئے کہا اور مارشل زاتورے کے پیچھے موجود تنویر، نعمانی اور چوہان نے مشین گنوں کے ٹہوکے دے کر مارشل زاتورے کو ہیلی کاپٹر پر چڑھنے پر مجبور کر دیا۔ اس کے بعد باری باری وہ سب ہیلی کاپٹر میں سوار ہو گئے۔

عمران کے کہنے پر انیوان تھریسی نے ہیلی کاپٹر کی پائلٹ سیٹ سنبھال لی اور اس کا انجن اسٹارٹ کر دیا۔

"میری بات اچھی طرح سن لو ۔۔۔ میں اپنے وعدے پر قائم ہوں اگر تم نے کوئی گڑبڑ نہ کی تو میں مارشل کو ہیڈ کوارٹر سے دور کہیں نہ کہیں زمین پر اتار دوں گا ۔۔۔ لیکن اگر تم نے گڑبڑ کی تو پھر مارشل اپنی جان سے چلا جائے گا" ۔۔۔ عمران نے تلخ لہجے میں وہاں موجود افراد سے مخاطب ہو کر کہا۔ اور دوسرے لمحے وہ اچھل کر ہیلی کاپٹر پر سوار ہو گیا اور انیوان تھریسی جس نے پہلے ہی انجن چلا دیا تھا، عمران کے سوار ہوتے ہی ایک جھٹکے سے ہیلی کاپٹر کو فضا میں بلند کرتا چلا گیا۔

ہیڈ کوارٹر کے مین آپریشن روم میں ہنگامی حالات جیسی صورت حال تھی۔ میز کے گرد چار ادھیڑ عمر سلطے ایک بڑا سا ٹرانسمیٹر رکھے بیٹھے ہوئے تھے۔ ایک بڑی سی مشین چل رہی تھی اور اس کے اوپر لگی ہوئی ایک سکرین روشن تھی۔ جس پر وہ ہیلی کاپٹر اڑتا ہوا صاف دکھائی دے رہا تھا۔ جس میں عمران اور اس کے ساتھی موجود تھے۔

تمام ملک کے ہوائی اڈوں ـــــ سی۔ وی سنٹروں ـــــ اور ہنگامی مراکز کو چوکنا کر دیا گیا تھا کہ وہ اس ہیلی کاپٹر کو ہر صورت میں نگاہ میں رکھیں۔

"اب صرف مسئلہ مارشل کا اس ہیلی کاپٹر سے نکلنے کا ہے ـــــ اگر مارشل کسی طرح ہیلی کاپٹر سے زندہ باہر نکل آئے تو ہم ایک لمحے میں اس ہیلی کاپٹر کو راکھ کا ڈھیر بنا سکتے ہیں" ـــــ ایک ادھیڑ عمر شخص نے چہرہ پر فکر کرتے ہوئے کہا۔

"مگر کس طرح ـــــ مارشل کو کس طرح ان کے پنجے سے رہائی دلائی جائے ـــــ جب تک مارشل اس میں موجود ہے۔ ہم بے بسی

سوائے اسے دیکھنے کے اور کیا کر سکتے ہیں ـــــ کوئی تجویز سوچو۔ کوئی ترکیب سوچو" ـــــ دوسرے ادھیڑ عمر نے جھلاتے ہوئے لہجے میں کہا۔

"کیوں نہ ہم میزائل فائر کر کے انہیں مفلوج کر دیں" ـــــ ایک اور نے کہا۔

"احمق مت بنو ـــــ میزائل فائر صرف اس وقت ہو سکتا ہے جب میزائل چاروں ہیلی کاپٹر کے گرد موجود ہوں" ـــــ دوسرے نے بیزار سے لہجے میں کہا۔

"آخر کہیں تو پٹرول ختم ہو گا ـــــ یہ ہیلی کاپٹر جیسے ہی پٹرول لینے کے لئے نیچے اترے ـــــ گوریلا کارروائی کر کے مارشل کو چھڑا لیا جائے" ایک نے تجویز پیش کی۔

"نہیں! ـــــ اس کے پاس میگا بم ہے ـــــ وہ ایک لمحے میں ہی سب کو تباہ کر دے گا" ـــــ باقی سب نے انکار میں سر ہلاتے ہوئے جواب دیا۔

اور پھر اس سے پہلے کہ وہ کوئی اور بات کرتے، اچانک وہ سکرین پر دیکھ کر چونک پڑے کہ ہیلی کاپٹر نیچے اتر رہا ہے۔

"وہ لوگ اتر رہے ہیں" ـــــ سب نے بیک وقت چیختے ہوئے کہا۔

"لیکن یہ تو بنجر میدان ہے ـــــ وہ یہاں کیوں اتر رہے ہیں" ان میں سے ایک نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

اور پھر اس سے پہلے کہ کوئی اس بات پر تبصرہ کرتا، ہیلی کاپٹر زمین پر اتر گیا۔ دوسرے لمحے ہیلی کاپٹر میں سے ایک آدمی کو باہر دھکیل

دیا گیا۔

"ارے یہ تو مارشل ہے۔۔۔ وہ احمق اپنا وعدہ پورا کر رہے ہیں۔ زندہ باد" ـــ وہ سب مارشل کو باہر نکلتے دیکھ کر خوشی سے چیخ پڑے۔

مارشل کے باہر نکلتے ہی ہیلی کاپٹر ایک بار پھر فضا میں بلند ہوتا چلا گیا۔

"احمق کہیں کے۔۔۔ اب میں دیکھتا ہوں کہ یہ کیسے زندہ رہ سکتے ہیں" ـــ ان میں سے ایک نے چیخ کر کہا اور دوسرے لمحے وہ ٹرانسمیٹر پر جھک گیا۔ اس نے اس کا بٹن آن کیا۔

"ہیلو ـــ ہیلو ـــ کے۔ جی۔ بی ہیڈ کوارٹر کالنگ۔ ڈیفنس بلیس نمبر تھری۔ اوور" ـــ ادھیڑ عمر بار بار چیخ کر فقرہ دوہرا رہا تھا۔

"یس۔ بلیس نمبر تھری۔ اوور" ـــ چند لمحوں بعد دوسری طرف سے آواز سنائی دی۔

"تم مطلوبہ ہیلی کاپٹر کو چیک کر رہے ہو ـــ؟ وہ تمہارے ایریے میں ہے۔ اوور" ـــ ادھیڑ عمر نے کرخت لہجے میں کہا۔

"یس سر! ابھی ہیلی کاپٹر نیچے اتر کر دوبارہ فضا میں بلند ہوا ہے۔ ہم اسے راڈار پر چیک کر رہے ہیں۔ اوور" ـــ دوسری طرف سے جواب دیا گیا۔

"ہاں ـــ اس نے مارشل زالوف کو نیچے چھوڑا ہے۔ اس لئے اب اس ہیلی کاپٹر کو تباہ کیا جا سکتا ہے ـــ اسے فوری طور پر گائیڈڈ میزائل سے فضا میں ہی تباہ کر دیا جائے ـــ اور مارشل زالوف کو اس پوائنٹ سے اٹھا کر ہیڈ کوارٹر پہنچا دیا جائے۔ اوور" ـــ ادھیڑ عمر

نے چیخ کر اپنا حکم نافذ کرتے ہوئے کہا۔

"سر! ـــ میزائل فائر کرنا ناممکن ہے ـــ اس کے لئے صدر مملکت کے براہ راست احکامات ضروری ہیں ـــ اس لئے اس کی بجائے ہم جنگی جہازوں کے ذریعے اس ہیلی کاپٹر کو ایک لمحے میں تباہ کر سکتے ہیں۔ اوور" ـــ دوسری طرف سے معذرت بھرے لہجے میں جواب دیا گیا۔

"کچھ بھی کرو۔۔۔ اس ہیلی کاپٹر کو فوری طور پر تباہ ہونا چاہئے۔ کسی بھی طریقے سے ـــ کسی بھی انداز میں۔ اوور" ـــ ادھیڑ عمر نے چیختے ہوئے کہا۔

"بہتر سر! ـــ ابھی حکم کی تعمیل کی جاتی ہے۔ اوور" ـــ دوسری طرف سے جواب دیا گیا۔

"اوور اینڈ آل" ـــ ادھیڑ عمر نے کہا اور ٹرانسمیٹر آف کر دیا۔ اب ان سب کی نظریں سکرین پر جمی ہوئی تھیں جہاں ہیلی کاپٹر پرواز کرتا ہوا صاف دکھائی دے رہا تھا۔

چند لمحوں بعد ہی سکرین پر جنگی طیاروں کا ایک اسکواڈرن اڑتا نظر آیا۔ اور ہیلی کاپٹر کے گرد دائرہ سا پھیلتا چلا گیا۔ اور پھر دوسرے لمحے سکرین پر جنگی طیاروں سے نکلنے والے چھوٹے میزائل ہیلی کاپٹر کی طرف لپکتے دکھائی دیئے اور پھر سکرین پر تیز روشنی پھیل گئی اور پھر یکلخت سکرین تاریک ہو گئی۔

"وہ مارا۔ ہیلی کاپٹر ہٹ ہو گیا ہے ـــ احمق کہیں کے۔ مارشل کو نیچے اتار کر انہوں نے اپنی موت خود خرید لی ہے" ـــ ان سب نے خوشی سے چیختے ہوئے کہا۔ اسی لمحے ٹرانسمیٹر سے ٹوں ٹوں کی تیز

آوازیں نکلنے لگیں اور اسی اُدھیڑ عمر سے شخص نے فائرنگ کا حکم دیا تھا ٹرانسمیٹر آن کر دیا۔

"ہیلو۔ ہیلو میں مقری کالنگ اوور" ——— بٹن آن ہوتے ہی وہی پہلے والی آواز گونجی۔

"یس... کے ڈی۔ بلیو ہیڈ کوارٹر۔ اوور" ——— ادھیڑ عمر نے تحکمانہ لہجے میں کہا۔

"ہیلی کاپٹر کو فضا میں ہی ہٹ کر دیا گیا ہے... اس کے پرخچے اڑ گئے ہیں ——— مارشل کو لینے کے لئے جیپ بھیج دی گئی ہے۔ اوور" ——— دوسری طرف سے کہا گیا۔

"ویری گڈ!... آپ کی کارکردگی واقعی قابل تعریف رہی ہے ——— ہم مارشل کا انتظار کر رہے ہیں ——— انہیں فوراً پہنچایا جائے۔ اوور" ——— ادھیڑ عمر نے جواب دیا۔

"بہتر سر!——— اوور اینڈ آل" ——— دوسری طرف سے کہا گیا اور اس کے ساتھ ہی ادھیڑ عمر نے ٹرانسمیٹر کا بٹن آف کرتے ہوئے اطمینان کی ایک طویل سانس لی اور پھر وہ سب اٹھ کر بڑے اطمینان سے چلتے ہوئے میٹنگ آپریشن روم سے نکلتے چلے گئے۔ انہوں نے ایک بہت بڑے بحران کو ٹال دیا تھا اس لئے ان کے چہرے مسرت اور فتح سے جگمگا رہے تھے۔

ہیلی کاپٹر فضا میں بلند ہوتے ہی عمران نے بڑی پھرتی سے اپنی آستین کو الٹ کر اس نے اس کے بازو کی سلائی ادھیڑنی شروع کر دی۔ باقی ممبر اور مارشل حیرت سے یہ سب کچھ دیکھ رہے تھے۔

عمران نے بازو کی اندرونی طرف سے زرد رنگ کے کپڑے کی بڑی بڑی پٹیاں کھینچنا شروع کر دیں۔ یہ پٹیاں تعداد میں چار تھیں۔ پھر اس نے ان پٹیوں کو دو حصوں میں تقسیم کیا اور اس کے بعد اس نے قمیض دوبارہ پہن لی اور ایک پٹی کو اس نے اپنی کلائی کے گرد لپیٹ لیا۔ یہ پٹی اس طرح کلائی کے گرد لپٹتی چلی گئی جیسے اس کے نیچے گوند لگی ہوئی ہو۔ اس کے بعد عمران نے دوسری پٹی ہر ممبر کی کلائی پر چپکا دی۔

"یہ کیا چیز ہے عمران صاحب؟" ——— ؟ الدین مقری نے حیران ہو کر پوچھا۔

"یہ بارود کی پٹی ہے ——— اس کی موجودگی میں کوئی گولی تم پر اثر نہ کرے

گی"۔۔۔۔ عمران نے مسکراتے ہوئے کہا اور عمران کے سب ساتھی دھیرے سے مسکرا دیئے جب کہ الیون ہقرلی حیرت سے آنکھیں پھاڑ پھاڑ کر جی کو دیکھنے لگا۔ لیکن اس نے مزید کوئی تبصرہ نہ کیا۔

"مارشل!۔۔۔ کیوں نہ تمہیں گولی مار کر نیچے پھینک دیا جائے"۔۔۔ عمران نے مارشل سے مخاطب ہو کر کہا۔

"ظاہر ہے۔۔۔ اب میں تمہارے بس میں ہوں۔۔۔ تم جو چاہو کر سکتے ہو"۔۔۔ مارشل نے کھردرے لہجے میں کہا۔

"ویری گڈ۔۔۔ مجھے تمہاری یہ بہادری پسند آئی ہے۔۔۔ اس لئے اب میں اپنا وعدہ ضرور پورا کروں گا۔۔۔ الیون ہقرلی! ہیلی کاپٹر کو کسی بڑے شہر کے قریب اتار دینا۔ تاکہ مارشل اطمینان و آرام سے اپنے ہیڈ کوارٹر واپس جا سکے"۔۔۔ عمران نے الیون ہقرلی سے مخاطب ہوتے ہوئے کہا۔

"یہاں سے قریب تو مارتو شہر ہے۔۔۔ ناصا بڑا شہر ہے"۔۔۔ الیون ہقرلی نے سر ہلاتے ہوئے کہا۔

"بس ٹھیک ہے۔۔۔ اس کے قریب اتار دینا تاکہ مارشل کو اتارا جا سکے"۔۔۔ عمران نے کہا۔

"کیوں نہ اسے بطور یرغمال ساتھ رکھا جائے"۔۔۔ تنویر نے پہلی بار زبان کھولتے ہوئے کہا۔

"نہیں!۔۔۔ ہم اس زندہ لاش کو کہاں اٹھائے پھریں گے۔۔۔ پھر باقی تمام عمر ہم نے ہیلی کاپٹر میں تو نہیں گزارنی"۔۔۔ عمران نے سر ہلاتے ہوئے جواب دیا اور اس بار کسی نے کوئی جواب نہ دیا۔

"ہم شہر سے سو کلو میٹر کے فاصلے پر ہیں"۔۔۔ اچانک الیون ہقرلی نے کہا۔

"ٹھیک ہے۔۔۔ یہیں اتار دو"۔۔۔ عمران نے سر ہلاتے ہوئے کہا اور الیون ہقرلی نے ہیلی کاپٹر کو نیچے اتارنا شروع کر دیا۔

چند لمحوں بعد ہیلی کاپٹر کے پیڈز زمین پر ٹک گئے۔

"چلو مارشل باہر نکلو۔۔۔ اور دیکھو۔۔۔ پاکیشیائی اپنا وعدہ کس طرح پورا کرتے ہیں"۔۔۔ عمران نے مارشل کو ہیلی کاپٹر سے باہر دھکیلتے ہوئے کہا اور مارشل اچھل کر ہیلی کاپٹر سے باہر نکل گیا۔ اس کے چہرے پر واقعی حیرت کے تاثرات تھے۔ شاید یہ بات اس کی توقع کے بالکل خلاف تھی کہ یہ لوگ اس طرح اسے زندہ چھوڑ دیں گے۔

مارشل کے باہر جاتے ہی عمران کے اشارے پر الیون ہقرلی نے ہیلی کاپٹر کو دوبارہ فضا میں بلند کر لیا۔

"تم سب نیچے چھلانگیں لگانے کے لئے تیار ہو جاؤ۔۔۔ الیون ہقرلی! تم پیچھے ہٹ آؤ۔۔۔ میں ہیلی کاپٹر کو خودکار پرواز پر سیٹ کرتا ہوں"۔۔۔ عمران نے پائلٹ سیٹ کی طرف بڑھتے ہوئے کہا۔ اس وقت ہیلی کاپٹر خاصی بلندی پر جا کر آگے کی طرف بڑھنے لگا تھا۔

"مگر ہمارے پاس تو پیراشوٹ نہیں ہیں"۔۔۔ سب ممبروں نے حیرت بھرے انداز میں کہا۔

"پرواہ نہ کرو۔۔۔ پیرا ٹروپنگ جمپ لگانا ہو گا۔۔۔ میں ہیلی کاپٹر کو چند لمحوں کے لئے نیچے لے جاؤں گا"۔۔۔ عمران نے کہا اور اسی لمحے عمران نے الیون ہقرلی کی جگہ پائلٹ سیٹ سنبھال لی۔ اور پھر وہ

اس کے انجن پر ٹھیک گیا۔

ہیلی کاپٹر پر سوار ہوتے ہی عمران نے دیکھ لیا تھا کہ اس میں خودکار پرواز کا سسٹم موجود ہے اس لیے وہ مطمئن تھا۔ عمران نے بڑی پھرتی سے خودکار پرواز کا سسٹم آن کیا اور تیزی سے اس کا لاک کھول کر ایڈجسٹ کرنے کے بعد چند لمحوں بعد ہی مکمل ایڈجسٹمنٹ کر کے ہاتھ پیچھے ہٹا لیے۔

اب ہیلی کاپٹر خودکار پرواز کے تحت خود بخود اُٹھ رہا تھا اور پھر وہ سب نیچے کودنے کے لئے تیار ہو گئے۔ ہیلی کاپٹر کی بلندی تیزی سے گھٹتی چلی جا رہی تھی۔ وہ سب ہیلی کاپٹر کی کھڑکیوں کے پاس کھڑے تھے۔ بغیر پیراشوٹ کے بلندی پر پرواز کرتے ہوئے ہیلی کاپٹر سے نیچے سخت زمین پر چھلانگ لگانا بظاہر ایک ناممکن سی بات نظر آتی تھی۔ لیکن پیرا ٹروپنگ جیسے ایک خاص تکنیک کا نام تھا جس سے چھلانگ لگانے کے بعد زمین پر پہنچتے گرنے والے کے ہاتھ چھوٹتے تھے اور ہاتھ زمین سے لگتے ہی وہ انتہائی تیز رفتاری سے قلابازی کھا جاتا۔ اور پھر اس وقت تک مسلسل قلابازیاں کھاتا ہوا آہستہ بڑھتا چلا جاتا تھا جب تک اس کا جسم معمول پر نہ آ جاتا اور اس طرح بلندی سے بغیر پیراشوٹ چھلانگ لگانے کے باوجود انسان کے جسم پر خراش تک نہ آتی تھی۔ لیکن اس میں اگر ذرا بھی اندازے کی غلطی ہو جاتی تو پھر آدمی کی ہڈیاں تک سرمہ بن جاتی تھیں۔

ہیلی کاپٹر نیچے آتا چلا جا رہا تھا اور وہ سب عمران کی طرف دیکھ رہے تھے کیونکہ اس بات کا صرف اسے ہی علم تھا کہ کس بلندی تک پہنچ کر ہیلی کاپٹر نے دوبارہ اوپر اٹھنا ہے۔

پھر جب ہیلی کاپٹر سو فٹ کی بلندی پر پہنچا تو عمران نے "گو" کا نعرہ لگایا اور پھر سب سے پہلے خود نیچے چھلانگ لگا دی۔ اس کے بعد باقی سب بھی تیزی سے نیچے کودتے چلے گئے۔ سب سے آخر میں ایلون تھرڈ کودا تھا۔ اس وقت تک ہیلی کاپٹر مزید نیچے آ چکا تھا اور اس کے کودتے ہی ہیلی کاپٹر نے ایک جھٹکا کھا کر دوبارہ اوپر اٹھنا شروع کر دیا۔ اس بار اس کی رفتار بے حد تیز تھی اور دیکھتے ہی دیکھتے وہ دوبارہ خاصی بلندی پر پہنچ گیا۔

نیچے کودنے کے بعد وہ سب قلابازیاں کھاتے ہوئے کھلے میدان میں آگے بڑھتے چلے گئے۔ اور چند لمحوں بعد وہ سب اطمینان سے سیدھے کھڑے ہو گئے تھے۔

عمران کو ایلون تھرڈ کی طرف سے فکر تھی کیونکہ وہ اس کی صلاحیتوں کے متعلق کچھ زیادہ نہ جانتا تھا لیکن ایلون تھرڈ نے بالکل صحیح چھلانگ لگائی تھی۔ اس سے پہلے عمران نے اس سے اس بارے میں پیرا ٹروپنگ جمپ کے متعلق پوچھنے کی ضرورت نہ سمجھی تھی کیونکہ وہ ایک بہترین ایجنٹ رہا تھا اور عمران جانتا تھا کہ ایجنٹ کورس میں سب سے زیادہ زور پیرا ٹروپنگ جمپ پر ہی دیا جاتا ہے۔ اس لئے اسے یقین تھا کہ ایلون تھرڈ جمپ لگا کر قلابازیاں کھا لے گا، دیکھ کر وہ مطمئن ہو گیا تھا۔

ہیلی کاپٹر اب کافی بلندی پر جا کر آگے بڑھنے لگا تھا اور دوسرے لمحے وہ سب بجلی کی طرح چونک پڑے جب انہوں نے فضا میں جنگی جہازوں کی مخصوص آواز گونجتی سنی۔

"درختوں کے نیچے ہو جاؤ" ـــــ عمران نے چیخ کر کہا اور وہ سب

تیزی سے درختوں کے پیچھے ہوتے چلے گئے۔

جنگی جہازوں کا پورا اسکواڈرن فضا میں موجود تھا انہوں نے تیزی سے ہیلی کاپٹر کو گھیرا اور پھر ہر طرف سے اس پر میزائلوں کی بارش شروع ہو گئی۔ ایک زوردار دھماکہ ہوا اور ان کے دیکھتے ہی دیکھتے ہیلی کاپٹر کے پرزے فضا میں بکھرتے چلے گئے۔ اور وہ سب سوچ رہے تھے کہ اگر انہیں کود نے میں چند منٹ مزید دیر ہو جاتی تو اس وقت ان کے جسموں کے ریزے بھی فضا میں ہیلی کاپٹر کے ساتھ ہی بکھر چکے ہوتے۔

"اگر آپ مارشل کو باہر نہ نکالتے تو وہ کبھی ہیلی کاپٹر کو اس طرح تباہ نہ کرتے ـــ اور اس سے یہ بھی ظاہر ہوتا ہے کہ ہیلی کاپٹر ان کی نظروں میں تھا"۔ صفدر نے کہا۔

"میں نے چھت میں مخصوص سوراخوں سے اندازہ لگا لیا تھا کہ اس میں ویژن آئی فٹ کرنے کی گنجائش ہے ـــ اور یقیناً انہوں نے ویژن آئی رونٹ کی ہوئی ہو گی"۔ ـــــ عمران نے سر ہلاتے ہوئے جواب دیا۔

"اس کا تو مطلب ہے کہ ہمیں کودتے ہوئے بھی انہوں نے دیکھا ہو گا اور اب کسی بھی لمحے ان کی تیز رفتار جیپیں ہمیں آ گھیر سکتی ہیں"۔ ـــــ ایلون تھری نے بری طرح چونکتے ہوئے کہا۔

"ارے نہیں! ـــــ دراصل میں نے انہیں اپنے تعاقب سے جھٹکنے کے لئے یہ سارا ڈھنڈورہ کیا تھا ـــ اگر ہم مارشل کو نہ اتارتے تو وہ مسلسل ہمارے پیچھے لگے رہتے۔ مارشل کو اتارنے کے بعد ان کا پہلا کام یہی ہونا چاہیے تھا کہ وہ ہمیں ہیلی کاپٹر سمیت فضا میں ہی تباہ کر

دیتے اور یہی انہوں نے کیا ـــ اب مسئلہ صرف اتنا تھا کہ ہم چھلانگیں لگا کر ہیلی کاپٹر سے اتر جائیں اور انہیں اس بات کا پتہ نہ چلے ـــــ اس کے لئے میں نے زرد گراسک کا ان کی بتیاں استعمال کیں جو تم سب نے اپنی اپنی کلائیوں پر لپیٹی ہوئی ہیں ـــــ ان کی خصوصیت یہ ہے کہ یہ زندہ جسم کے ساتھ لپٹی ہوئی ہوں تو اس کے خون سے مل کر ایسی ریز اس کے گرد پھیلا دیتی ہیں جنہیں ویژن آئی کی مخصوص ریز کراس نہیں کر سکتیں اس لئے ان بتیوں کے لپٹنے کے بعد ہم ان کی سکرین پر نظر نہیں آ سکتے۔ چنانچہ اب انہوں نے یہی سمجھا کہ ہیلی کاپٹر تباہ کیا ہو گا کہ ہم ان ہیلی کاپٹر کے ساتھ ہی ختم ہو چکے ہیں"۔ ـــــ عمران نے اپنے ساتھیوں کی تسلی کے لئے اپنی فطرت کے خلاف پوری بات تفصیل اور وضاحت سے بتائی اور وہ سب عمران کی میڈی سیڈ کوارٹر کی کارکردگی پر بے اختیار داد دینے پر مجبور ہو گئے۔

ایلون تھری تو اب عمران کو یوں دیکھ رہا تھا جیسے وہ عمران کی بجائے کسی مافوق الفطرت چیز کو دیکھ رہا ہو۔ عمران ہر مشکل سے مشکل وقت کو یوں ساد دیتا تھا جیسے اس نے اس کے متعلق پہلے سے منصوبہ بنایا ہوا ہو۔ وہ ان تھری غلط سے سرنگ لگانے سے لیکر اب ہیلی کاپٹر سے کودنے تک قدم قدم پر عمران کی بے پناہ ذہانت، پھرتی اور حاضر دماغی کو دیکھ چکا تھا۔ اس لئے اب اس کے رویہ اور لہجے میں عمران کے لئے عقیدت کا عنصر ابھر آیا تھا۔

"ایلون تھری! ـــــ پہلے تو یہ بتاؤ کہ تمہارا نام کیا ہے تاکہ یہ نمبر کا عذاب گلے سے نکلے ـــــ مجھے ایلون تھری کہتے ہوئے یوں محسوس ہوتا ہے

"جیسے اپنے جیل میں کسی قیدیوں کی حاضری لگا رہا ہوں" — عمران نے ذرا سا منہ بناتے ہوئے کہا۔

"میرا نام جرمن ہے" — الیوان مقرنی نے بے اختیار ہنستے ہوئے کہا۔ "شکر ہے وہ جرمن نہیں ہے — ورنہ مجھے خواہ مخواہ لاحول ولا پڑھنا پڑتا" — عمران نے بڑے سنجیدہ لہجے میں کہا اور اس بار اس کی بات پر سوائے جرمن کے باقی سب ہنس پڑے اور جرمن ہونق بنا ان کی صورتیں دیکھتا رہ گیا۔

جب صفدر نے جرمن کو بتایا کہ وہ حضرت شیطان کو کہتے ہیں اور لاحول پڑھنے سے شیطان بھاگ جاتا ہے تو جرمن بھی بے اختیار ہنس پڑا۔

"اچھا اب ہمیں جلد از جلد تار تک پہنچنا ہے ... وہ لوگ ضرور یہاں ہماری لاشوں کے ٹکڑے چیک کرنے آئیں گے اور ہمیں پتا چلنے سے پہلے اس وقت تک کسی بڑے شہر میں گم ہو جانا ہے" — عمران نے سنجیدہ لہجے میں کہا اور وہ سب بھی یکدم سنجیدہ ہو گئے۔

"تار تو یہاں سے شمال مشرق میں تقریباً پچاس کلومیٹر کے فاصلے پر ہے — خاصا بڑا شہر ہے اور وہاں ایک ہوٹل میں ہمیں ہر قسم کی امداد مل سکتی ہے" — جرمن نے کہا۔

"ہوٹل میں! — مگر کیسے — یہاں کے ہوٹل تو حکومت کی ملکیت ہوتے ہیں" — عمران نے چونکتے ہوئے کہا۔

"جی ہاں! — ہوتے تو حکومت کی ملکیت ہیں — لیکن وہاں تجربہ کار لوگوں کو مستقل طور پر منیجر رکھا جاتا ہے ... ہوٹل وردہ کا منیجر باوار کا گیبر میرا قریبی دوست ہے — اور خاص بات یہ کہ میں ایجنسی کے خلاف

... کی سینٹرل ... میں ... داخل کرتا رہا ہوں — اور ... یہ ... کہ ... سے متعلق بنیادی معلومات بھی ... " — جرمن نے تفصیل بتاتے ہوئے کہا۔

"ویری گڈ! — پھر تو یہ بہت اچھا ہے — اب ہمیں جلد از جلد وہاں پہنچنا ہے" — عمران نے مسرت بھرے انداز میں سر ہلاتے ہوئے کہا۔ روسیاہ جیسے ملک میں اس قسم کی امداد کو نعمت غیر مترقبہ ہی کہا جا سکتا ہے۔

اور پھر وہ سب خاصی تیز رفتاری سے چلتے ہوئے آگے بڑھتے چلے گئے۔ تھوڑی دیر بعد وہ ایک چھوٹی سی پہاڑی سے اتر کر بڑی سڑک پر پہنچ گئے۔

"یہاں سے ہمیں تار تک کے لئے بس مل سکتی ہے" — جرمن نے کہا۔

"نہیں — اس طرح انہیں کلیو مل جائے گا — انہوں نے یقیناً ہماری لاشیں نہ پا کر ادھر ادھر کے علاقے میں تحقیقات کرنی ہے۔ اور ہماری تعداد ... " — عمران نے کہا۔

"مگر جناب! — پیدل تو ہم تار تک نہیں پہنچ سکتے۔ دوسرے ... ہمیں پیدل آتے دیکھ کر روک لے گا — یہاں اس طرح پیدل شہر سے باہر جانے یا داخل ہونے کا رواج نہیں — یا تو اپنی سواری ہو — یا پھر بس کے ذریعے ہو سکتا ہے" — جرمن نے جواب دیا۔

"اگر ایسی بات ہے تو پھر ٹھیک ہے — اس کے سوا چارہ نہیں ہے — لیکن تم نے کہیں ایسی جگہ آنا ہے جہاں خاصی بھیڑ بھاڑ بھی ہو۔ اور وہ جگہ ہوٹل سے کافی دور بھی ہو" — عمران نے نئی ہدایات

ہنستے ہوئے کہا۔

"آپ بے فکر رہیں ۔۔۔ ہم گرشیکا روڈ پر اتر جائیں گے وہ تمام ترکی مین روڈ ہے اور وہاں ہر وقت ہجوم رہتا ہے" ۔۔۔ مرن نے جواب دیا۔

ابھی وہ باتیں کر ہی رہے تھے کہ انہیں دور سے سرخ رنگ کی ایک دیوہیکل بس آتی دکھائی دی۔ ہیرمن نے آگے بڑھ کر انگوٹھے اور انگلی کو مخصوص انداز میں موڑ کر بس ڈرائیور کو اشارہ کیا۔ اس اشارے کا مطلب یہ تھا کہ وہ بس میں سفر کرنا چاہتے ہیں۔ چنانچہ بس ان کے قریب آ کر رک گئی۔ اور وہ سب بس میں سوار ہو گئے۔ بس میں چند ہی سواریاں تھیں وہ علیحدہ علیحدہ جا کر بیٹھ گئے اور پھر ہیرمن نے اٹھ کر گیٹ کے قریب لگے ہوئے ٹکٹ بکس میں چند سکے ڈال کر ٹکٹیں نکالیں اور اپنے ساتھیوں میں بانٹ دیں۔ بس خاصی تیز رفتاری سے آگے بڑھی چلی جا رہی تھی اور چند لمحوں بعد تارتو شہر کی عمارتیں نظر آنے لگ گئیں۔

جزیرہ سارنیا روسیاہ کے جنوب مغرب میں جمہوریہ پاڈنو سے ہٹ کر خلیج ایگا میں واقع تھا۔ یہ ایک چھوٹا سا جزیرہ تھا جس کا بحری تعلق جمہوریہ پاڈنو سے مربوط تھا۔

سارنیا پر روسیاہی حکومت کی فوجی چھاؤنی قائم تھی۔ اور وہاں عام آدمی کسی بھی انداز میں داخل نہ ہو سکتا تھا۔ جزیرہ سارنیا میں زیر زمین مصنوعی انسان تیار کرنے والا عظیم الشان کارخانہ قائم کیا گیا تھا۔ اور یہ کارخانہ انتہائی خفیہ طور پر زیر زمین بنایا گیا تھا۔

جب یہ کارخانہ قائم کیا گیا تھا اس وقت حکومت روسیاہ کے پروگرام میں ایسے مصنوعی انسان تیار کرنا تھا جو مشکل ترین مشنوں پر کام کرنے کے ساتھ ساتھ فوج میں بھی اصل آدمیوں کی جگہ لے سکیں لیکن بعد میں یہ پروگرام بدل گیا اور ان انسانوں سے تخریب کا کام لینے کا منصوبہ بن

گیا۔ ان کا خیال تھا کہ ہر ملک خاص طور پر شوگران اور ایکریمیا میں جنت
دا لے لوگوں نے بیحد خطرناک اسلحہ تیار کر رکھے ہیں اور ان کے خفیہ ذخیرے ہوں گے
تھے۔ اگر ان ملکوں سے دہم بار کرلے ہر وقت ان کے کنٹرول میں ہیں
اور انہیں وہاں عام انسان ہی سمجھا جاتا ہے۔ اب یہ پاکیشیا کی بد قسمتی
تھی کہ یہ بھی اس کارخانے نے پیدا ہو رہی تھی ضرورت تھی کہ دو طاقتوں
نے مشترکہ طور پر پاکیشیا کی تباہی کا منصوبہ تیار کر لیا اور اس جزیرے پر اس کارخانے
کی بنیاد رکھی جس سے پہلے پاکیشیا کے خلاف استعمال کیا جانا تھا۔
عمران نے جو پیغام ... اصل ایکریمیا کے جاسوسوں کو ٹارگٹ دے دیئے گئے
... یہ منصوبہ تیار کیا گیا تھا کہ اصل کارخانہ سامنے نہ آنے پائے اس کے علاوہ
اس سے پاکیشیا کے ... کو ... کوئی دور دراز ... ٹارگٹ میں بھی ایک نقلی
کارخانہ تیار کیا گیا تھا۔ جزیرہ سارا ... اصل کارخانے کو اس خفیہ جگہ پر
رکھا گیا تھا کہ ... اصل کارخانہ ... اور کسی کو اس کے متعلق علم نہ تھا
عام ... کارخانہ ... ٹارگٹ میں بھی قائم کیا گیا
ہے۔ یہی وجہ تھی کہ جب ... اور ایکریمیا کے ماہرین نے بھی ... کو
اطلاع دی تھی کہ یہ کارخانہ تعمیر کیا گیا ہے اور عمران نے بھی
اس اطلاع کو درست سمجھ کر ٹارگٹ پہنچ کر کارخانے کو
تباہ کرنے کا پلان بنایا تھا۔ اب یہ تو عمران کی خوش قسمتی تھی کہ ...
مارشل ... کے سامنے ... جزیرے کا لفظ کہہ دیا اور مارشل کے
چونکنے اور ... پر عمران ... اور پھر اسے اپنی ذہنی صلاحیتوں
کو بروئے کار لا کر اس سے اگلوا لیا کہ یہ کارخانہ دراصل جزیرہ ... میں
ہے۔ ورنہ وہ شاید اس نقلی کارخانے کو تباہ کر کے واپس چلا جاتا اور ...

پاکیشیا کی تباہی لازمی ہو جاتی۔
جزیرہ سارنیا کے گرد سیمنٹ ... کی ایک اونچی دیوار تعمیر کی گئی تھی اس
دیوار میں ایسے جدید ترین حفاظتی انتظام سیٹ کئے گئے تھے کہ جزیرے سے تین
میل کے فاصلے تک چاروں طرف سمندر کی تہہ سے آسمان کی وسعتوں تک
ہر چیز کو نہ صرف چیک کیا جا سکتا تھا بلکہ اسے کنٹرول بھی کیا جا سکتا تھا۔
جمہوریہ پارٹ سے مخصوص بحری جہاز ہی جزیرے تک آمد و رفت کے
ذرائع تھے اور ان جہازوں کو باقاعدہ سائنسی آلات سے چیک کیا
جاتا اور یہ جہاز بھی جزیرے سے چار میل کے فاصلے پر رک جاتے اور پھر
جزیرہ سارنیا سے مخصوص کشتیاں وہاں بھیجی جاتیں جو ضروری سامان اور
آنے جانے والوں کو لے آتی اور لے جاتی تھیں۔
جزیرے کے گرد سمندر میں چار میل کے فاصلے تک انتہائی طاقتور
ریز کی شعاعیں پھیلائی گئی تھیں۔ ان شعاعوں کے سرکل میں کوئی چیز
سوائے پانی کے داخل نہ ہو سکتی تھی حتیٰ کہ پانی کا کیڑا تک اندر داخل
نہ ہو سکتا تھا۔ صرف وہ مخصوص کشتیاں ہی اس میں چل سکتی تھیں جزیرے
کے درمیان میں ایک بہت بڑی عمارت تھی جسے کنٹرول ہیڈ کوارٹر کے نام
سے پکارا جاتا تھا۔ یہاں وہ لوگ تھے جن کی وفاداری ہر لحاظ سے
شکوک سے بالاتر ہو چکی تھی۔
کارخانے میں زیادہ تر خود کار مشینیں تھیں اور مشکل سے سو کے قریب
انسان اس میں کام کرتے تھے اور یہ وہ لوگ تھے جو کبھی بھی جزیرے
سے باہر نہ جا سکتے تھے کیونکہ ان کا بیرونی کسی انسان سے کوئی رشتہ نہ تھا۔
غرضیکہ اس جزیرے کو ہر لحاظ سے ناقابل تسخیر بنایا گیا تھا اور واقعی جس

طرح کا ہر کارخانے کا حفاظتی نظام تھا اس لحاظ سے اسے ناقابل تسخیر ہی سمجھا جاسکتا تھا۔

اس وقت کنٹرول روم میں ایک عجیب سی ہلچل مچی ہوئی تھی ہر شخص بے حد چوکنا اور محتاط تھا کیونکہ جی۔ پی کا چیف مارشل زاتور سے خود وہاں آرہا تھا اور چونکہ جزیرے کے حفاظتی نظام کا ممبر براہ راست مارشل زاتور سے ہی تھا اور دوسری بات یہ کہ مارشل زاتور سے کی فطرت سے وہ لوگ اچھی طرح واقف تھے کہ وہ معمولی سی کوتاہی بھی برداشت نہیں کرتا تھا اور اس کی لغت میں معافی کا لفظ ہی نہ تھا۔

ابھی دو گھنٹے قبل ہی مارشل کی آمد کی اچانک اطلاع ملی تھی اور اس کی آمد کی اطلاع ملتے ہی وہ سب چوکنے ہو گئے تھے تمام مشینوں کو ایک بار پھر چیک کیا گیا تاکہ کسی بھی کوتاہی کا کوئی امکان باقی نہ رہے

جزیرہ سارنیا کے حفاظتی نظام کا انچارج ایک ادھیڑ عمر شخص ایوانوف تھا۔ ایوانوف خود بھی ایک قابل ترین سائنسدان تھا۔ اور اس کے ساتھ ساتھ وہ جی۔ پی کا اعلیٰ ترین عہدے دار بھی تھا اور گو جی پی میں براہ راست اس اعلیٰ عہدے پر تعینات نہ ہوا تھا بلکہ وہ ایک عام ایجنٹ کی صورت میں شامل ہوا تھا اور ہر قسم کی ٹریننگ حاصل کرنے کے بعد وہ اپنی ذہانت اور دلیری، پھرتی کی وجہ سے اعلیٰ ترین عہدے پر پہنچ گیا تھا اور یہ اس کی اعلیٰ ترین خصوصیات تھیں جن کی بنا پر اسے جزیرہ سارنیا کا کنٹرول انچارج بنایا گیا تھا۔ اس لحاظ سے اس کا درجہ مارشل زاتور سے ایک درجہ کم تھا۔ ورنہ وہ بھی روسیاہ میں ایک طاقتور ترین انسان تھا۔

وہ اپنے مخصوص دفتر میں کرسی پر بیٹھا سامنے کی دیوار پر نصب سکرین پر نظریں جمائے ہوئے تھا۔ سکرین پر جزیرہ سارنیا کے چاروں طرف کا منظر نظر آرہا تھا۔ میز پر ایک جدید ترین قسم کا ٹرانسمیٹر رکھا ہوا تھا اور اسے اس وقت مارشل کی آمد کی اطلاع کا انتظار تھا۔ مارشل جیسے ہی پاور ہیڈ پہنچتا اسے اطلاع مل جاتی اور پھر اس نے خود اس کی آمد کے لئے استقبال کرنا تھا۔

اسی لمحے ٹرانسمیٹر میں سے مترنم سی آواز نکلی اور ایوانوف نے چونک کر ٹرانسمیٹر کا بٹن آن کر دیا۔

"ہیلو ہیلو پاور ہیڈ سپیکنگ ــــ مارشل یہاں پہنچ چکے ہیں ــ لائن نمبر کا سگنل دیا جائے۔ اوور" ــــ دوسری طرف سے ایک آواز سنائی دی۔

"او کے ــــ مارشل کس ذریعے سے آپ تک پہنچیں گے۔ اوور۔" ایوانوف نے جواب دیا۔

"مارشل ہیلی کاپٹر کے ذریعے آ رہے ہیں۔ اوور" ــــ دوسری طرف سے جواب دیا گیا۔

"او کے ــــ انہیں بھیج دیجئے ــــ میں فضائی کلیئرنس کر دیتا ہوں۔ اوور" ــــ ایوانوف نے جواب دیا۔

"ٹھیک ہے ــــ مارشل پانچ منٹ بعد پرواز کر جائیں گے۔ اوور" ــــ دوسری طرف سے کہا گیا

"او کے ــــ ہم ان کے استقبال کے لئے تیار ہیں۔ اوور" ــــ ایوانوف نے کہا۔

"اوور اینڈ آل ـــــ اینڈ وش یو گڈ لک" ـــــ دوسری طرف سے کہا گیا اور ایوانوف نے مسکراتے ہوئے ٹرانسمیٹر آف کر دیا۔ واقعی مارشل کی آمد پر گڈ لک کی دعا دینی لازمی ہو جاتی تھی۔

ٹرانسمیٹر آف کرنے کے بعد اس نے میز پر پڑے ہوئے انٹرکام کا بٹن دبا دیا۔

"شاکوف بول رہا ہوں باس" ـــــ دوسری طرف سے سیکنڈ چیف کی آواز سنائی دی۔

"شاکوف! ـــــ مارشل ہیلی کاپٹر کے ذریعے آ رہے ہیں ـــ فضا کلیئر کر دینا ـــــ لیکن خاص طور پر خیال رکھنا کہ اس وقفے کے دوران کوئی گڑبڑ نہ ہو جائے" ـــــ ایوانوف نے قدرے تحکمانہ لہجے میں کہا۔

"میں سمجھتا ہوں باس! آپ بے فکر رہیں۔ کوئی کوتاہی نہیں ہوگی" شاکوف نے جواب دیا۔

"اوکے" ـــــ ایوانوف نے کہا اور اس کے ساتھ ہی انٹرکام کا بٹن آف کر دیا گیا۔ اب اس کی نظریں ایک بار پھر سکرین پر جم گئیں۔

چند لمحوں بعد سکرین کے اوپر والے حصے میں ایک جھماکا سا ہوا اور وہ سمجھ گیا کہ فضائی سسٹم کلیئر کر دیا گیا ہے۔ چند لمحوں بعد مارشل کا مخصوص ہیلی کاپٹر فضا میں اڑتا نظر آیا اور ایوانوف اٹھ کر تیزی سے کمرے سے باہر نکلتا چلا گیا تاکہ ہیلی پیڈ پر مارشل کا استقبال کر سکے۔

جیسے ہی ایوانوف ہیلی پیڈ پر پہنچا وہاں کنٹرول سنٹر کے دیگر اعلیٰ عہدیدار بھی موجود تھے۔ چند لمحوں بعد ہیلی کاپٹر مخصوص جگہ پر اتر گیا اور ایوانوف

میزبان سے آگے بڑھا۔

ابھی ایوانوف نے چند ہی قدم آگے بڑھائے ہوں گے کہ مارشل زاکورے اچھل کر ہیلی کاپٹر سے نیچے اتر آئے۔

"خوش آمدید مارشل" ـــــ ایوانوف نے بڑے خوشگوار موڈ میں مسکراتے ہوئے کہا۔

"تھینک یو" ـــــ مارشل نے خلافِ معمول نرم لہجے میں جواب دیتے ہوئے کہا اور پھر اس نے آگے بڑھ کر نہ صرف ایوانوف سے بڑے پرجوش انداز میں مصافحہ کیا بلکہ ہیلی پیڈ پر موجود دیگر عہدیداروں سے بھی باقاعدہ ملے اور ایوانوف سمیت سب لوگوں کے چہروں پر حیرت کے تاثرات نمایاں ہو گئے۔ وہ مارشل کی فطرت کو اچھی طرح سمجھتے تھے کہ وہ ان تکلفات کا سرے سے ہی قائل نہیں ہے۔ لیکن آج نجانے کیا بات تھی کہ وہ ضرورت سے زیادہ ہی نرم مزاج بنا ہوا تھا۔

ایوانوف سمیت مارشل اس کے دفتر میں آ گیا۔ وہ کرسی پر بیٹھتے ہی کہنے لگے ایوانوف سے مخاطب ہو کر کہا۔

"ایوانوف! ـــــ میرے یہاں آنے کا ایک خاص مقصد ہے" ـــ مارشل کا لہجہ بے حد سنجیدہ تھا۔

"حکم فرمائیے مارشل" ـــــ ایوانوف نے کہا۔

"ہمارا کارخانہ اس وقت شدید خطرے کی زد میں ہے اور کسی بھی وقت اسے تباہ کیا جا سکتا ہے" ـــــ مارشل نے کہا۔

"جی! ـــــ کیا کہہ رہے ہیں آپ ـــ یہ ایسا کیسے ہو سکتا ہے" ایوانوف نے حیرت کی شدت سے اچھلتے ہوئے کہا۔

"میں درست کہہ رہا ہوں ___ حالات بے حد نازک ہیں" ___ مارشل کا لہجہ بدستور سنجیدہ تھا۔

"کیا اسرائیل قبرستان پر حملہ کرنے والا ہے" ___ ؟ الیانوف نے اندازہ لگاتے ہوئے کہا۔

"ارے نہیں! ___ اس کی کیا مجال ___ ؟ دراصل بات یہ ہے کہ پاکیشیا سیکرٹ سروس کی ایک ٹیم اس کارخانے کی تباہی کے مشن پر نکلی ہوئی ہے ___ اور یہ لوگ انتہائی خطرناک ہیں" ___ مارشل نے جواب دیا۔

"سر! ___ آپ کیا کہہ رہے ہیں ___ پاکیشیا تو ایشیا کا پسماندہ ملک ہے ___ یہ لوگ بھلا روسیاہ اور کے جی بی سے کیسے ٹکرا سکتے ہیں۔ ان لوگوں کی بھلا ہمارے سامنے کیا حیثیت ہو سکتی ہے ___ ؟" الیانوف نے یوں مارشل کی طرف دیکھتے ہوئے کہا جیسے اسے اس کی دماغی صحت پر شبہ ہو رہا ہے۔ اس کے لئے سب سے حیرت انگیز بات یہ تھی کہ مارشل کا لہجہ شک سے خوردہ تھا حالانکہ یہ وہی مارشل تھا جو کے جی بی کے خلاف ایک لفظ بھی سنتے ہی مقابل کو گولی مار دیا کرتا تھا۔ آج وہ ایک پسماندہ ملک کے لوگوں سے خوفزدہ ہے۔

"پہلے میرا بھی یہی خیال تھا ___ لیکن اب پے در پے تجربات کے بعد مجھے اپنا خیال بدلنا پڑا ہے ___ تم کے جی بی کے اعلیٰ ترین عہدیداروں میں سے ہو۔ اس لئے تمہارے ساتھ معاملات پر بات چیت کی جا سکتی ہے" ___ مارشل نے سر ہلاتے ہوئے کہا اور پھر اس نے اول سے آخر تک عمران اور اس کی ٹیم کے ساتھ ٹکراؤ

کی تفصیلات الیانوف کو سنا دی۔

"اوہ! ___ یہ سب کچھ روسیاہ میں ہوا ___ اور اس کے باوجود یہ لوگ بچ نکلے" ___ الیانوف کی آنکھیں حیرت کی شدت سے پھٹنے کے قریب ہو گئی تھیں۔

"ہاں وہ بچ گئے ہیں ___ حالانکہ ہیڈ کوارٹر کے لوگوں کا پہلے یہی خیال تھا کہ وہ بھی جیل کے چیف کے ساتھ ہی ہلاک ہو گئے ہیں ___ لیکن مجھے یقین نہ آ رہا تھا چنانچہ میں نے خود تحقیقات کرائی تو وہاں کسی انسانی جسم کا ایک ٹکڑا بھی نہ ملا بلکہ ایسی شہادتیں ملی ہیں کہ یہ جاسوس تاراتوف شہر میں داخل ہو گئے ہیں ___ چنانچہ میں نے اس بار کے جی بی کا ایک شعبہ ڈاگ ڈیپارٹمنٹ کو ان کے پیچھے لگا دیا ہے ___ مجھے امید ہے کہ ڈاگ ڈیپارٹمنٹ نہ صرف انہیں جلد ہی ڈھونڈ نکالے گا بلکہ وہ انہیں ہلاک کرنے میں بھی کامیاب رہے گا ___ لیکن اس کے باوجود میرے دل میں یہ خدشہ ہے کہ یہ لوگ کسی بھی وقت یہاں حملہ کر سکتے ہیں۔ اس لئے میں نے سوچا کہ بذات خود جا کر تم سے بات چیت کی جائے اور تمہیں ہوشیار کر دیا جائے" ___ مارشل نے کہا۔

"آپ نے اچھا کیا سر! ___ مگر دو باتیں میری سمجھ میں نہیں آ رہیں آپ جانتے ہیں کہ تاراتوف یہاں سے کافی فاصلے پر ہے ___ تاراتوف سے یہاں تک آتے آتے لامحالہ انہیں ہزاروں جگہوں پر چیک ہونا پڑے گا ___ اس لئے ان کا یہاں پہنچنا ناممکن ہے ___ دوسری بات یہ کہ انہیں ہمارے متعلق کیسے معلوم ہو سکتا ہے ___ ؟ وہ زیادہ سے زیادہ زرد کاناش والے نقلی کارخانے پر ہی حملہ کریں گے" ___ الیانوف

نے کہا۔

"تمہاری سب باتیں اپنی جگہ درست ہیں ــــ ان کا ذہنی تجزیہ کرتے وقت اس بات کا پتہ چلا تھا کہ انہیں سارینا کے متعلق علم ہے اور وہ یہ بھی جانتے ہیں کہ اصلی کارخانہ کہاں ہے۔۔۔ اور نقلی زولگا ماشن میں۔ رہی دوسری بات یہ کہ وہ یہاں تک کیسے پہنچیں گے ــــ تو اس سلسلے میں کچھ کہا نہیں جا سکتا۔ یہ لوگ عجیب و غریب اور حیرت انگیز صلاحیتوں کے مالک ہیں ــ اس لئے ہمیں بہرحال ہوشیار رہنا چاہئے"۔ مارشل نے جواب دیا۔

"باس! ــــ آپ کی بات درست ہے ــ لیکن اگر انہیں پہلے سے سارینا کے متعلق پتہ ہوتا تو وہ زولگا ماشن پر حملہ نہ کرتے ــ بلکہ براہِ راست یہاں آتے ــــ ان کا زولگا ماشن جانا تو یہی ظاہر کرتا ہے کہ انہیں سارینا کا وہاں جا کر پتہ چلا ہے" ــــ ایوانوف نے باقاعدہ بحث کرتے ہوئے کہا۔

اب ظاہر ہے کہ مارشل اسے یہ تو نہیں بتا سکتا تھا کہ سارینا کے متعلق انہوں نے اسی کو چیک کر کے پتہ کر لیا ہے۔ اس لئے اس نے اس بات کا جواب دینے کی بجائے سر ہلاتے ہوئے کہا۔

"بحث کی ضرورت نہیں۔ جناب ایوانوف! ۔۔ میرے یہاں آنے کا مقصد یہ نہیں کہ ہم فلاسفیوں کی طرح بحث کرتے رہیں ــ ہمیں ہر لحاظ سے ہوشیار رہنا چاہئے ــــ اب تم میرے ساتھ چلو ــ میں بذاتِ خود سارینا کے تمام حفاظتی نظام کا جائزہ لینا چاہتا ہوں" ــــ مارشل کا لہجہ یکدم بدلتا چلا گیا تھا۔

"یس مارشل ــ آئیے"۔ ایوانوف نے تیزی سے اٹھ کر ادب سے مڑتے ہوئے کہا اور پھر وہ اسے اپنے ہمراہ لئے کنٹرولنگ سنٹر کے ایک ایک سیکشن میں گیا اور مارشل نے بڑے غور و خوض سے ایک ایک مشین اور اس کی کارکردگی کا جائزہ لیا۔ جب تمام سیکشن اس نے چیک کر لئے تو اس کے چہرے پر اطمینان کے آثار ابھر آئے۔

"ویری گڈ ایوانوف! ــــ تمہاری کارکردگی واقعی بے داغ ہے۔ اب مجھے یقین ہے کہ دشمن یہاں واردات کرنے میں کامیاب نہیں ہو سکتے"۔ مارشل نے بڑے مسرت بھرے لہجے میں کہا۔ اس کے چہرے پر واقعی گہرے اطمینان کے آثار تھے۔

"آپ بے فکر رہیں باس! ــــ سارینا ناقابلِ تسخیر ہے ــــ اگر یہ لوگ یہاں تک پہنچ بھی گئے تو کتے کی موت مارے جائیں گے" ــــ ایوانوف نے بڑے پُر اعتماد لہجے میں کہا۔

"او کے۔۔ اب میں چلتا ہوں ــ اگر یہ لوگ پکڑے گئے تو میں اطلاع کر دوں گا ــــ اور اگر تمہارے نوٹس میں کوئی بات آئے تو تم نے فوراً مجھے اطلاع کرنی ہے" ــــ مارشل نے ہیلی پیڈ کی طرف بڑھتے ہوئے ایوانوف کو ہدایت کی۔

"ٹھیک ہے باس! ــ حکم کی تعمیل ہو گی" ــــ ایوانوف نے جواب دیا اور پھر چند لمحوں بعد مارشل ہیلی کاپٹر میں بیٹھ کر فضا میں پرواز کر گیا۔ اور ایوانوف واپس اپنے دفتر میں آ گیا۔ اس کے ذہن میں مارشل کی باتیں کھٹک رہی تھیں۔ وہ سوچ رہا تھا کہ کیا واقعی پاکیشیا سیکرٹ سروس والے مافوق الفطرت صلاحیتوں کے مالک ہیں کہ اس طرح ہر موقع پر اچانک سے

کو نکل جانے میں کامیاب ہو گئے۔ لیکن بات اس کے حلق سے اتر نہ رہی تھی۔ وہ یہ سوچنے پر مجبور ہو گیا تھا کہ مارشل کے اعصاب اب جواب دے چکے ہیں اس لئے مارشل اب اس قابل نہیں رہا کہ وہ کے جی بی کو کنٹرول کر سکے۔ اس نے دل ہی دل میں یہ فیصلہ کر لیا تھا کہ اگر یہ لوگ یہاں تک پہنچ گئے تو وہ مارشل کو اطلاع کرنے کی بجائے انہیں خود ہی پکڑے گا یا ہلاک کر دے گا اور اس کے بعد وہ روسیاہ کی اعلیٰ ترین قیادت کو خفیہ طور پر اس بات کی رپورٹ کرے گا کہ مارشل اب ایک ناکام انسان ہو چکا ہے۔ اسے یقین تھا کہ اگر اس نے کامیابی حاصل کر لی تو پھر روسیاہ کی اعلیٰ ترین قیادت اس کا ساتھ دے گی۔ اور مارشل کی بجائے اسے کے جی بی کا چیف بنا دیا جائے گا اور یہ ایک ایسا اعزاز تھا جس کا تصور بھی خوشیوں اور مسرتوں کا خزانہ تھا کیونکہ کے جی بی کے چیف سے بڑے عہدے کا تصور نہیں کیا جا سکتا تھا۔

بس تیزی سے دوڑتی ہوئی کارتو شہر میں داخل ہوئی اور پھر ایک چھوٹی سی عمارت کے قریب جا کر رک گئی۔ یہ عمارت چیکنگ چوکی تھی سڑک کو راڈ کی مدد سے بلاک کر دیا گیا تھا بس کے رکتے ہی چار پانچ افراد اچھل کر بس میں سوار ہوئے اور انہوں نے فاتحانہ انداز میں بس کی سواریوں کا جائزہ لیا۔ اس کے بعد وہ کچھ بڑبڑاتے ہوئے تیزی سے جیسے اوپر آئے تھے اسی طرح اچھل کر باہر نکل گئے۔

یہ شاید معمول کی چیکنگ تھی اس لئے انہوں نے زیادہ چھان بین کرنے کی تکلیف ہی گوارا نہ کی۔ چند لمحوں بعد راڈ ہٹا لیا گیا اور ڈرائیور نے بس آگے بڑھا دی۔ عمران اور اس کے ساتھیوں نے اطمینان کی ایک طویل سانس لی۔ کارتو شہر واقعی خاصا وسیع و عریض تھا۔ یہ شہر چالیس لاکھ آبادی پر مشتمل تھا اس لئے یہاں خاصی گہما گہمی تھی۔ بس مختلف اسٹاپس پر رکتی سواریاں اتارتی اور چڑھاتی آگے بڑھتی چلی گئی اور پھر جب

ایک پرہجوم سڑک کے کنارے رکی تو ہرمن اٹھ کر کھڑا ہو گیا اور ہرمن کے اٹھتے ہی عمران اور اس کے ساتھی بھی اٹھ کھڑے ہوئے اور وہ سب باری باری بس سے نیچے اترتے چلے گئے۔

انہوں نے آپس میں کوئی بات چیت نہ کی اور وہ ایک دوسرے سے علیحدہ ہو کر ایک دوسرے کے پیچھے چلتے ہوئے آگے بڑھتے چلے گئے۔ سب سے آگے ہرمن تھا۔ وہ یوں اطمینان بھرے انداز میں چل رہا تھا جیسے کام کرنے کے بعد ویسے ہی چہل قدمی کے لئے نکل کھڑے ہوئے ہوں۔ سڑک پر آگے بڑھنے کے بعد وہ ایک اور سڑک پر مڑ گئے اور اس طرح کافی فاصلہ طے کرنے کے بعد وہ ایک اور پرہجوم سڑک پر پہنچ گئے۔ اس سڑک پر پہنچتے ہی انہیں دور سے ایک چار منزلہ عمارت نظر آ گئی۔ جس پر ٹیرو ہوٹل کا بورڈ لگا ہوا تھا۔

"آپ لوگ اسی طرح ٹہلتے رہیں --- میں جا کر مادام گاگیہ کا پتہ کرتا ہوں" ---- ہرمن نے مڑ کر کہا اور پھر وہ تیز تیز قدم اٹھاتا ہوٹل کے اندر داخل ہو گیا۔ جب کہ عمران اور اس کے ساتھی اسی طرح ٹہلتے ہوئے آگے بڑھتے چلے گئے۔

کافی دور آگے بڑھنے کے بعد وہ ایک بار پھر پلٹے اور ہوٹل کی طرف بڑھے تو انہیں ہرمن باہر نکلتا ہوا ملا۔

"میرے پیچھے آیئے! ---- سب انتظام ہو گیا ہے" .... ہرمن نے کہا اور پھر وہ آگے بڑھ کر ہوٹل کی سائیڈ والی سڑک پر بڑھتا چلا گیا سائیڈ سے مڑ کر وہ ہوٹل کی عقبی سمت میں پہنچ گئے۔ اور چند لمحوں بعد ہرمن انہیں ایک تنگ سے دروازے سے گزر کر ایک بڑے تہہ خانے میں

لے گیا جو بڑے خوبصورت انداز میں سجا ہوا تھا۔

"تشریف رکھئے! ---- مادام گاگیہ ابھی آ رہی ہیں --- میں نے انہیں مختصر حالات بتا دیئے ہیں ---- وہ ہر لحاظ سے ہماری امداد کرنے پر تیار ہیں" ---- ہرمن نے کہا اور وہ سب صوفوں پر ڈھیر ہوتے چلے گئے۔

چند لمحوں بعد کمرے میں موجود دروازہ کھلا اور ایک خوبصورت اور نوجوان عورت مسکراتی ہوئی اندر داخل ہوئی۔

"خوش آمدید دوستو!" ---- آنے والی نے ان سب سے مخاطب ہو کر کہا۔

"یہ ہوٹل کی منیجر مادام گاگیہ ہیں" ---- ہرمن نے اٹھ کر باقاعدہ تعارف کراتے ہوئے کہا۔

"ارے یہ تو ہیں مادام! ---- بھئی مجھے تو خواہ مخواہ تم نے کوفت میں ڈالے رکھا ---- میں تو سمجھا تھا کہ کوئی والدہ محترمہ قسم کی چیز ہوں گی۔ ان کے سامنے نظریں جھکا کر بیٹھنا پڑے گا ---- اور ادب سے سر ہلانا پڑے گا --- یہاں تو نظریں جھک ہی نہیں سکتیں" ---- عمران نے تبصرہ کرتے ہوئے کہا اور مادام گاگیہ کے چہرے پر عمران کے تعریفی فقرے سن کر گلناری رنگت بکھرنے لگی۔ آنکھوں میں پسندیدگی اور تشکر کے تاثرات ابھر آئے۔

"آپ کی تعریف کا شکریہ! ---- آپ اپنا تعارف تو کرا دیجئے ---- مجھے ہرمن نے بتایا ہے کہ آپ کا تعلق پاکیشیا سیکرٹ سروس سے ہے" ---- مادام گاگیہ نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"اب ہرمن نے بتا ہی دیا ہے تو تعارف میں کوئی حرج نہیں ہے۔ مجھے حقیر فقیر ---- پرتقصیر ---- بندۂ ناداں کو علی عمران ایم ایس سی

ڈی یہی الیس کہتے ہیں ۔ ـــــ اور میں ان احمقوں کی ٹولی کا سب سے بڑا احمق ہوں۔"
عمران نے اپنے ساتھ ساتھ اپنے ساتھیوں کا بھی مختصر سا تعارف کرا دیا۔
"احمق تم خود ہو ـــــ ہمیں خواہ مخواہ احمق بنا ڈالا ہے" ـــــ باقی سب تو خاموش رہے البتہ تنویر سے نہ رہا گیا اور وہ بول پڑا۔
عمران نے بھی تنویر کو ہی چھیڑنے کے لئے یہ فقرہ کہا تھا کیونکہ وہ دیکھ رہا تھا کہ جب سے مادام گاگیہ آئی ہے تنویر کی نظریں اس کے سراپے سے ہٹ ہی نہیں رہی تھیں۔
"کاش! ـــ یہاں جولیا ہوتی ـــ پھر میں دیکھتا کہ تم کیسے اپنی نظروں کا لیپ مادام کے چہرے پر چپکاتے ہو" ـــــ عمران نے بڑبڑاتے ہوئے کہا اور تنویر بے اختیار جھینپ گیا جبکہ باقی سب لوگ ہنس پڑے۔
پھر عمران نے فرداً فرداً سب کا تعارف مادام گاگیہ سے کرا دیا۔
"بہت خوب ـــ مجھے خوشی ہے کہ آپ نے مجھے اعتماد کے قابل سمجھا ـــ میں آپ کی ہر ممکن مدد کروں گی ۔ ۔ میری مکمل ہمدردیاں آپ کے ساتھ ہیں" ـــــ مادام گاگیہ نے بڑے پُرخلوص لہجے میں کہا۔
"دیکھئے مادام! ۔ ۔ ہمارا مشن بے حد خطرناک ہے۔ اس لئے آپ براہ راست اس میں ملوث نہ ہوں ـــ بلکہ جس قدر جلد ممکن ہو سکے ہمیں کچھ ضروری سامان مہیا کر دیجئے اس کے بعد ہم لوگ یہاں سے چلے جائیں گے" ـــــ عمران نے بڑے سنجیدہ لہجے میں کہا۔
"عمران صاحب! ـــ گھبرانے کی کوئی بات نہیں ـــ آپ مجھے کوئی معمولی عورت نہ سمجھیں ـــ آپ یہاں ہر لحاظ سے محفوظ ہیں ـــ اور

یہ میں ہی آپ کو تمام عمر یہاں ٹریس نہیں کر سکتی ـــ اس لئے اطمینان سے رہیں ـــ آپ کو یہاں آپ کے کہنے کے مطابق ہر چیز مہیا کر دی جائے گی" مادام گاگیہ نے بھی سنجیدہ لہجے میں کہا اور پھر اٹھ کر کھڑی ہو گئی۔
"میں تھوڑی دیر میں آتی ہوں ـــ تاکہ آپ کی رہائش کا معقول بندوبست ہو سکے" ـــ اس نے دروازے کی طرف مڑتے ہوئے کہا۔
"سنئے! ـــ سب سے پہلے آپ ہمیں میک اپ کا سامان مہیا کریں تاکہ ہم اپنی شکلیں بدل لیں ـــ پھر اطمینان سے رہیں گے" ـــ عمران نے کہا۔
"ٹھیک ہے ـــ میں بھجوا دیتی ہوں ـــ تم میرے ساتھ آؤ ہرمن" ـــ مادام نے کہا اور پھر وہ ہرمن سمیت دروازہ کراس کر کے باہر چلی گئی۔
"ہرمن نے ہماری اصل حقیقت بتا کر اچھا نہیں کیا" ـــ ان دونوں کے جانے کے بعد صفدر نے تبصرہ کرتے ہوئے کہا۔
"اس کے سوا اور کوئی چارہ بھی نہیں ہے" ـــــ عمران نے جواب دیا اور اس کے ساتھ ہی اس نے صوفے کی پشت سے سر ٹکا کر آنکھیں بند کر لیں۔
تھوڑی دیر بعد ہرمن واپس آیا تو اس نے ایک بڑا سا باکس اٹھایا ہوا تھا۔ اس نے وہ باکس عمران کے سامنے رکھ دیا۔ عمران نے اسے کھولا تو اس میں موجود سامان دیکھ کر اطمینان سے سر ہلا دیا یہ جدید ترین کیمیکلز پر مبنی میک اپ باکس تھا۔ پھر عمران نے باری باری خود ہی سب کے چہروں پر میک اپ کرنا شروع کر دیا۔ ان کے چہروں کے ساتھ ساتھ بالوں کے رنگ اور انداز بھی بدل ڈالے۔ ساتھ ہی اس کے

آنکھوں سے رنگ بدل لینے کا بھی خیال رکھا تاکہ انہیں کسی بھی لحاظ سے چیک نہ کیا جا سکے۔

جب مادام گاگیہ دوبارہ کمرے میں داخل ہوئی تو وہ سب بدلے ہوئے میک اپ میں آ چکے تھے۔ مادام گاگیہ اندر داخل ہوتے ہی بت کی طرح ٹھٹھک کر رک گئی۔ اس کی آنکھوں میں خوف کے تاثرات ابھر آئے تھے۔ اس کے سامنے بالکل اجنبی چہرے نظر آ رہے تھے۔

"کمال ہے ۔ اس قدر تبدیلی" ـــ مادام گاگیہ نے اپنے آپ کو سنبھالتے ہوئے کہا۔ وہ سمجھ گئی تھی کہ عمران اور اس کے ساتھیوں نے میک اپ کیا ہے۔

"تبدیلی تو اب آئے گی ـــ تمہیں یہاں جس لئے مقرر کیا گیا تھا کہ تم غیر ملکی جاسوسوں کی امداد کرو ..." اچانک عمران نے اٹھ کر بدلے ہوئے لہجے میں کہا۔ اس کے لہجے میں بھیڑیئے جیسی غراہٹ تھی۔

"کک ۔ کیا مطلب ..." مادام گاگیہ عمران کی بات سن کر بے اختیار ایک قدم پیچھے ہٹتی چلی گئی۔

"جی پی فائیو سیکشن ـــ ہمیں اطلاع ملی ہے کہ تم نے غیر ملکی جاسوسوں کو ہوٹل میں پناہ دے رکھی ہے" ـــ عمران کا لہجہ پہلے سے زیادہ کرخت ہوتا چلا گیا۔

اور مادام گاگیہ کا چہرہ یکلخت زرد پڑ گیا۔ یہ شاید جی پی فائیو سیکشن کے الفاظ کا رد عمل تھا۔

"مم ۔ مگر ـــ" مادام سے کوئی بات نہ بن سکی۔

"بس ـــ اسی بات پر اکڑ رہی تھیں آپ ـــ گاگیہ صاحبہ! یہ

ہم بڑا سخت ہے" ـــ اچانک عمران نے اپنے اصل لہجے میں ہنستے ہوئے کہا اور مادام گاگیہ کے چہرے کا رنگ بحال ہو گیا۔

"تم نے تو مجھے ڈرا ہی دیا تھا ـــ واقعی تم حیرت انگیز صلاحیتوں کے مالک ہو" ـــ مادام نے جھینپتے ہوئے جواب دیا۔

"اگر تم اتنی جلدی ڈر بھی گئیں تو پھر ہمارا تو خدا ہی حافظ ہے" ـــ عمران نے طنزیہ لہجے میں کہا۔

"اچھا آئیے ! ـــ میں نے آپ کے لئے ایک خفیہ تہہ خانہ تیار کرا لیا ہے" ـــ مادام گاگیہ نے کہا اور پھر وہ انہیں اپنے ہمراہ لئے ہوئے کمرے سے نکلی اور ایک راہداری سے گزر کر ایک بڑے سے ہال نما کمرے میں پہنچ گئی جہاں ان سب کے لئے بستر لگے ہوئے تھے۔

ابھی وہ ان کے متعلق تفصیلات بتا رہی تھی کہ اچانک راہداری میں کسی کے دوڑنے کی آواز سنائی دی اور مادام گاگیہ کے ساتھ ساتھ عمران اور اس کے ساتھی بھی چونک پڑے۔

دوسرے لمحے دروازہ کھلا اور ایک خوبصورت لڑکی دوڑتی ہوئی اندر داخل ہوئی۔ اس کے چہرے پر شدید پریشانی کے آثار نمایاں تھے۔

"مادام ۔ مادام! ـــ ڈاگ سیکشن چیکنگ کر رہا ہے ـــ انہیں غیر ملکی جاسوسوں کی تلاش ہے" ـــ آنے والی لڑکی نے انتہائی پریشان لہجے میں کہا۔

"ڈاگ سیکشن" ـــ مادام گاگیہ ڈاگ سیکشن کا نام سنتے ہی بری طرح اچھل پڑی۔

"اوہ ـــ ویری بیڈ" ـــ مادام نے ہکلاتے ہوئے کہا۔

"کیا وہ ہوٹل پہنچ گئے ہیں" ...... ؟ اچانک عمران نے آنے والی لڑکی سے مخاطب ہو کر پوچھا۔

"انہوں نے ہوٹل کو چاروں طرف سے گھیر رکھا ہے ۔۔۔ ابھی وہ ساتھ والی دکانیں چیک کر رہے ہیں ۔۔۔ بس آنے ہی والے ہیں" ۔۔۔ آنے والی لڑکی نے جواب دیا۔

"ٹھیک ہے ۔۔۔ تم اوپر جاؤ ۔۔۔ میں آ رہی ہوں" ۔۔۔ مادام نے اپنے آپ کو سنبھالتے ہوئے کہا۔ اور لڑکی تیزی سے واپس مڑ کر دروازے سے باہر نکلتی چلی گئی۔

"یہ ٹاگل سیکشن کیا چیز ہے" ۔۔۔ ؟ عمران نے اس لڑکی کے جاتے ہی مادام سے پوچھا۔

"یہ کے جی بی کا سب سے خطرناک سیکشن ہے ۔۔۔ جدید ترین آلات ان کے پاس ہوتے ہیں ۔۔۔ اور یہ پاتال سے بھی مجرموں کو باہر کھینچ نکالتے ہیں" ۔۔۔ مادام نے گھبراتے ہوئے لہجے میں کہا۔

"پھر آپ نے کیا سوچا ہے" ۔۔۔ ؟ عمران نے پوچھا۔

"میں کیا سوچوں ۔۔۔ وہ تو ہر قیمت پر تمہیں ڈھونڈ نکالیں گے کیونکہ تمہارے پاس فی الحال کاغذات بھی موجود نہیں ہیں ۔۔۔ اور انہوں نے اتنی باریک بینی سے چھان بین کر لی ہے کہ ۔۔۔" مادام نے کہا۔

"مادام ۔۔۔ کیوں نہ ہم سٹور میں چھپ جائیں" ۔۔۔ ؟ اچانک جوزف نے کہا۔

"ارے نہیں ۔۔۔ میرے سٹور میں تم چھپ سکتے ہو ۔۔۔ آؤ میرے

ساتھ" ۔۔۔ مادام نے اچھلتے ہوئے کہا اور پھر وہ ان سب کو ہمراہ لئے ہوئے کمرے سے نکلی اور مختلف راہداریوں سے گزر کر وہ ایک دروازہ کھول کر بڑے سے کمرے میں پہنچی۔

یہ کمرہ بالکل پیچھے تھا اور اس میں ہر طرف فریج کی ہوئی گائیں لٹکی ہوئی تھیں۔ پورا کمرہ گوشت سے بھرا ہوا تھا۔

"آپ لوگ یہاں جہاں مناسب سمجھیں ۔ چھپ جائیں ۔۔۔ شاید وہ یہاں زیادہ تفصیلی چیکنگ نہ کریں" ۔۔۔ مادام نے کہا اور عمران نے سر ہلا دیا۔

مادام تیزی سے واپس مڑی اور پھر اس نے باہر سے دروازہ بند کیا اور دوڑتی ہوئی اوپر ہال کی طرف بڑھتی چلی گئی۔

ڈاگ سیکشن کا انچارج فیوکتوف اپنے دستے کے ہمراہ ہوٹل ورلڈ
کے گرد موجود تھا۔ اسے اس بات کی واضح شہادت مل چکی تھی کہ کچھ اجنبی
لوگ اس ہوٹل کے عقبی دروازے سے اندر داخل ہوئے ہیں۔ ان کی تعداد
تین ورس بھی اسے بتائی گئی تھی۔

وہ اپنے چار ساتھیوں سمیت ہوٹل کے ہال میں داخل ہوا۔ اس
کے ساتھیوں کی پشت پر بڑے بڑے تھیلے لدے ہوئے تھے۔ جن میں سے
مختلف قسم کے ایریل ادھر ادھر نکلے ہوئے تھے۔ جبکہ فیوکتوف خالی ہاتھ
تھا۔ وہ تیز تیز قدم اٹھاتا سیدھا مینیجر کے کمرے میں داخل ہوتا چلا گیا۔
کمرے میں مادام گاگیرا اپنی مخصوص کرسی پر بیٹھی کسی ناول کے مطالعے
میں مصروف تھی۔

جیسے ہی یہ لوگ اندر داخل ہوئے۔ مادام گاگیرا انہیں دیکھ کر چونک
پڑی کیونکہ ان کے سینوں پر ڈاگ سیکشن کے مخصوص بیج لگے ہوئے تھے

یا بتے وہ تیزی سے اٹھ کر کھڑی ہو گئی۔

"فرمائیے" ــــ مادام گاگیرا نے انتہائی مؤدبانہ لہجے میں کہا۔

"تشریف رکھئے مادام گاگیرا ــــ میرا نام فیوکتوف ہے اور میں ڈاگ
سیکشن کا انچارج ہوں ــــ مجھے آپ کے متعلق مکمل یقین ہے کہ آپ
بلیاہ کی وفادار شہری ہیں اور آپ کا ریکارڈ بے داغ اور صاف ہے۔
اسی لئے مجھے یقین ہے کہ آپ ہماری مکمل امداد کریں گی" ــــ فیوکتوف
نے سپاٹ لہجے میں کہا۔

"بالکل جناب ــــ آپ سے تعاون اور آپ کی خدمت ہمارا اولین
فرض ہے" ــــ مادام گاگیرا نے اپنے آپ کو سنبھالتے ہوئے کہا۔

"پھر بتائیے کہ وہ اجنبی اشخاص جو آپ کے ہوٹل میں داخل ہوئے
ہیں ــــ اس وقت کہاں موجود ہیں ــــ اور دیکھئے آپ کو اس بات سے انکار
کرنے کی ضرورت نہیں ہے کیونکہ میرے پاس حتمی ثبوت موجود ہے کہ
اجنبی آپ کے ہوٹل میں موجود ہیں ــــ وہ عقبی دروازے سے
اندر داخل ہوئے ہیں ــــ اس لئے اگر آپ ان کو پکڑوا دیں گی
تو آپ کی حب الوطنی ہر قسم کے شک و شبہ سے بالاتر رہے گی۔
اور آپ کی پارٹی کو اعلیٰ کارکردگی کی رپورٹ بھی کی جا سکے گی ــــ یہ
لوگ روسیاہ کے لئے انتہائی خطرناک ہیں ــــ لیکن اگر آپ نے
انکار کیا اور ہم نے انہیں خود گرفتار کر لیا تو اس کے بعد آپ کی پوزیشن
ان لوگوں سے بھی زیادہ خراب ہو جائے گی ــــ اور آپ ان سے بھی
بڑی مجرم گردانی جائیں گی ــــ اور یہ بات آپ اچھی طرح جانتی ہیں
ڈاگ سیکشن انہیں ہر قیمت پر ڈھونڈ نکالے گی کیونکہ یہ مکمل ذرائع

رکھتا ہے ۔۔۔ اس لئے سوچ سمجھ کر جواب دیجئے گا" ۔۔۔ فیوکتوف نے سخت لہجے میں تفصیلی بات کرتے ہوئے کہا۔

"میں سب کچھ سمجھتی ہوں مسٹر فیوکتوف! ۔۔۔ مجھے ایسے ہی اتنے بڑے ہوٹل کا منیجر نہیں مقرر کیا گیا ۔۔۔ میں آپ کی اور اپنی پوزیشن بھی اچھی طرح جانتی ہوں ۔۔۔ مجھے اس بات کا علم ہے کہ آپ کے پاس لامحدود اختیارات ہیں۔ لیکن آپ مجھے بھی ایک عام عورت نہ سمجھیں ۔۔۔ اس لئے براہ کرم اس طرح کی دھمکیاں نہ دیں ۔۔۔ جہاں تک اجنبیوں کا ہوٹل میں داخلے کا تعلق ہے ۔۔۔ میں اس سے قطعی لاعلم ہوں ۔۔۔ اگر آپ انہیں ڈھونڈ نکالیں تو یہ مجھ پر بھی احسان ہوگا ۔۔۔ میں کسی دشمن کو ایک لمحے کے لئے بھی اپنے ہوٹل میں برداشت نہیں کر سکتی" ۔۔۔ مادام گاگیہ نے اپنے آپ کو سنبھالتے ہوئے قدرے کرخت لہجے میں جواب دیا۔ اسے دراصل فیوکتوف کی دھمکیوں پر غصہ آگیا تھا اور اس نے فیصلہ کر لیا تھا کہ وہ خود اپنی زبان سے اقرار نہیں کرے گی۔

"ٹھیک ہے ۔۔۔ اگر آپ کا یہی جواب ہے تو ہم خود ہی تلاش کر لیتے ہیں" ۔۔۔ فیوکتوف نے ایک طویل سانس لیتے ہوئے کہا۔

"میں اور میرا عملہ آپ کی ہر لحاظ سے امداد کرنے پر تیار ہیں" ۔۔۔ مادام گاگیہ نے سر ہلاتے ہوئے کہا۔

"او کے ۔۔۔ شکریہ" ۔۔۔ فیوکتوف نے کہا اور پھر اس نے اپنے ساتھیوں کو مخصوص انداز میں اشارہ کیا اور وہ تیزی سے سر ہلاتے ہوئے کمرے سے باہر نکلتے چلے گئے جب کہ فیوکتوف وہیں صوفے پر بیٹھ گیا۔

"آپ لوگوں کو کس نے اطلاع دی ہے کہ ہوٹل میں اجنبی داخل ہوئے ہیں۔ مجھے یقین ہے کہ آپ کو اطلاع غلط ملی ہے" ۔۔۔ مادام نے بھی اپنی کرسی دوبارہ سنبھالتے ہوئے کہا۔

"ہماری اطلاعات کبھی غلط نہیں ہوتیں مادام! ۔۔۔ ابھی نتیجہ آپ کے سامنے آجائے گا" ۔۔۔ فیوکتوف نے بڑے طنزیہ انداز میں مسکراتے ہوئے کہا۔

اور مادام خاموش ہو گئی۔ ظاہر ہے اب وہ مزید کہہ بھی کیا سکتی تھی۔ ویسے اس کا دل بری طرح دھڑک رہا تھا۔ وہ ڈاگ سیکشن کی کارکردگی کو اچھی طرح جانتی تھی۔ ان کے لئے کسی کو تلاش کرنا کوئی مشکل کام نہ تھا بہرحال اب جو ہونا تھا۔ اس نے انکار تو کر ہی دیا تھا۔ اور وہ سوچ رہی تھی کہ اگر یہ لوگ پکڑے گئے تو پھر وہ یہ کہہ کر اپنی جان بچا لے گی کہ عملے کا کوئی آدمی ملوث ہو سکتا ہے۔ اسے اس کا علم نہیں ہے۔

تقریباً آدھے گھنٹے بعد فیوکتوف کا ایک ساتھی کمرے میں داخل ہوا۔

"باس! ۔۔۔ باقی تمام ہوٹل چیک کر لیا گیا ہے ۔۔۔ صرف سٹور باقی ہیں اور چیکنگ مشینری بتا رہی ہے کہ میٹ سٹور میں ریڈ لائٹ ہے" ۔۔۔ اس نے آتے ہی کہا۔

"اوہ! ۔۔۔ واقعی یہ چھپنے کی اچھی جگہ ہو سکتی ہے ۔۔۔ آیئے مادام! آپ کے سامنے ہی تمام کارروائی مکمل کی جائے" ۔۔۔ فیوکتوف نے اچھل کر کھڑے ہوتے ہوئے کہا۔

"چلیئے ۔۔۔ مجھے کوئی اعتراض نہیں ہے" ۔۔۔ مادام نے اٹھتے ہوئے کہا لیکن اس کے ذہن میں بھونچال سے آ رہے تھے۔ اسے یقین آ گیا

تھا کہ بس اب چند لمحوں کی دیر ہے۔ یہ لوگ تو واقعی میٹ سٹور میں پہنچے ہوئے ہیں۔

تقریباً بارہ منٹ گزرنے کے بعد جب وہ میٹ سٹور کے سامنے پہنچے تو وہاں دس بارہ آدمی موجود تھے۔ ایک شخص نے بڑی سی مشین میٹ سٹور کے دروازے پر چپکا رکھی تھی اور اس مشین پر سرخ رنگ کا ایک بلب تیزی سے جل بجھ رہا تھا۔

"ادھر سے ہٹ جاؤ ۔۔۔ مشین ہٹاؤ ۔۔۔ اور مادام! ۔۔۔ سٹور کا دروازہ کھولو۔" فیرکسوت نے کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے اپنے اوور کوٹ سے مشین گن باہر نکال لی۔ اس کے ساتھیوں نے بھی اپنے اوور کوٹوں میں سے مشین گنیں باہر نکال لیں۔

مادام گاگیہ نے کانپتے ہاتھوں سے تالا کھولا اور پھر دھکیل کر اس نے بھاری دروازہ کھول دیا۔ دروازہ کھلتے ہی سٹور کے اندر خود بخود ہلکی روشنی کے بلب جل اٹھے اور نیوکسوت اپنے ساتھیوں سمیت مشین گنیں سنبھالے اندر داخل ہو گیا۔

وہ لوگ بے حد چوکنے انداز میں اندر داخل ہوئے تھے اور مادام کا چہرہ پیلا پڑ گیا تھا۔ کیونکہ اب عمران اور اس کے ساتھیوں کے ساتھ ساتھ اپنی دردناک موت بھی یقینی نظر آ رہی تھی۔

دروازہ بند کر کے جیسے ہی مادام گاگیہ واپس گئی عمران نے ادھر ادھر چھپنے کی جگہ تلاش کرنی شروع کر دی لیکن اس کا ذہن کسی طرح مطمئن نہ ہو رہا تھا۔ چھپنے کے لئے تو سینکڑوں جگہیں تھیں لیکن یہ سب جگہیں ایسی تھیں جہاں ذرا بھی عقلمند آدمی انہیں آسانی سے تلاش کر سکتا تھا اور ڈاگ سیکشن کے متعلق مادام نے بتایا تھا کہ وہ جدید ترین سائنسی مشینری کے ذریعے تلاشی لیتے تھے۔

عمران کے ساتھی متلاشی نظروں سے ادھر ادھر دیکھ رہے تھے لیکن کوئی ایسی جگہ نظر نہ آ رہی تھی جہاں آٹھ افراد اس طرح چھپ سکیں کہ ڈھونڈنے والے انہیں تلاش نہ کر سکیں۔

"عمران صاحب! ۔۔۔ یہاں تو ہم بڑی آسانی سے ٹریپ کر لئے جائیں گے" ۔۔۔ شکیل نے ادھر ادھر دیکھتے ہوئے کہا۔

"اب ایک ہی صورت ہے کہ ہمارے پاس سلیمانی ٹوپی ہو ۔۔۔ تب کی

ہم چھپ سکتے ہیں؟ ... ــــــ عمران نے مسکراتے ہوئے کہا اور دوسرے لمحے وہ ایک خیال آتے ہی بری طرح چونک پڑا ۔۔ اس کے ذہن میں ایک عجیب و غریب ترکیب آئی تھی۔ یہ ترکیب سلاخوں پر لٹکی ہوئی سالم گائیں دیکھ کر آئی تھی۔

یہ گائیں خاص روسیاہی نسل کی تھیں جن کی پشت سیدھی اور چوڑی ہوتی ہے۔ ساتھ ساتھ سات فٹ طویل پشت والی بھاری جسم کی گائیں اور عمران تیزی سے ایک ذبح کی ہوئی گائے کی طرف لپکا۔ اس نے گائے کے دونوں حصوں کو ہاتھ سے علیحدہ کر کے دیکھا تو اس کی آنکھیں چمک اٹھیں۔ ذبح شدہ گائیں کھال اتار کر لٹکائی گئی تھیں اور ساتھ ہی پچھلی ٹانگوں سے چیر کر طویل پیٹ کے پنجرے اور پیٹ میں سے سب کچھ صاف کر دیا گیا تھا۔ اس طرح گائے کا صرف ڈھانچہ اور اس کے اوپر گوشت کو لٹکایا گیا تھا۔ اس طرح ہر گائے کے اندر ایک سرنگ سی بن گئی تھی۔ اس کے طویل پیٹ کے ڈھانچے کی سرنگ۔ جس میں ایک آدمی آسانی سے چھپ سکتا تھا۔ مسئلہ صرف گوشت کی بو کا تھا لیکن جہاں جان کا مسئلہ ہو وہاں یہ بو بھلا کیا کر سکتی تھی۔

چنانچہ عمران نے یہ ترکیب سب کو بتائی اور پھر اس نے سب سے پہلے ہرمن کو ایک گائے کے ڈھانچے کے اندر گھسا دیا۔ ہرمن مکمل طور پر ڈھانچے کے اندر چھپ گیا۔ اب جب تک گائے کے پچھلے حصے یا گردن کی طرف سے باقاعدہ جھک کر غور سے دیکھا جاتا، ہرمن کا سراغ نہ لگایا جا سکتا تھا اور یہ بات عمران جانتا تھا کہ ٹھنڈے گوشت میں یہ خاصیت ہوتی ہے کہ اس میں سے کسی قسم کی کوئی شعاع کراس نہیں کر سکتی۔ اس لیے

جدید ترین مشینری کی طرف سے بھی اُسے تسلی ہو گئی۔

ہرمن! اپنا چہرہ گائے کی کھلی ہوئی گردن کے قریب نہ کرنا تاکہ سانس لینے میں دشواری نہ ہو ــــ نجانے کب تک ہمیں یہاں چھپنا پڑے ــــ عمران نے لٹکی ہوئی گردن کے قریب جا کر زور سے اندر چھپے ہوئے ہرمن سے کہا اور اندر سے ہرمن کی ہلکی سی آواز سنائی دی کہ اس نے ایسا ہی کیا ہے۔

پھر مختلف جگہوں پر لٹکی ہوئی گائیوں میں عمران نے باری باری ساتھیوں کو چھپانا شروع کر دیا۔ اس نے ایسی گائیوں کا انتخاب کیا تھا جو کمرے کے دور دراز کونوں کے کھدروں میں تھیں تاکہ اگر شروع میں ابتدائی گائیوں کا گوشت چیک بھی کیا جائے تو انہیں ٹریس نہ کیا جا سکے۔ اور پھر سب سے آخر میں وہ خود بھی ایک گائے کے اندر گھستا چلا گیا۔ اس نے اپنے لیے جو گائے منتخب کی تھی وہ دروازے کے بالکل قریب شمالی سمت میں تھی۔ یہ گائے منتخب کرتے وقت اس کے ذہن میں ایک خیال تھا کہ انسان دروازہ کھلتے ہی تیزی سے آگے کی طرف بڑھتا ہے اور اگر بفرض محال انہیں چیک بھی کر لیا گیا تو ان کی پشت پر ہونے کی وجہ سے باہر نکل کر صورت حال پر قابو پانے کی کوشش کرے گا۔

دروازے کے قریب ہونے کی وجہ سے عمران کو باہر راہداری میں گونجتی ہوئی قدموں کی آوازیں صاف سنائی دے رہی تھیں۔ بہت سے لوگ مسلسل اس راہداری میں آ جا رہے تھے۔ اور پھر ذہن نے محسوس کیا کہ کچھ لوگ دروازے کے قریب آ کر رک گئے ہیں۔ تقریباً دس منٹ

بعد اس نے دروازہ کھلنے کی آواز سنائی دی اور اس نے اپنا سانس روک لیا۔ وہ گوشت کی کٹی ہوئی گردن سے آنکھ لگائے باہر دیکھ رہا تھا اور گلے کی گردن اس انداز میں تھی کہ وہ نہ صرف کمرے میں ہونے والی سب کارروائی دیکھ سکتا تھا بلکہ وہ باتیں بھی سن سکتا تھا۔

دروازہ کھلتے ہی پانچ مسلح افراد اچھل کر اندر داخل ہوئے وہ بڑے چوکنے انداز میں مشین گنیں سنبھالے پورے کمرے کا جائزہ لے رہے تھے پھر عمران نے ان کے ساتھ مادام گاگیہ کو بھی اندر داخل ہوتے دیکھا۔ مادام گاگیہ کا چہرہ بری طرح بگڑا ہوا تھا اور عمران اس کی یہ حالت دیکھ کر دل ہی دل میں ہنس پڑا۔ بیچاری مادام کو تو یہی پتہ تھا کہ وہ لوگ اس سٹور میں موجود ہیں اور آسانی سے پکڑے جائیں گے۔ اب اسے کیا پتہ کہ عمران کی ریڈی میڈ کھوپڑی بعض اوقات ایسے ایسے گل کھلاتی ہے کہ عام آدمی چکرا کر رہ جاتا ہے۔

"پورے کمرے کی تلاشی لو ۔۔۔ ہر کونہ کھنگال ڈالو" ۔۔۔ ایک لمبے تڑنگے آدمی نے چیخ کر دوسروں سے کہا اور سب مشین گن بردار تیزی سے کمرے میں پھیلتے چلے گئے۔

انہوں نے کمرے کے کونوں میں پڑے ہوئے چھوٹے جانوروں کے گوشت کے ڈھیر ہٹا ہٹا کر دیکھنا شروع کر دیا۔ وہ ہر اس جگہ کی تلاشی لے رہے تھے جہاں کسی کے چھپنے کا ذرا سا بھی امکان ہو سکتا تھا۔ ان کی تلاشی لینے کا انداز اتنا ماہرانہ تھا کہ عمران دل ہی دل میں اپنی کھوپڑی کو داد دینے لگا۔ اگر اس نے چھپنے کی یہ بالکل ہی انوکھی جگہ نہ تلاش کی ہوتی تو اب تک انہیں پکڑ لیا جا چکا ہوتا۔

"باس! ۔۔۔ اب ریڈ سگنل غائب ہو گیا ہے ۔۔۔ کمرے میں ریڈ سگنل نہیں ہے ۔۔۔" اچانک ۔۔۔ ایک آدمی نے اس لمبے تڑنگے آدمی سے مخاطب ہو کر کہا جس آدمی کے ہاتھ میں ایک بڑی سی مشین اٹھائی ہوئی تھی۔

"کیا کہہ رہے ہو ۔۔۔ بند دروازے کے باہر تو ریڈ سگنل آ رہا تھا ۔۔۔ اس کا مطلب تھا کہ اندر کوئی زندہ فرد موجود ہے" ۔۔۔ اس لمبے تڑنگے آدمی نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

"باس! ۔۔۔ دروازہ کھلتے ہی ریڈ سگنل آف ہو گیا ہے اب کمرے کے اندر ریڈ سگنل موجود نہیں ہے" ۔۔۔ مشین بردار آدمی نے جواب دیتے ہوئے کہا اس کے اپنے لہجے میں بھی حیرت تھی۔

"یہ کیسے ہو سکتا ہے ۔۔۔ دروازہ بند ہو تو کمرے میں زندہ افراد موجود ہیں اور دروازہ کھل جاتے تو زندہ افراد ختم" ۔۔۔ اس انچارج نے شدید حیرت بھرے لہجے میں کہا اور اسی لمحے عمران کے ذہن میں جھماکا سا ہوا۔ وہ اس مشین کی کارکردگی سمجھ گیا تھا اور اسے اصل وجہ بھی سمجھ میں آ گئی تھی۔ جس گوشت میں وہ چھپا ہوا تھا اور وہ گوشت کے لوہے کے جس راڈ پر ٹنگی ہوئی تھی اس راڈ کا ایک سرا دروازے کے قریب دیوار میں نصب تھا اور عمران سمجھ گیا کہ اس کی سانس کا ارتعاش اسی راڈ سے ہو کر دیوار میں سرایت کر گیا ہوگا اور اس طرح مشین نے باہر سے ہی چیک کر لیا کہ اندر کوئی زندہ فرد موجود ہے۔ لیکن دروازہ کھلنے کے بعد وہ مشین کو اندر لے آئے اور یہاں چونکہ انہوں نے سانس روک رکھے تھے یا مشین کے ساتھ براہ راست کوئی راڈ متعلق نہ تھا اس لئے مشین نے سگنل دینے بند کر دیئے تھے۔

"اچھا ایسا کرو کہ باہر جا کر دروازہ بند کر کے مشین کو آن کرو ۔۔۔ پھر دیکھو" ۔۔۔ انچارج نے کچھ سوچتے ہوئے کہا۔

اور مشین بردار مشین اٹھائے کمرے سے باہر نکلتا چلا گیا۔ اس نے باہر جا کر دروازہ بند کر دیا۔ عمران نے دروازہ بند ہوتے ہی اپنی سانس بالکل روک لی اور جب تک دروازہ نہ کھلا اس نے سانس اسی طرح روکے رکھا۔

"باس! ۔۔۔ باہر بھی اب ریڈ سگنل نہیں ہے ۔۔۔ میں نے اچھی طرح چیک کیا ہے" ۔۔۔ مشین بردار نے اندر آتے ہوئے جواب دیا۔ اس کا چہرہ لٹکا ہوا تھا۔

"باس! ۔ اس کمرے میں کوئی آدمی موجود نہیں ہے" ۔۔۔ تلاشی لینے والوں نے بھی آ کر اپنی ناکامی کا اعلان کر دیا۔

"حیرت ہے" ۔۔۔ انچارج کا چہرہ حیرت سے بگڑا ہوا تھا۔ وہ آنکھیں سکوڑے کچھ سوچ رہا تھا اور پھر اچانک وہ واڈ سے منسلک ہوتی ایک کاٹے کی طرف بڑھا جو بالکل اس کے ساتھ ملتی تھی اور اس نے کاٹے کے گوشت کو زور سے ہلایا اور پھر پیچھے ہٹتا چلا گیا۔

"کیا یہ کاٹے ہی آپ کی مطلوبہ جاسوس ہے" ۔۔۔ مادام گاگیہ نے پہلی بار زبان کھولی۔ اس کے لہجے میں بے پناہ طنز تھا۔

"ٹھیک ہے مادام! ۔۔۔ مجھے افسوس ہے ۔۔۔ میرا خیال ہے کہ ہمیں غلط اطلاع دی گئی ہے اور مشین میں کوئی تکنیکی خرابی ہوئی ہے" ۔۔۔ انچارج نے معذرت بھرے لہجے میں کہا اور پھر اس نے اپنے ساتھیوں کو باہر نکلنے کا اشارہ کیا۔ اور پھر ادھر ادھر دیکھتے ہوئے خاموشی سے باہر نکلتے چلے گئے۔ سب سے آخر میں وہ انچارج باہر نکلا۔

مادام پہلے ہی باہر چلی گئی تھی۔

اور پھر جیسے ہی دروازہ بند ہوا عمران نے چند لمحے سانس روکے رکھا کہ کہیں وہ دوبارہ مشین سے چیکنگ نہ کریں لیکن جب قدموں کی آوازیں دور تک چلی گئیں تو چند لمحوں بعد عمران نے اطمینان کی ایک طویل سانس لی۔ لیکن چونکہ اسے خطرہ تھا کہ ہو سکتا ہے کہ انچارج تھوڑی دیر بعد دوبارہ چھاپہ مارے۔ اس لئے وہ باہر نہ نکلے۔

تقریباً پندرہ منٹ بعد نسوانی قدموں کی آوازیں راہداری میں گونجیں آنے والی بڑے تیز تیز قدم اٹھاتی ہوئی آ رہی تھی۔ اور پھر قدموں کی آواز دروازے کے باہر آ کر رک گئی۔ دوسرے لمحے تالا کھلنے کی آواز سنائی دی اور پھر دروازہ کھلتا چلا گیا۔

عمران کی توقع کے مطابق دروازہ کھلتے ہی مادام گاگیہ اندر داخل ہوئی۔ اس کے چہرے پر ابھی تک حیرت کے آثار منجمد تھے۔ اس نے دروازہ پھرتی سے بند کیا اور ہاتھ بڑھا کر سوئچ بورڈ پر لگے ہوئے تیز روشنی کے بٹن آن کر دیئے اور سرد خانے میں تیز روشنی پھیلتی چلی گئی۔

"عمران صاحب! ۔۔۔ عمران صاحب! ۔۔۔ ہرمن ۔ ہرمن" ۔ مادام گاگیہ نے ادھر ادھر دیکھتے ہوئے بلند لہجے میں آوازیں دینی شروع کر دیں۔

مگر عمران جان بوجھ کر خاموش پڑا رہا۔ اور ظاہر ہے جب تک وہ باہر نہ نکلتا۔ اس کے ساتھی بھی باہر نہ آ سکتے تھے۔ اس لئے مادام گاگیہ شدید حیرت زدہ ہوتی چلی گئی۔

"آخر یہ سب لوگ بند کمرے سے کہاں چلے گئے ۔۔۔ کیا یہ

جن ہیں — انسان نہیں" —— مادام گاگیہ نے بڑبڑاتے ہوئے کہا۔

"کم از کم ہرمن کے متعلق تو آپ نہیں کہہ سکتیں کہ وہ جن ہے" — اچانک عمران نے گائے کی لٹکی ہوئی گردن سے منہ نکالتے ہوئے کہا اور مادام گاگیہ یہ آواز سن کر اس بری طرح اچھلی کہ گرتے گرتے بچی۔ اب وہ واقعی خوف زدہ ہوگئی تھی۔ آواز اسے سنائی دی تھی لیکن آدمی غائب تھے۔ اور آدمی بھی ایک دو نہیں پورے آٹھ۔

"تم لوگ کہاں ہو ۔۔ خدا کے لئے بتاؤ —— ورنہ میرا ہارٹ فیل ہوجائے گا" —— مادام گاگیہ نے خوف اور حیرت کی شدت سے چیختے ہوئے کہا۔

"اپنے ہارٹ کو کمپینسیشن رکھ کر دو —— تب فیل نہیں ہوگا" —— عمران نے کہا اور دوسرے لمحے وہ تیزی سے کھسک کر گائے کے ڈھانچے سے نکل کر فرش پر کود گیا۔

"گ — گ — کیا مطلب —؟ کیا تم اس گائے کے اندر —؟" مادام گاگیہ کی آنکھیں اب حیرت کی شدت سے پھٹنے کے قریب ہوگئیں۔ اور پھر عمران کے باہر آتے ہی دوسرے لوگ بھی مختلف جگہوں پر ٹنگی ہوئی گائیوں کے ڈھانچوں سے نکل نکل کر باہر آتے چلے گئے۔

"واہ — واہ — حیرت انگیز — کمال ہے —— کون تصور کر سکتا ہے ۔۔؟ کمال ہے —— تم واقعی جن ہو" —— مادام گاگیہ کی حیرت دور ہوئی تو وہ بے اختیار قہقہے مار کر ہنستی چلی گئی۔

"بو کی شدت سے ہمارے دماغ اب ایٹم بموں کی طرح پھٹنے والے ہیں اور تم ہو کر ہنستی ہی چلی جا رہی ہو" —— عمران نے برا سا منہ بناتے

ہوئے کہا اور مادام کی ہنسی میں بریک لگتی چلی گئی۔

"ارے واقعی —— نجانے تم لوگوں نے کس طرح اتنی دیر یہ بو برداشت کی ہے —— بہرحال اب خطرہ ٹل گیا ہے —— آؤ میرے ساتھ" مادام گاگیہ نے کہا اور پھر وہ انہیں اپنے ہمراہ لئے ہوئے دوبارہ اسی کمرے میں پہنچ گئی جو باس نے ان کے آرام کے لئے بنایا تھا اور اس کمرے میں آتے ہی وہ سب غسل خانوں کی طرف دوڑ پڑے۔

"آپ نہا لیں —— میں آپ کے لئے نئے لباسوں کا بندوبست کرتی ہوں" —— مادام گاگیہ نے مسکراتے ہوئے کہا اور پھر وہ تیز تیز قدم اٹھاتی کمرے سے باہر نکلتی چلی گئی۔

مارشل کمرے میں بڑی بے چینی کے عالم میں ٹہل رہا تھا وہ اس وقت میٹنگ ہال میں تھا کمرے میں موجود بڑی سی بیضوی میز کے گرد بارہ کرسیاں موجود تھیں جن پر مختلف عمروں کے افراد بیٹھے ہوئے تھے۔ ایک کرسی جو درمیان میں رکھی ہوئی تھی خالی تھی۔

یہ کرسی مارشل زناتور سے کی تھی اور وہ کرسی پر بیٹھنے کی بجائے بڑی بے چینی کے عالم میں ٹہل رہا تھا۔

"آخر وہ لوگ کہاں گئے ۔۔۔ ؟ کیا انہیں زمین نگل گئی ۔۔۔ یا آسمان کھا گیا ۔۔۔ ؟ کے۔جی۔بی کا ہر سیکشن ناکام ہوتا چلا جا رہا ہے ۔۔۔ پہلے سی۔وی سینٹر ناکام ہوا ۔۔۔ پھر بارڈ سیکشن کو شکست ہوئی ۔۔۔ پھر وہ لوگ ہیڈ کوارٹر سے نکل جانے میں کامیاب ہو گئے ۔۔۔ اور اب ڈراک سیکشن بھی انہیں تلاش کرنے میں ناکام رہا ہے ۔۔۔ آخر وہ گئے کہاں ۔۔۔ ؟" مارشل زناتور نے بڑے غصیلے انداز میں آگے بڑھ کر زور زور سے میز پر

مکّے مارتے ہوئے کہا۔

"باس ! ۔۔۔ ہم نے تارتو شہر کے ایک ایک آدمی کو چیک کیا ہے۔ تارتو شہر کے اردگرد کے سینکڑوں میل طویل علاقے کو ہر لحاظ سے چھان مارا ہے ۔۔۔ لیکن ایک آدمی بھی مشکوک نہیں ملا" ۔۔۔ فیرکوٹ نے جو خالی کرسی سے تیسری کرسی پر بیٹھا ہوا تھا مؤدبانہ لہجے میں کہا۔

"مجھے معلوم ہے ۔۔۔ تم نے چیک کیا ہے ۔۔۔ مجھے یہ بھی معلوم ہے کہ ڈراک سیکشن سے کسی آدمی کا چھپنا ناممکن ہے لیکن پھر وہ لوگ کہاں گئے ۔۔۔ کس کھوہ میں چھپ گئے ۔۔۔ کیا وہ جادوگر ہیں ۔ جن ہیں ۔۔۔ مافوق الفطرت لوگ ہیں ۔۔۔ کیا وہ انسانوں کی بجائے جانوروں کا روپ بدلنے پر قادر ہیں" ۔۔۔ مارشل زناتور نے غصے کی شدت سے بری طرح چیختے ہوئے کہا۔ اس کی باچھوں سے جھاگ کے چھینٹے باہر نکلنے لگے تھے وہ اس وقت غصے اور بے بسی کی انتہا پر تھی۔

"اور باس ! ۔۔۔ حیرت اس بات پر ہے کہ وہ ایک آدمی نہیں پورے آٹھ افراد کا گروپ ہے ۔۔۔ ان کا اس طرح غائب ہو جانا حیرت ہے"۔ ایک بوڑھے آدمی نے بڑبڑاتے ہوئے کہا۔

"صرف حیرت ظاہر کرنے سے کچھ نہیں ہوتا ۔۔۔ ہمیں ان لوگوں کو ہر قیمت پر تلاش کرنا ہے ۔۔۔ سوچو ۔۔۔ غور کرو ۔۔۔ انہیں کس طرح تلاش کیا جائے ۔۔۔ کوئی تجویز ۔۔۔ ؟" مارشل نے دوبارہ کرسی پر بیٹھتے ہوئے کہا۔

"باس ! ۔۔۔ اگر ہم اسی طرح غصے اور حیرت کا شکار رہے تو ہم کوئی اچھا عمل نہیں سوچ سکتے ۔۔۔ ہمیں ٹھنڈے دماغ سے اس بات

پر غور کرنا چاہیئے کہ ہم انہیں کس طرح پکڑ سکتے ہیں" ۔۔۔ مارشل کے قریب بیٹھے ہوئے ایک ادھیڑ عمر آدمی نے بڑے سرد لہجے میں کہا۔

"ٹھیک ہے ۔۔۔ ٹھنڈے دماغ سے سوچو ۔۔۔ کوئی ترکیب سوچو۔ بس میں انہیں جلد از جلد اپنے سامنے دیکھنا چاہتا ہوں ۔۔۔ زندہ یا مردہ"۔ مارشل زراتور نے کہا۔

"ہاں ! ۔۔۔ وہ غائب تو ہو گئے ہیں ۔۔۔ لیکن کب تک غائب رہیں گے ۔۔۔ ہمارے سامنے ان کا مشن موجود ہے ۔۔۔ وہ رد سیاہ میں مصنوعی انسان بنانے والا کارخانہ تباہ کرنے کے لئے آئے ہیں ۔۔۔ اور ظاہر ہے اس طرح غائب ہو جانے سے کارخانے تباہ نہیں ہوتے۔ انہیں بہرحال اپنی خفیہ پناہ گاہ سے نکلنا پڑے گا ۔۔۔ انہیں عملی اقدام کرنے پڑیں گے ۔۔۔ اس لئے ان کے پکڑنے کا ایک ہی ذریعہ ہے کہ جو چیز ان کا ٹارگٹ ہے اُسے نظر میں رکھا جائے" ۔۔۔ اچانک دور بیٹھے ہوئے ایک سفید بالوں والے نے بڑے سپاٹ لہجے میں کہا۔

"بہت خوب ہیگلوف ! ۔۔۔ تم نے واقعی عقلی بات کی ہے" ۔۔۔ مارشل کے چہرے پر پہلی بار اطمینان کے آثار چھاتے چلے گئے اور اس کا لہجہ بھی نرم پڑ گیا تھا۔

"یہ تجویز بالکل درست ہے جناب ! ۔۔۔ ہمیں اب پوری توجہ اس ٹارگٹ پر لگا دینی چاہیئے ۔۔۔ اس طرح ہم نہ صرف ٹارگٹ کو بچا سکتے ہیں بلکہ ان لوگوں کو بھی پکڑ کر ہلاک کر سکتے ہیں" ۔۔۔ باقی سب لوگوں نے بھی ہیگلوف کی تائید کر دی۔

"دیکھو ۔۔۔ ان کا ٹارگٹ مصنوعی انسان بنانے والا کارخانہ ہے۔

اور چونکہ تم سب کے ۔ جی ۔ پی کے اہم ترین شعبوں کے چیف ہو ۔۔۔ اس لئے تمہیں یہ بتا دینے میں کوئی حرج نہیں ہے کہ مصنوعی انسان بنانے والا کارخانہ زرگانا شیا میں نہیں ہے ۔۔۔ بلکہ یہاں صرف اس کی نقل بنائی گئی ہے تاکہ غیر ملکی جاسوسوں کو ڈاج دیا جائے ۔۔۔ اصل کارخانہ جزیرہ سارینا میں ہے" ۔۔۔ مارشل زراتور نے انکشاف کرتے ہوئے کہا اور مارشل کے منہ سے سنتے ہی وہ سب بری طرح چونک پڑے۔ ان سب کے لئے یہ واقعی ایک نیا اور حیرت انگیز انکشاف تھا ۔ اب تک تو انہیں یہی بتایا گیا تھا کہ یہ کارخانہ زرگانا شیا میں ہے۔

"آپ کا یہ انکشاف ہمارے لئے بالکل نیا اور حیرت انگیز ہے" ۔۔۔ ان سب نے حیرت بھرے انداز میں کہا۔

"اور اس بات کا بھی آپ کو علم ہونا چاہیئے کہ ان غیر ملکی جاسوسوں کو بھی اس بات کا علم ہے کہ اصل کارخانہ سارینا میں ہے ۔۔۔ اس لئے ہمیں سارینا ٹارگٹ پر بھی اچھی طرح توجہ کرنی چاہیئے" ۔۔۔ مارشل زراتور نے کہا۔

"مگر سارینا جزیرے پر تو ایسا حفاظتی نظام قائم ہے کہ وہاں تو ایک مکھی بھی داخل نہیں ہو سکتی ۔۔۔ وہاں ہم لوگوں کی ضرورت ہی کیا ہے" ۔۔۔ ان میں سے ایک نے کہا۔

"یہ بات اپنی جگہ پر درست ہے ۔۔۔ لیکن جس انداز کے یہ لوگ ثابت ہوئے ہیں اس سے مجھے خدشہ ہے کہ وہ کوئی نہ کوئی چکر نہ چلا دیں ۔۔۔ اس لئے میری تجویز یہ ہے کہ ہم سارینا جزیرے کے گرد جتنے بھی علاقے ہیں وہاں پھیل جائیں ۔۔۔ ایک دوسرے سے مسلسل

رابطہ رکھیں ___ اور جیسے ہی یہ لوگ ساردینیا جانے کے لئے کسی علاقے میں داخل ہوں ان پر بھوکے بھیڑیوں کی طرح جھپٹ پڑیں" ___ مارشل زاتور نے لائحہ عمل تجویز کرتے ہوئے کہا۔

"آپ کی بات بالکل درست ہے جناب! ___ اس طرح ہی ہم انہیں پکڑ سکتے ہیں" ___ سب نے تائید میں سر ہلاتے ہوئے کہا۔ اور مارشل نے میز کے کنارے پر لگا ہوا ایک بٹن دبا دیا۔

بٹن دبتے ہی میٹنگ ہال کا دروازہ کھلا اور ایک مسلح آدمی اندر داخل ہوا۔

"رانیہ کو بھیجو ___ اسے کہو کہ وہ ساردینیا اور اس کے ارد گرد کے علاقے کا تفصیلی نقشہ بھی لیتا آئے" ___ مارشل نے اس مسلح آدمی سے مخاطب ہو کر بڑے تحکمانہ لہجے میں کہا۔

"یس باس" ___ مسلح آدمی نے سر جھکاتے ہوئے مؤدبانہ لہجے میں کہا اور پھر مڑ کر تیزی سے چلتا ہوا کمرے سے باہر نکل گیا۔

تھوڑی دیر بعد دروازہ ایک بار پھر کھلا اور ایک نوجوان ہاتھ میں ایک فائل اٹھائے اندر داخل ہوا۔ وہ تیز تیز قدم اٹھاتا مارشل زاتور کے قریب آیا اور اس نے بڑے مؤدبانہ انداز میں فائل مارشل زاتور کے سامنے رکھ دی۔

"ٹھیک ہے ___ تم جا سکتے ہو" ___ مارشل نے کرخت لہجے میں رانیہ سے مخاطب ہو کر کہا اور رانیہ سلام کر کے واپس مڑ گیا۔ جب اس کے باہر نکل جانے کے بعد دروازہ بند ہو گیا تو مارشل نے فائل کھولی اور اس میں اوپر ہی ایک بڑا سا نقشہ تہہ کیا ہوا رکھا تھا مارشل

نے نقشہ کھول کر میز کے درمیان میں رکھ دیا اور پھر وہ سب اس نقشے پر جھک گئے۔

مارشل نے جیب سے سرخ سیاہی والا قلم نکال کر جزیرہ ساردینیا کے گرد سرخ رنگ کا دائرہ کھینچ دیا۔

"یہ جزیرہ ساردینیا ہے ___ اوکے" ___ مارشل نے کہا۔

"ٹھیک ہے جناب" ___ سب نے سر ہلاتے ہوئے کہا۔

ساردینیا کے شمال میں خلیج ریگا اور جنوب میں خلیج فن لینڈ ہے۔ خلیج ریگا کے دوسری سمت ریاست ناروا ہے ___ اور خلیج فن لینڈ کی دوسری سمت نزگورسہ ہے ___ مشرق میں پارلو اور مغرب میں ناکسالو ہے ___ اس لئے ہمیں مورچے ناروا ___ ناکسالو ___ پارلو اور نزگورسہ میں لگانے ہیں" ___ مارشل نے ہر علاقے پر سرخ نشان بناتے ہوئے کہا اور ان سب نے سر ہلا دیئے۔

"واقعی باس! ___ یہ لوگ ان چاروں علاقوں میں سے کسی ایک میں داخل ہونے کے بعد ہی ساردینیا کو ٹارگٹ بنا سکتے ہیں" ___ بگوف نے مارشل کی تائید کرتے ہوئے کہا۔

"باس! ___ اگر ایک اور زاویے سے سوچا جائے تو ایک اور بات بھی سمجھ میں آ سکتی ہے" ___ اچانک ایک اور آدمی نے کہا۔

"تفصیل سے بات کرو ___ پہیلیاں مت بجھاؤ" ___ مارشل نے تحکمانہ لہجے میں کہا۔

"باس! ___ اگر ہم یہ فرض کر لیں کہ یہ جاسوس اس وقت ناروا میں موجود ہیں تو یقیناً وہ ناروا سے ساردینیا پہنچیں گے ___ اور البانی

نفسیات کے مطابق وہ ناراتورسے سیدھی لائن میں سفر کریں گے ــــ اس لئے اگر نقشے پر غور کیا جائے تو یہ بات سمجھ میں آتی ہے کہ یہ لوگ ناراتورسے سیدھے پارتو پہنچنا چاہیں گے ــــ اور پھر پارتو سے وہ سارا پالا کو ٹارگٹ بنائیں گے ــــ اس لئے ہمیں سب سے زیادہ توجہ پارتو پر مرکوز رکھنی چاہئے" ــــ اس آدمی نے اپنی بات کی وضاحت کرتے ہوئے کہا۔

"گڈ ایڈیا ــــ واقعی ایسا ہی ہوگا ــــ ناراتو سے ان کے لئے پارتو پہنچنا ناممکن ہے ــــ کیونکہ جس طرح انہیں آنا پڑا چکر لگانا پڑے گا کہ جو عام آدمی کے لئے بھی ناممکن ہے ــــ جبکہ یہ لوگ چھپ کر جائیں گے ــــ اور ویسے بھی پارو تمام تر فوج کے قبضے میں ہے۔ اس لئے ان لوگوں کو اس علاقے میں داخل ہونا ناممکن ہے ــــ اسی طرح راکوپرے کا مسئلہ ہے ــــ وہاں بھی یہ لوگ نہیں پہنچ سکتے اس کے لئے انہیں پورے روسیاہ کا چکر لگانا پڑے گا جو ان کے لئے ناممکن ہے ــــ اب رہ جاتے ہیں دو علاقے ــــ پارتو اور تاکالو ــــ کیا میرا تجزیہ درست ہے" ــــ مارشل زاتورے نے کہا۔

"بالکل درست ہے جناب" ــــ سب لوگوں نے مارشل زاتورے کی مکمل تائید کرتے ہوئے کہا۔

"ناراتو سے تو وہ سیدھے پارتو پہنچ سکتے ہیں ــــ تاکالو نہیں پہنچ سکتے ــــ کیونکہ یہ دونوں ایک دوسرے کی مخالف سمتوں میں واقع ہیں ــــ اور واقعی انسانی نفسیات ہے کہ وہ سیدھا راستہ اختیار کرتا ہے" ــــ مارشل نے کہا۔

"بالکل ٹھیک ہے جناب! ــــ ہمیں واقعی تمام تر توجہ پارتو پر ہی مرکوز رکھنی چاہئے" ــــ سب لوگوں نے بڑے مطمئن انداز میں تائید کی۔

"لیکن اس کے باوجود ہمیں باقی تینوں علاقوں کی طرف سے غفلت نہیں کرنی چاہئے ــــ یہ لوگ عام جاسوس ــــ یا عام آدمی نہیں ہیں ــــ ہوسکتا ہے کہ جو باتیں ہم سوچ رہے ہیں ــــ یہی باتیں وہ لوگ بھی سوچ رہے ہوں ــــ اور پھر وہ سیدھے راستے کی بجائے کوئی ٹیڑھا راستہ اختیار کرلیں ــــ اس لئے ہمیں کم از کم ایک ایک سیکشن باقی تینوں علاقوں میں بھی بھیجنا چاہئے ــــ البتہ تینوں سیکشنوں کے علاوہ باقی تمام سیکشن پارتو کے علاقے میں موجود رہنے چاہئیں ــــ اور جب تک یہ لوگ پکڑے نہیں جاتے ــــ میں بھی اپنا ہیڈ کوارٹر پارتو میں ہی رکھوں گا ــــ اور ہمیں کسی قسم کا کوئی رسک نہیں لینا چاہئے" ــــ مارشل زاتورے نے اس بار فیصلہ کن لہجے میں کہا۔

وایسے مارشل دل ہی دل میں سوچ رہا تھا کہ ایک پسماندہ ملک کے چند افراد کے جوان کی توقع سے بہت ہی زیادہ خطرناک ثابت ہو رہے تھے دنیا کی اس تنظیم کو ناکوں چنے چبا دیتے ہیں جس کے نام سے ہی بڑے بڑے بین الاقوامی مجرم کانپ اٹھتے تھے ــــ لیکن اس تنظیم یعنی کے۔ جی۔ بی کے تمام سیکشن اس پسماندہ ملک یعنی پاکیشیا سیکرٹ سروس کے ارکان کو گرفتار کرنے میں ناکام رہے ہیں۔

"آپ کا تجزیہ بالکل درست ہے جناب ــــ ہم آپ کو یقین دلاتے ہیں کہ ہر سیکشن پوری طرح چوکنا رہے گا ــــ اور کسی قسم کی کوئی غفلت

نہیں ہو گی ــــ کیونکہ یہ ہمارے ملک کی سلامتی ــــ عزت ــــ اور وقار کا مسئلہ ہے" ــــ ان میں سے ایک سکھ بڑے پُر اعتماد لہجے میں جواب دیتے ہوئے کہا۔

"ٹھیک ہے ــــ میں اب سیکشن بانٹ دیتا ہوں ــــ اور آپ سب اپنے اپنے سیکشنوں کو لے کر فوراً اپنے اپنے علاقوں میں پہنچ جائیں" ــــ مارشل ناگور نے بڑے مطمئن لہجے میں کہا اور پھر اس نے فائل میں سے ایک سادہ کاغذ نکال کر اس پر سیکشنوں کے نام لکھنے شروع کر دیئے۔ تاکہ انہیں باقاعدہ ڈیوٹیاں اور علاقے بانٹ دیئے جائیں۔

اور سب لوگ بڑے تجسس بھرے انداز میں اس کاغذ پر جھک گئے کہ دیکھیں کس کی ڈیوٹی کہاں لگتی ہے۔

عمران روڈ ریاٹا کا تفصیلی نقشہ میز پر پھیلائے بیٹھا ہوا تھا اس کے ساتھ ہیری اور مادام گاگیہ موجود تھیں جب کہ باقی تمام ممبر ابھی نیچے بستروں میں آرام سے لیٹے پڑے ہوئے تھے۔

مادام گاگیہ نے عمران سے پُر زور اصرار کیا تھا کہ وہ کم از کم چار پانچ روز تک ہوٹل کے تہہ خانے میں چھپا رہے۔ لیکن عمران نے صرف چند گھنٹوں کے آرام کو ہی غنیمت سمجھا۔ اس نے بڑی مشکل سے مادام کو اس بات پر قائل کیا کہ وہ جس قدر جلد یہاں سے نکل جائیں اتنا ہی اچھا ہے۔ اور پھر عمران نے جس سامان کی لسٹ مادام گاگیہ کے حوالے کی تھی وہ مادام گاگیہ نے بھاگ دوڑ کر کے چند گھنٹوں میں ہی مہیا کر دیا تھا اس لئے عمران اب پوری طرح مطمئن ہو چکا تھا۔

اس وقت رات آدھی سے زیادہ گزر چکی تھی لیکن عمران نقشہ میز پر پھیلائے ہیری اور مادام گاگیہ کے ساتھ اسے سمجھنے اور اس پر نشانات

لگانے میں مصروف تھا۔

"سارڈیا جانے کا سب سے آسان راستہ پارنو کی طرف سے جاتا ہے یہ راستہ مختصر بھی ہے ـــــ اور اس میں خطرات بھی کم ہیں" ـــــ ہرمن نے راستے دیکھتے ہوئے کہا۔

"اور سب سے مشکل راستہ کونسا ہے" ـــــ عمران نے سر ہلاتے ہوئے پوچھا۔

"سب سے مشکل راستہ میرے خیال میں ناروا کی طرف جانے والا ہے ـــــ اس راستے سے جاتے ہیں تو اتنا بڑا چکر پڑ جاتا ہے کہ ایک آدمی سکے۔ لئے اسے کراس کرنا بے حد مشکل ہے ـــــ دوسری بات یہ کہ ناروا تمام تر فوج کے کنٹرول اور قبضے میں ہے۔ وہاں پہنچ کر کسی غیر متعلق آدمی کا چھپ جانا قطعی ناممکن ہے ـــــ اور پھر ناروا سے سارڈیا پہنچنا تو اور بھی مشکل ہے کیونکہ اس سمندری راستے کے درمیان مہیب ترین لہریں اٹھتی ہیں اور سمندر میں چھپی ہوئی چٹانیں بھی ہیں" ـــــ ہرمن اور دام گاگیہ نے بیک زبان ہو کر جواب دیا۔

اور پھر عمران نے باقی راستوں کے بارے میں بھی تفصیلی بحث کی۔ ہرمن اور گاگیہ کا آخر میں یہی فیصلہ تھا کہ پارنو کی طرف سے سارڈیا میں داخل ہوا جائے۔

"دیکھو ہرمن! ـــــ ہم کسی تفریحی ٹور پر نہیں جا رہے کہ ہم سفری آسانیوں کو مدنظر رکھیں ـــــ ہمارا مشن انتہائی خطرناک ہے اور پوری سکے۔ جی پی اس وقت شکاری کتوں کی طرح ہماری تلاش میں ہے۔ اور یہ بھی بتا دوں کہ مارشل نے اپنی پوری قوت اسی راستے پر جھونک

رکھی ہو گی ـــــ اور ہیں نے یقیناً سب سے مشکل راستے پر اپنی توجہ کم رکھی ہو گی۔ اس لئے ہمیں سب سے مشکل راستے کو اپنانا ہے" ـــــ عمران نے فیصلہ کن لہجے میں کہا۔

"سب سے مشکل سے تمہاری مراد ناروا راستے سے ہے تو پھر یہ ناممکن ہے ـــــ سوائے اس کے کہ ہم خصوصی پرواز سے وہاں پہنچ جائیں ـــــ سمندر کے راستے وہاں پہنچنا ناممکن ہے ـــــ اس کے لئے تو پورے روسیاہ کا چکر لگانا پڑے گا" ـــــ ہرمن نے برا سا منہ بناتے ہوئے جواب دیا۔

"اس کا ہوائی راستہ کتنا ہو گا" ـــــ عمران نے کچھ سوچتے ہوئے پوچھا۔

"تقریباً دس ہزار کلو میٹر بنے گا" ـــــ ہرمن نے جواب دیا۔

"تو اس کا مطلب ہے کہ ایک جہاز ایک ہی مسلسل پرواز میں وہاں تک نہیں پہنچ سکتا" ـــــ عمران نے کہا۔

"ہاں! ـــــ اسے کم از کم چار بار راستے میں پٹرول لینا ہو گا" ـــــ ہرمن نے جواب دیا۔

"اوکے! ـــــ اب بتاؤ کہ ناروا میں ایئرپورٹ ہے" ـــــ عمران نے پوچھا۔

"ہاں ہے ـــــ کیوں" ـــــ ہرمن نے چونک کر پوچھا۔

"اب اس کے سوا اور کوئی صورت نہیں کہ ہم وہاں سے کوئی جہاز اغوا کریں ـــــ اور اس طرح ناروا پہنچ جائیں" ـــــ عمران نے نقشہ لپیٹتے ہوئے کہا۔

"اس ایئرپورٹ پر چھوٹے جہاز آتے جاتے ہیں ـــــ اور یہ جہاز لمبا سفر نہیں کر سکتے" ـــ ہرمن نے سر ہلاتے ہوئے کہا۔

"کوئی بات نہیں ـــ جس حد تک جا سکیں گے جائیں گے ـــ پھر وہاں سے آگے دیکھا جائے گا" ـــ عمران نے لٹکتے ہوئے کہا۔

"تو یہ بات طے ہو گئی" ـــ مادام گاگیہ نے کہا۔

"ہاں طے ہے ـــ اب سے دو گھنٹے بعد ہم روانہ ہو جائیں گے"۔ عمران نے فیصلہ کن لہجے میں جواب دیا۔

"او کے ـــ پھر میں آپ کے لئے ٹکٹوں کا بندوبست کر دی ہوں ـــ کیونکہ اس کے بغیر تو آپ ایئرپورٹ میں گھس بھی نہیں سکتے" مادام گاگیہ نے کہا۔

"تو نہیں ـــ اس طرح ہمارے لئے دوسرے مسافروں کا بھی مسئلہ بن جائے گا ـــ میں چاہتا ہوں کہ جہاز میں ہم اکیلے ہوں" ـــ عمران نے کہا۔

"ٹھیک ہے ... جیسے آپ کی مرضی" ـــ مادام گاگیہ نے کہا اور پھر عمران نے اپنے ساتھیوں کو ہوشیار کرنا شروع کر دیا۔

دو گھنٹے سے پہلے وہ سب اس خوفناک اور جان لیوا سفر کے لئے تیار ہو گئے۔ میک اپ وہ پہلے ہی کر چکے تھے۔ اور مادام گاگیہ نے ان میک اپ میں ان کے جعلی شناختی کارڈ تیار کروا دیئے تھے جس سے انہیں فوری طور پر پکڑے جانے کا خطرہ لاحق نہ تھا۔

ہوٹل کے عقبی گیٹ سے جب وہ نکلے تو مادام گاگیہ نے انہیں اشک بھری آنکھوں سے رخصت کیا۔ وہ تیز تیز قدم اٹھاتے ہوئے سڑک

سے ہوتے ہوئے بڑی سڑک پر آ گئے اور پھر انہیں جلد ہی ایئرپورٹ کالونی جانے والی بس مل گئی اور وہ بس میں سوار ہو گئے۔ انہوں نے کاندھوں پر سفری تھیلے اٹھائے ہوئے تھے اور ان کا لباس بھی ایسا تھا کہ جیسے وہ دیہات سے نکلے ہوں۔

عمران نے خود ہی ایئرپورٹ کالونی سٹاپ کا انتخاب کیا تھا۔ یہ کالونی ایئرپورٹ کی پشت پر تھی اور وہاں ایئرپورٹ کے عملے کے لوگ رہتے تھے۔

تقریباً آدھے گھنٹے بعد بس نے انہیں ایئرپورٹ کالونی سٹاپ پر اتار دیا اور وہ بس سے اتر کر کوارٹروں کی طویل قطاروں کی درمیانی گلیوں میں داخل ہوتے چلے گئے۔ چند کوارٹروں میں بجلی کی روشنی چمک رہی تھی جب کہ باقی کوارٹر اندھیرے میں ڈوبے ہوئے تھے۔

"یہاں کوئی پہرہ تو نہیں ہوتا" ـــ عمران نے ہرمن سے پوچھا۔

"معلوم نہیں ـــ میں کبھی یہاں نہیں آیا" ـــ ہرمن نے جواب دیا اور عمران سر ہلاتا ہوا آگے بڑھتا چلا گیا۔

اور پھر اچانک کوارٹروں کی قطاریں ختم ہو گئیں اور آگے ایک وسیع و عریض کھلا میدان آ گیا۔ میدان کے بعد حفاظتی چوکیاں موجود تھیں۔ اور چاروں طرف اونچی اونچی خاردار تار کی باڑیں لگی ہوئی تھیں۔ ان خاردار تاروں کے بعد ایئرپورٹ کی حدود شروع ہو جاتی تھی۔ کوارٹروں کے درمیان سے ایک سڑک اس میدان سے گزر کر ایئرپورٹ کی طرف بڑھتی چلی جاتی تھی اور عمران نے جیسے اندھیرے میں آس پاس چیک کر لیا کہ ان کوارٹروں کی سمت بڑے بڑے ہینگر بنے ہوئے ہیں۔ جن کی پشت کوارٹروں کی طرف ہے اور عمران اپنے ساتھیوں کو لئے ہوئے

ان ہینگروں کی پشت کی طرف بڑھتا چلا گیا۔ گھپ اندھیرا ان کے لئے بے پناہ
نامدد ثابت ہو رہا تھا۔ خاردار تاریں ان ہینگروں کی سائیڈوں سے
شروع ہوتی تھیں۔

تھوڑی دیر بعد وہ سب ان ہینگروں کی پشت پر پہنچ گئے ہینگروں
کی عمارتیں بہت بڑی بڑی تھیں اور ان کی پچھلی دیوار بالکل سپاٹ
اور بہت اونچی تھی۔ اس لئے اس طرف سے اوپر چڑھنا تقریباً ناممکن
تھا۔ عمران اور اس کے ساتھی ان ہینگروں کی عقبی دیوار کے پاس
پہنچ کر لیٹ گئے اور پھر عمران نے اندرونی جیب سے ایک پنسل سی
نکالی۔ اس نے پنسل کا پچھلا سرا دبایا تو پنسل کی نوک والے حصے سے
ایک باریک سی تار باہر نکلتی چلی آئی۔

عمران نے پنسل کی تار والا سرا دیوار پر رکھا اور پچھلے حصے کو انگوٹھے
کی مدد سے زور زور سے دبانا شروع کر دیا۔ باریک تار اس طرح دیوار
کے اندر گھستی چلی گئی جیسے وہ سیمنٹ کی دیوار نہ ہو بلکہ یہ دیوار کاغذ کی
بنی ہوئی ہو۔

عمران نے تار اندر ڈال کر پنسل کے پچھلے حصے کے ساتھ لگے ہوئے
کلپ کو زور سے کھینچا تو تار تیزی سے اوپر کی طرف اٹھتی چلی گئی اور
اس کے ساتھ ہی سرر کی تیز آواز نکلی اور دوسرے لمحے دیوار کا ایک کافی بڑا
حصہ یوں کٹتا چلا گیا جیسے صابن کو تار سے کاٹا جاتا ہے۔

عمران نے بڑی پھرتی سے تار کو واپس کھینچا اور پہلے والی جگہ سے
مخالف سمت میں تار کو اندر ڈال کر دوبارہ وہی عمل دوہرایا اور دیوار کا
ایک چوکور سا ٹکڑا کٹ گیا۔ لیکن رہا دیوار کے اندر ہی۔ عمران نے پنسل

بند کر کے دوبارہ جیب میں ڈالی اور پھر صفدر اور کیپٹن شکیل کو اشارہ کیا
انہوں نے اٹھ کر اس چوکور ٹکڑے کے اوپر والے حصے پر ہاتھ رکھے
تو عمران نے ان کے نچلے حصے پر زور دار لات ماری۔ دوسرے لمحے
وہ چوکور ٹکڑا دیوار سے علیحدہ ہو کر ان کی طرف آگیا جسے صفدر اور
کیپٹن شکیل نے سنبھال کر ایک طرف رکھ دیا۔ اب اندر جانے کے لئے
راستہ بن گیا تھا۔

اور پھر سب سے پہلے عمران اندر داخل ہوا۔ اس کے بعد باری باری
باقی سب ممبرز بھی اندر داخل ہو گئے۔

یہ بہت بڑا ہینگر تھا جس میں درمیانے سائز کا جہاز کھڑا تھا۔
جہاز بالکل نیا تھا۔ عمران نے اس کے کاک پٹ میں داخل ہو کر اس کی
چیکنگ شروع کر دی۔ جہاز کے ٹینک پٹرول سے بھرے ہوئے تھے۔ شاید
وہ صبح کی پرواز کے لئے تیار کیا گیا تھا۔

عمران پھرتی سے نیچے اترا اور پھر وہ ہینگر کے پھاٹک کی طرف بڑھتا
چلا گیا۔ پھاٹک باہر سے بند تھا اور اس میں آٹومیٹک تالا لگا ہوا تھا
عمران نے جیب سے ایک مڑا ہوا تار نکالا اور تالے کے سوراخ میں ڈال
کر ایک مخصوص انداز میں دائیں بائیں ہلانے لگا۔

چند لمحوں کی کوشش کے بعد ہی کٹک کی آواز سے تالا کھلتا چلا گیا
اور عمران نے تار نکال کر واپس جیب میں ڈالا اور پھر آہستہ سے پھاٹک
کا ایک پٹ کھول دیا۔ دوسری طرف وسیع ایئرپورٹ اندھیرے میں
ڈوبا ہوا تھا۔ عمران نے سر باہر نکالا اور پھر اس نے غور سے ایئرپورٹ
پر نظریں جمادیں۔ دور لگے ہوا کا رخ دکھانے والے کپڑے کے بڑے

بڑے پہیوں اڑتے ہوئے دکھائی دیتے اور عمران چند لمحے انہیں غور سے دیکھتا رہا پھر اس نے نظریں ہٹائیں اور ادھر ادھر دیکھنے لگا ہر طرف مکمل ہی سکوت تھا صرف ہینگروں کے مخالف سمت میں ایئرپورٹ کے دوسرے کنارے پر ٹرمینل کی اونچی عمارت پر روشنی نظر آ رہی تھی۔ چونکہ یہ مقامی ایئرپورٹ تھا اس لئے یہاں سے مخصوص اوقات میں ہی پروازیں اترتی چڑھتی تھیں۔ اس لئے یہاں بین الاقوامی ایئرپورٹ جیسی گہما گہمی موجود نہ تھی۔

عمران نے سر ہلاتے ہوئے پھاٹک کو پوری طرح کھول دیا۔ اب وہ فیصلہ کن مرحلے میں داخل ہو چکے تھے۔ پھاٹک کھولتے ہی وہ تیزی سے واپس پلٹا اور اس نے اپنے ساتھیوں کو جہاز میں سوار ہونے کے لئے کہا اور وہ سب جو جہاز کے قریب کھڑے اشارے کے منتظر تھے تیزی سے جہاز پر سوار ہوتے چلے گئے۔

عمران نے پائلٹ سیٹ سنبھال لی جبکہ بریمن سیکنڈ پائلٹ کی سیٹ پر براجمان ہو گیا۔ اور پھر عمران نے جہاز کو آگے بڑھا دیا جہاز رینگتا ہوا ہینگر سے باہر نکلا ہی تھا کہ اچانک ریڈیو ٹرانسمیٹر خود بخود جاگ اٹھا۔

"ہیلو — ہیلو! — کس نے پی سکھی کا انجن چلایا ہے — ؟"
دوسری طرف سے ایک حیرت بھری سرگوشت آواز گونجی۔

"میں انجن ٹیسٹ کر رہا ہوں — مجھے اس میں گڑبڑ محسوس ہو رہی ہے" — عمران نے روسیاہی لہجے میں بات کرتے ہوئے کہا۔

"اوہ تم شولو خوف! — تم اتنی جلدی ہینگر میں کیسے پہنچ گئے — ؟"

دوسری طرف سے حیرت بھرے لہجے میں پوچھا۔

"مجھے اطلاع ملی تھی کہ جہاز کے انجن میں گڑبڑ ہے — اس لئے میں نے سوچا کہ چیک کر لوں" — عمران نے مسکراتے ہوئے جواب دیا۔ اس کے ساتھ ہی وہ جہاز کو رن وے پر چڑھا لایا۔

"مگر تمہیں ٹرمینل کو اطلاع دینی چاہیئے تھی — شولو خوف! تم نے ضابطے کی خلاف ورزی کی ہے — جہاز کو واپس ہینگر میں لے جاؤ" — اب بولنے والے کے لہجے میں حیرت کی جگہ سختی کے عنصر نے لے لی تھی۔

"یہ میری ذاتی چیکنگ ہے — اور میں ضابطے کی رو سے ایسا کر سکتا ہوں" — عمران نے بھی سخت لہجے میں جواب دیا اور دوسرے لمحے اس نے ہوا کے رخ کے مطابق جہاز کا رخ موڑا اور جہاز کو سپیڈ دے دی۔

"رک جاؤ شولو خوف! — جہاز مت اڑاؤ — واپس آ جاؤ فوراً" — اچانک ٹرمینل سے چیختی ہوئی آواز ریڈیو ٹرانسمیٹر پر ابھری۔

"کچھ نہیں ہوتا — تم خوامخواہ چیخ رہے ہو — میں ابھی اسے فضا میں ٹیسٹ کر کے واپس آ جاتا ہوں" — عمران نے بڑے مطمئن لہجے میں جواب دیتے ہوئے کہا۔

اور پھر چند لمحوں بعد ہی جہاز کے پہیوں نے زمین چھوڑ دی اور وہ فضا میں بلند ہوتا چلا گیا۔

عمران نے جیب سے نقشہ نکال کر سامنے رکھ لیا اور پھر اس نے جہاز کا رخ موڑنا شروع کر دیا۔

"تم کس طرف جا رہے ہو شولوٹروث! ——— تمہارا راستہ بالکل غلط ہے" ——— اچانک ٹرمینل کی طرف سے ایک اور بھاری آواز گونجی۔

"میں مختلف ہوائی دباؤ میں انجن ٹیسٹ کرنا چاہتا ہوں" ——— عمران نے جواب دیا۔ وہ اس بات پر دل ہی دل میں مسکرا رہا تھا کہ ٹرمینل والوں نے اسے خواہ مخواہ شولوٹروث کا روپ دے دیا ہے۔ شاید اس کا لہجہ اس سے ملتا جلتا نکلا تھا۔

"یہ آخر آج تمہیں ہو کیا گیا ہے ——— آج سے پہلے تو تم نے ایسی کوئی حرکت نہیں کی" ——— ٹرمینل سے کہا گیا۔

"اور آج سے پہلے انجن میں بھی تو کوئی گڑبڑ نہیں ہوئی تھی" ——— عمران نے جواب دیا اور اس کے ساتھ ہی اس نے جہاز کا رخ مکمل طور پر موڑ دیا۔ اب جہاز نقشے کے مطابق جھیل جبور سکے کی طرف بڑھا چلا جا رہا تھا۔

"یہ آپ کہاں جا رہے ہیں" ——— ہرمن نے ٹرانسمیٹر کا بٹن آف کرتے ہوئے پہلی بار عمران سے مخاطب ہو کر پوچھا۔

"بس تم خاموش بیٹھے دیکھتے جاؤ" ——— عمران نے جواب دیا اسی لمحے ٹرانسمیٹر کا بلب تیزی سے جلنے بجھنے لگا۔ اور عمران نے ہاتھ بڑھا کر بٹن آن کر دیا۔

"ہیلو ——— ہیلو شولوٹروث! ——— فوری طور پر جہاز کو واپس موڑ دو ورنہ ہم سکواڈرن بھیج کر اطلاع کر دیں گے" ——— دوسری طرف سے چیختی ہوئی آواز سنائی دی۔

"تم خواہ مخواہ گھبراتے چلے جا رہے ہو ——— میں تو صرف انجن کو

اچھی طرح چیک کر رہا ہوں ——— میں نے جہاز کا چارٹ لیا ہے ——— اگر بعد میں باقاعدہ پرواز میں کوئی گڑبڑ ہو گئی تو سب مارے جائیں گے" ——— عمران نے بھی جواب میں انہیں ڈانٹتے ہوئے کہا۔

"نہیں ——— تم بکواس کر رہے ہو ——— تم سیدھے اڑے چلے جا رہے ہو... تمہاری پرواز کا راستہ بھی شیڈول میں نہیں ہے۔ کسی بھی لمحے کسی جہاز سے ٹکراؤ ہو سکتا ہے" ——— ٹرمینل سے چیختے ہوئے لہجے میں کہا گیا۔

"کچھ نہیں ہوتا ——— تم دیکھو تو سہی... سب کچھ ٹھیک ہو جائے گا... میں ابھی واپس آ جاؤں گا" ——— عمران نے بڑے مطمئن لہجے میں جواب دیتے ہوئے کہا۔ اور اس کے ساتھ ہی عمران نے ٹرانسمیٹر کا بٹن بالکل آف کر دیا۔

اور پھر چند لمحوں بعد وہ ٹرمینل کی رینج سے باہر آ گیا اور اس کے بعد اس نے ٹرانسمیٹر آن کر دیا۔ لیکن اب ٹرانسمیٹر خاموش تھا۔

"اب یہ لوگ ہمارے پیچھے جہاز لگائیں گے" ——— عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"مگر آپ کا ارادہ کہاں جانے کا ہے ——— جس راستے پر آپ جا رہے ہیں یہ راستہ تو کسی ایئرپورٹ کی طرف نہیں جاتا" ——— ہرمن نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

"تو تمہارا کیا خیال ہے کہ ہم ایئرپورٹ پر اتریں گے تو ہمارا باقاعدہ بینڈ باجے کے ساتھ استقبال کیا جائے گا" ——— عمران نے بڑے طنزیہ لہجے میں کہا۔

اور پھر اس سے پہلے کہ ہیرن کوئی جواب دیتا، اچانک ٹرانسمیٹر سے ایک آواز گونج اٹھی۔

"ہیلو ___ پی کے ہنڈریڈ ___ میں چیف آف سیکورٹی نہیں لول رہا ہوں ... فوراً اپنی پوزیشن کی وضاحت کرو" ___ آواز بے حد کرخت تھی اور لہجہ انتہائی سخت تھا۔

"کیا پوزیشن بتاؤں ___ انجن میں گڑبڑ ہے ___ جہاز سخت خطرے میں ہے ___ مجھے اطلاع ملی تھی کہ جہاز کے انجن میں کوئی گڑبڑ ہے، میں نے اسے چیک کرنے کے لئے اڑایا ہے ___ اب معلوم ہوا ہے کہ واقعی گڑبڑ موجود ہے" ___ عمران نے وضاحت کرتے ہوئے کہا۔

"کیسی گڑبڑ ہے ... وضاحت کرو" ___ بولنے والے نے اس بار قدرے نرم لہجے میں کہا۔

"انجن کے چیک ماسٹر میں گڑبڑ ہے ... جہاز آؤٹ آف کنٹرول ہو رہا ہے" ___ عمران نے جواب دیا۔

"اوہ پھر تو تمہیں فوری کریش لینڈنگ کرنی پڑے گی ... اور جس جگہ تم موجود ہو ... وہاں کریش لینڈنگ نہیں ہو سکتی" ___ سیکورٹی چیف کے انچارج نے چیختے ہوئے جواب دیا، اس کے لہجے میں خوف کا عنصر ابھر آیا تھا۔

"جی ہاں ... لیکن میں نے ایک اور تجویز سوچی ہے کہ جہاز کو جھیل چیوزسک میں اتار دوں ___ صرف یہی ایک صورت ایسی ہے جس سے شاید جہاز بچ جائے" ___ عمران نے جواب دیا۔

"نہیں نہیں ___ یہ بہت خطرناک ہے ... جھیل بہت تنگ

ہے اور اس میں لوکل چٹانیں ہیں" ___ دوسری طرف سے کہا گیا۔

"تو اور کیا کیا جائے ___ چیک ماسٹر خراب کسی طرح ٹھیک نہیں ہو سکتا اور جہاز آہستہ آہستہ اپنی بلندی ختم کرتا جا رہا ہے" ___ عمران نے کہا۔

"لیکن جھیل تو ابھی دور ہے ___ تم وہاں تک کیسے پہنچ سکو گے ... جہاز کو موڑ دو اور راستے میں کریش لینڈنگ کے لئے کوئی جگہ تلاش کرو" تیز لہجے میں کہا گیا۔

"آپ کہاں کی بات کر رہے ہیں ___ میں کہہ رہا ہوں کہ چیک ماسٹر خراب ہے ___ جہاز آؤٹ آف کنٹرول ہے ... آپ کہتے ہیں موڑ دوں" ___ عمران نے ڈانٹتے ہوئے لہجے میں جواب دیا۔

لیکن عمران کی بات کا جواب دینے کی بجائے دوسری طرف سے بولنے والا یکدم خاموش ہو گیا اور پھر چند لمحوں بعد ایک بار پھر آواز سنائی دی۔

"ہیلو ___ تم کون ہو ___ اپنی شناخت کراؤ ___ شولوخوف تو ابھی ابھی ہیڈکوارٹر پہنچا ہے ___ تم کون ہو ___ اور تم نے جہاز کیوں چرایا ہے" ___ دوسری طرف سے حیرت بھرے انداز میں کہا گیا۔

"جو ہیڈکوارٹر میں پہنچا ہے وہ میرا ہمزاد ہو گا ... میں اصل شولوخوف ہوں" ___ عمران نے مسکراتے ہوئے جواب دیا۔

"تم غیر ملکی جاسوس ہو ___ ہم سیکورٹی کے طیارے بھیج رہے ہیں ___ فوراً واپس آ جاؤ ورنہ ہم جہاز کو تباہ کر دیں گے" ___ اس بار ایک اور آواز سنائی دی جو پہلے سے زیادہ کرخت تھی۔

"جہاز تو ویسے بھی تباہ ہو رہا ہے ___ اچھا ہے تم ہی گرا دو۔

بعد میں تحقیقات ہوگی تو تم زین وسرڈ ار مٹھہر نے جاؤ گے“ ـــــ عمران نے
جواب دیا مگر دوسری طرف سے ٹرانسمیٹر آف کر دیا گیا اور عمران نے بھی مسکراتے
ہوئے بٹن آف کر دیا۔

”کیا آپ واقعی جھیل میں جہاز اتاریں گے“ ـــــ ہرمن کے لہجے
میں ہلکا سا خوف تھا۔

”تو تمہارا کیا خیال ہے میں نے پبلسٹی اشتہار پھینکنے کے لئے جہاز
اڑایا ہے“ ـــــ عمران نے سخت لہجے میں کہا۔

جہاز اس وقت انتہائی رفتار سے اڑا چلا جا رہا تھا اور عمران کی
نظریں انجن کے درمیان میں نصب چھوٹی سی سکرین پر جمی ہوئی تھیں۔
چہرے پر گہرا اطمینان تھا جیسے وہ معمول کی پرواز پر جا رہا ہو۔

”چلو جلدی تیار ہو جاؤ ـــــ سب پیراشوٹ باندھ لو جلدی“ ـــــ عمران
نے اچانک چیخ کر اپنے ساتھیوں سے کہا اور انہوں نے عمران کی آواز
سنتے ہی تیزی سے تھیلوں میں سے جدید ترین قسم کے چھوٹے چھوٹے
پیراشوٹ نکال کر انہیں کمر سے باندھنا شروع کر دیا۔ یہ پیراشوٹ
مادام گاکیہ نے مہیا کئے تھے۔

ہرمن نے بھی پھرتی سے پیراشوٹ باندھ لیا۔ اور عمران نے بھی کنٹرول چھوڑ
کر انتہائی پھرتی سے پیراشوٹ باندھ لیا۔ جہاز کو جھٹکے لگنے لگے تو عمران
نے پھرتی سے دوبارہ کنٹرول سنبھال لیا۔ اس کے ساتھی سب بھی
جہاز کے ہنگامی دروازے کے قریب پہنچ گئے اور پھر عمران نے
بٹن دبا کر ہنگامی دروازہ کھول دیا۔

”چلو کود جاؤ ـــــ سب نے جھیل کے قریب پہنچنا ہے“ ـــــ عمران

نے چیخ کر کہا اور عمران کے ساتھیوں نے تیزی سے نیچے کودنا شروع کر
دیا۔ سیاہ رنگ کی چھتریاں کھلتی چلی گئیں۔ عمران نے انہیں پہلے اس لئے
نیچے اتار دیا تھا تاکہ سیکورٹیز سے آنے والے جہاز انہیں چیک نہ
کر سکیں۔

”میں بھی کود جاؤں“ ـــــ ہرمن نے پوچھا۔

”ہاں جلدی کرو۔ جہاز بس پہنچنے ہی والے ہیں“ ـــــ عمران نے
سر ہلاتے ہوئے کہا اور ہرمن اٹھ کر تیزی سے دروازے کی طرف بڑھتا
چلا گیا۔

جب وہ نیچے کودا اسی لمحے عمران کو جہاز کے اندرونی راڈار پر
دس کے قریب سیاہ دھبے ابھرتے ہوئے نظر آئے اور عمران نے اپنی
نشست کا رسیٹ کو پیچھے کی طرف دھکیلا اور پھر سیٹ کے نیچے
ہاتھ ڈال کر ایمرجنسی بٹن دبا دیا۔

بٹن دبتے ہی بجلی سی گڑگڑاہٹ کی آواز سنائی دی اور تیز ہوا کا
جھکڑ عمران کے جسم سے ٹکرایا۔ پائلٹ سیٹ کے اوپر جہاز کی چھت ہٹ
گئی اور دوسرے لمحے ایک زوردار جھٹکے سے عمران سیٹ سمیت طیارے
کی چھت سے نکل کر گولی کی طرح فضا میں بلند ہوتا چلا گیا اور طیارہ سائیں
کی تیز آواز سے نیچے سے نکلتا چلا گیا۔

اپنے آپ کو سنبھالتے ہی عمران نے سیٹ پلیٹ پر رکھے ہوئے
ہاتھ کو مخصوص انداز میں حرکت دی اور سیٹ اس کے جسم سے علیحدہ
ہو کر نیچے گرتی چلی گئی۔ اسی لمحے عمران کا پیراشوٹ کھل گیا اور وہ آہستہ
آہستہ نیچے اترتا چلا گیا۔ اسے دور فضا میں ڈولتا ہوا طیارہ صاف نظر

تو رہا تھا۔ طیارے کا رُخ جھیل کی مخالف سمت میں تھا۔

جب عمران زمین کے قریب پہنچا تو عجیب آوازیں نکالتے ہوئے سیکورٹی کے طیارے اس کے سر کے اوپر سے گزرتے چلے گئے۔ ان کا رُخ اُدھر ہی تھا جدھر عمران کا جہاز گیا تھا۔ اور عمران کے ہونٹوں پر مسکراہٹ تیر آئی چلی گئی۔ وہ اپنے مقصد میں کامیاب ہو گیا تھا۔

اور پھر جب وہ زمین پر اترا تو اس نے دُور سے زمین سے شعلوں کی دیوار سی اٹھتی دیکھی اور عمران سمجھ گیا کہ جہاز زمین سے ٹکرا کر ختم ہو گیا ہے۔

اور پھر عمران تیزی سے جھیل کی طرف بڑھتا چلا گیا۔ اس کی رفتار میں خاصی تیزی تھی اور تھوڑی دیر بعد سیکرٹ سروس کے ممبران باری باری ملتے جلتے جا رہے تھے۔ وہ سب بخیریت نیچے اترنے میں کامیاب ہو گئے تھے۔ سیکورٹی میں کے سب طیارے اب واپس مڑ کر چلے گئے تھے اور اب میدان صاف تھا۔

تھوڑی دور چلنے کے بعد وہ سب جھیل کے کنارے پر پہنچ گئے۔ عمران نے نقشہ جیب سے نکالا اور جھیل کے اس حصے کو دیکھنے لگا جہاں وہ موجود تھے۔

تھوڑی دیر تک غور کرنے کے بعد عمران نے نقشہ واپس جیب میں ڈالا اور پھر اپنے کندھے پر موجود بیگ نیچے اتارا اور اسے کھول کر اس میں سے تہہ کی ہوئی ربڑ کی کشتی باہر نکالی۔ ساتھ ہی ایک چھوٹا سا پمپ بھی باہر نکال لیا۔

" اچھا ۔۔ تو اس لئے آپ نے ناٹام سے یہ کشتی منگوائی تھی ۔۔ اس

کا مطلب ہے کہ آپ اپنا پروگرام پہلے ہی سیٹ کر چکے تھے" ۔۔۔ ہیرمن نے حیران ہوتے ہوئے کہا۔

" زیادہ حیران ہونے کی ضرورت نہیں ہیرمن صاحب ! ۔۔۔۔ ان کا دماغ کمپیوٹر ہے ۔۔۔ سو سال بعد جو واقعہ پیش آنا ہے اس کا ڈیفنس انہوں نے پہلے سوچ رکھا ہو گا" ۔۔۔۔ نعمانی نے مسکراتے ہوئے ہیرمن سے مخاطب ہو کر کہا۔

" خاک سوچ رکھا ہو گا ۔۔۔ بس ہمیں خراب کرتا پھر رہا ہے" ۔۔۔۔ تنویر نے جواب میں برا سا منہ بناتے ہوئے کہا۔

" اگر کہو تو تمہیں فریج میں رکھوا دوں ۔۔۔ پھر تازہ رہو گے ۔۔۔ خراب ہونے سے بچ جاؤ گے" ۔۔۔ عمران نے کشتی میں پمپ کے ذریعے ہوا بھرتے ہوئے کہا۔

" نہیں عمران صاحب ! ۔۔۔ تنویر صاحب کو کسی کولڈ سٹوریج میں رکھنا پڑے گا ۔۔۔ تاکہ ان کے دماغ کا اکڑاؤ درست رہے" ۔۔۔ صفدر نے ہنستے ہوئے کہا۔

" اچھا ۔۔۔ اب آپ بھی بول پڑے" ۔۔۔۔ تنویر نے کرخت لہجے میں کہا۔

" عمران صاحب ۔۔ جلدی کیجئے ۔۔ مجھے دُور سے جیپوں کی لمبی قطاریں آتی دکھائی دے رہی ہیں" ۔۔۔۔ اچانک کیپٹن شکیل نے چونک کر ایک طرف دیکھتے ہوئے کہا۔ اور وہ سب اپنی باتیں بھول کر ادھر ہی دیکھنے لگ گئے جدھر کیپٹن شکیل کی نظریں جمی ہوئی تھیں۔ واقعی بہت دور سیاہ دھبے زمین پر رینگتے نظر آ رہے تھے۔ ان دھبوں کا رخ ان کی

طرف ہی تھا۔ عمران نے پھرتی سے ہاتھ چلائے اور چند لمحوں بعد ربڑ کی
آہنی پتلی کشتی تیار ہو گئی جس میں وہ سب آسانی سے سفر کر سکتے۔
کشتی اٹھا کر عمران نے جھیل کی طرف دوڑ لگا دی۔ سب ممبرز بھی اس
کے پیچھے دوڑ پڑے۔ چند لمحوں بعد عمران نے کشتی کو جھیل کے پانی میں
اتار دیا اور پھر وہ سب تیزی سے اس میں سوار ہو گئے۔ جھیل کے اس
حصے میں جھیل کی چوڑائی خاصی کم تھی اور یہاں ہر طرف چٹانیں ہی چٹانیں
پھیلی ہوئی تھیں۔ عمران نے کشتی میں لگے ہوئے رڈر کے چپو سنبھالے
اور کشتی کو تیزی سے ایک بڑی چٹان کی طرف دھکیلنا شروع کر دیا۔
ادھر جیپیں اب خاصی نزدیک آ چکی تھیں اور ان کے ہیولے اب
واضح ہوتے چلے جا رہے تھے۔ عمران پوری قوت سے کشتی کو دھکیلتا ہوا
چٹان کی آڑ میں لے گیا اور چند لمحوں بعد وہ کشتی کو بڑی چٹان کی آڑ میں
چھپانے میں کامیاب ہو گیا۔
اسی لمحے جیپوں کی آوازیں سنائی دینے لگیں اور چند لمحوں بعد جیپوں
کی قطاریں ٹھیک اسی جگہ سے گزرتی ہوئی آگے بڑھتی چلی گئیں جہاں
تھوڑی دیر پہلے وہ موجود تھے۔ جیپوں کی تعداد بیس تھی۔
تھوڑی دور آگے بڑھنے کے بعد اچانک جیپوں کا یہ کاروان یکدم
رکتا چلا گیا۔ اور پھر اس میں سے بے شمار سپاہی ہاتھوں میں مشین گنیں
اٹھائے نیچے اترتے چلے آئے۔ ان کا رخ جھیل کی طرف ہی تھا۔

جولوکوف آنکھیں ملتا ہوا ہڑبڑا کر اٹھ بیٹھا۔ وہ میز کے پیچھے رکھی
ہوئی کرسی پر ہی سو گیا تھا کہ میز پر رکھے ہوئے بڑے سے ٹرانسمیٹر میں سے
نکلنے والی تیز سیٹی کی آواز نے اسے ہڑبڑا کر اٹھنے پر مجبور کر دیا۔ اس نے
تیزی سے ٹرانسمیٹر کا بٹن دبا دیا۔
"ہیلو... جیگور سپیکنگ۔ اوور"۔۔۔ جولوکوف نے بٹن دباتے
ہی انتہائی سخت لہجے میں کہا۔
"سیکورٹی چیف نمبر تھرٹین۔ اوور"۔۔۔ دوسری طرف سے ایک کرخت
آواز سنائی دی۔
"یس۔ فرمائیے کیا بات ہے۔ اوور"۔۔۔؟ جولوکوف نے
سیدھا ہو کر بیٹھتے ہوئے کہا۔ سیکورٹی چیف سے آنے والی کال کا مطلب
تھا کہ کوئی ایمرجنسی ہی ہو سکتی ہے۔
"جیگور باس... فوری طور پر حرکت میں آ جاؤ۔۔۔ ابھی تھوڑی دیر

پہلے تو ہیڈ کوارٹر کے مینگر سے ایک جہاز کو اغوا کر کے لے جایا گیا ہے جہاز کا رخ جیکوبز کی جھیل کی طرف ہے ۔۔۔ ہم پہلے اس لئے اکیشن میں نہیں آئے کہ ہم یہی سمجھتے رہے کہ جہاز کو اس کا پائلٹ خود ہی اڑا رہا ہے ۔۔ لیکن اب پتہ چلا ہے کہ اصل پائلٹ تو کنٹرول میں موجود ہے ۔۔ اسے کوئی مجرم لے اڑا ہے ۔۔ ابھی یہ پتہ نہیں چل سکا کہ جہاز اغوا کرنے والا ایک آدمی ہے یا زیادہ ہیں ۔۔ بہرحال میں نے سیکنڈ طیارے اسے تباہ کرنے کے لئے بھیج دیئے ہیں ۔۔ لیکن ہو سکتا ہے کہ وہ لوگ جہاز تباہ کئے جانے سے پہلے ہی اتر جائیں ۔ تم فوراً اپنے ساتھیوں کو لے کر جھیل کے شمالی حصے کی طرف بڑھ جاؤ ۔ اور کوئی مشکوک آدمی نظر آئے تو اسے گولی سے اڑا دینا ۔ اوور " دوسری طرف سے کہا گیا ۔

" اوکے ۔۔ اوور اینڈ آل ۔۔ " جولو کوف نے تیز لہجے میں کہا اور پھر اس نے بٹن آف کیا ۔ اور پھر میز کے کنارے پر لگا ہوا ایک سرخ رنگ کا بٹن دبا دیا ۔

بٹن دبتے ہی عمارت میں تیز آواز سے خطرے کا سائرن بجنے لگا اور جولو کوف میز کے پیچھے سے نکل کر ملحقہ دروازے میں گھستا چلا گیا ۔

چند لمحوں بعد جب وہ باہر نکلا تو اس کے جسم پر سیفٹی جیکٹ موجود تھی اور کاندھے سے جدید ترین مشین گن لٹک رہی تھی ۔ وہ دوڑتا ہوا کمرے سے باہر نکل کر ایک راہداری میں سے ہوتا ہوا تھوڑی دیر بعد ایک کھلی جگہ میں آ گیا ۔ جہاں بڑی بڑی جیپیں کھڑی تھیں سب جیلوں کے ساتھ اسی طرح کے لباس پہنے ہوئے بیس افراد موجود تھے

اور ان سب نے اسی قسم کی مشین گنیں کندھوں سے لٹکائی ہوئی تھیں ۔

جولو کوف نے ہاتھ کے اشارے سے انہیں جیپوں میں سوار ہونے کے لئے کہا اور پھر اچھل کر سب سے آگے والی جیپ میں سوار ہو گیا ۔ جیپوں کی چھتیں کھلی ہوئی تھیں ۔

" جھیل جیکوبز کی شمالی طرف چلو " جولو کوف نے تیز لہجے میں ڈرائیور سے مخاطب ہو کر کہا اور خود سیٹ پر کھڑا ہو کر اس نے جیپ کے ونڈ سکرین سے پکڑ لیے ۔

جیپ تیزی سے دوڑتی ہوئی عمارت سے باہر نکلی اور اس کے پیچھے باقی انیس جیپیں بھی دوڑتی چلی گئیں ۔

ابھی وہ عمارت سے نکل کر تھوڑی ہی دور گئے ہوں گے کہ اچانک فائٹر طیارے مہیب آوازیں نکالتے ہوئے ان کے سروں کے اوپر سے گزرتے چلے گئے ۔ یہ یقیناً وہی طیارے تھے جو شاید اغوا شدہ طیارے کو تباہ کرنے کے لئے گئے تھے ۔

ان طیاروں کو دیکھتے ہی جولو کوف نے جیکٹ کی جیب سے ایک چھوٹا سا ٹرانسمیٹر نکالا اور اس کا ایریل کھینچ کر اس کا بٹن دبا دیا ۔

" ہیلو ہیلو ۔۔ جیکوبز کالنگ ۔ اوور " بٹن دبا کر اس نے تیز لہجے میں بار بار یہی فقرہ دوہرانا شروع کر دیا ۔

" یس ۔۔ سیکورٹی چیف سپیکنگ ۔ اوور " دوسری طرف سے چند لمحوں بعد جواب ملا ۔

" آپ کے طیارے واپس آ رہے ہیں ۔۔ اغوا شدہ جہاز کا کیا ہوا ۔ اوور " جولو کوف نے پوچھا ۔

خلیرہ جھیل کی شمالی پہاڑیوں سے ٹکرا کر تباہ ہو چکا ہے۔ وہ فوراً ہی نیچے ہوتا چلا گیا تھا۔ اس طرح کم بلندی کی وجہ سے پہاڑیوں سے ٹکرا گیا۔ لیکن اس کے گرنے اور ٹکرانے کے انداز سے ظاہر ہوتا ہے کہ اس میں کوئی آدمی موجود نہ تھا۔ اس سے یہی ظاہر ہوتا ہے کہ اغوا کرنے والا یا کرنے والے پہلے ہی جہاز سے کود چکے تھے۔ تم بہرحال فوراً وہاں پہنچو اور اچھی طرح چیکنگ کر کے رپورٹ دو اور سنو! یہ معاملہ بے حد سیریس ہو گیا ہے۔

ایئرپورٹ حکام نے جب جہاز کے اغوا کی رپورٹ ہائی کمان کو دی تو وہاں سے کے۔جی۔بی کو مطلع کیا گیا اور کے۔جی۔بی کے مارشل زاتوف نے ان لوگوں کو پکڑنے کے فوری احکامات جاری کر دیئے ہیں۔ ان کی رپورٹ کے مطابق یہ غیر ملکی جاسوسوں کا گروہ تھا جو یہاں موجود تھا جس کی تلاش ڈی آئی سیکشن کر رہا تھا۔ مارشل زاتوف کا خیال ہے کہ یہ وہی گروپ ہے جس نے جہاز اغوا کیا ہے اور یہ لوگ بے حد خطرناک ہیں اس لئے تمہیں بہت ہوشیار رہنا پڑے گا۔ اوور اینڈ آل" ...... دوسری طرف سے جواب دیا گیا۔

"اوہ۔ اگر ایسی بات ہے تو پھر یہ فرد ہمیشہ کی طرح جیگور سیکشن کے ہی حصے میں آئے گا کیونکہ ڈی سیکشن تلاش نہ کر سکے گا ان کی لاشیں جیگور سیکشن کی عمارت پر کے۔جی۔بی کو لٹکی ہوئی ملیں گی۔ اوور اینڈ آل" جوزلوکوف نے بڑے فخریہ لہجے میں کہا اور ساتھ ہی اس نے بٹن آف کر کے ٹرانسمیٹر جیب میں ڈال لیا۔

جیلوں کو یہ کارواں اب ایک وسیع و عریض میدان میں دوڑا چلا جا رہا تھا۔ جیسی وہاں سے جا رہے تھے کہ لمحے پر واقع تھی۔

جوزلوکوف نے جھک کر جیپ کے پچھلے حصے میں ہاتھ ڈال کر ایک دوربین نکالی اور اس کی ڈوری گلے میں ڈال کر اس نے ایک ہاتھ سے جیپ کا ڈنڈا پکڑا اور دوسرے ہاتھ سے اس نے دوربین کو آنکھوں سے لگا لیا۔

جوزلوکوف روسیاہ کے ایک خصوصی سیکشن جیگوار کا انچارج تھا۔ جیگوار سیکشن کا کام مجرموں کی بیخ کنی ہے۔ یہ لوگ عقابوں کی طرح مجرموں پر جھپٹتے تھے اور مجرم ایک بار ان کے سامنے آ جاتے پھر ان کے اس کا بچ نکلنا ناممکن سمجھا جاتا تھا۔

یہ لوگ ہر قسم کے اسلحے اور کیمپ کا ٹھے سے لیس رہتے تھے اور جیگوار سیکشن کے آدمی اپنے کام میں انتہائی ماہر سمجھے جاتے تھے اس لئے جوزلوکوف نے پورے اعتماد کے ساتھ سیکرٹ فرس کے انچارج کو کہہ دیا تھا کہ غیر ملکی جاسوسوں کی لاشیں جیگور سنٹر کی عمارت سے لٹکی ہوئی ملیں گی۔

جیپ ابھی میدان میں تیز رفتاری سے آگے بڑھتی چلی جا رہی تھی کہ اچانک جوزلوکوف چونک پڑا۔

اس نے دوربین کا لینز درست کیا اور دوبارہ جھیل کی طرف دیکھنے لگا۔ اسے دور سے چند افراد جھیل کے کنارے کسی چیز پر جھکے ہوئے نظر آ رہے تھے۔

پھر جیسے جیسے جیپ آگے بڑھتی چلی گئی منظر واضح ہوتا چلا گیا۔ واقعی وہ آٹھ افراد تھے اور ربڑ کی بڑی کشتی تیار کرنے میں مصروف تھے طاقتور دوربین کی وجہ سے کافی فاصلہ ہونے کے باوجود جوزلوکوف سب کچھ اس طرح دیکھ رہا تھا جیسے اس کے سامنے ہو رہا ہو۔

اس نے دوربین گلے میں لٹکائی اور پھر جیب میں ہاتھ ڈال کر اس نے ایک پتلی سی سیٹی نکالی اور اُسے منہ میں رکھ کر بجانے لگا۔ سیٹی سے ایسی آواز نکلی جیسے کوئی جھینگر بول رہا ہو۔ لیکن آواز اتنی تیز تھی کہ ایک لمحے میں آخری جیپ تک پہنچ گئی۔ اور جیپوں میں سوار ہر شخص پوری طرح چوکنا ہو گیا۔ کیونکہ یہ آواز خطرہ نزدیک آنے کا مخصوص کاشن تھا۔

جوزکوف نے خطرے کا سائرن دینے کے بعد سیٹی کو واپس جیب میں ڈالا اور دوبارہ دوربین سنبھال لی۔

اب فاصلہ کافی کم ہو گیا تھا۔

اور پھر اسی لمحے جوزکوف یہ دیکھ کر حیران رہ گیا کہ جس جگہ اس نے ان آٹھ افراد کو دیکھا تھا وہاں اب کچھ بھی نہ تھا۔ اس نے تیزی سے اِدھر اُدھر نظریں گھمائیں اور دوسرے لمحے ایک بار پھر چونک پڑا کیونکہ اس نے ایک بڑی سی کشتی کے کنارے کو تیزی سے ایک بڑی چٹان کے پیچھے غائب ہوتا دیکھ لیا۔ وہ سمجھ گیا کہ جاسوس کشتی میں سوار ہو کر جھیل میں اترے ہیں اور جیپوں کو دیکھ لینے کے بعد وہ اس چٹان کے پیچھے چھپ گئے ہیں۔

جوزکوف نے فوراً ہی اپنی حکمت عملی مرتب کر لی۔ چٹان خاصی بڑی تھی اور پھر اس کے پیچھے بھی چٹانوں کا ایک سلسلہ سا تھا۔ جوزکوف یا اس کے آدمیوں کے لئے جھیل کو کراس کرنا مشکل تھا۔ کیونکہ ان کے پاس کوئی کشتی نہ تھی۔ اس لئے اس نے ایک ہی فیصلہ کیا کہ راکٹ لانچر کی مدد سے اس چٹان کو ہی اڑا دیا جائے۔ ظاہر ہے کہ

اتنی بڑی چٹان کے اڑنے کے بعد اس کے پیچھے چھپے ہوئے افراد کا بچ نکلنا ناممکن ہے اور پھر ان کی لاشوں یا ان کے ٹکڑوں کو جھیل میں تیر کر آسانی سے باہر نکالا جا سکتا ہے۔

چنانچہ یہ فیصلہ کرتے ہی وہ اچھل کر واپس سیٹ پر بیٹھ گیا اور اس نے جیپ کے ڈیش بورڈ پر لگے ہوئے مخصوص ٹرانسمیٹر کا بٹن آن کر دیا۔

"ہیلو۔۔۔ جوزکوف کالنگ۔۔۔ راکٹ لانچر۔ اوور"۔۔۔ جوزکوف نے کہا۔

"یس۔۔۔ راکٹ لانچر سپیکنگ۔ اوور"۔۔۔ دوسری طرف سے ایک بھاری آواز سنائی دی۔

"مجرم جھیل میں بڑی تکونی چٹان کے پیچھے چھپے ہوئے ہیں۔۔۔ تمہاری جیپ چونکہ درمیان میں ہے اس لئے تم اس چٹان سے آگے جا کر رکیں گے۔۔۔ تم نے اپنی جیپ چٹان کے بالکل سامنے روکنی ہے اور پھر فوری طور پر راکٹ لانچر سیٹ کرنا ہے۔۔۔ سمجھ گئے۔ اوور"۔۔۔ جوزکوف نے جلدی جلدی ہدایات دیتے ہوئے کہا۔

"سمجھ گیا جناب۔۔۔ اس چٹان کو اڑانا ہے۔ اوور"۔۔۔ دوسری طرف سے پوچھا گیا۔

"تو اور کیا ہم نے اس چٹان پر تحقیقی مقالہ لکھنا ہے۔۔۔ اور سنو! طاقتور ترین راکٹ فائر کرنا ہے۔۔۔ اور مزید سنو کہ ہمارے پاس وقت بالکل نہیں ہو گا ورنہ مجرم نکل بھاگیں گے۔۔۔ اس لئے زیادہ سے زیادہ جیپ رکنے کے دو منٹ کے اندر اندر فائر ہو جانا چاہئے۔ اوور"۔۔۔ جوزکوف نے غصیلے انداز میں جواب دیتے ہوئے کہا۔

"آپ بے فکر رہیں جناب! ۔۔۔ ایسا ہی ہوگا۔ اوور" ۔۔۔ دوسری طرف سے کہا گیا۔

اور پھر جونوکوف نے تیزی سے فریکوئنسی بدل دی۔ اب وہ جنرل فریکوئنسی پر ہدایت کر رہا تھا۔

"ہیلو ہیلو ۔۔۔ جنگو گروپ اٹینشن پلیز ۔۔۔ مجرم جھیل کی مخروطی چٹان کے پیچھے چھپے ہوئے ہیں ۔۔۔ راکٹ لانچر جیپ اس چٹان کے سامنے آئے گی ۔۔۔ باقی جیپیں اسی انداز میں رک جائیں ۔۔۔ اور ہر شخص فوری طور پر نیچے اتر کر پوزیشن سنبھال لے ۔۔۔ راکٹ لانچر سے فائر کر کے چٹان کو اڑانے کا حکم دے دیا گیا ہے ۔۔۔ باقی ہدایات موقع پر دی جائیں گی ۔۔۔ اوور اینڈ آل" ۔۔۔ جونوکوف نے تیز لہجے میں ہدایات دینے کے بعد ٹرانسمیٹر آف کر کے جیب میں ڈالا اور پھر کاندھے سے مشین گن اتار کر اسے ہاتھوں میں سنبھال لی اور پھر جیپ کے رکنے کا انتظار کرنے لگا۔

پھر اس کی جیپ جھیل کے سامنے پہنچ گئی اور ڈرائیور جیپ کو آگے بڑھا کر لیتا چلا گیا۔

جب اس کے اندازے کے مطابق راکٹ لانچر جیپ مخروطی چٹان کے سامنے پہنچ گئی تو اس نے جیپ کو بریک لگا دیئے اور اس کے ساتھ ہی دوسری جیپیں بھی خود بخود رکتی چلی گئیں۔

جونوکوف جیپ کے رکتے ہی مشین گن سنبھالے اچھل کر نیچے اترا اور اس کے ساتھ ہی ہر جیپ میں سے تمام جنگو مین مشین گنیں سنبھالے نیچے اترے۔ ان سب کی مشین گنوں کا رخ ظاہر ہے جھیل کی طرف ہی

ہوتا ہے۔

راکٹ لانچر جیپ میں سے انتہائی پھرتی سے ایک بڑا سا سٹینڈ نیچے اتارا گیا اور پھر تیزی سے آگے بڑھ کر جھیل کے کنارے پر فٹ کر دیا گیا۔ سٹینڈ کے فٹ ہوتے ہی ایک بڑی سی توپ نما نالی لا کر اس سٹینڈ پر نصب کر دی گئی اور چند لمحوں بعد اس میں ایک بڑا سا راکٹ ڈال دیا گیا۔

جونوکوف خاموش کھڑا یہ سب کارروائی دیکھ رہا تھا۔

جیسے ہی راکٹ کو لانچر میں ڈالا گیا جونوکوف نے تیزی سے ہاتھ ہلایا اور دوسرے لمحے راکٹ فائر کر دیا گیا۔

ایک زوردار دھماکہ ہوا اور نالی میں سے راکٹ بجلی کی سی تیزی سے نکل کر ہوا میں اڑتا ہوا سیدھا اس چٹان سے جا ٹکرایا اور پھر بڑی سی مخروطی چٹان ایسے ہولناک دھماکے سے ریزہ ریزہ ہو کر فضا میں اڑی اور پھر اس کی چٹانیں نیچے گرتی چلی گئیں۔

"ہرا ۔۔۔ ویری گڈ شاٹ" ۔۔۔ جونوکوف نے چیختے ہوئے کہا اور پھر وہ تیزی سے دوڑتا ہوا جھیل کی طرف بڑھتا چلا گیا۔ اس کے ساتھیوں نے بھی اس کی پیروی کی اور پھر وہ سب جونوکوف کی طرح جھیل میں کود گئے اور پھر تیزی سے تیرتے ہوئے اس طرف بڑھنے لگے جہاں ان کے خیال کے مطابق مجرموں کی لاشوں کے ٹکڑے جھیل کے پانی پر تیر رہے ہوں گے۔

عمران اپنے ساتھیوں سمیت جھیل میں موجود چٹان کی آڑ میں ہو کر جیپوں کو رکتے ہوئے دیکھتا رہا۔ چونکہ کشتی بالکل چٹان کے پیچھے تھی۔ اس لئے دوسری طرف سے وہ پوری کاروائی نہ دیکھ سکتا تھا لیکن جیپوں کو وہاں رکتے دیکھ کر اس کے ذہن میں خطرے کی گھنٹی بج اٹھی۔ جیپوں کے رکنے کا صاف مطلب یہی تھا کہ جیپوں میں سوار افراد نے انہیں چیک کر لیا ہے۔ چنانچہ عمران نے اپنے ساتھیوں سے مخاطب ہو کر کہا۔

"جلدی کرو۔۔۔ پچھلی چٹان سے کراس کر کے دوسری طرف پانی میں اتر جاؤ یہ لوگ ضرور یہاں ریڈ کریں گے"۔۔۔ عمران کے لہجے میں تیزی تھی اور پھر اس کے پیچھے کیپٹن شکیل نے چٹان پر چھلانگ لگائی اور دوڑتا ہوا اس کے پیچھے جھیل کے پانی میں کود گیا۔ باقی افراد نے بھی اس کی پیروی کی سب سے آخر میں الیون تھری نے چھلانگ لگائی اور وہ پانی میں تیرتے ہوئے حملہ آوروں کی آمد کے منتظر تھے تاکہ جیسے ہی وہ اس چٹان کے

پیچھے پہنچیں انہیں آسانی سے نشانہ بنایا جا سکے کہ اچانک فضا میں ایک ہلکا سا دھماکہ ہوا اور دھماکے کی تیز سیٹی کی گونج سنتے ہی عمران نے چیخ کر غوطہ لگانے کے لئے کہا اور ابھی اس کا فقرہ پوری طرح گونجا بھی نہ تھا کہ بڑی چٹان ایک ہولناک دھماکے سے پھٹ کر فضا میں بکھرتی چلی گئی۔ اور ان کے سروں پر اور پانی میں جیسے پتھروں کی بارش سی ہوتی چلی گئی اور انہیں یوں محسوس ہوا جیسے ساکت جھیل میں زبردست طوفان آ گیا ہو وہ چونکہ گہرے پانی میں غوطہ لگا چکے تھے۔ اس لئے پتھروں کی بارش سے وہ بال بال بچے۔ اگر انہیں ایک لمحے کی بھی دیر ہو جاتی یا وہ اب تک کشتی میں موجود ہوتے تو یقیناً ان کے جسموں کے ٹکڑے بھی پانی میں پھیل چکے ہوتے۔

عمران غوطہ لگائے بڑی تیزی سے تیرتا ہوا آگے بڑھتا چلا گیا اور پھر کافی فاصلے سے چٹان کے پیچھے سے نکل کر وہ جب سامنے کے رخ پر آیا تو ایک بار پھر چونک پڑا۔ اس نے کچھ مسلح افراد کو مشین گنیں اٹھائے پانی میں تیر کر ٹوٹی ہوئی چٹان کی طرف بڑھتے ہوئے دیکھا۔ کنارے پر تینوں بڑی جیپیں موجود تھیں۔

عمران تیزی سے تیرتا ہوا کنارے کی طرف بڑھتا چلا گیا اور چند لمحوں بعد وہ پہلی جیپ کے عین درمیان میں سے پانی سے نکلا اور تیزی سے رینگتا ہوا جیپ کے نیچے سے ہوتا ہوا دوسری طرف نکل آیا۔ جیپوں کے پاس کچھ مسلح افراد موجود تھے لیکن ان سب کی نظریں بھی اسی چٹان کی طرف لگی ہوئی تھیں۔ عمران جس جیپ کے نیچے سے ہو کر دوسری طرف نکلا تھا۔ اس میں کوئی فرد موجود نہ تھا۔ اس لئے عمران پھرتی سے جیپ

کے اندر داخل ہو گیا۔ اور داخل ہوتے ہی اس کی آنکھوں میں ایک عجیب سی چمک ابھر آئی۔ اُسے جیپ کی پچھلی سیٹ کے نیچے بم رینچ پڑی ہوئی نظر آ گئی۔ یہ بم رینچ خاصی بڑی تھی اور باریک کالے رنگ کی تار میں چھوٹے چھوٹے بم تھوڑے تھوڑے فاصلے پر منسلک تھے۔ عمران نے بڑی پھرتی سے بم رینچ باہر کی طرف گھسیٹی اور پھر اس نے اس کا پہلا سرا اس جیپ کے پچھلے پہیوں کے نیچے رکھا اور دوسرے حصے کو گھسیٹ کر پچھلی جیپوں کی طرف بڑھتا چلا گیا۔ چونکہ جیپ کے افراد تمام تر جھیل کے کنارے کی طرف متوجہ تھے اس لئے اس طرف اسے دیکھنے والا کوئی نہ تھا۔ اور پھر جیپوں کا یہ کارواں بالکل ایک دوسرے کے ساتھ لگا ہوا تھا۔ دو جیپوں کے درمیان زیادہ سے زیادہ چند انچوں کا فاصلہ ہو گا۔ اس لئے اس کا درمیانی حصے سے بھی دیکھ لئے جانے کا خطرہ نہ تھا۔ وہ اس طرح بم رینچ کو لے کر پیچھے کی طرف پھیلاتا چلا گیا۔

اسی لمحے اسے جھیل کی طرف سے بے تحاشا فائرنگ کی آواز سنائی دی جیسے دو پارٹیاں آپس میں ٹکرا گئی ہوں۔ لیکن عمران نے پرواہ نہ کی اور بم رینچ کو تیزی سے پچھلی جیپ تک پھیلاتا چلا گیا۔ آخری جیپ کے ڈیفرنشل راڈ کے ساتھ اس نے اس کا آخری سرا باندھا اور پھر جیپ کے نیچے سے نکل کر وہ دوڑتا ہوا آگے والی جیپ کی طرف بڑھتا چلا گیا۔ وہ انتہائی احتیاط سے جھک کر دوڑ رہا تھا کہ نہ ہی اس کے قدموں کی آواز ابھر رہی تھی اور نہ ہی اس کی سپیڈ میں کوئی فرق آ رہا تھا۔ آخری جیپ کے پاس پہنچ کر وہ ایک لمحے کے لئے رکا اور اس نے اپنے لباس کے اندرونی حصے سے جو کہ واٹر پروف تھا ایک چھوٹا سا

لائٹر نکالا کر اس نے بم رینچ کے سرے کو لائٹر کے ننھے شعلے کی مدد سے آگ لگا دی۔ سرے سے بم چند انچ کے فاصلے پر تھا۔

جب سرا سلگنے لگا تو عمران نے تیزی سے لائٹر جیب میں ڈالا اور جیپ کے نیچے سے رینگتا ہوا تیزی سے جھیل کی طرف بڑھتا چلا گیا۔ چند لمحوں بعد ہی وہ پانی میں اتر گیا۔ اور اس نے اس طرف تیرنا شروع کر دیا جدھر دوسری چٹان کے پیچھے اس کے ساتھی موجود تھے جبکہ جیپوں میں آنے والے چٹان کے اس طرف تھے اور وہ دونوں آپس میں ایک دوسرے پر فائرنگ کرنے کی ناکام کوششوں میں مصروف تھے۔

عمران پانی کے اندر تیرتا ہوا تیزی سے ایک مسلح آدمی کی طرف بڑھتا چلا گیا جو ہاتھ میں مشین گن سنبھالے تیرنے کے ساتھ ساتھ فائرنگ میں بھی مصروف تھا۔ جس وقت عمران اس کے قریب پہنچا اسی لمحے پہلا بم ایک خوفناک دھماکے سے پھٹ پڑا اور ساتھ ہی جیپ کے پرزے بھی فضا میں بکھر گئے اور بم کے پھٹتے ہی جیپوں والے مسلح افراد بری طرح بوکھلا کر واپس مڑے۔ اسی لمحے عمران نے اس آدمی کی ٹانگ زور سے کھینچی اور پھر اس سے پہلے کہ وہ سنبھلتا، عمران تیزی سے اچھلا اور دوسرے لمحے وہ اس کے ہاتھ سے مشین گن چھیننے میں کامیاب ہو گیا۔ اس آدمی نے عمران سے لپٹنے کی کوشش کی۔ لیکن عمران تیزی سے کنی کاٹ گیا اور دوسرے لمحے اس نے پوری قوت سے ہاتھ گھما کر مشین گن کا دستہ اس آدمی کی کھوپڑی پر جما دیا۔ اور اس آدمی کے کھوپڑی کے چٹخنے کی آواز دوسرے بم کے خوفناک دھماکے میں دب کر رہ گئی۔ اب حملہ آور تیزی سے کناروں پر چڑھ کر جیپوں کی طرف دوڑ رہے تھے کہ عمران نے

ان پر پیچھے سے فائر کھول دیا اور وہ مکھیوں کی طرح ڈھیر ہوتے چلے گئے اور باقی افراد نے بھاگ کر جھونپڑیوں کی آڑ لینے کی کوشش کی۔ لیکن پھر یکے بعد دیگرے بم خوفناک انداز میں پھٹنے لگے اور جھونپڑیوں کے ساتھ ساتھ ان میں سوار ہونے والے افراد کے جسموں کے ٹکڑے بھی فضا میں بکھرتے چلے گئے۔

ادھر جھیل سے نکل کر بھاگنے والوں کو عمران کی مشین گن کی گولیوں نے چاٹنا شروع کر دیا اور جنگجو گروپ پر ایسی قیامت ٹوٹ پڑی کہ وہ باؤلے کتوں کی طرح اپنی جانیں بچانے کے لئے ادھر ادھر دوڑتے پھر رہے تھے۔ ادھر عمران کے ساتھ چٹان پر سے اس کے ساتھیوں نے بھی ریوالوروں سے فائرنگ شروع کر دی اور اس طرح رہی سہی کسر بھی پوری ہو گئی۔

چند ہی لمحوں میں جھونپڑیوں کی بجائے جسموں کے پرزے فضا میں بکھر چکے تھے اور پھر عمران نے دیکھا کہ تقریباً دس کے قریب باقی ماندہ افراد میدان میں بے تحاشا بھاگتے چلے جا رہے تھے۔ وہ بری طرح بوکھلائے ہوئے تھے۔ عمران تیزی سے تیرتا ہوا کنارے پر چڑھا اور پھر وہ ان کے پیچھے بھاگ پڑا۔ دوسرے لمحے اس کی مشین گن نے دوبارہ فائر اگلنے شروع کر دیئے اور اس نے اس وقت اپنے قدم اور ہاتھ روکے جب ان میں آخری آدمی کو بھی نیچے نہ گرا لیا تھا۔ اس نے دراصل ایسا اس لئے کیا تھا کہ وہ کسی کو بھی بچ کر واپس جانے اور رپورٹ کرنے کا موقع نہ دینا چاہتا تھا۔ جب وہ واپس مڑا تو اس کے ساتھی بھی کنارے پر پہنچ چکے تھے۔ ان سب کے ہاتھوں میں دور مار رینج کے ریوالور موجود تھے۔ کنارے کے قریب عجیب دہشت انگیز قسم کا منظر تھا۔ جھونپڑیوں کے

بکھرے ہوئے اور جلتے ہوئے پرزوں کے ساتھ ہی انسانوں کے جسموں کے ٹکڑے بھی موجود تھے۔ ہر طرف لاشیں ہی لاشیں بکھری ہوئی تھیں اس حملے میں پچاس ساٹھ کے قریب افراد ہوں اور عمران کی فائرنگ کا نشانہ بنے تھے۔ وہ لوگ جو مخبر سے عمران اور اس کے ساتھیوں کی لاشوں کو اپنے سنٹر کی عمارت پر لٹکانے کے دعوے کر رہے تھے ایک عمران کے ہاتھوں ہی زمین پر بکھرے پڑے تھے۔ اکیلے عمران نے ہی بی۔ بی کے وحشت انگیز جنگجو گروپ کے پرخچے اڑا کر رکھ دیئے تھے اور نہ ہی اس کے ساتھیوں کو خراش تک نہ آئی تھی۔

" اگر آپ ہمت نہ کرتے عمران صاحب! ___ تو یہ لوگ ہمیں پاتال میں بھی نہ چھوڑتے ... یہ جنگجو گروپ ہے اور اسے عرف عام میں ڈیتھ گروپ بھی کہتے ہیں " ___ ہرمن نے عقیدت بھرے انداز میں عمران سے مخاطب ہو کر کہا۔

" اسی لئے تو موت ان پر اتنی جلدی مہربان ہو گئی ہے کہ یہ اپنے آپ کو موت کے ساتھی کہتے تھے " ___ عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

" میرے خیال میں ہمیں اب کشتی کے متعلق کچھ سوچنا چاہیئے ___ وہ کشتی تو ختم ہو گئی ہو گی " ___ صفدر نے موضوع بدلتے ہوئے کہا۔

" ایسی کوئی بات نہیں صفدر! ___ پتھر گرنے سے وہ کشتی پانی میں ڈوب گئی ہو گی ___ اس کا میٹریل ایسا ہے کہ وہ پھٹ سکتی ہی نہیں ___ ہرمن! ___ تم اور صدیقی جا کر نیچے پانی میں اسے تلاش کرو اور اسے اوپر لے آؤ " ___ عمران نے ہرمن اور صدیقی سے مخاطب ہو کر کہا اور وہ دونوں سر ہلاتے ہوئے تیزی سے پیچھے مڑے اور پھر انہوں نے

جھیل میں چھلانگیں لگا دیں۔

چنانچہ تھوڑی دیر بعد جب وہ دوبارہ پانی پر ابھرے تو کشتی ان کے ہمراہ تھی۔ انہوں نے عقلمندی یہ کی تھی کہ پانی کے اندر ہی اس کی ہوا نکال دی تھی اس طرح کشتی سمٹ گئی اور اُسے باہر نکالنے میں آسانی ہو گئی تھی۔ انہوں نے اچھال کر کشتی کو باہر پھینک دیا اور عمران اور اس کے ساتھیوں نے آگے بڑھ کر کشتی کو دوبارہ پھیلایا۔ اس میں بھرے ہوئے پتھر وغیرہ صاف کئے کشتی واقعی صحیح سالم تھی اور پھر عمران نے ایک بار پھر پشت سے بندھے ہوئے واٹر پروف بیگ سے پمپ نکال کر اس میں ہوا بھرنی شروع کر دی۔

تھوڑی دیر بعد ہی کشتی ایک بار پھر سفر کے لئے پوری طرح تیار تھی عمران نے اُسے اچھی طرح چیک کرنے کے بعد اُسے دوبارہ پانی میں ڈالا اور ایک بار پھر وہ سب اس پر سوار ہو گئے اور عمران اور کیپٹن شکیل نے مل کر کشتی کو دھکیلنا شروع کر دیا۔ اور کشتی تیزی سے آگے بڑھتی چلی گئی۔ چٹانوں سے ہوتی ہوئی وہ جلد ہی ایک تنگ راستے میں داخل ہو گئی یہ تنگ راستہ دراصل ایک پہاڑی کٹاؤ تھا جو دو تین میل تک مسلسل چلا گیا تھا یہ راستہ اس قدر تنگ تھا کہ اس میں کشتی کا آگے بڑھنا بھی خاصا مشکل تھا لیکن عمران اور اس کے ساتھی باری باری چپو چلاتے چلے گئے اور کشتی تیزی سے آگے بڑھتی چلی گئی۔

اور پھر پندرہ منٹ کی مسلسل محنت کے بعد وہ کھلے پانی میں پہنچ گئے، یہاں جھیل کا رقبہ بے حد وسیع ہو گیا تھا۔ اس لئے اب انہیں کشتی آگے بڑھانے میں کوئی مشکل پیش نہ آ رہی تھی اور وہ اطمینان سے کشتی

دھکیلتے آگے بڑھتے چلے جا رہے تھے کہ اچانک ان کے سروں پر تیز آوازیں گونجنے لگیں اور انہوں نے چونک کر اوپر دیکھا تو آسمان پر تین بڑے ہیلی کاپٹر ان کے سروں پر منڈلا رہے تھے۔

اور پھر ہیلی کاپٹروں سے ان پر فائرنگ شروع ہو گئی اور وہ کھلی جگہ پر ہونے کی وجہ سے کسی طرح بھی اپنے بچاؤ سے قاصر رہ گئے تھے اور پھر ڈبی موت جس نے جنگیز گروپ کو سنی کا ڈھیر بنا دیا تھا اب عمران اور اس کے ساتھیوں کی طرف لپک رہی تھی اور بظاہر اس سے بچاؤ کی کوئی صورت بھی نہ تھی۔

سیکورٹی بیس کا انچارج بڑی سی مشین کے سامنے بڑے چوکنے انداز میں بیٹھا ہوا تھا۔ اس کی نظریں مشین کے اوپر لگی ہوئی بڑی سی سکرین پر جمی ہوئی تھیں۔ مشین کے ساتھ سفید کوٹ پہنے ہوئے ایک آپریٹر بڑے مستعد انداز میں مشین کے مختلف بٹن آف آن کر رہا تھا اور کبھی وہ مختلف ہینڈل گھماتا، کبھی کسی ہینڈل کو پیچھے کی طرف کرتا۔

ادھر سکرین پر تیزی سے منظر بدلتے جا رہے تھے۔ یہ لانگ رینج ویژن آپریٹنگ مشین تھی۔ اور جب سے مارشل زاتورے نے اُسے ذاتی طور پر ان مجرموں کی فوری گرفتاری یا موت کا حکم دیا تھا وہ اس بارے میں بے حد چوکنا ہو گیا تھا۔

مارشل زاتورے نے انتہائی سخت لہجے میں حکم دینے کے ساتھ ساتھ یہ بھی کہا تھا کہ اگر یہ مجرم اس علاقے سے زندہ بچ کر نکل گئے تو پورے سیکورٹی بیس کے عملے کو گولی مار دی جائے گی اور وہ جانتا تھا کہ مارشل

کے لئے ایسا کر گزرنا مشکل نہیں ہے۔

جیگور گروپ کی کارکردگی ہمیشہ شاندار رہی تھی اس لئے اُسے پوری طرح اطمینان تھا کہ جیگور گروپ ان مجرموں کو ہلاک کرنے میں کامیاب ہو جائے گا لیکن اس کے باوجود مارشل کے احکامات سُن کر اُسے یہ محسوس ہوا تھا کہ مجرم ان کی توقع سے کہیں زیادہ چالاک اور بے حد خطرناک ہیں۔

"جلدی فوکس کرو! ابھی تک تم سے جھیل کا شمالی حصہ بھی فوکس نہیں ہو سکا"۔۔۔ انچارج نے چیخ کر آپریٹر سے مخاطب ہو کر کہا۔

"میں کوشش کر رہا ہوں جناب! ۔۔۔ دراصل فاصلہ بے حد زیادہ ہے۔ اس لئے مشکل ہو رہی ہے"۔۔۔ آپریٹر نے دبے دبے لہجے میں جواب دیتے ہوئے کہا۔

انچارج نے اچانک کچھ سوچ کر میز پر رکھے ہوئے انٹرکام سیٹ کا بٹن دبا دیا۔

"یس سر"۔۔۔ دوسری طرف سے ایک مودبانہ سی آواز گونجی۔

"فائٹر ہیلی کاپٹر تیار رکھو ۔۔۔ کم از کم تین ۔۔۔ ان پر اسلحہ وغیرہ لاد دینا ۔۔۔ کسی بھی وقت ان کی ضرورت پڑ سکتی ہے"۔۔۔ انچارج نے کرخت لہجے میں کہا۔

"تیار ہیں جناب"۔۔۔ دوسری طرف سے جواب دیا گیا اور انچارج نے انٹرکام کا بٹن آف کر دیا۔

اسی لمحے سکرین پر ایک منظر اُبھرا اور انچارج کے ساتھ ساتھ آپریٹر بھی چونک پڑا۔

"ارے خدا کی پناہ! ___ یہ تو زبردست جنگ ہو رہی ہے" ___ انچارج نے کرسی سے اچھلتے ہوئے کہا۔

منظر میں جھیل کے کنارے پر موجود جیپیں خوفناک دھماکوں کے ساتھ ایک قطار کی صورت میں اڑتی چلی جا رہی تھیں اور جیگو گروپ کے افراد مشین گن اور دوسرے ہتھیاروں سے بے تحاشا فائرنگ ہو رہی تھی۔

"اوہ ___ اوہ ___ یہ تو بہت بری طرح پھنس گئے ہیں" ___ انچارج نے چیختے ہوئے کہا اور آپریٹر نے بھی سر ہلا دیا۔ اس کی آنکھیں بھی خوف و دہشت سے پھٹی جا رہی تھیں۔ اس کے سامنے انسان اس طرح مر رہے تھے جیسے مکھیاں مر رہی ہوں۔

اور پھر اس دفعہ تو انچارج اور آپریٹر دونوں کے منہ سے بے اختیار کراہیں نکل گئیں جب پورا جیگو گروپ موت کا شکار ہو کر مٹی کے ڈھیر میں تبدیل ہو گیا۔ ہیلی کاپٹر کے قریب افراد بھی مر چکے تھے اور وہیں کھڑی جیپیں بھی پرزوں میں تبدیل ہو کر بکھر گئی تھیں۔ زیادہ تر افراد ان جیپوں کی وجہ سے مرے تھے۔ کیونکہ انہوں نے جیپوں میں سوار ہو کر بھاگنے کی کوشش کی تھی۔ لیکن شاید جیپوں میں کیا سسٹم مجرموں نے فٹ کر رکھا تھا کہ وہ یوں اڑتی چلی گئیں جیسے پھلجھڑی چھوٹتی ہے۔

"اوہ خدا کی پناہ! ___ جیگو گروپ تو پورا تباہ ہو گیا ___ واقعی یہ مجرم تو بے حد خوفناک اور خطرناک ہیں ___ مارشل کا کہنا بالکل سچ ہے" ___ انچارج نے اچھلتے ہوئے کہا اور پھر وہ کرسی سے اٹھ کر بے تحاشا بھاگتا ہوا دروازے سے باہر نکلتا چلا گیا۔

دروازے سے نکل کر وہ ایک راہداری میں سے ہو کر عمارت کی

چھت پر جانے والی سیڑھیاں چڑھتا چلا گیا۔ ہیلی پیڈ چھت پر ہی بنایا گیا تھا اور وہاں ہنگامی حالات سے نمٹنے کے لئے فائٹر ہیلی کاپٹر ہر وقت تیار کھڑے رہتے تھے۔ انچارج کا رخ اسی ہیلی پیڈ کی طرف ہی تھا۔ اور سیڑھیاں پھلانگتا ہوا وہ تھوڑی دیر بعد ہی ہیلی پیڈ پر پہنچ گیا۔

"جلدی کرو ___ ہیلی کاپٹر اڑاؤ اور جھیل پر چلو ___ جیگو گروپ ختم ہو گیا ہے" ___ انچارج نے چیختے ہوئے کہا اور ہیلی کاپٹر کے گرد موجود مسلح افراد تیزی سے ہیلی کاپٹروں میں سوار ہوتے چلے گئے اور انچارج بھی اچھل کر ایک ہیلی کاپٹر میں سوار ہو گیا اور پھر ہیلی کاپٹر فضا میں بلند ہوتے چلے گئے۔

"جلدی کرو ___ جھیل کے شمالی ساحل پر لے چلو جلدی ___ اور ہر شخص فائرنگ کے لئے تیار رہے" ___ انچارج نے ٹرانسمیٹر کا بٹن آن کرتے ہوئے چیخ کر کہا۔

اور پھر ہیلی کاپٹر آگے پیچھے چلتے ہوئے تیزی سے جھیل کی طرف بڑھتے چلے گئے ___ ہیلی کاپٹروں میں سوار مسلح افراد نے اپنی پوزیشنیں سنبھال لیں اور مشین گنوں کی نالیاں نیچے کی طرف جھکا کر وہ فائرنگ کے لئے پوری طرح تیار ہو گئے۔

ہیلی کاپٹر تیزی سے پرواز کرتے ہوئے جھیل کی طرف بڑھے چلے جا رہے تھے۔ جب جھیل کا منظر نظر آنے لگا تو انچارج بری طرح چونک پڑا۔ وہاں ساحل پر جیپوں کے پرزے اور لاشیں تو بکھری ہوئی صاف نظر آ رہی تھیں، لیکن مجرم غائب تھے ان میں سے ایک بھی نظر نہ آ رہا تھا۔

"اوہ ___ یہ لوگ کہاں غائب ہو گئے" ___ انچارج نے حیرت

مسرت بھرے انداز میں چیختے ہوئے کہا۔

"جناب! ۔۔۔ شمالی طرف قریب ہی پہاڑیاں ہیں ۔۔۔ یہ لوگ ادھر ہی بھاگتے ہوں گے" ۔۔۔ ساتھ بیٹھے ہوئے پائلٹ نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"یقیناً ایسا ہی ہوگا ۔۔۔ ہیلی کاپٹروں کو پہاڑیوں کی طرف موڑ لو ۔۔۔ ہمیں انہیں ہر قیمت پر تلاش کر کے ٹھکانے لگانا ہے" ۔۔۔ انچارج نے پائلٹ سے مخاطب ہو کر تحکمانہ لہجے میں کہا اور پائلٹ نے ہیلی کاپٹر کا رخ پہاڑیوں کی طرف موڑ دیا اور اس ہیلی کاپٹر کے مڑتے ہی ان کے پیچھے آنے والے دونوں ہیلی کاپٹر بھی ادھر ہی مڑتے چلے گئے اور پھر تھوڑی دیر بعد وہ جھیل سے کافی فاصلے پر گزرتے ہوئے ان پہاڑیوں پر پہنچ گئے۔

انچارج نے ایک خانے سے طاقتور دوربین نکال کر پہاڑیوں کا جائزہ لینا شروع کر دیا لیکن پہاڑیوں پر ایک بھی آدمی نظر نہ آ رہا تھا۔ تمام پہاڑیاں سنسان پڑی ہوئی تھیں البتہ ایک پہاڑی کے دامن میں تباہ شدہ ایئرپورٹ سے اغوا شدہ جہاز کا ملبہ بکھرا پڑا تھا۔

"یہاں تو کوئی بھی نہیں ہے ۔۔۔ وہ لوگ کہیں اور نکل گئے ہیں۔ ہیلی کاپٹر کو بلندی پر لے جاؤ" ۔۔۔ انچارج نے پائلٹ سے مخاطب ہو کر کہا اور پائلٹ نے سر ہلاتے ہوئے ہیلی کاپٹر کو بلندی کی طرف اٹھانا شروع کر دیا اور انچارج دوربین آنکھوں سے لگائے گھوم گھوم کر چاروں طرف کا منظر چیک کرنے لگا اور پھر اس کی نظریں ایک جگہ پر جم گئیں۔

"ارے یہ لوگ جھیل میں سفر کر رہے ہیں ۔۔۔ کسی کشتی میں ہیں"۔ انچارج نے مسرت سے چیختے ہوئے کہا۔

"جھیل میں" ۔۔۔ پائلٹ نے چونک کر پوچھا۔

"ہاں! ۔۔۔ ہیلی کاپٹر جھیل کے کھلے علاقے میں لے چلو ۔۔۔ جلدی کرو ۔۔۔ اب یہ لوگ بچ کر نہیں جا سکتے" ۔۔۔ انچارج نے چیختے ہوئے کہا اور پائلٹ نے ہیلی کاپٹر کا رخ جھیل کی طرف موڑ دیا۔ اور پھر تھوڑی دیر بعد تینوں ہیلی کاپٹر جھیل کے اوپر پہنچ گئے۔ اب جھیل میں سرخ رنگ کی بڑی سی کشتی چلتی ہوئی صاف نظر آ رہی تھی جس میں آٹھ افراد سوار تھے۔

"ان پر مسلسل فائرنگ کرو ۔۔۔ ایک آدمی بھی بچ کر نہ نکلنے پائے۔ اڑا دو ان سب کو" ۔۔۔ انچارج نے ڈیش بورڈ میں نصب ٹرانسمیٹر کا بٹن آن کرتے ہوئے بُری طرح چیختے ہوئے کہا۔

اور اس کے ساتھ ہی ہیلی کاپٹروں نے اپنی بلندی کم کرنی شروع کر دی تاکہ کشتی میں سوار افراد مشین گنوں کی رینج میں آ جائیں۔ ہر ہیلی کاپٹر میں پائلٹ کے علاوہ دو دو مسلح افراد موجود تھے۔

اور پھر مطلوبہ بلندی پر پہنچتے ہی تمام ہیلی کاپٹروں سے مشین گنوں کی گولیاں کشتی پر بارش کی طرح برسنے لگیں۔ اور انچارج کے چہرے پر مسرت کے رنگ بکھرتے چلے گئے۔ کیونکہ اب ان آٹھ افراد کی موت یقینی ہو چکی تھی ۔۔۔ قطعی یقینی ۔۔۔ ان کے بچ جانے کا ایک فیصد بھی امکان باقی نہ رہا تھا۔

لیکن دوسرے لمحے وہ بُری طرح چونک پڑا۔ جب اس نے ان

آٹھوں افراد کو کشتی سے جھیل میں غوطہ لگاتے دیکھا۔ وہ سب پانی کے اندر غائب ہو چکے تھے۔ اور جھیل کی سطح پر خالی کشتی ڈولتی رہ گئی تھی۔

"یہ زیادہ دیر اندر نہیں رہ سکتے ۔۔۔ جیسے ہی کوئی سر باہر نکالے اڑا دو ۔۔۔ ایک گولی بھی بغیر نشانہ کے نہیں چلنی چاہیئے" ۔۔۔ انچارج نے وائرلیس پر چیختے ہوئے کہا۔

"آپ بے فکر رہیں جناب! ۔۔۔ اب یہ کسی طور پر بھی بچ کر نہیں جا سکتے" ۔۔۔ دوسرے ہیلی کاپٹروں سے جواب ملا۔

ختم شد

عمران سیریز ۷۸

جیالے جاسوس



حصہ دوم

مظہر کلیم ایم اے

یوسف برادرز
پاک گیٹ
ملتان

ناشران —— اشرف قریشی
—— یوسف قریشی
پرنٹر —— محمد یونس
طابع —— ندیم یونس پرنٹرز لاہور
قیمت —— [illegible] روپے



"جھیل میں کود جاؤ —— گہرائی میں جلدی" —— عمران نے فائرنگ شروع ہوتے ہی چیخ کر کہا اور پھر ایک لمحہ بھی ضائع کئے بغیر عمران اور اس کے ساتھی جھیل میں غوطہ لگا گئے۔ وہ تیزی سے نیچے اترتے چلے گئے جھیل کے شفاف پانی میں وہ ایک دوسرے کو بخوبی دیکھ سکتے تھے۔ وہ تیزی سے نیچے ہی نیچے پانی میں بکھرتے چلے گئے۔ وہ جلد از جلد ٹارگٹ سے دور ہٹنا چاہتے تھے۔

اور پھر جلد ہی ان کے سانس رکنے لگے۔ اور اب انہیں پانی کی سطح پر جانا لازمی ہو گیا۔ ورنہ وہ دم گھٹ کر مر سکتے تھے۔ لیکن اوپر بھی موت منڈلا رہی تھی۔ اور انہیں علم تھا کہ پانی سے سر نکالتے ہی گولی ان کے سر میں سوراخ کر دے گی۔

ادھر عمران نے پانی میں ہی مخصوص انداز میں اشارہ کیا اور پھر وہ سب عمران کو دیکھ کر تیزی سے جھیل کی سطح پر تیرتی ہوئی کشتی کی طرف بڑھتے

چلے گئے۔

چند لمحوں بعد وہ سب کشتی کے عین نیچے پہنچ گئے۔ اب ان کے سروں پر کشتی کا پیندہ تھا اور اس لئے وہ ہیلی کاپٹر میں سوار افراد کو نظر نہ آسکتے تھے۔ انہوں نے سر باہر نکالے اور پانی پر ڈولتی ہوئی کشتی ان کے سروں کی وجہ سے پانی سے اوپر اٹھتی چلی گئی۔ اس طرح انہیں سانس لینے میں آسانی ہو گئی اور ان کے رکتے ہوئے سانس بحال ہو گئے۔

"تم لوگ اس کشتی کے نیچے ہی رہنا ——— اس طرح تم سانس بھی لے سکو گے اور محفوظ بھی رہو گے" ——— عمران نے سر باہر نکالتے ہوئے انہیں ہدایت کی اور خود وہ سانس روک کر تیزی سے پانی کے نیچے بیٹھتا چلا گیا۔ ساتھ ہی اس نے واٹر پروف جیکٹ کی اندرونی جیب میں ہاتھ ڈال کر ایک چھوٹا سا پنسل نما آلہ باہر نکالا اور اسے لئے ہوئے وہ پانی کی سطح پر ابھرتا چلا گیا۔ لیکن وہ پانی کے اوپر جانے کی بجائے سطح کے قریب جا کر وہ رک گیا۔

شفاف پانی سے اسے اوپر منڈلاتے ہوئے ہیلی کاپٹر صاف نظر آرہے تھے۔ اور پھر عمران نے ہاتھ میں دبی ہوئی پنسل سیدھی کی اور اس کی نوک کو سطح کی طرف بلند کرتا چلا گیا۔ جب پنسل کی باریک نوک پانی کی سطح سے باہر نکلی، عمران نے پنسل کے نچلے حصے کو انگوٹھے سے دبا دیا۔ اس کے ہاتھ کو جھٹکا سا لگا۔ لیکن عمران نے پنسل پر اپنی گرفت مضبوط رکھی جھٹکا لگتے ہی پنسل کی نوک سے ایک شعلہ سا چمکا اور اس میں سے ایک شعاع سی نکلی اور اوپر منڈلاتے ہوئے ہیلی کاپٹر کی طرف تیزی سے بڑھتی چلی گئی۔ شعاع عین ہیلی کاپٹر کے پیندے پر پڑی

اور اس کے ساتھ ہی عمران تیزی سے پانی میں دوبارہ بیٹھتا چلا گیا۔ اب اس کا رخ کشتی کی طرف تھا۔

اور پھر جیسے ہی اس نے کشتی کے نیچے سے سر نکالا۔ اسی لمحے فضا میں ایک خوفناک دھماکہ ہوا۔ اور فضا میں موجود اس ہیلی کاپٹر جسے پنسل فائر کیا گیا تھا۔ ایک خوفناک دھماکے سے پھٹ گیا تھا اور پھر اس کے پرزے پانی میں گرتے چلے گئے اور ظاہر ہے اس میں موجود لوگوں کے جسموں کے ٹکڑے بھی ان پرزوں میں شامل تھے۔

عمران نے تیزی سے ہٹ کر کشتی سے ایک طرف سر باہر نکالا اور اسی لمحے اس نے دونوں باقی ہیلی کاپٹروں کو تیزی سے دور ہٹتے ہوئے دیکھا۔ اس کے چہرے پر ہلکی سی مسکراہٹ تیرنے لگی۔

عمران نے پنسل کو پانی سے باہر نکالا اور اب اس کی نظریں ان دونوں ہیلی کاپٹروں پر جمی ہوئی تھیں۔

دونوں ہیلی کاپٹر کافی دور جانے کے بعد دوبارہ پلٹے اور پھر ان میں سے پانی میں بم گرائے جانے لگے۔ لیکن یہ بم کشتی سے کافی دور پڑ رہے تھے۔ عمران کی تیز نظریں ہیلی کاپٹروں پر جمی ہوئی تھیں اور پھر جیسے ہی اس کے خیال کے مطابق دونوں ہیلی کاپٹر پنسل کی رینج میں آئے اس نے بٹن دبا دیئے اور پھر شعاعیں پنسل سے نکلیں اور دوسرے لمحے عمران ایک بار پھر پانی میں غوطہ لگا گیا۔ کیونکہ دونوں فائر بالکل درست ہوئے تھے۔ پنسل سے نکلنے والی شعاعیں مخصوص قسم کی تھیں یہ شعاع جب دھات کی کسی چیز سے ٹکراتی تو چند لمحوں تک اس دھات پر آگ سی سلگ اٹھتی اور شعاعیں ایک مرکز پر اکٹھی ہو جاتیں۔ چند لمحوں بعد جب وہ

مرکز کھولدیتیں تو پھر ان میں بارود جیسی خاصیت پیدا ہو جاتی تھی جس کا نتیجہ یہ ہوتا کہ دھات کی بنی ہوئی وہ چیز ایک زبردست دھماکے سے اڑ جاتی تھی جس طرح اس پر اس وقت کوئی طاقتور بم پھینکا گیا ہو۔ اس فائر کرنے والے کو دور نکل جانے کا کافی موقع مل جاتا تھا۔

یہ شعاعیں پاکیشیا کے سائنسدان سر داؤد کی دریافت تھی اور اسے اس پنسل کی صورت میں لے آنے کا کارنامہ عمران نے خود ہی انجام دیا تھا۔

ہیلی کاپٹروں سے بم نیچے گرتے رہے اور پانی میں زبردست دھماکے ہوتے رہے۔

لیکن چند ہی لمحوں بعد فضا میں دو خوفناک دھماکے ہوئے اور پھر پانی پر دونوں ہیلی کاپٹروں کے پرزوں اور ان میں سوار انسانوں کے ٹکڑوں کی بارش سی ہو گئی۔

عمران اور اس کے ساتھی چونکہ کافی گہرائی میں تھے اس لئے وہ ان گرنے والی چیزوں سے متاثر نہ ہوتے اور جب پانی میں پیدا ہونے والی ہلچل ختم ہو گئی تو وہ سب تیزی سے سطح پر نمودار ہو گئے۔ اب فضا صاف ہو چکی تھی۔ عمران اور اس کے ساتھیوں پر منڈلانے والی یقینی موت خود ہی موت میں ڈھل کر ختم ہو گئی تھی۔ اور پھر وہ سب پانی پر ڈولتی ہوئی کشتی میں سوار ہو گئے۔

اس بار ہمارا بچ نکلنا کسی معجزے سے کم نہیں ہے"۔۔۔۔ صفدر نے کشتی میں بیٹھتے ہوئے کہا۔

"معجزے بار بار نہیں ہوتے ۔۔۔ اس لئے تیزی سے کشتی آگے بڑھاؤ۔ ابھی ہم نے طویل سفر کرنا ہے"۔۔۔ عمران نے بڑے خشک لہجے میں جواب

دیتے ہوئے کہا۔

اور پھر کشتی تیزی سے آگے بڑھتی چلی گئی۔

"آخر آپ کا ارادہ کیا ہے ۔۔۔۔ ؟ آپ کس طرف جانا چاہتے ہیں"۔۔۔؟ ہرمن نے کہا۔

"میں جھیل کے ذریعے ناروا پہنچ کر وہاں سے خلیج فن لینڈ سے گزر کر سار بیاہ پہنچنا چاہتا ہوں"۔۔۔۔ عمران نے جیب سے نقشہ نکال کر کشتی کی سطح پر پھیلاتے ہوئے جواب دیا۔

"اوہ! ۔۔۔ لیکن اس کشتی میں اتنا طویل سفر تو ممکن نہیں ۔۔۔ اور ہمیں چھ ماہ سے زیادہ عرصہ اس طرح لگے گا"۔۔۔۔ ہرمن نے پریشان ہوتے ہوئے کہا۔

"تم نے کہا تھا کہ ناروا بحری فوج کے قبضے میں ہے"۔۔۔ عمران نے سنجیدہ لہجے میں کہا۔

"ہاں! ۔۔۔ اور یہ بات درست ہے"۔۔۔۔ ہرمن نے سر ہلاتے ہوئے جواب دیا۔

"تو پھر ٹھیک ہے ۔۔۔ ناروا تک ہم اس کشتی میں سفر کریں گے پھر وہاں سے کوئی فوجی کشتی پر قبضہ کریں گے ۔۔۔۔ اس کے سوا اور کوئی صورت نہیں"۔۔۔۔ عمران نے جواب دیا۔

اور ہرمن صرف سر ہلا کر رہ گیا۔ لیکن اس کا چہرہ بتا رہا تھا کہ وہ عمران کے اس پروگرام سے قطعی متفق نہیں ہے۔ ظاہر ہے فوجی بحری اڈے سے کوئی کشتی حاصل کرنا اور پھر ان سب کو ڈاج دے کر نکل جانا کم از کم ہرمن کے تصور میں ناممکن تھا۔ لیکن وہ کیا کہہ سکتا تھا۔ عمران۔ اس

سکے کہنے پر اپنا پروگرام تو تبدیل کرنے سے رہا۔

اور پھر اب تک جس طرح ہر قسم کی خطرناک سچویشن پر عمران نے اپنی ذہانت سے قابو پایا تھا اس سے تو کچھ امید بندھتی تھی کہ شاید عمران اپنے پروگرام پر عمل کرنے میں کامیاب ہو جائے۔

"تم فکر مت کرو ہرمن! ــ ہم نے اپنی جانیں ہتھیلیوں پر رکھی ہوئی ہیں ـــ اس لئے ہمیں کسی قسم کا کوئی خوف نہیں ـــ اور پھر ہم دس کروڑ معصوم اور بے گناہ افراد کے تحفظ کے لئے لڑ رہے ہیں۔ اس لئے خدا تعالیٰ کی مدد بھی ہمارے ساتھ ہے" ـــ عمران نے اس کے کاندھے پر تھپکی دیتے ہوئے کہا۔

"آپ کی بات بالکل درست ہے جناب! ـــ واقعی یہ سب کچھ خدا کی مدد کے بغیر ممکن نہیں ـــ ورنہ کے۔ جی۔ بی کے ہیڈ کوارٹر سے فرار ـــ ہوٹل میں ڈاگ سیکشن کی نگرانی سے بچ جانا ـــ اور پھر جیگر گروپ اور ان ہیلی کاپٹروں کا خاتمہ ـــ یہ سب کچھ واقعی خدا کی مدد ہی ہے" ـــ ہرمن نے بڑے عقیدت بھرے لہجے میں جواب دیتے ہوئے کہا اور عمران نے تو صرف سر ہلانے پر ہی اکتفا کیا۔ البتہ باقی ساتھیوں کے چہروں پر ہلکی سی مسکراہٹ تیر گئی۔

مارشل زاتوسے کی آنکھیں غصے اور نفرت سے پھٹی پھٹی جا رہی تھیں اُسے جب سے یہ رپورٹ ملی تھی کہ جیگر گروپ کے ساتھ ساتھ سیکورٹی ہیں کے ہیلی کاپٹروں کو بھی تباہ کر دیا گیا ہے تو ایک لمحے کے لئے تو وہ حیرت سے بت بنا بیٹھا رہا۔ بات اس کے حلق سے نیچے نہ اتر رہی تھی۔ لیکن سامنے رکھی ہوئی رپورٹیں اس کا منہ چڑا رہی تھیں۔ اور پھر اس کا خون لاوے کی طرح اُبلنا شروع ہو گیا۔ اس کی آنکھیں غصے اور نفرت سے پھٹتی چلی گئیں۔ اس نے بے اختیار غصے اور بے بسی کی شدت سے اپنے ہی بال نوچنے شروع کر دیئے اور میز کے سامنے بیٹھے ہوئے اس کے اسسٹنٹ اس کی اس حالت پر سہم کر رہ گئے۔ انہوں نے مارشل کو کبھی اتنے غصے میں نہ دیکھا تھا۔ یوں لگ رہا تھا جیسے مارشل ابھی اٹھ کر دیوار سے سر ٹکرا کر مر جائے گا۔

"حد ہو گئی ـــ کے۔ جی۔ بی شاک کے چکر رہے ہیں ہم ـــ سینکڑوں کیسکی

کام کر رہے ہیں ۔۔۔ ہر قسم کے جدید ترین آلات ہمارے پاس ۔ سرزمین
بھی ہماری ۔۔۔ ملک بھی ہمارا ۔۔۔ اور یہ آٹھ افراد ۔۔۔ اجنبی ملک میں
بغیر کسی سامان کے ۔۔۔ کے ۔ جی ۔ بی کو انگلیوں پر نچاتے پھر رہے ہیں ۔
جو سیکشن بھی ان کے مقابلے میں آتا ہے تباہ ہو جاتا ہے ۔ وہ سیکشن
جو غرور اور فخر سے چوڑے ہو کر آگے بڑھتے ہیں ۔۔۔ راکھ کا ڈھیر بن جاتے
ہیں ۔۔۔ لعنت ہے ایسی کے ۔ جی ۔ بی پر ۔۔۔ لعنت ہے ان سیکشنوں پر ۔"
مارشل نے زور زور سے میز پر مکے مارتے ہوئے چیخ کر کہا ۔ اس کے منہ
کے کناروں سے جھاگ نکلنے لگی تھی اور چہرہ غصے کی شدت سے بُری طرح
بگڑ گیا تھا ۔

مارشل اتنے زور زور سے میز پر مکے مار رہا تھا جیسے میز کے پرخچے
اڑا دے گا اور اس کے اسسٹنٹ خاموش دم سادھے بیٹھے ہوتے تھے ۔
" آخر یہ لوگ کس طرح مریں گے ۔۔۔ کیا ان پر ایٹم بم مارا جائے ۔۔۔ ؟
کیا ان کے مقابلے میں فوج کو لے آیا جائے ۔۔۔ ؟ کیا حکومت کو یہ
رپورٹ دے دی جائے کہ کے ۔ جی ۔ بی آٹھ افراد کے مقابلے میں بے بس
ہے ۔۔۔ آخر کیا کیا جائے " ۔۔۔ مارشل نے زور سے ایک بار پھر
چیختے ہوئے کہا ۔

" تم بولتے کیوں نہیں ۔۔۔ ؟ کیا بُت بن گئے ہو تم ۔۔۔ احمق کے
بچے بولو ۔۔۔ کچھ بتاؤ " ۔۔۔ مارشل آخر کار ان پر ہی چڑھ دوڑا ۔
" باس ! ۔۔۔ آپ کے سامنے ہم کیا کہہ سکتے ہیں ۔۔۔ آپ ہم سے
زیادہ ذہین ہیں ۔۔۔ عقل مند ہیں " ۔۔۔ ایک نے ڈرتے ڈرتے بڑے
سہمے ہوئے لہجے میں زبان کھولی ۔

" ہاں ! ۔۔۔ کے ۔ جی ۔ بی میں ایک مارشل ہی ذہین رہ گیا ہے ۔۔۔ باقی
سب احمق ہیں ۔۔۔ پھر ختم ہو جانا چاہیئے اس کے ۔ جی ۔ بی کو ۔۔۔ کیا
ضرورت ہے اتنی بڑی تنظیم کی ۔۔۔ کیا ضرورت ہے ان سب احمقوں
کو اکٹھا کرنے کی " ۔۔۔ مارشل بوکھلائے ہوئے بھی پر چڑھ دوڑا ۔
" باس ! ۔۔۔ وہ لوگ اب جھیل میں ہیں ۔۔۔ اور جہاں تک میرا خیال
ہے ان کا رُخ ناروا کی طرف ہے ۔۔۔ وہ شاید ناروا سے ہو کر خلیج
فن لینڈ میں ہوتے ہوئے سارینا پہنچنا چاہتے ہیں " ۔۔۔ ایک بوڑھے
سے آدمی نے سنجیدہ لہجے میں کہا ۔
" میرا خیال ہے کہ وہ دنیا کے سب سے بڑے احمق ہیں جو ایک ربڑ
کی کشتی میں اتنا طویل سفر کرنا چاہتے ہیں ۔۔۔ اس طرح تو سارینا پہنچتے
پہنچتے وہ بوڑھے ہو جائیں گے ۔۔۔ نہیں ! ۔ ان کا کوئی اور پروگرام
ہے ۔۔۔ کوئی اور منصوبہ ہے ۔۔۔ وہ ہماری طرح احمقوں کا ٹولہ
نہیں ہیں " ۔۔۔ مارشل نے فیصلے لہجے میں کہا ۔
" بظاہر تو یہی نظر آتا ہے باس ! ۔۔۔ بہرحال ان کا جو بھی منصوبہ
ہو ۔۔۔ انہیں آگے نہیں بڑھنے دیا جائے ۔۔۔ ہمارے پاس جدید ترین
بحری اسلحہ ہے ۔۔۔ جدید ترین آبدوزیں ہیں ۔۔۔ کیا ہم انہیں استعمال
نہیں کر سکتے " ۔۔۔ اسی بوڑھے نے کرخت لہجے میں جواب دیتے ہوئے کہا ۔
" آبدوز ۔۔۔ ہاں ! ۔۔۔ آبدوز ۔۔۔ بالکل ٹھیک ہے ۔۔۔ آبدوز ہی
ہمارے مسئلے کا واحد حل ہے ۔۔۔ آبدوز کو یہ لوگ ختم نہیں کر سکتے ۔
اور آبدوز کے مقابلے میں نہیں ٹھہر سکتے ۔۔۔ بالکل ٹھیک ہے ۔
اب ان کی موت آبدوز کے ذریعے ہی ہو گی اور یقینی ہو گی ۔۔۔ اور میں

خود اس آپریشن کو ہینڈل کروں گا ۔۔۔ میں دیکھتا ہوں کہ یہ کس طرح بچ کر نکلتے ہیں" ۔۔۔ مارشل نے زور دار لہجے میں کہا اور پھر وہ کرسی سے اٹھ کر کھڑا ہو گیا۔

"ٹھیک ہے ۔۔۔ میٹنگ برخاست ۔۔۔ تم لوگ جا سکتے ہو" ۔۔۔ مارشل نے چیخ کر کہا اور وہ سب اٹھ کر کان دبائے تیزی سے چلتے ہوئے کمرے سے باہر نکلتے چلے گئے۔

ان کے جانے کے بعد مارشل تیزی سے مڑا اور اس نے دیوار میں نصب ایک بڑی سی الماری کے پٹ کھولے اور اس میں سے ایک ٹرانسمیٹر نکال کر میز پر رکھا اور پھر تیزی سے اس پر ایک فریکوئنسی سیٹ کرنے لگا۔ چند لمحوں بعد دوسری طرف سے آواز سنائی دی۔

"ہیلو ۔ ہیلو ۔ واٹر بیس الیون مغربی سمندری زیرو وان اٹنڈنگ ۔۔۔ اوور" ۔۔۔ دوسری طرف سے ایک بھاری آواز نے کہا۔

"مارشل زاتورے چیف آف کے۔جی۔بی سپیکنگ۔ اوور" ۔۔۔ مارشل زاتورے نے چیخ کر کہا۔ اس کے لہجے میں ابھی تک غصے کی شدت کے آثار نمایاں تھے۔

"یس سر! ۔۔۔ فرمائیے۔ اوور" ۔۔۔ دوسری طرف سے مؤدبانہ لہجے میں پوچھا گیا۔

"واٹر بیس کے انچارج سے بات کراؤ ۔۔۔ اٹ از ایمرجنسی۔ اوور" ۔ مارشل نے چیخ کر کہا۔

"اوکے! ۔۔۔ چند لمحے ہولڈ کیجئے۔ اوور" ۔۔۔ دوسری طرف سے کہا گیا اور پھر چند لمحوں بعد ایک اور آواز سنائی دی۔

"کاتین چیف آف واٹر بیس سپیکنگ ۔ فرمائیے ۔ اوور" ۔۔۔ بولنے والے نے مؤدبانہ لہجے میں کہا۔

"کاتین! ۔۔۔ مجھے فوری طور پر ایک فائٹر آبدوز چاہیئے ۔۔۔ ایسی آبدوز جو انتہائی تیز رفتاری کے ساتھ ساتھ ہر قسم کا حملہ کرنے کی طاقت بھی رکھتی ہو۔ اوور" ۔۔۔ مارشل نے جواب دیا۔

"آبدوز تو مل جائے گی جناب! ۔۔۔ مگر مشن کیا ہے ۔ اوور" ۔۔۔ ؟ کاتین نے حیرت بھرے لہجے میں جواب دیتے ہوئے پوچھا۔

"سنو کاتین! ۔۔۔ پاکیشیائی سیکرٹ سروس کا ایک گروپ جو آٹھ افراد پر مشتمل ہے، جزیرہ سارمیا پر حملہ کرنا چاہتا ہے ۔۔۔ ہم ان کے تعاقب میں ہیں ۔۔۔ اس وقت وہ جھیل چیکوریسک میں ایک پُراسرار سی کشتی میں سفر کر رہے ہیں ۔۔۔ ان کے پاس ایسے جدید ترین آلات ہیں کہ وہ ہر حملہ کرنے والی چیز کو ایک لمحے میں اڑا دیتے ہیں ۔۔۔ ہم نے ان پر ہیلی کاپٹروں سے حملہ کیا ۔۔۔ فائٹر طیاروں سے بم گرانے کی کوشش کی ۔۔۔ راکٹ لانچروں سے ان پر راکٹ پھینکے ۔۔۔ لیکن وہ نہ صرف خود بچ نکلے ۔۔۔ بلکہ انہوں نے ہیلی کاپٹر، راکٹ لانچر اور فائٹر جہاز بھی تباہ کر دیئے ۔۔۔ ان کا رُخ آروا کی طرف ہے۔ جہاں تمہارا اڈہ ہے ۔۔۔ اس لئے اب میں نے فیصلہ کیا ہے کہ آبدوز میں بیٹھ کر ان کی طرف بڑھا جائے ۔۔۔ اور آبدوز سے فائر کر کے ان کا خاتمہ کیا جائے ۔۔۔ مجھے یقین ہے کہ وہ آبدوز کو تباہ نہ کر سکیں گے اور اس طرح ہم اس خطرناک ترین گروپ کا خاتمہ کرنے میں کامیاب ہو جائیں گے ۔ اوور" ۔۔۔ مارشل زاتورے نے تفصیل

بتاتے ہوئے کہا۔

"آپ کی بات درست ہے جناب! ____ لیکن جناب! جھیل کا پانی اتنا گہرا نہیں ہے کہ اس میں آبدوز کو چلایا جا سکے ____ اس لئے آپ کی یہ تجویز ناقابل عمل ہے ____ آبدوز البتہ خلیج فن لینڈ میں چل سکتی ہے۔ اوور" ____ کاتین نے جواب دیا۔

"اوہ! ____ اس بات پر تو میں نے غور ہی نہیں کیا ____ اب کیا کیا جائے۔ اوور" ____ مارشل ٹراٹور نے مایوسانہ لہجے میں کہا۔

"مایوسی کی کوئی بات نہیں جناب! ____ اگر آپ کہیں تو ہم انتہائی تیز رفتار لانچ کے ذریعے ان کا خاتمہ کر دیں۔ اوور" ____ کاتین نے تجویز پیش کی۔

"نہیں! ____ وہ ایک لمحے میں لانچ کو اڑا دیں گے۔ اوور" ____ مارشل نے انکار کرتے ہوئے کہا۔

"تو پھر ایک ہی صورت ہے کہ ہم بحری طشتری کے ذریعے ان پر حملہ کریں۔ اوور" ____ کاتین نے دوسری تجویز پیش کر دی۔

"بحری طشتری! ____ یہ کیا چیز ہوئی۔ اوور" ____ مارشل نے حیران ہوتے ہوئے کہا۔

"یہ روسیاہی سائنسدانوں کی جدید ترین ایجاد ہے ____ اسے آپ زمینی بکتر بند گاڑی سمجھ لیں ____ جیسے زمین پر ایک بکتر بند گاڑی فوجوں کو محفوظ جگہوں پر منتقل کرنے کے لئے استعمال ہوتی ہے اور اس گاڑی پر بم یا گولی اثر نہیں کرتی ____ اسی طرح ایک بحری بکتر بند گاڑی تیار کی گئی ہے ____ اس کا ڈیزائن بالکل اڑن طشتری جیسا ہے۔

یہ پانی کو چھوتی ہوئی انتہائی تیز رفتاری سے آگے بڑھتی ہے اور اس میں سے دشمن پر ہر قسم کا حملہ کیا جا سکتا ہے جبکہ اس پر ہر قسم کا بم اور گولی اثر نہیں کرتی۔ اسے بحری طشتری کا کوڈ نام دیا گیا ہے۔ یہیں تجرباتی طور پر ایک بحری طشتری دی گئی ہے اور اس کے تجربات ہر لحاظ سے کامیاب رہے ہیں۔ اوور" ____ کاتین نے تفصیل بتاتے ہوئے کہا۔

"ویری گڈ! ____ ویری گڈ! ____ یہ تو آبدوز سے بھی زیادہ محفوظ اور خطرناک ثابت ہوگی۔ ____ ٹھیک ہے۔ تم بحری طشتری تیار کرو۔ میں خود تمہارے پاس پہنچ رہا ہوں ____ میں خود اس بحری طشتری میں بیٹھ کر اس گروپ کا خاتمہ کروں گا۔ اوور" ____ مارشل ٹراٹور نے خوش ہوتے ہوئے کہا۔

"ٹھیک ہے جناب! ____ آپ تشریف لائیں۔ ہم آپ کا استقبال کریں گے۔ اوور" ____ کاتین نے مؤدبانہ لہجے میں کہا۔

"اوور اینڈ آل" ____ مارشل نے مسرت بھرے لہجے میں کہا اور پھر ٹرانسمیٹر آف کر دیا۔ اس کے چہرے پر کامیابی کے آثار ابھر آئے تھے۔ اب اسے یقین ہو گیا تھا کہ وہ بحری طشتری کی مدد سے عمران اور اس کے ساتھیوں کا خاتمہ کرنے میں کامیاب ہو جائے گا۔

ٹرانسمیٹر کو واپس الماری میں رکھنے کے بعد وہ ملحقہ ڈریسنگ روم میں داخل ہو گیا۔ تاکہ لباس بدل کر وہ ناروا کے بحری اڈے پر پہنچ سکے۔

عمران اور اس کے ساتھی کشتی کو چپوؤں کی مدد سے آگے بڑھائے لئے جا رہے تھے۔ کشتی جیسے جیسے آگے بڑھ رہی تھی جھیل وسیع ہوتی چلی جا رہی تھی۔

"نا روا اس رفتار سے تو ہم نہیں پہنچ سکتے جناب!۔۔۔ اس طرح تو ہمیں کم از کم دو ماہ چاہئیں اور راستے کے لئے ہمارے پاس نہ پانی کا ذخیرہ ہے اور نہ خوراک کا" ۔۔۔ ہرمن نے ایک بار پھر اعتراض کرتے ہوئے کہا۔

"تم فکر نہ کرو۔۔۔ جب تمہیں پیاس اور بھوک لگے۔۔۔ مجھے بتا دینا۔ میں ایک لمحے میں تمہاری بھوک اور پیاس مٹا دوں گا" ۔۔۔ عمران نے مسکراتے ہوئے جواب دیا۔

"وہ کیسے جناب" ۔۔۔ ؟ ہرمن نے حیران ہو کر ادھر اُدھر دیکھتے ہوئے پوچھا۔

"میں تمہیں اٹھا کر پانی میں پھینک دوں گا۔۔۔ تم نیچے جا کر اپنے آپ بھوک و پیاس سے بے نیاز ہو جاؤ گے" ۔۔۔ عمران نے بڑے سنجیدہ لہجے میں جواب دیتے ہوئے کہا اور ہرمن جھینپ کر خاموش ہو گیا۔

"ہرمن صحیح کہہ رہا ہے۔۔۔ آخر تم کیا کرنا چاہتے ہو۔۔۔ ؟ اس طرح کشتی میں سفر تو صریحاً خودکشی ہے۔۔۔ اور میں اس خودکشی کے حق میں نہیں ہوں" ۔۔۔ تنویر جو خاموش بیٹھا تھا۔ آخر کار بول پڑا۔ اس کے لہجے میں خاصی سختی تھی۔

"حق میں نہیں ہو تو مخالفت میں ووٹ دے دیا۔۔۔ میں نے تمہیں روکا ہے" ۔۔۔ عمران نے جواب دیا۔

"لیکن عمران صاحب!۔۔۔ آخر آپ نے کیا سوچ رکھا ہے۔۔۔ کچھ ہمیں بھی بتائیے" ۔۔۔ اس بار صفدر اور کیپٹن شکیل دونوں ہی بول پڑے۔

"کشتی چلانے والے نے کبھی سوچا ہے۔۔۔ جواب سوچوں گا۔۔۔ بس خدا کے سہارے چلی جا رہی ہے۔۔۔ تم نے دیکھا ہے کہ جس بس کا ہر پُرزہ ڈھیلا ہو۔ اس پر لکھ دیا جاتا ہے کہ خدا کے سہارے چلی جا رہی ہے۔۔۔ اور وہ واقعی چلی جا رہی ہوتی ہے" ۔۔۔ عمران نے جواب دیا۔ اس کا لہجہ بے حد سنجیدہ تھا۔

"کیوں نہ ہم کشتی کو کنارے پر لے چلیں۔۔۔ اور وہاں کسی آبادی سے خوراک اور پانی حاصل کر کے سفر کریں" ۔۔۔ ہرمن نے تجویز پیش کی۔

"اور وہاں کے جی ربی کے کسی سیکشن سے ہتھے چڑھ کر اپنے

انجام کو پہنچ جائیں گے"۔۔۔۔ عمران نے بُرا سا منہ بناتے ہوئے کہا۔

"ہاں!۔۔۔ یہ خطرہ تو ہے۔۔۔ لیکن یہ خطرہ تو ہر حال میں ہمیں مول لینا ہی پڑے گا۔۔۔ اس کے سوا اور کوئی چارہ نہیں"۔۔۔ ہمزہ نے جواب دیا۔

"میرے پاس بھوک اور پیاس مٹانے والی گولیاں موجود ہیں۔ ان گولیوں کے سہارے ہم پندرہ روز تک بغیر کچھ کھائے پیئے سفر کر سکتے ہیں۔۔۔ اس لئے گھبرانے کی کوئی بات نہیں ہے"۔۔۔ عمران نے سنجیدہ لہجے میں کہا۔

"اور پندرہ روز بعد کیا کریں گے۔۔۔؟ کیا ایک دوسرے کا خون پئیں گے۔۔۔ اور ایک دوسرے کا گوشت کھائیں گے"۔۔۔؟ تنویر نے طنزیہ لہجے میں کہا۔

"یار!۔۔۔ اتنے بے صبرے کیوں بن رہے ہو۔۔۔؟ وہ سیاہ والے اتنے بُرے میزبان نہیں ہیں کہ اپنے مہمانوں کے لئے کوئی بندوبست نہ کریں۔۔۔ مجھے یقین ہے کہ وہ جلد ہی ہماری مہمانی میں کچھ نہ کچھ ضرور کریں گے"۔۔۔ عمران نے سر ہلاتے ہوئے کہا۔

اور پھر اس سے پہلے کہ کوئی عمران کی بات کا جواب دیتا اچانک صفدر چیخ پڑا۔

"عمران صاحب!۔۔۔ دُور ایک دھبہ سا پانی پر تیزی سے تیرتا ہوا ہماری طرف آرہا ہے"۔۔۔ صفدر نے کہا اور وہ سب چونک کر اس طرف دیکھنے لگے جدھر صفدر نے اشارہ کیا۔

واقعی دُور ایک سیاہ رنگ کا دھبہ پانی پر اچھلتا ہوا انتہائی تیز رفتاری

سے ان کی طرف بڑھا چلا آرہا تھا۔

اور پھر چند لمحوں بعد ہی اس کا خاکہ واضح ہو گیا۔ یہ اڑن طشتری قسم کی کوئی چیز تھی جو پانی پر اچھلتی ہوئی تیزی سے ان کی کشتی کی طرف بڑھی چلی آرہی تھی۔

"پانی میں غوطے لگا جاؤ۔۔۔ گہرے پانی میں۔۔۔ ایمرجنسی آکسیجن کیپسول منہ میں ڈال لو۔۔۔ جلدی کرو"۔۔۔ عمران نے چیخ کر کہا اور ان سب نے جیبوں میں ہاتھ ڈال کر چھوٹے چھوٹے کیپسول نکالے اور انہیں منہ میں ڈال کر وہ کشتی سے جھیل میں چھلانگیں لگا گئے۔ اور پانی میں غوطہ لگاتے ہی وہ تیزی سے پانی کے اندر ہی اندر ہی کشتی سے دُور ہٹتے چلے گئے۔

جھیل کے شفاف پانی میں باہر کا منظر صاف نظر آرہا تھا اور پھر تھوڑی دیر بعد انہوں نے ایک اڑن طشتری قسم کی چیز کو کشتی کے قریب پانی کو چیر کر آگے بڑھتے دیکھا۔

اڑن طشتری میں سے سُرخ رنگ کی ایک شعاع نکلی اور ان کی کشتی پر جیسے ہی وہ شعاع پڑی کشتی کو آگ لگ گئی اور وہ پانی پر ہی دھڑا دھڑ جلنے لگی۔

طشتری اب کشتی کے گرد تیزی سے چکر کاٹ رہی تھی۔ اس کی سپیڈ اتنی تیز تھی کہ اس پر نگاہ بھی نہ ٹھہرتی تھی۔ وہ پلک جھپکنے میں اِدھر سے اُدھر اور اُدھر سے اِدھر پہنچ جاتی۔

اور پھر طشتری میں سے بم پانی کے اندر پھینکے جانے لگے۔ یہ بم پانی کے اندر گر کر خوفناک دھماکوں سے پھٹ جاتے اور ان کے پھٹنے سے پانی یوں الٹ پلٹ ہوتا جیسے زبردست طوفان آگیا ہو۔

عمران اور اس کے ساتھی کشتی سے کافی دور تھے اس لئے وہ ان بموں سے پیدا ہونے والے طوفانوں سے فی الحال بچے ہوئے تھے اور پھر اچانک ایک بم اس جگہ گرا جہاں ہرمن تیر رہا تھا۔ بم پھٹتے ہی پانی میں طوفان پیدا ہوا اور ہرمن بے اختیار اس طوفان کی وجہ سے اچھل کر پانی کی سطح کے اوپر پہنچ گیا۔

اسی لمحے گڑگڑ کی ہلکی آواز پانی کے اندر سے ہوتی ہوئی ان کے کانوں تک پہنچی اور ہرمن کے جسم کو انہوں نے پانی پر ہی بری طرح اچھلتے دیکھا۔ پانی کا رنگ تیزی سے سرخ ہوتا چلا گیا۔ اور چند لمحوں بعد ہرمن کا جسم سیدھا ہو گیا۔ وہ ایک لاش میں تبدیل ہو کر اب پانی پر تیر رہا تھا اور عمران کے ساتھیوں نے آنکھیں بند کر لیں۔ ان کا ایک ساتھی دشمنوں کا شکار ہو گیا تھا۔ اور جس انداز میں بم گرائے جا رہے تھے اس سے صاف ظاہر ہو رہا تھا کہ کسی بھی لمحے ان کا بھی ہرمن جیسا حشر ہو گا۔

عمران نے ہرمن کے ہلاک ہوتے ہی غصے سے دانت بھینچ لئے۔ اڈرن طشتری نما کشتی کی سپیڈ اتنی تیز تھی کہ وہ اس پر پنسل فائر بھی نہ کر سکتا تھا اور پسٹل فائر کے لئے بھی اسے پانی کی سطح کے قریب جانا پڑتا تھا جس کا خطرہ وہ مول نہ لے سکتا تھا۔ کیونکہ جھیل کا شفاف پانی اسے فوراً نمایاں کر دیتا اور اڈرن طشتری سے اسے فوراً ہلاک کر دیا جاتا۔ عجیب سی صورت حال پیدا ہو گئی تھی جس کا کوئی حل نظر نہ آ رہا تھا۔ وہ اب بس قسمت کے سہارے پر زندہ تھے۔ منہ میں رکھے ہوئے آکسیجن کیپسولوں کی وجہ سے وہ اتنی دیر سے پانی کے اندر موجود تھے۔ اور ان کا دم نہ گھٹ رہا تھا لیکن عمران جانتا تھا کہ یہ کیپسول زیادہ دیر تک

سانس نہ دیں گے اور پھر یا تو وہ ڈوب کر مر جائیں گے یا پھر انہیں سانس لینے کے لئے سطح پر جانا پڑے گا اور پھر انہیں شکار کر لیا جائے گا لیکن اس نئے حربے سے نپٹنے کا بھی کوئی ذریعہ نظر نہ آ رہا تھا۔

عمران کے تصور میں بھی نہ تھا کہ سکے۔ جی۔ پی اس قسم کا حربہ استعمال کریں گے۔ اس کا خیال تھا کہ وہ کسی لانچ پر آئیں گے اور پھر آسانی سے اس لانچ پر قبضہ کر لیا جائے گا۔ لیکن یہ تو بالکل ہی نئی اور انوکھی چیز مقابلے میں لے آئے تھے۔

بم مسلسل گر رہے تھے۔ لیکن یہ ان کی خوش قسمتی تھی کہ وہ ان بموں کی رینج سے کافی دور تھے۔ صرف ہرمن ہی ان کے ہتھے چڑھا تھا۔

اور پھر اچانک بم برسنے بند ہو گئے اور عمران اور اس کے ساتھی چونک پڑے۔ پانی میں زبردست ہلچل ابھی تک موجود تھی اور عمران اور اس کے ساتھی کسی نئے حربے کے لئے تیار ہو گئے اور پھر انہوں نے اس بحری کشتی کو کافی فاصلے پر پانی کی سطح پر رکتے ہوئے دیکھا اور اس سے پہلے کہ عمران اس کشتی کو ہٹ کرنے کے لئے کوئی ترکیب سوچتا۔ اس بحری کشتی کا پیندہ کھلا اور بہت سے غوطہ خور پانی میں اترتے چلے گئے۔ ان کے ہاتھوں میں پانی میں چلنے والی مخصوص گنیں موجود تھیں وہ مکمل غوطہ خوری کے لباس میں تھے۔

پانی میں اترتے ہی وہ تیزی سے اس طرف بڑھے جدھر عمران اور اس کے ساتھی موجود تھے اور عمران ان کے نیچے اترتے ہی تیار ہو گیا۔ اس نے پھرتی سے جیب میں ہاتھ ڈال کر ایک چھوٹا سا کیپسول نکالا اور اسے انگوٹھے کی مدد سے توڑ کر پانی میں ڈال دیا۔ اس کیپسول کے ٹوٹتے

رہی پانی کا رنگ تبدیل ہوتا چلا گیا۔

اب پانی کا رنگ سطح کے نیچے گاڑھا ہوتا چلا جا رہا تھا اور اس کا پھیلاؤ خاصے رقبے میں تھا اس طرح کشتی میں بیٹھے ہوئے افراد زیر آب کارروائی کو چیک نہ کر سکتے تھے اور عمران نے ہاتھ ہلا کر اپنے ساتھیوں کو مخصوص اشارہ کیا اور وہ تیزی سے چکر کاٹ کر ان غوطہ خوروں کی پشت پر پہنچتے چلے گئے۔

تھوڑی ہی دیر میں وہ ان میں کود کر چکے تھے اور پھر پانی میں ہولناک جنگ جاری ہو گئی۔ اور عمران اور اس کے ساتھی شارک مچھلی کی طرح ان غوطہ خوروں پر جھپٹ پڑے۔

عمران نے بڑی پھرتی سے ایک حملہ آور کے آکسیجن سلنڈر کا والو بند کر دیا اور والو بند ہوتے ہی غوطہ خور بری طرح تڑپنے لگا اور عمران نے اسے پکڑے رکھا۔

چند لمحوں بعد ہی اس کا جسم ڈھیلا پڑتا چلا گیا اور عمران نے بڑی پھرتی سے پانی کے اندر ہی اس کا غوطہ خوری کا سامان اور لباس اتارنا شروع کر دیا اور پھر اس نے اسے اپنے لباس پر چڑھا کر آکسیجن کیپ بھی منہ پر چڑھا لی اور والو کھول دیا۔ اب وہ آسانی سے سانس لے سکتا تھا۔ اس کے بعد وہ دوسروں کی طرف متوجہ ہوا تو اس نے دیکھا کہ تنویر، صفدر، کیپٹن شکیل اور نعمانی نے ایک ایک آدمی پر قابو پا لیا تھا۔ لیکن صدیقی اور چوہان ابھی تک اپنے مخالفوں سے لڑنے میں مصروف تھے۔

عمران نے اپنے حریف سے چھینی ہوئی گن سیدھی کی اور پھر اس نے بڑی پھرتی سے فائر شروع کر دیئے۔ اس نے سب سے پہلے تو

صدیقی اور چوہان کے حریفوں کو ڈھیر کیا اور بعد میں باقی ساتھیوں کے حریفوں کو۔

ان سب کے ختم ہوتے ہی عمران کے اشاروں پر انہوں نے ان کے لباس اور آکسیجن کیپ پہننے شروع کر دیئے۔ اب مسئلہ تھا ان لاشوں کو ٹھکانے لگانے کا۔ کیونکہ ان کا سطح سمندر پر جانا ان سب کے لئے خطرناک ثابت ہو سکتا تھا۔ چنانچہ عمران نے ان لاشوں پر بے تحاشا فائرنگ شروع کر دی اور اس کے ساتھ ہی باقی ساتھیوں نے بھی۔

پانی کے اندر یوں لگتا تھا جیسے زبردست جنگ جاری ہو اور پھر دیکھتے ہی دیکھتے گنوں کی جاری گولیوں نے ان کے حریفوں کے جسموں کے ٹکڑے اڑا دیئے اور یہ ٹکڑے پانی کے ساتھ تیرتے ہوئے سطح کی طرف بڑھے اور پھر سطح پر پھیلتے چلے گئے۔

اب عمران نے اپنے ساتھیوں کو اپنے پیچھے آنے کا اشارہ کیا اور وہ سب ایک دوسرے کے پیچھے تیرتے ہوئے تیزی سے اس بحری کشتی کی طرف بڑھتے چلے گئے جو ایک طرف دور پانی پر رکی ہوئی تھی۔

مارشل زاتوکے کا تیز رفتار ٹو سیٹر جہاز جب ناروا کے فوجی ائیرپورٹ پر اترا تو بحری اڈے کا چیف کاتین اعلیٰ حکام کے ساتھ بذات خود اس کے استقبال کے لئے موجود تھا۔ رسمی تعارف کے بعد کاتین سے مارشل نے پہلا سوال بحری طشتری کے متعلق ہی کیا۔

"جناب طشتری تیار ہے ۔۔۔ بس آپ کا انتظار تھا ۔۔۔ میں نے کچھ مسلح افراد کا بھی بندوبست کر لیا ہے ۔۔۔ ہو سکتا ہے کہ ضرورت پڑ جائے" ۔۔۔ کاتین نے ٹرمینل کے قریب موجود ایک کار کی طرف بڑھتے ہوئے کہا۔

"ٹھیک ہے ۔۔۔ اچھا ہے" ۔۔۔ مارشل نے سر ہلاتے ہوئے کہا اور پھر وہ کار میں سوار ہوئے تو کار تیزی سے آگے بڑھتی چلی گئی۔

ناروا شہر کی سڑکوں پر دوڑنے کے بعد وہ بندرگاہ پر پہنچ گئے۔ جہاں ایک مخصوص جگہ پر وہ بحری طشتری پانی پر کھڑی ہچکولے لے رہی تھی

"بہت خوب! ۔۔۔ یہ تو واقعی اڑن طشتری ہے" ۔۔۔ مارشل نے بحری طشتری کی طرف دیکھتے ہی تحسین آمیز لہجے میں کہا۔

"آیئے چلیں" ۔۔۔ کاتین نے کار سے اتر کر طشتری کے ساتھ لگے ہوئے لکڑی کے پل پر چڑھتے ہوئے کہا اور پھر وہ دونوں آگے پیچھے چلتے ہوئے طشتری کے کھلے دروازے سے ہوتے ہوئے اس کے اندر داخل ہو گئے۔

طشتری اندر سے کسی بڑے جہاز کی مانند تھی۔ چاروں طرف موجود شیشوں کی وجہ سے ایک جگہ بیٹھ کر ہر طرف کا منظر دیکھا جا سکتا تھا۔ طشتری میں کیپٹن پائلٹ کے علاوہ سات افراد موجود تھے جنہوں نے غوطہ خوری کا لباس پہنا ہوا تھا۔

مارشل کے اندر آنے پر ان سب نے کھڑے ہو کر مارشل کا استقبال کیا اور مارشل نے انہیں بیٹھنے کا اشارہ کرتے ہوئے بڑی گہری نظروں سے طشتری کا اندرونی جائزہ لیا اور پھر وہ کاتین کے اشارے پر کیپٹن پائلٹ کے ساتھ والی سیٹ پر بیٹھ گیا۔

پائلٹ نے اس کے بیٹھتے ہی انجن سٹارٹ کیا اور طشتری پانی پر تیزی سے پھسلتی ہوئی آگے بڑھ گئی۔ اس کی رفتار لمحہ بہ لمحہ تیز ہوتی چلی جا رہی تھی۔ اور وہ پانی کے اوپر جیسے پرواز کرتی ہوئی آگے بڑھ رہی تھی۔ البتہ کچھ وقفے کے بعد اس کا گول اور سپاٹ پیندہ پانی کی سطح سے چھوتا اور پھر وہ ہلکے سے جھٹکے سے اور آگے بڑھ جاتی۔ اس طرح پانی کو چھوتی ہوئی وہ خاصی تیز رفتاری سے آگے بڑھتی چلی جا رہی تھی۔ اس کا رخ جھیل کے اس طرف تھا جدھر تار تو تھا کیونکہ مارشل کے کہنے کے مطابق غیر ملکی

جاسوسوں کا گروپ اس طرف سے ہی نمودار ہو رہا تھا۔

کاتین اور مارشل کی تیز نظریں شیشے کے پار جھیل کی سطح پر جمی ہوئی تھیں اور مارشل کا دل بری طرح دھڑک رہا تھا کہ کاش یہ حربہ کامیاب رہے۔

"وہ دیکھو ـــــ وہ کشتی" ـــــ اچانک دور سے سطح جھیل پر ایک دھبہ سا نظر آتے ہی مارشل چیخ پڑا۔

"ہاں! ـــــ وہ کشتی ہے" ـــــ کاتین نے سر ہلاتے ہوئے کہا اور کیپٹن پائلٹ نے بھی سر ہلاتے ہوئے بحری طشتری کا رخ اس کشتی کی طرف کر دیا تھوڑی دیر بعد کشتی کا خاکہ واضح طور پر نظر آنے لگ گیا۔

"ارے یہ کشتی تو خالی ہے" ـــــ کاتین نے چند لمحوں بعد چونکتے ہوئے کہا۔

اور مارشل نے بھی دیکھا کہ واقعی کشتی خالی پڑی ہوئی تھی اس پر کوئی آدمی سوار نہ تھا۔

"وہ لوگ ہماری طشتری کو دیکھ کر پانی میں غوطہ لگا گئے ہوں گے"۔ مارشل نے کہا۔

"بالکل ایسا ہی ہوگا ـــــ لیکن اب وہ بچ کر نہیں جا سکتے" ـــــ کاتین نے کہا۔

اسی لمحے بحری طشتری اس کشتی کے عین قریب سے ہوتی ہوئی آگے بڑھ گئی۔

"پہلے اس کشتی پر ریز فائر کر کے اسے جلا دو" ـــــ کاتین نے چیخ کر کیپٹن پائلٹ سے کہا۔

اور پھر پائلٹ نے سر ہلاتے ہوئے بحری طشتری کو تیزی سے واپس

موڑا۔ اور پھر جیسے ہی وہ کشتی کے قریب پہنچی پائلٹ نے سامنے لگے ہوئے سوئچ بورڈ میں سے ایک بٹن کو انگوٹھے سے دبا دیا۔

بٹن دبتے ہی طشتری کی سائیڈ سے سرخ رنگ کی تیز شعاع نکل کر کشتی پر پڑی اور دوسرے لمحے کشتی کو آگ لگ گئی اور وہ دھڑا دھڑ جلنا شروع ہو گئی۔

بحری طشتری کو پائلٹ نے اس کشتی کے گرد گھمانا شروع کر دیا۔ جھیل کا پانی گو شفاف تھا لیکن اس میں سے زیادہ گہرائی تک نظر نہ آ سکتا تھا۔ اور پھر طشتری کی رفتار بھی اتنی تیز تھی کہ نظر جمتی ہی نہ تھی۔

"یہ لوگ یقیناً کشتی کے ارد گرد پانی میں موجود ہیں ـــــ انہیں پانی کے اندر ہی ہلاک کر دو" ـــــ مارشل نے چیخ کر کہا۔ اور کاتین نے پائلٹ کو راکٹ بم پانی میں فائر کرنے کا حکم دیا۔ اور پائلٹ نے تیزی سے مختلف بٹن دبانے شروع کر دیئے۔

دوسرے لمحے طشتری سے بم نکل کر پانی میں گرنے لگے۔ پانی میں زبردست دھماکے ہو رہے تھے اور جس جگہ راکٹ بم گرتا تھا یوں لگتا تھا جیسے خوفناک طوفان آ گیا ہو۔

پائلٹ کشتی کے گرد مختلف جگہوں پر مسلسل بم پھینکتا چلا جا رہا تھا۔ اور پھر اچانک اس نے پھرتی سے ایک اور بٹن دبا دیا اور دوسرے لمحے مارشل اور کاتین نے پانی کی اس جھیل میں ایک آدمی کو سطح پر اچھلتے دیکھا۔ جیسے ہی وہ آدمی اچھلا پائلٹ نے جو بٹن دبایا تھا طشتری کے باہر مشین گن کی تیز آواز سے مشین گن گونجی اور اس آدمی کے جسم میں بے شمار سوراخ ہوتے چلے گئے اور اس کے خون سے پانی رنگین ہوتا چلا گیا۔

"وہ مارا ۔۔۔ ویری گڈ! ۔۔۔ اسی طرح ان سب کو ہلاک کر دو ۔۔۔ ایک بھی بچ کر نہ جا سکے" ۔۔۔ مارشل نے خوشی سے چیختے ہوئے کہا۔ ایک آدمی کے ہلاک ہونے سے وہ اس طرح خوش ہوا تھا جیسے اس نے کوئی ناقابل تسخیر قلعہ فتح کر لیا ہو۔

بم ابھی تک مسلسل گر رہے تھے اور پھر اچانک ٹھس ٹھس کی آوازیں نکلیں اور پائلٹ نے چونک کر مشین آف کر دیئے۔

"راکٹ بم ختم ہو گئے ہیں جناب" ۔۔۔ پائلٹ نے کہا۔

"کوئی بات نہیں ۔۔۔ یہ لوگ اب اس قابل نہیں رہے ہوں گے کہ مقابلہ کر سکیں ۔۔۔ اول تو ہلاک ہو چکے ہوں گے ۔۔۔ ورنہ زخمی تو ضرور ہو گئے ہوں گے۔ اس لئے اب غوطہ خوروں کو بھیج دینا چاہیے تاکہ وہ اپنی گولیوں سے رہی سہی کسر بھی پوری کر دیں" ۔۔۔ کاتھین نے بڑے پُراعتماد لہجے میں کہا اور مارشل نے بھی سر ہلا دیا۔

"جاؤ اور جا کر ان لوگوں کے ٹکڑے اڑا دو" ۔۔۔ کاتھین نے ہیلی کاپٹر میں موجود مسلح غوطہ خوروں سے مخاطب ہو کر کہا اور ان سب نے تیزی سے آکسیجن سیٹ اپنے جسموں پر چڑھانے شروع کر دیئے۔ اس کے بعد پائلٹ نے ہیلی کاپٹر کو ایک جگہ روکا اور پھر بٹن دبا کر اس کا پیندہ کھول دیا اور غوطہ خور گنیں سنبھالے پانی میں اترتے چلے گئے۔ ان سب کے جانے کے بعد پائلٹ نے دوبارہ پیندہ بند کر دیا۔

اب ان کی نظریں پانی پر جمی ہوئی تھیں اور وہ پانی میں غوطہ خوروں کو تیزی سے آگے بڑھتے دیکھ رہے تھے۔

مگر اسی لمحے پانی کا رنگ تیزی سے بدلتا چلا گیا۔ یوں لگ رہا تھا جیسے

سطح کے نیچے سیاہی سی پھیلتی چلی گئی ہو اب انہیں زیادہ دور تک کچھ دکھائی نہ دے رہا تھا۔

"یہ کیا ہوا ۔۔۔؟ پانی کا رنگ کیوں بدل گیا" ۔۔۔؟ مارشل نے بری طرح چونکتے ہوئے کہا۔

"میرا خیال ہے کہ ایسا راکٹ بموں کے مواد کے پھیلنے کی وجہ سے ہوا ہے" ۔۔۔ کاتھین نے جواب دیا اور مارشل کے چہرے پر پھیلی ہوئی لکیریں دور ہوتی چلی گئیں۔ وجہ واقعی معقول تھی۔

پانی کے اندر ہلچل بدستور موجود تھی۔ لیکن انہیں کچھ پتہ نہ چل رہا تھا کہ اندر ہو کیا رہا ہے۔ لیکن وہ مطمئن تھے کہ راکٹ بموں سے زخم خوردہ یہ لوگ مسلح غوطہ خوروں کا مقابلہ نہ کر سکیں گے۔

اور پھر وہی ہوا۔ انہوں نے پانی کے اندر جگہ جگہ شعلے لپکتے دیکھے اور ساتھ ہی پانی میں ہلچل زیادہ ہو گئی۔ یوں لگ رہا تھا جیسے اندر مسلسل فائرنگ ہو رہی ہو۔

"ویری گڈ! ۔۔۔ ہمارے آدمی فائر کر رہے ہیں۔ یقیناً وہ کامیاب ہو جائیں گے" ۔۔۔ مارشل زاتورے نے خوشی سے اچھلتے ہوئے کہا۔

"ان کے ناکام واپس آنے کا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا جناب! ۔۔۔ یہ تو سات آٹھ افراد تھے ۔۔۔ ہمارے آدمی تو پوری فوج کو ڈھیر کر سکتے ہیں"۔ کاتھین نے بڑے فخریہ لہجے میں کہا۔

اور دوسرے لمحے وہ دونوں چونک پڑے کیونکہ پانی کی سطح پر خون کے ساتھ ساتھ انسانی جسموں کے ٹکڑے تیرنے لگے تھے۔

"آپ خواہ مخواہ پریشان تھے جناب! ـــ یہ لوگ تو انتہائی آسان شکار نکلے" ـــ کاتین نے کہا اور مارشل کا چہرہ بگڑ گیا۔ وہ سمجھ گیا تھا کہ کاتین اس پر طنز کر رہا ہے۔

"طنز کرنے کی ضرورت نہیں کاتین! ـــ تم جدید ترین بحری طشتری میں بیٹھے یہ بات کر رہے ہو ـــ اگر تم عام سی لانچ پر ہوتے تو پھر دیکھتے کہ یہ شیطان صفت لوگ تمہارا اور تمہارے آدمیوں کا کیا حشر کرتے ہیں" مارشل نے کرخت لہجے میں کہا۔

"ویری سوری جناب! ـــ آپ تو ناراض ہو گئے ـــ میرا مطلب یہ نہیں تھا جناب" ـــ کاتین نے بڑے مودبانہ لہجے میں معذرت کرتے ہوئے کہا۔ ظاہر ہے کہ وہ کے۔جی۔بی کے چیف کو ناراض نہیں کرنا چاہتا تھا۔ وہ اس کے اختیارات سے بخوبی واقف تھا۔

"وہ دیکھو! ـــ ہمارے آدمی آرہے ہیں" ـــ مارشل نے چونک کر کہا اور کاتین بھی چونک کر ادھر دیکھنے لگا۔

واقعی ساتوں غوطہ خور ہاتھوں میں گنیں سنبھالے بڑی تیزی سے تیرتے ہوئے بحری طشتری کی طرف بڑھے چلے آرہے تھے۔

"چلو شکر ہے کہ ہمارا ایک آدمی بھی ضائع نہیں ہوا" ـــ مارشل نے خوش ہوتے ہوئے کہا اور کاتین نے مسرت بھرے انداز میں سر ہلا دیا جب غوطہ خور طشتری کے نیچے پہنچے تو پائلٹ نے بٹن دبا کر پیندہ کھول دیا۔ اور وہ ساتوں اچھل کر طشتری کے اندر چڑھ آئے۔ ان کے اندر آنے کے بعد پائلٹ نے پیندے میں کھلنے والا راستہ دوبارہ بند کر دیا۔

"کیا ہوا ـــ؟ کیا سب ختم ہو گئے ـــ؟ کوئی بچ تو نہیں گیا"؟ مارشل اور کاتین نے چیخ کر غوطہ خوروں سے مخاطب ہو کر کہا۔

"صرف آپ تینوں بچ گئے ہیں ـــ باقی سب خیریت ہے" اچانک ایک غوطہ خور نے منہ سے آکسیجن سیٹ ہٹاتے ہوئے کہا۔ اور اس کی آواز سنتے ہی مارشل اور کاتین دونوں بری طرح اچھل پڑے۔ مارشل کا چہرہ یکدم سفید ہو گیا تھا۔ جب کہ کاتین کے چہرے پر حیرت ہی حیرت تھی۔

"تت ـــ تت ـــ تم عمران تم ـــ" مارشل نے خوف اور حیرت سے ہکلاتے ہوئے کہا۔

"جناب مارشل صاحب! ـــ دوبارہ ملاقات پر بڑی خوشی ہوئی" ـــ عمران نے بڑے لکھنوی انداز میں سر جھکاتے ہوئے کہا۔

کاتین نے پھرتی سے جیب میں ہاتھ ڈالنا چاہا مگر اسی لمحے عمران کے ہاتھ میں پکڑی ہوئی گن سے شعلہ نکلا اور کاتین کو چیخنے کا بھی موقع نہ ملا اور وہ اچھل کر کرسی سے نیچے جا گرا۔ اس کی کھوپڑی ٹکڑوں میں تبدیل ہو چکی تھی۔

"خبردار! ـــ اگر کسی نے حرکت کی ـــ دونوں اپنے ہاتھ سر پر رکھ لو" ـــ عمران نے چیختے ہوئے کہا اور مارشل اور پائلٹ دونوں نے کاتین کو مرتے دیکھ کر تیزی سے اپنے سر پر ہاتھ رکھ لئے۔

"ان دونوں کو باندھ دو اچھی طرح" ـــ عمران نے چیخ کر کہا اور اس کے ساتھی تیزی سے آگے بڑھے اور پھر انہیں طشتری کے ایک کونے میں نائلون کی رسی پڑی ہوئی نظر آ گئی۔ انہوں نے بڑی پھرتی سے

مشین کی مدد سے ان دونوں کو اچھی طرح جکڑ دیا۔

"دیکھا مارشل ناتورے! —— سچویشن کیسے پلٹتی ہے —— مجھے خود تمہارا انتظار تھا —— مجھے معلوم تھا کہ اس ربڑ کی کشتی میں اتنا طویل سفر نہیں کیا جا سکتا —— اور تمہارا شکریہ کہ تم ہمارے لئے ایسی شاندار چیز لے آئے ہو —— بہت بہت شکریہ" —— عمران نے آگے بڑھ کر پائلٹ سیٹ پر بیٹھتے ہوئے کہا۔

"تت —— تم —— تم انسان نہیں —— شیطان ہو —— مافوق الفطرت ہو" —— مارشل نے گڑگڑاتے ہوئے کہا۔

"ایسی کوئی بات نہیں —— اگر ایسی بات ہوتی تو ہمارا ایک ساتھی تمہارے ہاتھوں ہلاک نہ ہوتا —— بس فرق صرف یہ ہے کہ ہم دس کروڑ بے گناہ عوام کی سلامتی کے لئے لڑ رہے ہیں —— جب کہ تم ان دس کروڑ بے گناہ عوام کے خاتمے کے لئے کام کر رہے ہو —— اور اللہ تعالیٰ ہمیشہ مظلوموں کی مدد کرتا ہے" —— عمران نے کہا اور پھر اس نے طشتری کے پائلٹ بورڈ کو غور سے دیکھنا شروع کر دیا۔ وہ اسے سمجھ لینا چاہتا تھا اور پھر اس نے مختلف بٹن دبانے شروع کر دیئے۔ پھر جلد ہی طشتری کو آگے بڑھانے، گھمانے اور اسے پوری طرح ہینڈل کرنے میں کامیاب ہو گیا۔

"یہ جو مرا پڑا ہے کیا نام ہے اس کا مارشل! —— مجھے تو کوئی عام سا آدمی نظر آتا ہے" —— عمران نے مسکراتے ہوئے مارشل سے کہا۔

"معمولی آدمی! —— یہ کاتین ہے 'اردا بحری اڈے' کا چیف —— تم اسے معمولی آدمی کہہ رہے ہو" —— مارشل نے طنزیہ لہجے میں جواب دیتے ہوئے کہا۔

"بہت بہت شکریہ! —— واقعی بڑا اہم آدمی ہے۔ اور میں یہی جاننا چاہتا تھا —— اس لئے ہی میں نے اسے معمولی سا آدمی کہا تھا تاکہ تم جوش میں آ کر اس کی اصلیت اور حیثیت بتا دو" —— عمران نے مسکراتے ہوئے جواب دیا۔ اس نے مارشل کی نفسیات سے پورا پورا فائدہ اٹھایا تھا۔

"تم شیطان ہو —— تم بہت بڑے شیطان ہو —— میں تمہیں کچا کھا جاؤں گا" —— مارشل نے بے اختیار دانت پیستے ہوئے کہا۔

"شکیل! —— تم اس کاتین کا میک اپ کر لو —— اس کا قد بت تمہارے جیسا ہے —— اور جوان! —— تم اس پائلٹ کا روپ دھار لو۔ یہ بھی تمہاری طرح ہی ہے —— میں مارشل کا روپ بدلوں گا تاکہ شیطان سے انسانوں کی صف میں شامل ہو جاؤں" —— عمران نے ہدایات کرتے ہوئے کہا۔

اور پھر انہوں نے غوطہ خوری کے لباس اتار کر جیبوں سے میک اپ باکس نکالے اور ان کے ہاتھ تیزی سے چلنے لگے۔ چند لمحوں بعد ہی وہ تینوں دوسرے میک اپ میں آ گئے تھے۔

پھر عمران نے مارشل کا —— جوان نے پائلٹ کا —— اور شکیل نے کاتین کا لباس اتار کر پہن لیا۔ کاتین کے چونکہ سر میں گولی لگی تھی اس لئے اس کا لباس خون سے محفوظ رہا تھا اور پھر عمران نے مارشل کے چہرے پر عمران کا میک اپ کیا۔

"ہاں میرے بھائی! —— تمہارا نام کیا ہے —— دیکھو میرے اندر ایک ایسی مشین ہے کہ اگر تم نے جھوٹ بولا تو مجھے فوراً پتہ چل جائے گا —— اور

ایسی صورت میں ایک گولی تمہارے لئے کافی ہے ـــــ ورنہ دوسری صورت میں تمہاری جان بخشی کی جا سکتی ہے" ـــ عمران نے غراتے ہوئے پائلٹ سے مخاطب ہو کر کہا۔

"م ـ میرا نام ساراپ ہے ـــ میں سچ کہہ رہا ہوں ـ مجھے کچھ نہیں۔ میں تو حکم کا غلام ہوں جناب" ـــ پائلٹ نے ہکلاتے ہوئے کہا۔

اور عمران نے اس کی آنکھوں میں ابھرنے والے تاثرات کو دیکھ کر ہی سمجھ لیا کہ وہ سچ بول رہا ہے۔

"او حکم کے غلام صاحب! ـــ اب ہم تمہیں حکم کا بادشاہ بنا رہے ہیں ـــ تم بھی کیا یاد کرو گے ـــ تم نے ہی ہمارے ایک ساتھی کو ہیلی کاپٹر سے ہلاک کیا تھا نا" ـــ عمران نے بڑے زہریلے انداز میں مسکراتے ہوئے کہا اور دوسرے لمحے اس نے ہاتھ میں پکڑی ہوئی گن کا ٹریگر دبا دیا اور بندھا ہوا پائلٹ چیخ مار کر طشتری کے فرش پر گرا اور بری طرح تڑپنے لگا۔

"میں اپنے ایک ساتھی کے انتقام میں تم جیسے ہزاروں آدمیوں کا خون کر سکتا ہوں سمجھے" ـــ عمران نے بڑے ظالمانہ اور سفاکانہ لہجے میں کہا اور پھر اس نے مارشل کی طرف دیکھا جس کا چہرہ لمحہ بہ لمحہ سفید ہوتا چلا جا رہا تھا۔

"ک ـ ک ـ کیا تم مجھے بھی مار دو گے ـــ مجھے یعنی مارشل زانگورے کو ـــ کے جی بی کے چیف کو" ـــ مارشل زانگورے نے یوں منہ پھاڑتے ہوئے کہا جیسے مارشل زانگورے کی ہلاکت اس کے خیال

کے مطابق ناممکن ہو۔

"نہیں مارشل! ـــ ایسا نہیں ہو سکتا" ـــ عمران نے سنجیدہ لہجے میں سر ہلاتے ہوئے کہا اور مارشل کے چہرے پر یکلخت سرخی دوڑنے لگی جیسے اس کے سر پر منڈلاتی ہوئی موت یکدم ٹل گئی ہو۔

"تمہیں میں تمہاری حیثیت کے مطابق ماروں گا ـــ تمہاری شایان شان موت" ـــ عمران نے بڑے سرد لہجے میں کہا اور مارشل کا چہرہ یکدم پتھر کی طرح بے جان ہو گیا۔ یوں لگتا تھا جیسے اس کی آنکھیں بے نور ہو گئی ہوں۔

"ک ـ ک ـ کیا اس فیصلے میں کوئی ترمیم نہیں ہو سکتی؟" ـــ اچانک مارشل کے لب ہلے اور اس میں سے سپاٹ سی گونجتی ہوئی آواز نکلی۔

"ہو سکتی ہے ـــ بشرطیکہ تم تعاون کے لئے تیار ہو جاؤ" ـــ عمران نے سنجیدہ لہجے میں کہا۔

"تم کیا تعاون چاہتے ہو ـــ کھل کر بات کرو" ـــ مارشل کا چہرہ اب معمول پر آنے لگ گیا تھا۔

"دیکھو مارشل! ـــ میں نے تم سے ایک بار پہلے بھی وعدہ کیا تھا کہ میں تمہیں ہیلی کاپٹر سے اتار دوں گا ـــ اور میں نے اپنا وعدہ پورا کیا تھا اس لئے اب بھی وعدہ کرتا ہوں کہ اگر تم مجھ سے تعاون کرو تو میں اپنے ہاتھ تمہارے خون سے نہیں رنگوں گا" ـــ عمران نے کہا۔

"یہ کیا بات ہوئی ـــ تم اپنے کسی ساتھی کو اشارہ کر دو گے اور وہ میری جان لے لے گا" ـــ مارشل نے خوف زدہ لہجے میں ادھر ادھر دیکھتے

ہوئے کہا۔

"نہیں! ۔۔۔ نہ کسی میں اور نہ ہی میرے ساتھی تمہارے خون سے اپنی رنگیں گے ۔۔۔ البتہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے دی جانے والی موت کو ہم نہیں روک سکتے" ۔۔۔ عمران نے سنجیدہ لہجے میں کہا۔

"ٹھیک ہے ۔ بولو تم کیا پوچھنا چاہتے ہو" ۔۔۔ مارشل نے مطمئن لہجے میں کہا۔

"سنو! ۔۔۔ مجھے جزیرہ ساریما کے حفاظتی نظام سے متعلق تفصیل سے بتاؤ ۔۔۔ مکمل تفصیل سے" ۔۔۔ ؟ عمران نے پوچھا۔

"اوہ! ۔۔۔ مجھے یقین تھا کہ تم یہی پوچھو گے ۔۔۔ جزیرہ ساریما کے گرد زبردست سائنسی حفاظتی حصار قائم ہے جو سمندر کے اندر تہہ سے لے کر آسمان کی بلندیوں تک مسلسل حصار کئے ہوئے ہے ۔۔۔ تم جزیرے سے ابھی بیس میل دور ہو گے کہ جزیرے پر موجود کنٹرولنگ سیکشن تمہارے جسم کا ایک ایک بال چیک کر لیں گے ۔۔۔ اس لئے وہاں تمہارا داخلہ ناممکن ہے" ۔۔۔ مارشل نے جواب دیا۔

"تفصیل بتاؤ ۔ مجھے تفصیل چاہئے" ۔۔۔ عمران نے سنجیدہ لہجے میں کہا۔

"دیکھو عمران! ۔ میں کے۔جی۔بی کا چیف ہوں ۔۔۔ کوئی سائنسدان نہیں کہ تمہیں سائنسی آلات کی تفصیل بتا سکوں ۔۔۔ روسیاہ کے بہترین سائنسدانوں نے اپنی زندگی کا نچوڑ جزیرہ ساریما کی حفاظت پر لگا دیا ہے اس لئے وہی اس معاملے میں زیادہ جانتے ہوں گے ۔۔۔ میں تو اتنا جانتا ہوں کہ جزیرے کے گرد میگنٹ سٹیل کی ایک اونچی دیوار تعمیر کی

گئی ہے ۔۔۔ اس دیوار میں ایسے جدید ترین حفاظتی نظام سیٹ کئے گئے ہیں کہ جزیرے سے بیس میل کے فاصلے تک چاروں طرف سمندر کی تہہ سے آسمان کی وسعتوں تک ہر چیز کو نہ صرف چیک کیا جا سکتا ہے بلکہ اُسے کنٹرول بھی کیا جا سکتا ہے ۔۔۔ آمدورفت کا واحد ذریعہ جمہوریہ پارلو سے مخصوص بحری جہاز ہیں ۔ ان جہازوں کو باقاعدہ سائنسی آلات سے چیک کیا جاتا ہے ۔۔۔ اور یہ جہاز بھی جزیرے سے چار میل کے فاصلے پر رک جاتے اور پھر جزیرہ ساریما سے مخصوص کشتی وہاں پہنچ جاتی ہیں جو ضروری سامان اور آنے جانے والوں کو لے آتی اور لے جاتی ہیں ۔۔۔ جزیرے کے گرد چار میل کے فاصلے تک انتہائی طاقتور شعاعیں پھیلائی گئی ہیں ۔۔۔ ان شعاعوں کے سرکل میں کوئی چیز سوائے پانی کے داخل نہیں ہو سکتی ۔ حتیٰ کہ پانی کا کیڑا تک اندر داخل نہیں ہو سکتا ۔۔۔ صرف وہی مخصوص کشتیاں ہی اس میں داخل ہو سکتی ہیں اس طرح یہ جزیرہ ہر لحاظ سے ناقابل تسخیر ہے" ۔۔۔ مارشل زاتور نے بڑے فخر سے کہا۔

"بہت خوب! ۔۔۔ اچھا انتظام ہے ۔۔۔ وہاں کا انچارج کون ہے" عمران نے بڑے تعریف بھرے انداز میں سر ہلاتے ہوئے کہا۔

"ایوانوف وہاں کا انچارج ہے ۔۔۔ کے جی بی کا سب سے چالاک اور ذہین آدمی" ۔۔۔ مارشل نے جواب دیا۔

"تم بھی اکثر وہاں جاتے رہتے ہو گے" ۔۔۔ ؟ عمران نے یوں پوچھا جیسے یہ کوئی اہم بات ہی نہ ہو۔

"ہاں! ۔۔۔ میں وہاں کا انچارج ہوں ۔۔۔ میں تو جاتا رہتا ہوں" ۔۔۔

مارشل نے جواب دیا۔

"تو اب تم ہمیں وہاں سے لے کر جاؤ گے ـــــ ایوالوٹ کو تم خود ہی سنبھالو گے ـــ کیوں کیا خیال ہے" ـــــ عمران نے اچانک اپنا لہجہ بدلتے ہوئے کہا۔

"میں لے جاؤں گا ـــــ تمہیں خود لے جاؤں گا تاکہ تم جا کر اس عظیم کارخانے کو تباہ کر دو ـــ نہیں ـــ ایسا نہیں ہو سکتا ـــ مارشل غدار نہیں ـ میں نے تمہیں تفصیل بتا دی ہے ـــ اب اگر تم میں ہمت ہے تو تم خود پہنچ جاؤ" ـــ مارشل نے بڑے بااعتماد لہجے میں کہا۔

"تو تمہارا کیا خیال ہے کہ تم سے تفصیل پوچھنے کے بعد میں اب واپس گھر چلا جاؤں گا" ـــــ عمران واپس جانے والوں میں سے نہیں مارشل۔ اس بات کو بھول جاؤ" ـــــ عمران نے بڑے سنجیدہ لہجے میں کہا۔

"ٹھیک ہے ـــ جو تمہاری مرضی آئے کرو ـــ لیکن وعدہ کے مطابق مجھے چھوڑ دو" ـــ مارشل نے کہا۔

"بالکل میں اپنے وعدے پر قائم ہوں ـــ لیکن اگر تم اس خیال میں ہو کہ میں تمہیں چھوڑ دوں گا تاکہ تم جا کر ہمارے خلاف مزید کوئی حربے اختیار کرو ـــ تو یہ تمہاری بھول ہے" ـــــ عمران نے کرسی سے اٹھتے ہوئے کہا۔

"مگر تم نے تو وعدہ کیا تھا" ـــــ مارشل نے ایک بار پھر سہمے ہوئے لہجے میں کہا۔

"میں اپنے وعدے پر قائم تھا ـــ اور اب بھی قائم ہوں ـــ میں اور میرے ساتھی تمہیں اپنے ہاتھ سے نہیں ماریں گے ـــ البتہ طبعی موت

اور ہم نہیں روک سکتے" ـــــ عمران نے مسکراتے ہوئے کہا اور پھر وہ اپنے ساتھیوں سے مخاطب ہوا۔

"تنویر! ـــ ان دونوں لاشوں کو اٹھا کر باہر پھینک دو ـــ اور بعد میں مارشل کے بازوؤں میں رسی ڈال کر اسے باہر پھینک دو ـ اور رسی کو اس بحری طشتری کے بیرونی ہک کے ساتھ باندھ دو ـــ اب مارشل کی ہمت ہے کہ یہ پانی کے اوپر رہ کر زندہ رہتا ہے یا پانی میں ڈوب کر مر جاتا ہے" ـــــ عمران نے کہا۔

"نہیں نہیں! ـــ اس طرح میں ڈوب جاؤں گا ـــ یہ تو وعدہ خلافی ہے" ـــــ مارشل نے بری طرح چیختے ہوئے کہا۔

"سنو مارشل! ـــ میں نے تمہارے لئے کوئی ادارہ انسدادِ بے رحمی نہیں کھولا ہوا ـــ تم جیسے درندوں کو زندہ چھوڑ دینا میری فطرت کے خلاف ہے۔ لیکن چونکہ میں نے وعدہ کیا ہے کہ میں اور میرے ساتھی تمہارے خون سے ہاتھ نہیں رنگیں گے ـــ اس لئے میں ایسا کر رہا ہوں ـــ ورنہ یاد کرو جب تم نے راکٹ بم پانی میں برسائے تھے اس وقت تمہیں ہم پر رحم آیا تھا ـــ اور پھر یہ موت تمہارے شایانِ شان بھی ہوگی ـــ تم ڈوبو گے ـــ پھر زندہ ہو جاؤ گے ـــ پھر ڈوبو گے ـــ پھر زندہ ہو جاؤ گے ـــ اور ہو سکتا ہے کہ تم اگر عقل استعمال کرو اور ہمت کرو تو زندہ بچ بھی جاؤ" ـــــ عمران نے انتہائی سرد لہجے میں کہا اور پھر اس نے ہاتھ بڑھا کر سوئچ پینل کا ایک بٹن دبایا اور بحری طشتری کا دروازہ کھلتا چلا گیا۔

تنویر نے کاتین اور کیپٹن پائلٹ کی لاشوں کو اٹھا کر پانی میں پھینک

دیا اور پھر وہ مارشل کی طرف بڑھا۔

تنویر نے اس کے دونوں بازوؤں کے گرد رسی کس کر باندھی اور پھر اس کے جسم پر بندھی ہوئی باقی رسیاں کھول دیں۔ صرف ہاتھ بندھے رہنے دیئے۔ اور پھر اس نے رسی کا ایک سرا طشتری سے باہر لگے ہوئے ایک ہک سے باندھا اور تڑپتے اور چیختے ہوئے مارشل کو اٹھا کر اس نے پانی میں پھینک دیا۔

عمران نے پھرتی سے پینڈہ بند کیا اور دوسرے لمحے اس نے طشتری کو آگے بڑھا دیا۔

طشتری لمحہ بہ لمحہ سپیڈ پکڑتی چلی گئی اور عمران طشتری کو اسی جگہ ایک بڑے دائرے میں گھما رہا تھا۔ ان سے بندھا ہوا مارشل کبھی پانی کے اندر چلا جاتا اور کبھی اچھل کر پانی سے باہر آجاتا۔

حقیقت میں مارشل سخت ترین تکلیف میں تھا۔ نہ ہی وہ ڈوب کر مر رہا تھا اور نہ ہی زندگی کی کوئی امید باقی رہ گئی تھی۔ وہ لمحہ بہ لمحہ مر رہا تھا لمحہ لمحہ زندہ ہو رہا تھا۔

اور پھر اچانک طشتری کو ایک زوردار جھٹکا لگا اور دوسرے لمحے رسی مارشل سمیت پانی میں غائب ہو گئی اور اس کے ساتھ ہی طشتری آگے بڑھتی چلی گئی۔ اور مارشل کا جسم پانی کے تھپیڑوں میں گم ہوتا چلا گیا۔

"خس کم جہاں پاک" ـــ عمران نے مسکراتے ہوئے کہا اور دوسرے لمحے اس نے طشتری کا رُخ موڑا اور پھر پوری سپیڈ سے دوڑاتا ہوا وہ ناروا کی طرف بڑھتا چلا گیا۔

طشتری کی سپیڈ اتنی تھی کہ تھوڑی دیر بعد وہ ناروا کے بحری اڈے

تک پہنچ گئی۔

وہاں ہر طرف بحری جنگی جہاز اور کشتیاں پھیلی ہوئی تھیں۔ بڑا زبردست قسم کا اڈہ تھا۔ لیکن بحری طشتری کو کسی نے نہ روکا اور عمران طشتری کو اڑاتا ہوا ناروا کے اڈے سے نکل کر خلیج دیگا میں داخل ہو گیا۔ اس نے نقشہ نکال کر سامنے پھیلا لیا تھا۔

ابھی وہ نقشے پر غور کر ہی رہا تھا کہ اچانک طشتری کے پینل سے ایک تیز آواز ابھری۔

"ہیلو ـــ ناروا بیس کالنگ چیف کاتین ـــ ہیلو ہیلو ـــ اوور۔"

آواز میں بے پناہ کرختگی تھی۔

"یس ـــ کاتین سپیکنگ۔ اوور" ـــ عمران نے کاتین کے لہجے میں بات کرتے ہوئے کہا۔

"باس! ـ آپ کہاں جا رہے ہیں۔ اوور" ـــ ؟ دوسری طرف سے پوچھا گیا۔

"میں مارشل زانور کے ہمراہ جزیرہ ساریما پر جا رہا ہوں ـــ ایمرجنسی آرڈر ہے ـــ نوٹ کرلو اور ہر قسم کا خیال رکھنا۔ اوور" ـــ عمران نے تحکمانہ لہجے میں کہا۔

"اوہ! ـــ کیا وہ مجرم ختم ہو گئے۔ اوور؟" ـــ دوسری طرف سے مودبانہ لہجے میں پوچھا گیا۔

"ہاں! ـــ مجرم تو ختم ہو گئے ـــ لیکن مارشل کو اطلاع ملی ہے کہ مجرموں کا ایک گروہ جزیرہ ساریما کی طرف گیا ہوا ہے ـــ اس لئے ہم وہاں جا رہے ہیں۔ اوور" ـــ عمران نے جواب دیا۔

"بہتر جناب۔ اوور" ـــــ دوسری طرف سے مطمئن لہجے میں جواب دیا گیا۔

"اوور اینڈ آل" ـــــ عمران نے کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے بٹن آف کر دیا۔

"بے چارہ ہرمن ـــــ وہ بے حد پریشان تھا کہ ہم آخر کس طرح سارینا پہنچیں گے ـــــ اب اگر وہ زندہ ہوتا تو اسے پتہ چلتا کہ روسیاہ والوں نے کیسی جدید ترین ایجاد ہمیں وہاں پہنچانے کے لئے بھجوائی ہے"۔ عمران نے مسکراتے ہوئے کہا اور باقی ممبروں نے بھی اثبات میں سر ہلا دیئے ان کے چہروں پر اب گہرا اطمینان چھایا ہوا تھا۔ کم از کم اب وہ اطمینان سے جزیرہ سارینا پہنچ سکتے تھے۔ وہاں جا کر کیا ہوتا ہے یہ بعد کی بات ہے۔ بحری طشتری انتہائی تیز رفتاری سے خلیج بنگال کے پانی کو چھوتی ہوئی جزیرہ سارینا کی طرف بڑھی چلی جا رہی تھی اور عمران اور اس کے ساتھی آنے والے حالات کے متعلق بیٹھے سوچ رہے تھے۔

مارشل کو جیسے ہی پانی میں پھینکا گیا۔ مارشل کا جسم ایک لمحے کے لئے پانی میں ڈوبتا چلا گیا۔ مگر دوسرے لمحے ایک زوردار جھٹکے سے وہ پانی سے باہر نکلا۔ اسی طرح مسلسل وہ کبھی پانی میں ڈوبتا اور کبھی باہر آ رہا۔ کبھی اس کا سانس رکنے لگتا اور کبھی وہ دوبارہ سانس لینے کے قابل ہو جاتا۔

اسے ہر لمحہ اپنی موت کا یقین ہوتا۔ لیکن دوسرا لمحہ اسے زندگی کی نوید دے جاتا۔ لیکن اس نے فطری طور پر زندگی کے لئے جدوجہد جاری رکھی۔

پہلے اس نے کوشش کی کہ کسی طرح اس کے ہاتھوں پر بندھی ہوئی رسیاں کھل جائیں۔ لیکن رسیاں اس طرح باندھی گئی تھیں کہ وہ کسی طرح کھل ہی نہ رہی تھیں۔

اور پھر مارشل نے ایک اور ترکیب استعمال کی۔ اس نے اپنی دونوں

ٹانگوں کو تیزی سے سر کی طرف موڑا اور اپنے دونوں ہاتھوں سے اس کی دونوں سائیڈیں خاصی تیز ہو گئی تھیں اس لئے تھوڑی سی جدوجہد
نے ٹانگوں کے درمیان رسی پکڑی اور تیزی سے اپنے جسم کو پلٹا لیا۔ اس کے بعد اچانک ایک جھٹکے سے اس کی دونوں کلائیاں آزاد ہو گئیں اور اس
طرح اب اس کا جسم کمان کی صورت میں بدل گیا تھا۔ ساتھ ہی رسی ٹوٹ... ساتھ ہی اس کے لبوں سے اطمینان کا ایک طویل سانس نکل گیا۔
پڑ گئی۔
اس کے جسم پر سے لباس چونکہ اتر دیا گیا تھا اس لئے وہ صرف انڈرویئر
اسی لمحے اس کے جسم کو ایک زوردار جھٹکا لگا اور اس کے ساتھ ہی ... لبوں تھا اور چہرے پر کھلا ہے عمران کا ایک آپ تھا اور اب اس
وہ قلابازیاں کھاتا ہوا پانی کے اندر ڈوبتا چلا گیا۔ اب رسی کا کھچاؤ ختم ہو چکا ... سوا اور کوئی چارہ نہ تھا کہ وہ تیرتا ہوا مارواکنگ پہنچے۔ لیکن مارشل
تھا اور مارشل سمجھ گیا کہ رسی ڈھیلی ہونے کی وجہ سے ہک سے نکل گئی ہے ... اتنا دور تھا کہ وہ چار دن بھی مسلسل تیرتا رہتا تب بھی بحری
اس کی ترکیب کامیاب رہی تھی۔ اس طرح اس کا طشتری سے تعلق ... تک نہ پہنچ سکتا تھا اس لئے اس نے ایک اور ترکیب سوچی
ختم ہو گیا تھا۔
اور اس نے جھیل کے کنارے کی طرف تیرنا شروع کر دیا۔ جھیل کا پھیلاؤ
مارشل تیر کی طرح پانی کی تہہ میں بیٹھتا چلا گیا۔ لیکن جلد ہی پانی ... کافی تھا اس لئے اسے تیزی سے تیرنے کے باوجود کنارے تک
اسے واپس اچھال دیا۔ اور دوسرے لمحے ایک بار پھر وہ پانی کی سطح پر ... پہنچنے میں کافی دیر لگ گئی۔
پر پہنچ گیا۔ اور پھر اس نے پشت کے بل پانی پر تیرنا شروع کر دیا۔ چونکہ ... کنارے پر پہنچ کر وہ کچھ دیر تو پڑا اپنا سانس درست کرتا رہا پھر
وہ ایک ماہر تیراک تھا اس لئے اسے تیرنے میں کوئی دقت نہ ہو رہی تھی ... اٹھ کھڑا ہوا اور آگے بڑھنے لگا۔ اس نے غور سے ادھر ادھر دیکھا
تھی۔ بحری طشتری کا دور دور تک کوئی پتہ نہ تھا۔ ... اور اسے دور ایک چھوٹا سا کیبن نظر آ گیا۔ کیبن کے باہر ایریل کا بڑا
تیرتے تیرتے اچانک مارشل کی نظر پانی میں تیرتے ہوئے ایک ... لمبا کھمبا نصب تھا اور اس کے چہرے پر اطمینان اور مسکراہٹ پھیل
لوہے کے پترے پر پڑی۔ یہ شاید اس ریڈ کی کشتی کا کوئی حصہ تھا ... کیونکہ یہ کھمبا ہیوی ڈیوٹی ٹرانسمیٹر لنک کا تھا اور ظاہر ہے کہ کیبن
کیونکہ وہ جلا ہوا تھا۔ مارشل نے اپنے جسم کو تیزی سے موڑا اور پھر ... میں کوئی لنکنگ آپریٹر بھی موجود ہو گا۔ چنانچہ اس نے تیزی سے کیبن
لمحوں کی جدوجہد کے بعد وہ اس پترے پر قابو پانے میں کامیاب ... کی طرف بھاگنا شروع کر دیا۔
ہو گیا۔ اس نے پترے کے ایک سرے کو دونوں ہاتھوں کی انگلیوں ... ابھی وہ کیبن سے کافی دور تھا کہ اچانک کیبن میں سے ایک نوجوان
سے پکڑا اور پھر ہاتھوں کو موڑ کر اس نے اس کا دوسرا سرا دونوں ... نکلا اس کے ہاتھوں میں مشین گن تھی۔
کے درمیان بندھی ہوئی رسیوں پر پھیرنا شروع کر دیا۔ جلنے کی وجہ ... "خبردار! ـــــ وہیں رک جاؤ" ـــــ نوجوان نے دور سے چیختے

ہوئے کہا اور مشین گن کا رخ مارشل کی طرف کر دیا۔

"میں کے جی بی کا چیف مارشل زاتور سے بول رہا ہوں ۔۔۔ مجھے مت مارو ورنہ دشمن روسیاہ کو زبردست نقصان پہنچانے میں کامیاب ہو جائیں گے" مارشل نے انتہائی تحکمانہ لہجے میں ڈانٹتے ہوئے کہا۔

"کے جی بی کا مارشل" ۔۔۔ نوجوان نے بڑے طنزیہ انداز میں قہقہہ مارتے ہوئے کہا۔ "ظاہر ہے انڈر ویئر میں ملبوس ایک آدمی اگر آپ کو کے جی بی کا چیف کہنے پر اصرار کرے تو اس پر ہنسی ہی آسکتی ہے"

"شٹ اپ ۔۔۔ اپنی گندی جیسی بکواس بند کرو ۔۔۔ تمہیں مجھ پر ہنسنے کی جرأت کیسے ہوئی ۔۔۔ کے جی بی کے چیف پر ہنستے ہو میں تمہاری بوٹیاں اڑا دوں گا ۔۔۔ جلدی ناروا کے سیکشن چیف سے میری بات کراؤ ٹرانسمیٹر پر ۔۔۔ ورنہ بحری طشتری ساریا پہنچ گئی تو روس کو زبردست نقصان اٹھانا پڑے گا" ۔۔۔ مارشل نے غصے سے چیختے ہوئے کہا۔ غصے کی شدت سے اس کا چہرہ بگڑ گیا تھا۔

نوجوان مارشل کے لہجے کی وجہ سے سوچنے پر مجبور ہو گیا۔ بحری طشتری بھی اس نے خود جیل پر جھکا ہوا دیکھا تھا اور پھر یہ انڈر ویئر میں ملبوس ننگ دھڑنگ آدمی اس کا کچھ بگاڑ بھی نہ سکتا تھا۔ کیونکہ ظاہر ہے وہ غیر مسلح تھا اس لئے اس کی اصلیت کا بھی پتہ چل جاتا۔

"ٹھیک ہے ۔۔۔ ہاتھ اوپر کر کے آجاؤ ۔۔۔ اور دیکھو اگر تم نے کوئی غلط حرکت کرنے کی کوشش کی تو گولی مار دوں گا" ۔۔۔ نوجوان نے کہا۔

مارشل نے اس کی بات کا جواب دینے کی بجائے تیزی سے کیبن کی

طرف قدم بڑھائے اور پھر وہ کیبن میں داخل ہو گیا۔ نوجوان اس کے پیچھے تھا۔

"جلدی کرو ۔۔۔ ناروا بحری اڈے سے بات کراؤ ۔۔۔ جلدی" ۔۔۔ مارشل نے تحکمانہ لہجے میں کہا۔

"تم دیوار کی طرف منہ کر کے کھڑے ہو جاؤ ۔۔۔ جب تک میں کال نہ ملاؤں" ۔۔۔ نوجوان نے حفظ ماتقدم کے طور پر کہا۔

مارشل نے دیوار کی طرف منہ کر لیا تو نوجوان نے جلدی سے ٹرانسمیٹر پر فریکوئنسی سیٹ کی اور پھر بٹن دبا دیا۔

"ہیلو ۔ ہیلو ۔ لنکنگ کیبن نمبر تھرٹی سیون کالنگ ۔ اوور" ۔۔۔ نوجوان نے تیز لہجے میں کہا۔

"یس ۔۔۔ ایس ۔ وی ٹو سپیکنگ ۔ اوور" ۔۔۔ دوسری طرف سے ایک گونجتی ہوئی آواز سنائی دی۔

"جناب! ۔۔۔ ایک آدمی جیل سے نکل کر کیبن میں آیا ہے ۔۔۔ اس کے جسم پر لباس موجود نہیں ہے ۔۔۔ وہ اپنے آپ کو کے جی بی کا چیف مارشل زاتور کہہ رہا ہے جناب ۔ اوور" ۔۔۔ نوجوان نے طنزیہ لہجے میں کہا۔

"کیا کہہ رہے ہو ۔۔۔ مارشل زاتور ہے ۔۔۔ ایسا کیسے ہو سکتا ہے اوور" ۔۔۔ دوسری طرف سے انتہائی حیرت زدہ آواز سنائی دی۔

"سنو! ۔۔۔ میں مارشل زاتور بول رہا ہوں ۔۔۔ اصلی مارشل زاتور ۔۔۔ مجرموں نے بحری طشتری پر قبضہ کر لیا ہے ۔۔۔ کیپٹن اور کیپٹن پائلٹ کو مار ڈالا گیا ہے ۔۔۔ باقی لوگ ابھی ختم ہو گئے ہیں ۔۔۔ اور مجرم

بحری طلسری کے کرنار دا کی طرف چلے گئے ہیں ـــــ میں نے بڑی مشکل سے اپنی جان بچائی ہے ـــــ مجھ پر انہوں نے اپنا میک اپ کر دیا ہے اور تمہارا ان کا لیڈر میرے میک اپ اور میرے لباس میں ملبوس ہے۔ اوور

مارشل نے خود بھی مڑ کر تیز لہجے میں کہا۔

" اوہ! ـــــ ایسا کیسے ہو سکتا ہے ـــــ ؟ میری خود باس کا تین سے رابطہ ہوتا ہے۔ اوور" ـــــ دوسری طرف سے حیرت بھرے لہجے میں کہا گیا۔

" وہ سب کچھ نقلی اور جعلی تھا ـــــ وہ مجرم تھے ـــــ شیطان صفت مجرم ـــــ سنو! ـــــ میں تمہیں ایک نشانی دیتا ہوں۔ میں ناروا کے اڈے پر اپنے ٹورسٹ جہاز پر پہنچا تھا ـــــ اس جہاز کے اوپر سے جی پی کے مخصوص نشان کے ساتھ چیف کا مخصوص نشان سینگ مارتے ہوئے پہاڑی بکرے کا مونوگرام بنا ہوا تھا ـــــ وہ جہاز اب بھی تمہارے اڈے پر موجود ہوگا۔ اوور؟" ـــــ مارشل نے چیختے ہوئے کہا۔

" اوہ! ـــــ آپ کی نشانی درست ہے ـــــ اگر ایسی بات ہے تو پھر غضب ہوگیا ـــــ بحری طلسری تو خلیج ریگا میں داخل ہو چکی ہے اور اس کا رخ جزیرہ ساریما کی طرف ہے ـــــ وہ تو وہاں پہنچنے والی ہوگی۔ اوور" ـــــ دوسری طرف سے کہا گیا۔

" تم جلدی سے میرے لئے کوئی تیز رفتار لانچ بھیجو ـــــ تاکہ میں اڈے پر پہنچ کر جزیرے کے انچارج کو ہدایات دے سکوں۔ اوور" مارشل نے چیختے ہوئے کہا۔

" ٹھیک ہے جناب! ـــــ میں ابھی کشتی بھیج رہا ہوں۔ اوور" ـــــ دوسری طرف سے کہا گیا اور مارشل خاموش ہوگیا۔ اور نوجوان نے ٹرانسمیٹر

آف کر دیا۔

" میں معافی چاہتا ہوں جناب! ـــــ مجھے معلوم نہیں تھا" ـــــ نوجوان نے اس بار خوفزدہ مگر مودبانہ لہجے میں کہا۔

" شٹ اپ! ـــــ فضول کی باتوں سے وقت مت ضائع کرو" ـــــ مارشل نے اسی طرح بگڑے ہوئے لہجے میں کہا۔ اور پھر وہ کیبن سے نکل کر تیزی سے جھیل کے کنارے کی طرف بڑھنے لگا۔ نوجوان بھی مودبانہ انداز میں اس کے پیچھے چل رہا تھا۔

تھوڑی دیر بعد وہ جھیل کے کنارے پر پہنچ گئے اور اسی لمحے ذرا دور سے ایک موٹر لانچ انتہائی تیز رفتاری سے پانی کی سطح پر اڑتی ہوئی اپنی طرف بڑھتی دکھائی دی۔

دس منٹ بعد لانچ کنارے پر پہنچ گئی اور مارشل نے زور سے اچھل کر لانچ میں سوار ہو گیا۔

" جلدی چلو ـــــ انتہائی تیز رفتاری سے جس قدر جلد چل سکو چلو" ـــــ مارشل نے لانچ کے کیپٹن سے مخاطب ہو کر تحکمانہ لہجے میں کہا۔ اور اس نے سر ہلاتے ہوئے لانچ کو واپس موڑا اور پھر انتہائی تیز رفتاری سے دوڑاتا ہوا ناروا کے بحری اڈے کی طرف بڑھتا چلا گیا۔

تھوڑی دیر بعد جب لانچ اڈے پر پہنچی تو وہاں کا کیپٹن کا اسسٹنٹ بذات خود موجود تھا۔ وہ مارشل کو لیتے ہوئے اپنے خاص کمرے میں آیا اور پھر اس نے مارشل کو نیا لباس پہننے کے لئے دیا۔ لباس پہننے سے پہلے مارشل نے کیمیکلز کی مدد سے اپنا میک اپ صاف کیا اور پھر لباس پہن کر وہ اپنے اصل روپ میں آگیا۔

"جزیرہ ساریما کے انچارج ایوانوف سے رابطہ پیدا کرو ایمرجنسی [illegible] جلدی" ——— مارشل نے تابک سے مخاطب ہو کر کہا۔

"آیئے آپریشن روم میں چلتے ہیں" ——— تابک نے مودبا[نہ] لہجے میں کہا اور پھر وہ اُسے لیتے ہوئے مختلف راہداریوں سے گزرتا ہو[ا] بڑے سے کمرے میں پہنچ گیا جہاں بڑے بڑے ٹرانسیٹر موجود [تھے]۔

تابک کے کہنے پر آپریٹر نے جزیرہ ساریما کی فریکوئنسی سیٹ [کی]۔ چند لمحے بعد جب ایوانوف کی آواز ٹرانسیٹر پر گونجی تو مارشل کے چہرے [پر] رونق سی آ گئی۔ ایوانوف کی آواز سے صاف ظاہر ہوتا تھا کہ ابھی مج[رموں] نے جزیرہ پر قبضہ نہیں کیا۔

"ہیلو۔ ساریما کنٹرول انچارج ایوانوف سپیکنگ۔ اوور" ——— [دوسری] طرف سے ایوانوف نے کہا۔

"مارشل زاتور سپیکنگ ماروابیس سے۔ اوور" ——— مارشل [نے] انتہائی تحکمانہ لہجے میں کہا۔

"اوہ لیس سر مارشل ——— فرمایئے۔ اوور" ——— دوسری طر[ف] سے ایوانوف کی حیرت زدہ آواز سنائی دی۔

"سنو! ——— بحری طشتری میں بیٹھ کر غیر ملکی جاسوس جزیرہ سا[ریما] تباہ کرنے کے لئے تمہارے تک پہنچ رہے ہیں ——— ان کی لو[کیشن] کیا ہے۔ اوور" ——— مارشل نے پوچھتے ہوئے کہا۔

"بحری طشتری پر ——— مگر یہاں تو دور دور کوئی بحری طشتری نہیں آ رہی جناب۔ اوور" ——— دوسری طرف سے کہا گیا۔

"ویری گڈ! ——— اس کا مطلب ہے کہ وہ ابھی تک وہاں نہیں [پہنچے]۔

[پہنچ]ے ——— سنو! ——— بحری طشتری میں مجرم موجود ہیں ——— ان میں ایک میرے میک اپ میں ہے ——— دوسرا ماروابیس کے چیف [کے] روپ میں ——— اور تیسرا بحری طشتری کے کیپٹن پائلٹ کے [روپ] میں ——— اس لئے تم ہوشیار رہنا ——— اور اگر ہو سکے تو انہیں [گرفتا]ر کر لینا۔ مگر یہ یاد رکھنا کہ وہ انتہائی ہوشیار، ذہین اور شیطان صفت [ہیں] ——— اس لئے ہر طرح سے ہوشیار رہنا۔ اوور" ——— مارشل نے [ہدای]ت دیتے ہوئے کہا۔

"بہتر جناب! ——— اب وہ مجھ سے بچ کر نہیں جا سکتے ——— آپ [بے فک]ر رہیں۔ اوور" ——— ایوانوف نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"میں کیسے بے فکر رہ سکتا ہوں ——— یہ لوگ تمہاری توقع سے [زیادہ] ہوشیار اور خطرناک ہیں ——— میں خود ٹو سیٹر جہاز پر ساریما پہنچ رہا [ہو]ں ——— سنو! ——— ہمارے تمہارے درمیان کوڈ بحری طشتری ہوگا۔" ——— مارشل نے کہا اور ساتھ ہی کوڈ بھی تجویز کر دیا۔

"ٹھیک ہے جناب۔ اوور" ——— دوسری طرف سے جواب دیا گیا۔

"یہ میرا ذاتی جہاز ہے ——— اس کے جی پی کے ساتھ ساتھ [ما]رشل کا مولوگرام بھی موجود ہے ——— میں اسی جہاز پر آؤں گا۔" ——— مارشل نے کہا۔

"ٹھیک ہے جناب! ——— میں ہوشیار رہوں گا۔ اوور" ——— دوسری [طرف] سے پُر اعتماد لہجے میں جواب دیا گیا۔

"اوور اینڈ آل" ——— مارشل نے کہا اور اس کے ساتھ ہی [اس نے] ٹرانسیٹر آف کر دیا۔

"جلدی کرو ۔ مجھے جہاز تک لے چلو ۔۔۔۔ جلدی کرو ۔۔۔ ایک لمحہ قیمتی ہے" ۔۔۔۔ مارشل نے ٹائیک سے کہا اور وہ سر ہلاتا ہوا [illegible] کی طرف چل پڑا۔

اور پھر عمارت سے نکل کر وہ تھوڑی دیر بعد مخصوص ایئرپورٹ [illegible] گئے جہاں مارشل کا جہاز ایک چھوٹے ہینگر میں موجود تھا۔

ٹائیک نے جہاز کو چیک کرنے اور اس میں پٹرول بھرنے کے [illegible] جاری کر دیئے اور خود وہ ٹرمینل کے ایک مخصوص کمرے میں مارشل [illegible] ساتھ بیٹھ گیا۔

مارشل سخت بے چینی کے عالم میں کمرے میں ٹہل رہا تھا۔ [illegible] بار بار بگڑ جاتا۔ وہ دانت اور مٹھیاں بھینچتا۔ اس کا بس نہیں چل رہا [illegible] اس کے پر لگ جائیں اور وہ اڑ کر جزیرہ ساریما پہنچ جائے۔

"مارشل ۔۔۔ کیا میں آپ کے ساتھ چلوں" ۔۔۔۔ ؟ اچانک [illegible] نے مارشل سے مخاطب ہو کر کہا۔

"نہیں ۔۔۔ اس کی ضرورت نہیں ہے" ۔۔۔۔ مارشل نے [illegible] نے بگڑے ہوئے لہجے میں کہا۔

اور ٹائیک خاموش ہو گیا۔

تھوڑی دیر بعد ایک نوجوان تیز تیز قدم اٹھاتا ہوا کمرے میں [illegible] ہوا۔

"جہاز پرواز کے لئے تیار ہے جناب" ۔۔۔۔ اس نوجوان [illegible] مودبانہ لہجے میں کہا۔

"او کے ۔۔۔ آؤ چلیں" ۔۔۔۔ مارشل نے اطمینان بھرے

میں کہا۔

اور پھر وہ دونوں کمرے سے نکل کر اس نوجوان کے پیچھے چلتے ہوئے اس مخصوص حصے کی طرف بڑھنے لگے جدھر وہ جہاز موجود تھا۔

جہاز کے قریب پہنچ کر مارشل جہاز میں سوار ہو گیا۔ اس نے جہاز کے انجن کی کارکردگی چیک کی اور پھر اس نے جہاز کو رن وے پر دوڑا دیا۔ تھوڑی دیر بعد اس ہلکے پھلکے تیز رفتار جہاز کے پہیوں نے زمین چھوڑ دی اور فضا کو چیرتا ہوا آگے بڑھتا چلا گیا۔

مارشل نے جہاز کا رخ جزیرہ ساریما کی طرف کر دیا اور جہاز کو انتہائی بلندی پر اڑاتا چلا گیا۔

عمران نے کیپٹن پائلٹ کی سیٹ پر بیٹھا بڑے مطمئن انداز میں بحری طشتری کو خلیج بریگا سے پانیوں پر اڑائے لئے جا رہا تھا۔ اس نے بحری طشتری کی تمام مشینری کو اچھی طرح سمجھ لیا تھا۔ اس لئے اب اسے کنٹرول کرنے میں کوئی مشکل پیش نہ آ رہی تھی۔ اس کا ذہن اب آگے کے پروگرام سوچ رہا تھا۔

مارشل نے جزیرہ سارینا کے حفاظتی نظام کے متعلق جو کچھ بتایا تھا اس سے صاف ظاہر تھا کہ یہ جزیرہ واقعی ان کے لئے لوہے کا چنا ثابت ہوگا۔ لیکن بہر حال اب اس کے متعلق کچھ نہ کچھ سوچنا تو ضروری تھا ان کے پاس ایسا اسلحہ بھی موجود نہ تھا جس سے وہ اس جزیرے میں داخل ہو کر اس میں موجود اتنے بڑے کارخانے کو اڑا سکتے۔ اس لئے اب جو کچھ بھی کرنا تھا محض ذہانت کے بل بوتے پر ہی کرنا تھا۔ انہیں جزیرے میں داخل ہونے کے متعلق تو کوئی فکر نہ تھی کیونکہ مارشل

کے روپ میں وہ آسانی سے جزیرے پر پہنچ سکتے تھے۔ لیکن اس کے بعد کیا کرنا ہے ــــ؟ اس کے متعلق تو کوئی کامیاب۔ اور قابل عمل ترکیب سمجھ میں نہ آ رہی تھی۔

عمران بیٹھا یہی سوچ رہا کہ اچانک طشتری کو جھٹکے لگنے لگ گئے اور عمران نے چونک کر سامنے لگے ہوئے ڈائلوں کو دیکھا اور دوسرے لمحے اس کے چہرے پر ہلکی سی پریشانی کے آثار نمایاں ہو گئے۔ بحری طشتری کی سپیڈ ظاہر کرنے والے ڈائل کی سوئی تیزی سے نچلے ہندسوں کی طرف گرتی چلی جا رہی تھی۔

عمران نے فوراً سوئچ دبا دیئے۔ لیکن طشتری کی رفتار میں تیزی سے مسلسل کمی آتی چلی جا رہی تھی اور اب طشتری کو زیادہ زور زور سے جھٹکے لگنے شروع ہو گئے تھے۔

"کیا ہو رہا ہے عمران صاحب ــــ؟" کیپٹن شکیل نے چونک کر عمران سے مخاطب ہو کر کہا۔

"طشتری اب صرف سوئیاں گھمانے کے قابل رہ گئی ہے" ــــ عمران نے سنجیدہ لہجے میں جواب دیتے ہوئے کہا۔

اور پھر عمران کی کوششوں کے باوجود طشتری پانی کی سطح پر رک کر عام کشتی کی طرح تیرنے لگی۔

اسی لمحے سوئچ پینل پر ایک چھوٹا سا سرخ بلب تیزی سے جلنے بجھنے لگا اور عمران نے چونک کر اس بلب کے نیچے لکھے ہوئے الفاظ پر نظر دوڑائی اور دوسرے لمحے اس کے منہ سے ایک طویل سانس نکل گئی۔ اس نے بجلی کی سپلائی طشتری کے انجن سے منقطع کر دیئے۔ اور طشتری کی مشینری سے

ابھرنے والی ہلکی سی گونج ختم ہو گئی۔

"اس کا پٹرول ٹینک خالی ہو گیا ہے ____ اب یہ نہیں چل سکتی" عمران نے مڑ کر اپنے ساتھیوں کی طرف رخ کرتے ہوئے کہا۔

"لیکن ابھی جزیرہ ساریا کا تو دور دور تک پتہ نہیں ہے" ____ صفدر نے جواب دیا۔

"اور ہم اتنی دور تیر کر بھی نہیں جا سکتے" ____ کیپٹن شکیل نے سنجیدہ لہجے میں کہا۔

"میرا خیال ہے کہ اگر تنویر باہر نکل کر طشتری کو دھکا لگائے تو یہ یقیناً ساریا پہنچ جائے گی" ____ عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"تمہارے ساتھ چل کر ہم نے اپنی بدبختی کو خود ہی دھکا لگا دیا ہے" تنویر نے جواب میں برا سا منہ بناتے ہوئے کہا۔

"وہ میں نے ایک کتاب میں پڑھا تھا کہ کچھ لوگ ہوتے ہی ازلی منحوس ہیں ____ جنہیں مہذب الفاظ میں سبز قدم کہا جاتا ہے" ____ عمران نے تنویر کو چھیڑتے ہوئے کہا۔

"اور وہ تم ہو ____ تمہاری تصویر بھی اس کتاب میں یقیناً چھپی ہوئی ہے" تنویر نے ترکی بہ ترکی جواب دیا اور عمران سمیت سب ساتھی تنویر کے اس جواب پر بے اختیار ہنس پڑے۔

"عمران صاحب! ____ کب تک ہم اس بیکار سی طشتری میں یوں ہاتھ پہ ہاتھ دھرے بیٹھے رہیں گے" ____ نعمانی نے اصل موضوع پر آتے ہوئے کہا۔

"جب ہاتھ تھک جائیں گے تو پیروں پہ پیر دھر کر بیٹھ جانا ____

کوئی اعتراض نہیں ہے" ____ عمران نے جواب دیا اور طشتری میں ایک بار پھر ہنسی کا فوارہ سا چھوٹ گیا۔

لیکن نعمانی کی بات بہرحال سچی تھی۔ وہ بری طرح بے دست و پا ہو کر رہ گئے تھے۔ اگر طشتری نہ چلے تو ان کا اس خلیج سے زندہ بچ کر نکل جانا تقریباً ناممکن تھا۔

"دوستو! ____ اتنا گھبرانے کی ضرورت نہیں ہے ____ اللہ تعالیٰ کوئی نہ کوئی صورت نکال ہی دے گا ____ سنو! ایک تجویز ہے۔ ہو سکتا ہے ہم اسی طرح کسی کنارے پر جا پہنچیں" ____ عمران نے سنجیدہ ہوتے ہوئے کہا۔

"کونسی تجویز ____ ؟" سب نے بیک زبان ہو کر کہا۔

"یہ کہ ہم خودکشی کر لیں ____ پھر ہماری لاشوں کو تیرنے کے لئے زور نہ لگانا پڑے گا ____ اور بڑے اطمینان سے تیرتی ہوئیں کسی نہ کسی کنارے پر پہنچ ہی جائیں گی" ____ عمران نے یوں سر ہلاتے ہوئے کہا جیسے اس نے زبردست قسم کی ترکیب بتا دی ہو اور سب لوگ جو کسی کامیاب ترکیب کی آس لگائے بیٹھے تھے منہ بچکا کر رہ گئے۔

عمران اچانک چونکا جیسے اس کے ذہن میں کوئی خیال آ گیا ہو۔ اور پھر وہ مڑ کر تیزی سے طشتری کی مشینری کی طرف متوجہ ہو گیا۔ اس نے طشتری کے ریڈیو ٹرانسمیٹر کے سوئچ تلاش کر کے انہیں آن کیا۔ ٹرانسمیٹر سے گونج سی نکلنے لگی۔

"ہیلو ____ ہیلو ____ میں بحری طشتری کا پائلٹ ساراپ بول رہا ہوں۔ ہماری طشتری خلیج ریگا میں خراب ہو گئی ہے ____ ہمیں فوراً مدد کی

ضرورت ہے ——— ہیلپ ہیلپ —— ایس۔او۔ایس" —— عمران نے بار بار چیخ چیخ کر پکارنا شروع کر دیا۔ اس نے طشتری کے پائلٹ صارپ کے لہجے میں مدد کے لئے پکارا تھا۔ حالانکہ وہ خود مارشل کے روپ میں تھا۔ کافی دیر تک مدد کے لئے پکارنے کے بعد اچانک ریڈیو ٹرانسمیٹر سے ایک ہلکی سی آواز نکلی۔

"ہیلو۔ ہیلو —— کیپٹن کاسوس سپیکنگ —— ہم نے تمہارا پیغام کیچ کر لیا ہے —— ہم تمہاری مدد کو آنا چاہتے ہیں —— اپنی لوکیشن بتاؤ۔ اوور" —— بولنے والے کا لہجہ خاصی ہمدردی لئے ہوئے تھا۔

"ہم خلیج ریگا میں ہیں —— ہم جزیرہ ساریما کی طرف جا رہے تھے کہ طشتری کا پٹرول اچانک ختم ہو گیا ہے —— طشتری میں کے جی بی کے چیف مارشل زاتورسے اور تاروا ہیں کے چیف کائین اور چار دوسرے آدمی موجود ہیں۔ اوور" —— عمران نے زور دیتے ہوئے کہا۔

"اوہ کیپٹن —— اگر تم اپنا مکمل وقوع نہیں بتا سکتے —— تو ریج فائر کرو —— ہم تمہیں چیک کر لیں گے۔ اوور" —— دوسری طرف سے پریشان سے لہجے میں کہا۔ وہ شاید مارشل زاتورسے اور چیف کائین کا نام سن کر ہی گھبرا گیا تھا۔

"کیا تم بھی خلیج ریگا میں موجود ہو۔ اوور" —— ؟ عمران نے پوچھا۔

"ہاں —— ہم خلیج ریگا کے قریب ہیں —— ہم سامان لیکر جزیرہ ساریما جا رہے ہیں —— تم ریج فائر کرو۔ ہم تمہیں چیک کر لیں گے۔ اوور" —— دوسری طرف سے کہا گیا۔

"ٹھیک ہے —— میں ریج فائر کرتا ہوں۔ اوور" —— عمران

نے کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے ٹرانسمیٹر کا بٹن آف کر کے سوئچ پینل کے آخری نچلے حصے میں موجود ریج فائر کا بٹن دبا دیا۔

بٹن دبتے ہی زوں کی تیز آواز گونجی اور طشتری کو ہلکا سا جھٹکا لگا۔ اور پھر انہوں نے آسمان کی بلندیوں پر ایک شعلہ سا چمکتا ہوا دیکھا۔ عمران نے ریج فائر کر کے ٹرانسمیٹر دوبارہ آن کر دیا۔

"ہیلو ہیلو —— ہم نے ریج فائر کر دیا ہے۔ اوور" —— عمران نے کہا۔

"ایک اور فائر کرو۔ اوور" —— دوسری طرف سے کہا گیا اور عمران نے دوبارہ ریج فائر کا بٹن دبا دیا۔

طشتری کو ایک بار پھر جھٹکا لگا اور زوں کی تیز آواز گونجی اور پھر بلندیوں پر ایک دوسرا شعلہ چمکا۔

"ٹھیک ہے —— ہم نے تمہاری لوکیشن چیک کر لی ہے —— ہم آ رہے ہیں —— گھبراؤ مت۔ اوور" —— دوسری طرف سے تیز لہجے میں کہا گیا۔

"اوکے —— ہم انتظار کر رہے ہیں —— اوور اینڈ آل" —— عمران نے مطمئن سے لہجے میں کہا اور ٹرانسمیٹر آف کر دیا۔

"لو بھئی خوامخواہ گھبرا رہے تھے —— ہو گیا نا ل انتظام" —— عمران نے مسکراتے ہوئے کہا اور سب نے سر ہلا دیا۔

واقعی ٹرانسمیٹر کے ذریعے مدد حاصل کرنے کا کسی کو خیال تک نہ آیا تھا یہ تو عمران کی ہی ریڈی میڈ کھوپڑی تھی جو ہر وقت کام دکھا جاتی تھی۔

اور پھر تقریباً آدھے گھنٹے بعد انہیں دور پانی کی سطح پر ایک بڑا سا جہاز ابھرتا ہوا دکھائی دیا۔ اس کا رخ بحری طشتری کی طرف ہی تھا۔

"کاموس صاحب آ گئے ۔۔۔ اب چلنے کے لئے تیار ہو جاؤ" ۔۔۔ عمران نے کرسی سے اٹھتے ہوئے کہا اور وہ سب بھی اپنی اپنی جگہوں سے اٹھ کھڑے ہوئے۔

تھوڑی دیر بعد جہاز طشتری کے قریب آ کر رکا اور عمران اور اس کے ساتھی طشتری کا بیرونی دروازہ کھول کر باہر نکل آئے۔ جہاز سے رسی کی سیڑھی ان کی طرف پھینکی گئی اور سب سے پہلے عمران اس سیڑھی کی مدد سے جہاز پر پہنچ گیا اور پھر باری باری اس کے سب ساتھی جہاز پر پہنچنے میں کامیاب ہو گئے۔

عمران چونکہ مارشل کے میک اپ میں تھا اس لئے جہاز کا عملہ اس کے سامنے بچھا چلا جا رہا تھا۔ اس کے بعد کیپٹن شکیل کو بطور کاتین عزت دی جا رہی تھی۔

"جناب! ۔۔۔ اس بحری طشتری کا کیا کرنا ہے ۔۔۔ کیا اسے ساتھ جزیرے پر لے جانا ہے" ۔۔۔ کاموس جہاز کے کپتان نے کیپٹن شکیل اور عمران سے مخاطب ہو کر پوچھا۔

"اس کو ابھی یہیں رہنے دو ۔۔۔ لنگر ڈال کر کھڑا کر دو ۔۔۔ واپسی میں لیتے جانا ۔۔۔ فی الحال تم ہمیں جلد از جلد جزیرے پہنچاؤ" ۔۔۔ عمران نے برجستہ تحکمانہ لہجے میں کہا۔

"بہتر جناب" ۔۔۔ جہاز کے کپتان نے مؤدبانہ لہجے میں کہا اور پھر اس نے اپنے عملے کو احکامات جاری کرنے شروع کر دیئے۔

تھوڑی دیر بعد جہاز آگے کی طرف بڑھنے لگا۔ عمران اور کیپٹن شکیل کیپٹن کے مخصوص کمرے میں اس کے ساتھ بیٹھے ہوئے تھے اور جہاز تیزی سے اپنا رخ موڑ کر جزیرہ ساریما کی طرف بڑھا چلا جا رہا تھا۔

"جناب! ۔۔۔ میں جزیرہ ساریما پر آپ کی آمد کی اطلاع دے دوں تاکہ مخصوص کشتی بھیجی جا سکے ۔۔۔ ہم تو آپ کو معلوم ہے کہ چار میل پہلے ہی رک جاتے ہیں" ۔۔۔ کپتان نے میز پر پڑے ہوئے ٹرانسمیٹر کی طرف ہاتھ بڑھاتے ہوئے کہا۔

"ہاں! ۔۔۔ ایوانوف سے سلسلہ ملاؤ ۔۔۔ میں خود بات کرتا ہوں" ۔ عمران نے سنجیدہ لہجے میں کہا اور کپتان نے سر ہلا دیا۔

تھوڑی دیر بعد کپتان ٹرانسمیٹر پر جزیرہ ساریما کے کنٹرول آفس سے رابطہ قائم کرنے میں کامیاب ہو گیا۔

"ہیلو ہیلو ۔۔۔ کیپٹن اکانوف آف کاموس کالنگ۔ اوور" ۔۔۔ کیپٹن نے جس کا نام اکانوف تھا سنجیدہ لہجے میں کہا۔

"یس ۔۔۔ کنٹرول آف ساریما۔ اوور" ۔۔۔ دوسری طرف سے جواب دیا گیا۔

"انچارج ایوانوف سے بات کرائیں۔ اوور" ۔۔۔ کپتان نے کہا۔

"انچارج سے ۔۔۔ مگر کیوں ۔۔۔ کیا بات ہے ۔۔۔ اوور" دوسری طرف سے حیرت بھرے لہجے میں کہا گیا۔

اور پھر اس سے پہلے کہ کپتان کوئی جواب دیتا۔ عمران نے ہاتھ بڑھا کر ٹرانسمیٹر کا بٹن آف کر دیا۔

"ٹھہرو! ۔۔۔ یہ ایمرجنسی ہے ۔۔۔ ٹاپ سیکرٹ ہے ۔۔۔ میں

خود تمہارے لہجے میں بات کروں گا ___ تم کمرے سے باہر چلے جاؤ"۔
عمران نے انتہائی سخت لہجے میں کپتان سے مخاطب ہو کر کہا۔

"اوہ ٹھیک ہے ___ میں سمجھتا ہوں جناب" ___ کپتان نے کہا اور پھر وہ اٹھ کر تیزی سے کمرے سے باہر نکلتا چلا گیا۔

"شکیل! ___ تم اس کے پیچھے جاؤ ___ کہیں یہ کسی اور سے رابطہ قائم نہ کرے" ___ عمران نے کیپٹن شکیل کو کہا جو نارواے کے چیف کاتین کے میک اپ میں تھا۔ اور کیپٹن شکیل سر ہلاتا ہوا تیزی سے اٹھ کر کپتان کے پیچھے چلا گیا۔ اور اس نے باہر نکل کر دروازہ بھی بند کر دیا۔

ان کے جانے کے بعد عمران نے بٹن دبا دیا۔

"ہیلو ___ ہیلو کپتان! ___ تم خاموش کیوں ہو گئے۔ اوور" ___ دوسری طرف سے چیخ چیخ کر کہا جا رہا تھا۔

"ٹرانسمیٹر میں کوئی گڑبڑ ہو گئی تھی۔ اوور" ___ عمران نے جواب دیا۔ اس بار اس کا لہجہ بالکل کپتان جیسا تھا۔

"اچھا یہ بتاؤ کہ تم انچارج سے کیوں بات کرنا چاہتے ہو ___ تفصیل سے بتاؤ۔ اوور" ___ دوسری طرف سے سخت لہجے میں کہا گیا۔

"دیکھئے جناب! ___ ہمارے جہاز میں تھوڑی سی خرابی ہو گئی اس لئے ہمیں مجبوراً راستہ بدلنا پڑا ___ ہم نے خلیج ریگا سے گزرتے ہوئے ایک عجیب چیز دیکھی ہے جناب! ___ ایک ایسی چیز جسے ہم نے پہلے کبھی خلیج ریگا میں نہیں دیکھا۔ اوور" ___ عمران نے محتاط لہجے میں کہا۔ دراصل براہِ راست کھل کر بات نہ کرنا چاہتا تھا کیونکہ وہ پہلے

دوسری طرف کے حالات چیک کرنا چاہتا تھا۔

"کیا دیکھا تم نے۔ اوور" ___ دوسری طرف سے اشتیاق اور تجسس آمیز لہجے میں پوچھا۔

"میں یہ بات جناب ایوالوف صاحب کو بتانا چاہتا ہوں ___ اس لئے آپ ان سے بات کرائیں۔ اوور" ___ عمران نے انتہائی سنجیدہ لہجے میں کہا۔

"اوہ! ___ اچھا ایک منٹ ٹھہرو۔ اوور" ___ دوسری طرف سے کہا گیا اور پھر چند لمحوں بعد ایک بھاری سی آواز سنائی دی۔

"ہیلو ___ ایوالوف سپیکنگ۔ اوور" ___ بولنے والے کا لہجہ بے حد تحکمانہ تھا۔

"جناب میں کاموس جہاز کا کپتان بول رہا ہوں ___ جناب! میں نے خلیج ریگا میں ایک بحری طشتری کو دیکھا ہے ___ طشتری خراب ہوئی کھڑی تھی ___ میں اسے دیکھ کر اس کے قریب گیا تو جناب میں نے طشتری پر سات افراد کو دیکھا ___ جن میں سے ایک اپنے آپ کو کے جی بی کا مارشل زاتوف کہہ رہا تھا ___ دوسرا ناروا کا چیف کاتین تھا اور باقی اس کے ساتھی تھے ___ انہوں نے مجھے حکم دیا کہ میں انہیں اٹھا کر جزیرہ سارینا پہنچا دوں۔ لیکن جناب چونکہ یہ اصول کے خلاف تھا جزیرہ سارینا کے لئے ہم بے حد محتاط رہتے ہیں اس لئے میں نے انہیں انتظار کرنے کے لئے کہا تاکہ پہلے آپ سے بات کر لی جائے۔ اوور" ___ عمران نے جواب دیا۔ وہ دراصل مارشل اور کاتین کا نام لے کر یہ دیکھنا چاہتا تھا کہ ایوالوف پر اس خبر کا کیا ردِعمل ہوتا ہے۔

"اوہ! ۔ کیا تم صحیح کہہ رہے ہو ۔۔۔ ؟ کیا طشتری خراب ہو گئی ہے اوہ کیا واقعی ۔ اوور" ۔۔۔ ؟ ایڈانوف نے بری طرح چونکتے ہوئے کہا۔

"میں صحیح کہہ رہا ہوں جناب ۔۔۔ وہ طشتری اب بھی ہمارے سامنے موجود ہے ۔۔۔ لیکن ہم آپ کو اطلاع دیئے بغیر انہیں جہاز پر سوار نہیں کر سکتے ۔ اوور" ۔۔۔ عمران نے جواب دیا۔

"ویری گڈ! ۔۔۔ تم نے انتہائی اہم اطلاع دی ہے ۔۔۔ تم نے اچھا کیا کہ انہیں جہاز پر سوار نہیں کیا ۔۔۔ یہ نقلی لوگ ہیں اور تم ان کی نگرانی کرو ۔۔۔ یہ کسی صورت نکل نہ جائیں ۔۔۔ میں خصوصی کشتی بھیج رہا ہوں ۔ وہ خود آکر اس کشتی کے آدمیوں کو کور کر لیں گے ۔۔۔ میں خود ہیلی کاپٹر پر آرہا ہوں ۔۔۔ تم فوراً اپنی لوکیشن بتاؤ ۔ اوور" ۔۔۔ دوسری طرف سے انتہائی اشتیاق آمیز لہجے میں کہا گیا۔

"ٹھیک ہے جناب! ۔۔۔ اچھا ہوا کہ میں نے انہیں جہاز پر سوار نہیں ہونے دیا ۔۔۔ ویسے اگر آپ کہیں تو میں انہیں تباہ کر سکتا ہوں ۔ اوور" ۔۔۔ عمران نے مسکراتے ہوئے جواب دیا۔

"نہیں! ۔۔۔ میں خود تمام انتظامات کے ساتھ آرہا ہوں ۔ لوکیشن بتاؤ ۔ اوور" ۔۔۔ دوسری طرف سے کہا گیا۔

"میں خلیج ریگا کے شمال مشرق میں ہوں ۔ اور اکیلا ہی ہوں ۔ آپ کو دور سے نظر آجاؤں گا ۔ اوور" ۔۔۔ عمران نے جواب دیا۔

"اوکے! ۔۔۔ میرا انتظار کرو ۔ اوور" ۔۔۔ دوسری طرف سے کہا گیا ۔ اور اس کے ساتھ ہی رابطہ ختم کر دیا گیا۔

عمران نے ایک طویل سانس لیتے ہوئے ٹرانسمیٹر کا بٹن آف کر دیا

اس نے فطری طور پر احتیاط کی تھی اور یہی احتیاط اس کے کام آگئی تھی ورنہ وہ پھنس جاتے ۔ لیکن وہ سوچ رہا تھا کہ آخر جزیرہ سارڈیا پر ان کے نقلی ہونے کی خبر کس طرح پہنچ گئی ۔ ایک ہی صورت ہو سکتی تھی کہ مارشل کسی طرح بچ گیا ہو۔

بہرحال اب فوری کارروائی کی ضرورت تھی ۔ اس لئے عمران ٹرانسمیٹر بند کر کے اٹھا اور اس نے جا کر دروازہ کھول دیا ۔ کیپٹن اور ٹیکل دونوں باہر ہی موجود تھے ۔ دونوں آپس میں باتیں کر رہے تھے۔

"آجائیے اندر" ۔۔۔ عمران نے سخت لہجے میں کہا اور وہ دونوں تیزی سے اندر آگئے۔

"بات ہو گئی جناب" ۔۔۔ کیپٹن نے مودبانہ لہجے میں پوچھا۔

"بات ہو ہی گئی ۔۔۔ بلکہ ختم ہی ہو گئی" ۔۔۔ عمران نے مسکراتے ہوئے کہا اور دوسرے لمحے عمران کا ہاتھ بجلی کی سی تیزی سے حرکت میں آیا اور کنپٹی پر ایک بھرپور ہاتھ سا چھوڑا اور وہ منہ کے بل نیچے بچھے ہوئے قالین پر جا گرا۔

کیپٹن ٹیکل چونک کر ایک قدم پیچھے ہٹ گیا۔

"ٹیکل! ۔۔۔ جلدی سے میک اپ باکس نکالو ۔۔۔ جلدی کرو" ۔۔۔ عمران نے تیزی سے جھک کر فرش پر بے ہوش پڑے ہوئے کیپٹن کو اٹھا کر کرسی پر ڈالتے ہوئے کہا۔

کیپٹن ٹیکل نے تیزی سے اندرونی جیب میں ہاتھ ڈال کر میک اپ باکس نکالا اور عمران کی طرف بڑھ گیا۔

"تم ذرا خیال رکھو ۔۔۔ کوئی اندر نہ آئے ۔۔۔ میں ابھی آتا ہوں" ۔۔۔

عمران نے تیز لہجے میں کہا اور میک اپ باکس اٹھائے تیزی سے ملحقہ باتھ روم میں گھستا چلا گیا۔

تقریباً دس منٹ بعد جب وہ باہر نکلا تو اس نے کپتان کا میک اپ کر رکھا تھا۔ پھر اس نے تیزی سے کپتان کی یونیفارم اتاری اور خود پہن لی۔ اور اپنا لباس اتار کر اس نے کپتان کو پہنا کر اسے بھی اٹھا کر باتھ روم میں گھس گیا۔

تھوڑی دیر بعد جب وہ باہر نکلا تو اس نے کپتان پر مارشل زالورے کا میک اپ کر رکھا تھا۔

دوسرے لمحے عمران نے پھرتی سے جیب سے ریوالور نکالا اور پھر اس سے پہلے کہ کیپٹن شکیل سمجھتا۔ عمران نے دو تین فائر کپتان کے سینے پر کئے اور جب وہ تڑپ تڑپ کر ٹھنڈا ہو گیا تو عمران نے ریوالور کی نال میں پھونک مار کر اسے جیب میں ڈال لیا۔

"آپ نے بڑے ٹھنڈے دل سے بیچارے کو گولی مار دی ہے۔" کیپٹن شکیل نے سنجیدہ لہجے میں کہا۔

"اپنے ملک کے دس کروڑ عوام کو بچانے کے لئے اس کی قربانی ضروری تھی" ۔۔۔۔۔۔ عمران نے تیز لہجے میں کہا۔

"اپنے سب ساتھیوں کو بلا کر لاؤ ۔۔۔ جلدی ۔۔۔ اور سنو! ایک لمبی سی رسی بھی لے آؤ ۔۔۔ جلدی کرو وقت کم ہے" ۔۔۔۔ عمران نے کیپٹن شکیل کو ہدایات دیتے ہوئے کہا۔

اور پھر چند لمحوں بعد کیپٹن شکیل باقی ساتھیوں کو ہمراہ لئے اندر داخل ہوا۔ اس کے ہاتھ میں رسیوں کا گچھا تھا۔

"تم سب کرسیوں پر بیٹھ جاؤ ۔۔۔ میں تمہیں باندھوں گا" ۔۔۔ عمران نے ان سے مخاطب ہو کر کہا۔

"مگر کیوں ۔۔۔ ؟ پھر کیا ہوگا" ۔۔۔۔۔ ؟ تنویر نے برا سا منہ بناتے ہوئے کہا۔

"شٹ اپ ۔۔۔ جلدی کرو۔ وقت تھوڑا ہے" ۔۔۔۔ عمران نے چیختے ہوئے کہا۔ چونکہ وہ اپنے ساتھیوں سے اصل لہجے میں بات کر رہا تھا اس لئے اس کا میک اپ آڑے نہ آیا اور پھر عمران نے بڑی پھرتی سے ان سب کو کرسیوں پر بٹھا کر اچھی طرح باندھ دیا۔ اور پھر خود وہ تیزی سے کمرے کا دروازہ کھول کر باہر نکل آیا۔

دوسرے لمحے اس نے کپتان کے لہجے میں چیخ چیخ کر جہاز کے حکام کو بلانا شروع کر دیا۔

چند لمحوں بعد ہی اس کے گرد آٹھ دس افراد اکٹھے ہو گئے۔

"سنو! ۔۔۔ حالات خراب ہو گئے ہیں ۔۔۔۔ یہ لوگ نقلی تھے۔ مجرم تھے ۔۔۔ یہ جہاز پر قبضہ کرنا چاہتے تھے اس لئے ان کے سرغنہ کو میں نے مار دیا ہے اور باقیوں کو بیہوش کر کے قید کر دیا گیا۔ ۔۔۔ جزیرہ ساریا کا چیف ایوانوف خود میلی کاپٹر کے ذریعے آرہا ہے۔ ہم نے ان سے بات کئے بغیر ان لوگوں کو جہاز پر چڑھا کر بھیانک جرم کیا ہے۔ ایسا جرم کہ اس کی سزا میں ہم سب کو گولی ماری جا سکتی ہے۔ اس لئے میں نے حالات کو سنبھالنے کی کوشش کی ہے ۔۔۔۔ اور سنو! اب ایک ہی صورت ہے کہ ہم اپنی غلطی کو چھپا سکیں۔ جہاز میں پھیل جاؤ اور ادھر ادھر بے تحاشا فائرنگ کرو ۔۔۔۔ جہاز کا ایک حصہ بم مار کر

تھوڑا سا تباہ کر دو ــــــ تاکہ ہم ایوانوقت کو یہ باور کرانے میں کامیاب ہو جائیں کہ یہ لوگ جبراً جہاز پر چڑھ آنے میں کامیاب ہو گئے اور اسی لڑائی کے نتیجے میں ان کا سردار مارا گیا اور باقی لوگوں کو ہم نے قید کر لیا ــــــ تنا تم نے ــــــ یہی ایک صورت ہے ہمارے بچ نکلنے کی اور سنو ـــ تم یہ کام کرو۔ باقی معاملات میں خود سنبھال لوں گا ــــــ تمہیں بولنے کی ضرورت نہیں ہے ــــــ سمجھ لیا ـــ چلو جلدی کرو۔ اور احکامات کی مکمل تکمیل کی جائے" ــــــ عمران نے چیخ چیخ کر انہیں ہدایات دینا شروع کر دی ـــ اور موت کی سزا کا سن کر وہ سب چابی بھرے کھلونوں کی طرح جہاز میں بکھرتے چلے گئے اور پھر اس کی ہدایات پر عمل شروع ہو گیا۔ جہاز میں فائرنگ شروع ہو گئی اور پھر آخری کونے میں بم کا دھماکہ بھی ہوا۔

اور پھر جب سب کام عمران کی مرضی کے مطابق ہو گیا تو وہ تیزی سے واپس اس کمرے میں آیا جس میں اس کے ساتھی بندھے ہوئے بیٹھے تھے۔

"سنو ـــ اب جب میں جزیرہ ساربیا سے آنے والے آدمیوں کے ساتھ اندر داخل ہوں تو تم سب نے بیہوش ہو جانے کی اداکاری کرنی ہے ـــ جب ضرورت ہو گی میں تمہیں خود ہی ہوش میں آنے کا کہہ دوں گا" ــــــ عمران نے دروازے سے ہی تیز لہجے میں ان سے مخاطب ہو کر کہا اور پھر وہ تیزی سے بھاگتا ہوا باہر نکلتا چلا گیا۔ کیونکہ اُسے دُور سے بڑے سے ہیلی کاپٹر کی گڑگڑاہٹ سنائی دینے لگی تھی۔ اور پھر عمران اکیلا ہی ہیلی پیڈ پر پہنچ گیا۔ چند لمحوں بعد ایک بڑا سا

ہیلی کاپٹر اڑتا ہوا جہاز کے اوپر پہنچا اور پھر وہ جہاز کے ہیلی پیڈ پر اترتا چلا گیا۔

ہیلی کاپٹر کا دروازہ کھلا اور ایک ادھیڑ عمر لیکن سخت چہرے والا آدمی نیچے اتر آیا۔

"تم جہاز کو بحری طشتری سے کافی دُور لے آئے ہو ـــ ہم نے فضا سے وہ طشتری دیکھی ہے" ـــ آنے والے نے انتہائی سخت لہجے میں کہا۔

"جناب غضب ہو گیا تھا ـــ آپ سے بات کر کے جب میں باہر نکلا تو مجھے پتہ چلا کہ طشتری میں موجود افراد طشتری سے نکل کر تیرتے ہوئے جہاز پر چڑھ آئے تھے ـــ اور پھر میرے احکامات کی وجہ سے جہاز والوں نے انہیں روکا تو انہوں نے یہاں بم مار کر اور فائرنگ کر کے تباہی مچا دی ـــ بہرحال ان کا سردار جو مارشل زاتور بنا ہوا تھا مارا گیا ـــ باقی لوگوں کو ہم نے بیہوش کر کے قید کر لیا ہے ـــ اسی جنگ کی وجہ سے جہاز دُور نکل آیا ہے" ـــ عمران نے بڑے پریشان لہجے میں کہا۔

"اوہ ـــ ایک آدمی مرا ہے ـــ باقی تو زندہ ہیں" ـــ آنے والے بُری طرح چونکتے ہوئے کہا۔

"جی ہاں جناب ـــ وہ بیہوشی کے عالم میں قید ہیں جناب" ـــ عمران نے مودبانہ لہجے میں کہا۔

"ویری گڈ ـــ ویری گڈ ـــ یہ تو تم نے بہت بڑا کارنامہ سرانجام دیا ہے ـــ کہاں ہیں وہ" ـــ آنے والے نے مسرت بھرے لہجے

میں کہا۔ وہ شاید اسی لئے خوش تھا کہ جو کام وہ خود کرنا چاہتا تھا وہ ا[illegible]
کے آنے سے پہلے ہی ہو چکا تھا اور اسے زیادہ پریشانی کا سامنا نہیں
کرنا پڑا تھا۔

"آیئے میرے ساتھ" ۔۔۔ عمران نے مودبانہ لہجے میں کہا اور
اسے لئے ہوئے اس کمرے میں داخل ہوا جس میں اس کے ساتھی
تھے۔ عمران جانتے بوجھتے ہوئے داخل ہونے سے پہلے ہلکا سا کھانسا
اور جب وہ اندر داخل ہوئے تو کرسیوں پر تمام افراد رسیوں سے بندھے
ہوئے بیہوش پڑے تھے۔ ان کی گردنیں ڈھلکی ہوئی تھیں جب کہ درمیان
میں مارشل زاتورسے کی لاش پڑی ہوئی تھی۔

"اوہ واقعی! ۔۔۔ تم نے بہت بڑا کارنامہ سرانجام دیا ہے ۔۔۔
ایسا کرو کہ ان سب کو اٹھوا کر ہیلی کاپٹر میں ڈال دو" ۔۔۔ آنے والے
نے جو الیوانوف ہی تھا خوشی سے چہکتے ہوئے کہا۔

"بہتر جناب! ۔۔۔ کیا اس لاش کو بھی" ۔۔۔ عمران نے کہا۔

"ہاں! ۔۔۔ اس لاش کو بھی" ۔۔۔ الیوانوف نے کہا۔

"ٹھیک ہے ۔۔۔ آپ چلیں ... میں آدمی بلا آتا ہوں" ۔۔۔ عمران
نے کہا اور پھر باہر نکل کر اس نے جہاز کے آدمیوں کو بلانا شروع کر دیا
اور انہیں یہ احکامات دیئے کہ وہ ان بیہوش افراد کو اٹھا کر اور لاش
کو بھی اٹھا کر ہیلی کاپٹر میں منتقل کر دیں۔ اور خود وہ الیوانوف کے ساتھ
چلتے ہوئے ہیلی کاپٹر کے پاس پہنچ گیا۔

"جناب! ۔۔۔ یہ لوگ تو واقعی بے حد خوفناک اور خطرناک ہیں
بڑی مشکل سے قابو آئے ہیں ۔۔۔ میرے چھ آدمی ہلاک ہو گئے"۔

عمران نے مودبانہ لہجے میں کہا۔

"تم فکر نہ کرو ۔۔۔ میں حکام سے کہہ کر نہ صرف تمہارا نقصان پورا
کراؤں گا ۔۔۔ بلکہ تمہیں تعریفی سرٹیفکیٹ بھی دیا جائے گا" ۔۔۔
الیوانوف نے جواب دیا اور پھر وہ اس وقت تک وہاں کھڑے رہے
جب تک لاش اور عمران کے ساتھیوں کو ہیلی کاپٹر میں منتقل نہ کر دیا
گیا۔ ہیلی کاپٹر میں صرف ایک پائلٹ موجود تھا۔

"یہ راستے میں ہی تو ہوش میں نہ آ جائیں گے" ۔۔۔ اچانک
الیوانوف نے کسی خیال کے تحت پوچھا۔

"ہو تو سکتا ہے جناب ۔۔۔ اگر آپ کہیں تو میں پانچ چھ مسلح آدمی
ساتھ بھجوا دوں۔ تاکہ اگر کوئی گڑبڑ ہو تو سنبھال لیں" ۔۔۔ عمران
نے مودبانہ لہجے میں تجویز پیش کرتے ہوئے کہا۔

"ارے نہیں۔ اتنے آدمیوں کا بوجھ ہیلی کاپٹر نہیں اٹھا سکتا۔ ایک آدمی کی
مزید گنجائش ہو سکتی ہے" ۔۔۔ الیوانوف نے کہا۔

"اگر آپ اجازت دیں تو میں آپ کے ساتھ چلوں ۔۔۔ آپ بعد میں مجھے
بھجوا دیں" ۔۔۔ عمران نے بڑے معصوم سے لہجے میں کہا۔

"ہاں! ۔۔۔ یہ ٹھیک ہے ۔۔۔ تم ذمہ دار آدمی ہو۔ تم چلے چلو" ۔۔۔ الیوانوف
نے راضی ہوتے ہوئے کہا اور عمران تیزی سے مڑا اور پھر اس نے نائب
کپتان کو بلا کر احکامات دیئے اور پھر وہ الیوانوف کے ساتھ ہی ہیلی کاپٹر
میں سوار ہو گیا اور ہیلی کاپٹر چند لمحوں بعد ہی فضا میں پرواز کرتا چلا گیا۔

مارشل اپنا جہاز اڑائے انتہائی تیز رفتاری سے جزیرہ ساریا کی طرف اڑا چلا جا رہا تھا۔ اس کے ذہن میں صرف ایک ہی بات تھی کہ کسی طرح وہ جلد از جلد جزیرہ ساریا پہنچ جائے اور وہاں جا کر خود ان شیطان صفت جاسوسوں سے نپٹ لے۔ اس بار اس نے فیصلہ کر لیا تھا کہ وہ انہیں دیکھتے ہی گولی مار دے گا۔ وہ اب انہیں ایک لمحے کی بھی مہلت نہ دینا چاہتا تھا۔ کیونکہ اسی ایک لمحے میں یہ لوگ کوئی نہ کوئی چکر چلا جاتے تھے اور پھر جب اُسے جہاز اڑاتے ہوئے آدھے گھنٹے سے زیادہ ہو گیا تو اس نے اس کا ٹرانسمیٹر آن کر دیا۔

"ہیلو۔ ہیلو — جزیرہ ساریا — مارشل زاتورے کالنگ۔ اوور" اس نے تیز مگر تحکمانہ لہجے میں کہا۔

"یس سر! — کنٹرول آفس اٹینڈنگ۔ اوور" — چند لمحوں بعد دوسری طرف سے آواز سنائی دی۔

"میں جزیرہ کے قریب پہنچنے والا ہوں — مجھے حفاظتی انتظامات کی معطلی کا کاشن دو — ایسا نہ ہو کہ میرا جہاز ہی تباہ ہو جائے۔ اوور" مارشل زاتورے نے جواب دیا۔

"آپ کا جہاز ہمارے چیکنگ سسٹم پر نظر نہیں آ رہا۔ آپ ابھی کافی دُور ہیں — بہرحال آپ بے فکر رہیں — جیسے ہی آپ کا جہاز مخصوص حدود میں داخل ہو گا۔ حفاظتی انتظامات معطل کر دیئے جائیں گے — آپ کے متعلق ہدایات ہمیں پہلے ہی مل چکی ہیں۔ آپ بے فکر ہو کر بڑھتے چلے آئیے۔ اوور" — دوسری طرف سے مؤدبانہ لہجے میں جواب دیا گیا۔

"بحری طشتری تو تمہاری حدود میں نہیں پہنچی۔ اوور" — مارشل نے اشتیاق آمیز لہجے میں پوچھا۔

"نہیں جناب! — ابھی تک تو نہیں پہنچی۔ اوور" — دوسری طرف سے جواب دیا گیا۔

"او کے — اوور اینڈ آل" — مارشل نے پُرمسرت لہجے میں کہا۔ اور ٹرانسمیٹر کا بٹن آف کر دیا۔ اُسے حقیقت میں اس بات پر مسرت ہو رہی تھی کہ وہ بحری طشتری سے پہلے جزیرے پر پہنچ جائے گا۔ لیکن ساتھ ہی اُسے یہ بھی خیال تھا کہ آخر وہ لوگ بحری طشتری لے کر کہاں نکل گئے ہیں۔ انہیں اب تک تو جزیرے کے قریب پہنچ جانا چاہئے تھا۔

اور پھر آخر مارشل نے یہ سوچ کر اپنے آپ کو مطمئن کیا کہ شاید وہ راستہ بھول کر مطلوبہ عین کسی اور طرف نکل گئے ہوں۔ بہرحال ایک بار وہ

جزیرے میں پہنچ جاتے۔ پھر وہ خود ہی انہیں تلاش کرے گا۔

چنانچہ وہ اطمینان سے جہاز اڑاتا آگے بڑھتا چلا گیا اور پھر تقریباً دس منٹ بعد اسے دور سے جزیرہ ساریا نظر آنے لگ گیا۔ جو ایک بڑے وسیع رقبے کی صورت میں سمندر پہ پھیلا ہوا تھا۔ آہستہ آہستہ جزیرہ واضح ہوتا چلا گیا۔ اس کے جہاز کو چونکہ کوئی رکاوٹ پیش نہ آئی تھی اس لئے وہ سمجھ گیا کہ حفاظتی انتظامات اس کے داخلے کے لئے وقتی طور پہ معطل کر دیئے گئے ہیں۔

چند لمحوں بعد اس کا جہاز جزیرے کے اوپر پہنچ گیا۔ اس نے جزیرے کے گرد ایک چکر لگایا اور پھر ہوا کے رخ کے مطابق وہ جزیرے پر سے ہوتے مخصوص ایئرپورٹ پر اترتا چلا گیا۔ اس کا جہاز رن وے پر دوڑتا ہوا آخرکار اس جگہ پر پہنچ کر رک گیا۔ جہاں اس کے استقبال کے لئے دو افراد موجود تھے۔ ان میں سے ایک تو ایوانوف تھا جبکہ دوسرا اس کے لئے اجنبی تھا۔

مارشل نے جہاز کو روکا۔ انجن بند کیا اور پھر دروازہ کھول کر وہ چھلانگ مار کر نیچے اترا۔ اسی لمحے ایوانوف اور اس کا ساتھی آگے بڑھے اور انہوں نے باقاعدہ مارشل کا استقبال کیا۔

”ہم آپ کو جزیرے پر خوش آمدید کہتے ہیں جناب ——— اور ایک بڑی خوشخبری بھی آپ کے لئے یہاں موجود ہے“ ——— ایوانوف نے آگے بڑھ کر مارشل سے مصافحہ کرتے ہوئے کہا۔

”تھینک یو ——— مگر کیسی خوشخبری“ ——— مارشل نے چونک کر ایوانوف کے ساتھی کی طرف دیکھتے ہوئے کہا۔

”جناب! ——— یہ کاسموس جہاز کے کپتان اکانوف ہیں ——— یہ کارنامہ انہوں نے انجام دیا ہے“ ——— ایوانوف نے اپنے ساتھی کا تعارف کراتے ہوئے کہا۔

اور اکانوف نے بڑے مودبانہ انداز میں مصافحہ کے لئے ہاتھ بڑھا دیا۔ مارشل نے اس طرح اس سے مصافحہ کیا جیسے کوئی بڑا افسر مجبوراً عید کے روز اپنے چپراسی سے مصافحہ کرتا ہے۔

”کیسا کارنامہ ——— تفصیل بتاؤ“ ——— مارشل نے سخت لہجے میں کہا۔ اس وقت وہ ایوانوف کے ساتھ کنٹرول آفس کی طرف بڑھتا چلا جا رہا تھا۔

”جناب! ——— ان کو سمندر میں بحری طشتری ملی ——— اس کا پٹرول ختم ہو گیا تھا“ ——— ایوانوف نے بتانا شروع کر دیا۔

”اوہ! ——— پٹرول ختم ہو گیا ——— واقعی ——— ویری گڈ۔ ویری گڈ“ ——— مارشل بحری طشتری کا سن کر بری طرح اچھل پڑا۔

”جناب! ——— اس میں آپ کے میک اپ میں اور نارمالین کے چیف کاٹین کے روپ میں اور ان کے ساتھی موجود تھے ——— وہ جہاز پر سوار ہوا چاہتے تھے ——— مگر انہوں نے سمجھداری کی اور مجھ سے رابطہ قائم کر لیا۔ جس پر میں خود ہیلی کاپٹر پہ وہاں پہنچا ——— مگر میرے وہاں جانے تک ان افراد نے جہاز پر حملہ کر دیا تھا۔ لیکن ان کے ساتھیوں نے زبردست جدوجہد کے بعد انہیں بیہوش کر کے قید کر لیا۔ البتہ آپ کے میک اپ میں آدمی اس لڑائی میں مارا گیا“ ——— ایوانوف نے تفصیل بتاتے ہوئے کہا۔

"کیا کہہ رہے ہو ——— ؟ کیا وہ شیطان عمران واقعی مارا گیا ہے"

"نہیں ——— وہ اتنی آسانی سے مرنے والوں میں سے نہیں ہے" ——— مارشل نے ہونٹ بھینچتے ہوئے کہا۔

"جناب ہمیں اس کے نام کا تو پتہ نہیں ——— البتہ اس کی لاش موجود ہے آپ خود چیک کر لیں" ——— ایوالوف نے جواب دیا۔

"اوہ لاش موجود ہے ——— اس کے باقی ساتھی" ——— ؟ مارشل نے چونکتے ہوئے کہا۔

"وہ بھی موجود ہیں ——— وہ بے ہوش پڑے ہوئے ہیں" ——— ایوالوف نے جواب دیا۔

"اوہ ——— ایسی بات ہے تو جلدی کرو ——— میں جلد از جلد انہیں دیکھنا چاہتا ہوں ——— اگر تمہاری بات درست ہے تو تم لوگوں نے اس صدی کا سب سے بڑا کارنامہ سرانجام دے دیا ہے" ——— مارشل کے لہجے میں بے پناہ مسرت تھی۔

"آیئے جناب ! ——— آپ خود دیکھ لیجئے" ——— ایوالوف نے مسکراتے ہوئے کہا اور پھر وہ مارشل کو لئے کنٹرولنگ سنٹر کی عمارت میں داخل ہو گیا۔ کاسموس جہاز کا کپتان اکانوف بڑے مؤدبانہ انداز میں ان دونوں کے پیچھے چل رہا تھا۔ البتہ اس کے چہرے پر طنزیہ مسکراہٹ پھیلی ہوئی تھی۔

"یہاں سے جزیرے کا ہوائی فاصلہ کتنا ہے جناب" ——— ؟ ہیلی کاپٹر کے کاسموس جہاز کے عرشے سے اڑتے ہی عمران نے جو کپتان کے روپ میں تھا قریب بیٹھے ہوئے ایوالوف سے مخاطب ہو کر کہا۔

"ہم بیس منٹ میں پہنچ جائیں گے" ——— ایوالوف نے چونکتے ہوئے جواب دیا۔

"کیا آپ مجھے جزیرے کی سیر کرائیں گے جناب ——— یہ میری زندگی میں پہلا موقع ہے جب میں جزیرے پر قدم رکھوں گا" ——— عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"شٹ اپ ! ——— کیا بچوں جیسی باتیں کر رہے ہو ——— میں تمہیں وہاں تفریح کے لئے نہیں لے جا رہا" ——— ایوالوف نے غصیلے لہجے میں جواب دیا۔ اور عمران سہم کر رہ گیا جیسے ایوالوف کے غصیلے لہجے سے ہی گھبرا گیا ہو۔

ہیلی کاپٹر اڑتا رہا اور عمران کے ساتھی جبری بیہوشی کے عالم میں ہیلی کاپٹر کے فرش پر ایک دوسرے کے اوپر بوریوں کی طرح ڈھیر ہوئے پڑے تھے۔ ظاہر ہے عمران کے کاشن کے بغیر وہ ہوش میں نہ آ سکتے تھے لیکن وہ ذہنی طور پر سخت بیدار ہو رہے تھے کیونکہ مسلسل بیہوشی کی اداکاری کرنا بے حد کٹھن مسئلہ تھا۔ انہیں بالکل ہی بے حس و حرکت رہنا تھا اور یہی سب سے مشکل کام تھا۔ لیکن بہرحال وہ تربیت یافتہ لوگ تھے۔ اس لئے اپنا رول ادا کر رہے تھے۔

تھوڑی دیر بعد ہیلی کاپٹر جزیرے کے اوپر پہنچ گیا اور پھر پائلٹ نے ہیلی کاپٹر کو رن وے کے آخری حصے پر اتار دیا۔

رن وے پر اس وقت پانچ چھ افراد موجود تھے۔ ہیلی کاپٹر کے رکتے ہی الوانوف اور پائلٹ تیزی سے اچھل کر باہر آ گئے۔

"میرے بیہوش ساتھیوں شاباش ہے ـــــ ذرا دیر اور ہمت کرو"۔ عمران نے آہستہ سے کہا اور پھر وہ بھی دروازے سے اتر گیا۔

"کبھی تم بھی قابو آئے تو سارے بدلے نکالوں گا" ـــــ عمران نے اترتے ہوئے تنویر کی کراہتی ہوئی آواز سنی اور وہ مسکراتا ہوا نیچے اتر گیا۔

ادھر الوانوف نے اپنے ساتھیوں کو شاید احکامات دے دیئے تھے کیونکہ وہ سب افراد تیزی سے ہیلی کاپٹر کی طرف بڑھے۔ اور پھر انہوں نے بیہوش پڑے ہوئے عمران کے ساتھیوں کو کھینچ کر باہر نکالا اور کاندھوں پر لاد لیا۔

"آؤ میرے ساتھ" ـــــ الوانوف نے عمران سے مخاطب ہو کر کہا

اور پھر عمران اس کے ساتھ چلتا ہوا سامنے موجود ایک وسیع و عریض عمارت میں داخل ہو گیا۔

الوانوف نے ان بیہوش افراد کو کمرے کے ستونوں سے رسیوں سے جکڑ دیئے جانے کا حکم دیا۔ اور پھر چند ہی لمحوں میں اس کے احکامات کی تعمیل کر دی گئی۔

"تم نے بہت بڑا کارنامہ سرانجام دیا ہے ـــــ اب میرے خیال میں تمہیں واپس بھجوانے کے احکامات جاری کر دوں" ـــــ الوانوف نے بیہوش افراد کی طرف سے مطمئن ہونے کے بعد قریب کھڑے عمران سے مخاطب ہو کر کہا۔

اور پھر اس سے پہلے کہ عمران کوئی جواب دیتا اچانک ایک آدمی دروازہ کھول کر اندر داخل ہوا۔

"جناب! ـــــ مارشل زاتوف چیف آف کے۔ جی۔ بی کا جہاز جزیرے پر پہنچنے والا ہے" ـــــ اس آدمی نے مؤدبانہ لہجے میں کہا۔

"اوہ ٹھیک ہے" ـــــ الوانوف نے چونکتے ہوئے کہا اور پھر وہ آدمی تیزی سے مڑ کر دروازے سے باہر نکلتا چلا گیا۔

"آؤ اکالوف ـــــ تمہیں اصل مارشل سے بھی ملوا دوں ـــــ تاکہ تم ہمیشہ فخر کرتے رہو کہ تمہیں کے۔ جی۔ بی کے چیف سے مصافحہ کرنے کا شرف حاصل ہوا ہے" ـــــ الوانوف نے مسکراتے ہوئے عمران سے مخاطب ہو کر کہا۔

"آپ کی بے حد مہربانی ہے جناب! ـــــ واقعی یہ میرے لئے بہت بڑا شرف ہے" ـــــ عمران نے مسکراتے ہوئے جواب دیا اور پھر

وہ الیوانوف کے ساتھ چلتا ہوا کمرے سے باہر نکلتا چلا گیا۔

عمارت سے نکل کر وہ جلد ہی ایئرپورٹ پر پہنچ گئے اور اسی لمحے [illegible] اس نے ایک چھوٹے سے جہاز کو رن وے پر اترتے دیکھا۔ عمران الیوانوف کے ساتھ ایک طرف ہٹ کر کھڑا ہو گیا۔ اور پھر تھوڑی دیر بعد مارشل کا جہاز رن وے پر اترا اور دوڑتا ہوا ان کی طرف بڑھنے لگا۔

اب یہ بات عمران پر واضح ہو گئی تھی کہ مارشل نہ صرف زندہ بچ نکلنے میں کامیاب ہو گیا ہے بلکہ اس نے سیجری کلشٹری اور نقلی آدمیوں کے بارے میں جزیرے میں اطلاع بھی بھجوا دی ہے اور پھر وہ خود بھی وہاں پہنچ گیا ہے۔ وہ دل ہی دل میں مارشل کی تیزی اور پھرتی کو داد دے رہا تھا۔ واقعی مارشل سے جی۔ پی کا چیف بننے کا اہل تھا۔

اسی لمحے جہاز رک گیا اور مارشل باہر آ گیا۔ الیوانوف نے آگے بڑھ کر مارشل کا استقبال کیا اور پھر اس نے عمران کا بھی [illegible] جاسوس جہاز تعارف کرایا اور عمران کو مارشل سے ہاتھ ملانے کا شرف حاصل ہو ہی گیا۔ اس وقت وہ دل ہی دل میں ہنستا رہا۔ جب الیوانوف نے اسے سیجری کلشٹری اور عمران اور اس کے ساتھیوں کے متعلق تمام تفصیل بتائی اور عمران کو اس وقت واقعی لطف آ گیا جب مارشل نے عمران کو نہ صرف شیطان کہا بلکہ وہ اس کی موت پر بھی یقین نہ کر رہا تھا۔

تھوڑی دیر بعد وہ کنٹرول سنٹر کی اس عمارت میں پہنچ گئے جہاں عمران کے ساتھی جوزف بیہوشی کے عالم میں بندھے ہوئے پڑے [illegible]

مارشل ایک لمحے کے لئے فرش پر پڑی ہوئی اپنی ہی لاش کو غور سے دیکھتا رہا۔ پھر دوسرے لمحے وہ بری طرح اچھل پڑا۔

"یہ عمران نہیں ہو سکتا ـــ یہ کوئی اور ہے" ـــ مارشل نے بری طرح چیختے ہوئے کہا اور دوسرے لمحے اس نے جیب سے ریوالور نکال کر الیوانوف اور عمران دونوں کو کور کر لیا۔

"بتاؤ تم دونوں کون ہو ـــ اصلی ہو یا نقلی" ـــ مارشل نے غصے سے چیختے ہوئے کہا۔

"جناب مارشل! ـــ آپ کو کیا ہو گیا ہے ـــ آپ میری اس طرح توہین نہیں کر سکتے" ـــ الیوانوف نے انتہائی غصیلے لہجے میں جواب دیتے ہوئے کہا۔

"شٹ اپ! ـــ بکواس مت کرو ـــ یہ لاش عمران کی نہیں ہے ـــ اور اس نقلی لاش سے ظاہر ہے کہ یہاں میرے ساتھ کوئی کھیل کھیلا جا رہا ہے ـــ سچ بتاؤ کہ تم دونوں کون ہو ـــ ورنہ ایک لمحے میں گولی مار دوں گا" ـــ مارشل نے غصے سے چیختے ہوئے کہا۔ غصے سے اس کا چہرہ بگڑ گیا تھا۔

"جناب! ـــ میں تو اصلی الیوانوف ہوں ـــ ان کے متعلق کچھ نہیں کہہ سکتا" ـــ عمران نے بڑے مؤدبانہ مگر سہمے ہوئے لہجے میں کہا۔

"تم دونوں دیوار کی طرف منہ کر لو ـــ جلدی۔ ورنہ گولی مار دوں گا" ـــ مارشل نے چیخ کر کہا اور ساتھ ہی اس نے فائر کر دیا۔ اور گولی الیوانوف کے کان کے ساتھ سے گزر کر دیوار سے جا ٹکرائی اور الیوانوف نے گھبرا کر منہ دیوار کی طرف کر لیا۔ عمران بھی ساتھ ہی مڑ گیا۔

اسی لمحے مارشل نے انتہائی پھرتی سے پستول کا دستہ پوری طاقت سے الیوانوف کے سر کی پشت پر زور سے مارا۔ اس کے انداز میں اتنی تیزی

پھرتی اور مہارت تھی کہ عمران جو کن انکھیوں سے دیکھ رہا تھا دل ہی دل میں عش عش کر اٹھا۔

پہلا ہی وار اتنا جچا تلا تھا کہ ایراتوف بے ہوش ہو کر نیچے گرتا چلا گیا اور پھر مارشل نے انتہائی پھرتی سے عمران پر وار کرنا چاہا۔ مگر عمران پہلے ہی چوکنا تھا۔

چنانچہ جیسے ہی مارشل کا ہاتھ حرکت میں آیا عمران انتہائی تیزی سے مڑا اور دوسرے لمحے اس کا ہاتھ بجلی کی سی تیزی سے گھوما اور مارشل کے ہاتھ سے ریوالور اڑ کر دور جا گرا۔

عمران نے مارشل کے ہاتھ کو راستے میں ہی اپنے ہاتھ سے ضرب لگا دی تھی اور اسی لمحے اس کا دوسرا ہاتھ بھی حرکت میں آیا اور مارشل کے پیٹ پر زوردار ٹکر پڑا اور مارشل ہلکی سی چیخ مارتے ہوئے دوہرا ہوتا چلا گیا۔

مارشل کے دوہرا ہوتے ہی عمران نے پھرتی سے ریوالور نکالنے کی کوشش کی مگر مارشل نے پہاڑی بکرے جیسے انداز میں اچھل کر عمران کے پیٹ میں ٹکر مار دی اور عمران زوردار ضرب کھا کر پشت کے بل پیچھے گرا۔ مارشل نے اچھل کر اس کے پہلو میں لات مارنی چاہی مگر عمران نیچے گرتے ہی کسی گیند کی طرح اچھلا اور اس کی دونوں ٹانگیں جوڑ کر پوری قوت سے مارشل کے پیٹ پر پڑیں اور مارشل ٹانگوں کی ضرب کھا کر الٹ گیا۔ اور عمران قلابازی کھا کر سیدھا ہو گیا۔

ادھر مارشل بھی انتہائی پھرتیلا تھا۔ وہ بھی بجلی کی سی تیزی سے اٹھ کر کھڑا ہونے میں کامیاب ہو گیا۔

"تت ۔۔۔ تم ۔۔۔ میں ۔۔۔ میں ۔۔۔۔۔۔" مارشل نے چیختے ہوئے کہا اور پھر اس نے فقرہ پورا کئے بغیر ہی عمران پر چھلانگ لگا دی۔ وہ واقعی نہ صرف بے پناہ پھرتیلا تھا بلکہ لڑائی بھڑائی کے فن میں بھی طاق تھا۔ عمران نے اسے ڈاج دینے کی کوشش کی۔ مگر مارشل ہوا میں ہی اپنا رخ بدل گیا۔ اور عمران نے اس کی زد سے بچنے کے لئے اپنے جسم کو کمان کی طرح موڑ لیا اور اس کا نتیجہ یہ ہوا کہ مارشل اس کے گھٹنوں سے ٹکرا کر نیچے گرتا۔ مگر مارشل نے گھٹنوں سے ٹکرانے کے بعد اپنے جسم کو آگے کی طرف دھکیلا اور وہ عمران کے سر پر جا گرا اور دوسرے لمحے اس نے دونوں ٹانگوں سے عمران کی گردن جکڑ لی اور نہ صرف جکڑ لی بلکہ اس نے انتہائی تیزی سے فرش پر قلابازیاں کھانی شروع کر دیں اور عمران کو ایک لمحے کے لئے یہی محسوس ہوا کہ اس کی گردن کی ہڈی ٹوٹ جائے گی مگر عمران نے دونوں ہاتھ اونچے کئے اور پھر اس کی کھڑی ہتھیلیاں پوری قوت سے مارشل کی پنڈلیوں پر پڑیں اور مارشل نے چیخ مار کر عمران کی گردن سے ٹانگیں ہٹا لیں اور عمران سانپ کی سی تیزی سے پلٹا اور دوسرے لمحے اس نے مارشل کی دونوں ٹانگیں اپنے دونوں ہاتھوں میں پکڑیں اور وہ اسے دیوار کے ساتھ دبا کر کمان کی طرح موڑتا چلا گیا۔ اور مارشل نے تیزی سے پھسل کر دیوار کی سائیڈ میں ہونا چاہا۔ مگر عمران نے اسی لمحے اپنے ہاتھوں کو مخصوص انداز میں جھٹکا دیا اور مارشل کے حلق سے بے اختیار چیخ نکلتی چلی گئی اور اس کا جسم ڈھیلا پڑ گیا۔ اس کی ریڑھ کی ہڈی کے کئی مہرے اپنی جگہ چھوڑ گئے تھے اور وہ زخمی سانپ کی طرح فرش پر پڑا سر پٹختا رہ گیا۔ اور عمران اچھل کر کھڑا ہو گیا۔

اسی لمحے دروازہ ایک دھماکے سے کھلا اور مسلح آدمی اندر داخل ہوا۔ شاید مارشل کے حلق سے نکلنے والی زوردار چیخ نے اُسے اندر آنے پر مجبور کر دیا تھا۔

مگر اندر کی صورت حال دیکھ کر وہ ٹھٹھک کر رُک گیا۔

"یہ مجرم ہے ــــ اسے گولی مار دو ــــ گولی مار دو" ــــ اچانک مارشل نے فرش پر پڑے پڑے چیختے ہوئے کہا۔

آنے والے مسلح آدمی نے ہاتھ میں پکڑی ہوئی مشین گن کا رُخ بجلی کی سی تیزی سے عمران کی طرف کیا مگر عمران بڑے اطمینان سے کھڑا رہا۔

"یہ بکواس کر رہا ہے ــــ یہ نقلی مارشل ہے ــــ اس نے الوانوف کو بیہوش کر دیا ہے ــــ میں نے بڑی مشکل سے اسے قابو کیا ہے" ــــ عمران نے بڑے مطمئن لہجے میں جواب دیتے ہوئے کہا اور عمران کے لہجے کے اطمینان اور سامنے فرش پر بیہوش پڑے ہوئے الوانوف کو دیکھ کر آنے والے مسلح آدمی کے چہرے پر تذبذب کے تاثرات اُبھر آئے۔ اور اس کی مشین گن کا رُخ ذرا سا نیچے کو ہوا اور وہی لمحہ اس پر قیامت بن کر ٹوٹ پڑا۔

عمران کی دونوں ٹانگیں بیک وقت چلیں۔ اور آنے والے کو تو بس یہی محسوس ہوا ہو گا کہ عمران بجلی کی سی تیزی سے اچھلا تھا اور اس کے ہاتھ سے مشین گن نکل کر فضا میں اڑتی چلی گئی اور دوسرے لمحے مشین گن عمران کے ہاتھوں میں تھی۔ اور آنے والا حیرت بھرے انداز میں خالی ہاتھ کھڑا آنکھیں پٹپٹا رہا تھا جیسے اُسے اس جادو کی سمجھ نہ آئی ہو۔

اور پھر اس سے پہلے کہ اُسے اس جادو کی سمجھ آتی، عمران نے مشین گن کو کسی لٹھ کی طرح گھما کر اس کا دستہ آنے والے کے سر پر جما دیا اور اس کی کھوپڑی چٹخنے کی آواز سے کمرہ گونج اٹھا اور وہ ریت کے محل کی طرح وہیں فرش پر ہی ڈھیر ہو گیا۔

اس سے جان چھڑاتے ہی عمران تیزی سے دوبارہ مارشل کی طرف پلٹا۔ مگر دوسرے لمحے وہ چونک پڑا۔ مارشل ختم ہو چکا تھا۔ ریڑھ کی ہڈی کے ساتھ ساتھ اس کی گردن بھی دیوار کے ساتھ ٹکرا کر ٹوٹ گئی تھی اور یہ تو مارشل کی زبردست قوت مدافعت تھی کہ وہ اتنی دیر زندہ بھی رہا اور ایک فقرہ بھی بول گیا۔

"ویل ڈن عمران صاحب! ــــ ویل ڈن" ــــ اسی لمحے صفدر کی چہکتی ہوئی آواز سنائی دی۔

"ارے تم لوگ ہوش میں آ گئے ــــ کمال ہے مارشل ختم ہوا اور تم ہوش میں آ گئے" ــــ عمران نے مسکراتے ہوئے کہا اور وہ پہلے دروازے کی طرف بڑھا۔ اس نے دروازے کو اندر سے بند کیا اور پھر وہ اپنے ساتھیوں کی طرف بڑھا اور اس نے بڑی پھرتی سے اس کی رسیاں کھولنی شروع کر دیں۔ اس نے سب سے پہلے صفدر کی رسیاں کھولیں اور پھر اُسے باقی لوگوں کی رسیاں کھولنے کے لئے کہا۔ اور خود وہ تیزی سے بیہوش پڑے ہوئے الوانوف کی طرف بڑھا۔

اس نے الوانوف کی نبض پکڑ کر اس کی بیہوشی کے دورانیہ کا اندازہ لگایا۔ الوانوف کی نبض بتا رہی تھی کہ ابھی اُسے ہوش میں آنے میں

کچھ وقت لگے گا۔

عمران نے ایک طویل سانس لیتے ہوئے اس کی نبض چھوڑ دی اس کے ساتھی اب آزاد ہو چکے تھے۔ صورت حال عمران کے نقطہ نظر سے خاصی الجھ چکی تھی۔ وہ الیانوف کو زندہ رکھنا چاہتا تھا تاکہ وہ اس سے جزیرے پر موجود خفیہ کارخانے کے متعلق معلومات حاصل کر سکے اور اس کے حفاظتی انتظامات کا پتہ چلا سکے۔

لیکن ہوش میں آتے ہی الیانوف نے ساری صورت حال سمجھ لینی تھی۔ پھر مارشل کی لاش کا بھی مسئلہ تھا۔

"میرا خیال ہے کہ مجھے ایک بار پھر مارشل کا روپ دھارنا پڑے گا۔ اس خبیث کا روپ دھارتے دھارتے میں تنگ آگیا ہوں ____ مگر یہ ہر وقت ٹپکنے پڑتا ہے" ____ عمران نے برا سا منہ بناتے ہوئے کہا۔

اور اسی لمحے کیپٹن شکیل نے جیب سے میک اپ باکس نکال کر بڑے مہذبانہ انداز میں عمران کے سامنے کر دیا۔ وہ عمران کی بات سمجھ گیا تھا۔

"مگر ہمارا کیا ہوگا ____ ؟ الیانوف ہمیں تو معاف نہیں کر سکتا"۔ صفدر نے عمران کا بیان سمجھتے ہوئے کہا۔

"معافی کیسی ___ اسے خیرات میں کارخانہ تو دینا ہی پڑے گا" ____ عمران نے مسکراتے ہوئے کہا اور پھر اس نے میک اپ باکس کھولا اور اس میں سے ٹیوبیں نکالنے لگا ہی تھا کہ اچانک الیانوف کراہتا ہوا اٹھ بیٹھا وہ توقع سے پہلے ہی ہوش میں آگیا تھا اور عمران نے طویل سانس لیتے

ہوئے نہ صرف ہاتھ روک لئے بلکہ پھرتی سے میک اپ باکس سمیٹ کر اپنے پیچھے کھسکا دیا جہاں سے شکیل نے اسے اٹھا لیا۔

الیانوف نے ایک لمحے کے لئے آنکھیں پٹپٹائیں اور دوسرے لمحے وہ یکدم اچھل کر کھڑا ہو گیا۔ اس کے چہرے پر خوف اور حیرت کے تاثرات ابھر آئے تھے کیونکہ اس نے آنکھیں کھولتے ہی بندھے ہوئے افراد کو آزادی کی حالت میں کھڑے ہوئے دیکھا تھا۔

"تت ____ تت تم کون ہو" ____ ؟ الیانوف نے خوف بھرے لہجے میں کہا۔ کیونکہ عمران نے اس دوران مشین گن اٹھالی تھی۔

"میرا نام اکانوف ہے ____ میں کاسموس جہاز کا کپتان ہوں" ____ عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"مم ___ مگر یہ مارشل ___ مارشل" ____ الیانوف نے آنکھیں پھاڑتے ہوئے فرش پر پڑے ہوئے مارشل کی طرف دیکھتے ہوئے کہا اور پھر اسے مردہ دیکھ کر اس کی آنکھیں خوف سے پھیلتی چلی گئیں۔

"میرا خیال ہے جناب! ____ یہ مارشل بھی نقلی تھا ____ اصلی مارشل واقعی مارا جا چکا ہے ___ اور یہ بھی ختم ہو گیا ہے ____ چلو مسئلہ ختم ہوا ____ اصلی نقلی کا فیصلہ اب آسمان پر ہوگا" ____ عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"نہیں نہیں ___ یہ نہیں ہو سکتا ____ تم سب مجرم ہو ___ اگر تم مجرم نہ ہوتے تو مجھے بیہوش کر کے آزاد نہ ہو جاتے اور پھر مارشل کا قتل یہ بہت بڑا جرم ہے" ____ الیانوف نے سر ہلاتے ہوئے کہا۔

"ان لوگوں نے مجھے یقین دلایا ہے کہ یہ نقلی نہیں ہیں ۔۔۔ انہو مارشل سے قابو کیا ہوا تھا ۔۔۔ وہ اسے ہی اصلی مارشل سمجھ کر اس کے احکا پر عمل کر رہے تھے" ۔۔۔ عمران نے بڑے ٹھوس لہجے میں جواب دیے ہوئے کہا۔

"کیا مطلب ۔۔۔ ؟ میں یہ چکر سمجھا نہیں" ۔۔۔ ایوانوف نے ا ہوئے لہجے میں کہا۔

"میں سمجھاتا ہوں آپ کو ۔۔۔ میں ناروا ہیں کا چیف کا تین ہو مجھے مارشل کا پیغام ملا کر اسے بحری طشتری چاہیئے ۔۔۔ وہ مجرموں خاتمہ کرنا چاہتا ہے ۔۔۔ چنانچہ میں نے بحری طشتری لی اور اپنے ساتھیوں کے ہمراہ مارشل کو لے کر مجرموں کی سرکوبی کو نکل کھڑا ہوا۔ کشتی خالی تھی۔ وہاں کوئی آدمی نہ تھا ۔۔۔ اس پر مارشل نے بتایا کہ جزیرہ ساریما کی طرف چلے گئے ہوں گے ۔۔۔ چنانچہ اس نے حک بحری طشتری کو جزیرہ ساریما کی طرف لے جایا جائے ۔۔۔ ہم چو اس کے حکم پر مجبور تھے اس لئے چل پڑے ۔۔۔ لیکن اتفاق سے مجھے یہ خیال نہ رہا کہ بحری طشتری میں اتنا پٹرول نہیں ہے کہ وہ خلیج سے گزر کر جزیرہ ساریما تک پہنچ جاتے ۔۔۔ چنانچہ وہی ہوا کہ ر میں ہی بحری طشتری رک گئی ۔۔۔ اس پر مارشل نے ٹرانسمیٹر پر مد لے پکارنے کے لئے کہا اور ہمارے ایس۔ او۔ ایس پر کاسموس جہاز لیکن ان کیپٹن صاحب نے ہمیں اٹھانے سے انکار کر دیا اور جہاز پیچھے ہٹا لیا ۔۔۔ جس پر مارشل بگڑ گیا اور اس نے زبردستی جہاز پر کر لینے کا حکم دیا۔ وہ ہر حالت میں جزیرہ ساریما پہنچنا چاہتا تھا ۔۔۔

چونکہ جی۔ پی کے چیف کے حکم کے سامنے مجبور تھے اس لئے ہم وسائل نہ ہونے کے باوجود جہاز پر قبضہ کے لئے چڑھ دوڑے ۔ مگر جہاز والوں نے زبردست مقابلہ کیا اور نتیجہ یہ کہ ہمیں بیہوش کر دیا گیا اور مارشل مارا گیا ۔۔۔ اس کے بعد ہمیں اس کمرے میں ہوش آیا اور ہم نے ساری صورت حال ان صاحب کو بتا دی ۔۔۔ انہوں نے ہمیں آزاد کر دیا ۔ آپ کے بیہوش ہوتے ہی آپ کا مسلح آدمی اندر آ گیا۔ اس نے مارشل کو مار گرایا ۔۔۔ وہ ہم سب کو ختم کرنے لگا تھا لیکن انہوں نے ہمت کر کے اسے مار گرایا ۔ ورنہ وہ تو ایک لمحے میں ہم سب کو بھون ڈالتا" ۔۔۔ صفدر نے تفصیل بتاتے ہوئے کہا۔

"عجیب صورت حال ہے ۔۔۔ کچھ سمجھ میں نہیں آتا" ۔۔۔ ایوانوف نے سر کھجاتے ہوئے کہا۔

"واقعی صورت حال الجھ کر رہ گئی ہے ۔۔۔ میں تو خوامخواہ آپ کے ساتھ آ کر عذاب میں پھنس گیا" ۔۔۔ عمران نے بڑے معصومانہ لہجے میں کہا۔

"ہاں ! ۔۔۔ مگر یہ مشین گن تم نے کیوں پکڑ رکھی ہے ۔۔۔ مجھے دو" ایوانوف نے کسی خیال کے تحت چونکتے ہوئے کہا اور مشین گن لینے کے لئے ہاتھ بڑھا دیا۔

اور عمران نے بڑے مطمئن انداز میں مشین گن ایوانوف کے ہاتھ میں دے دی۔

"یہ آپ ہی رکھیں جناب ! ۔۔۔ مجھے تو اسے دیکھ کر ہی خوف آتا ہے" ۔۔۔ عمران نے یوں کہا جیسے اسے اسلحہ دیکھ کر ہی خوف سے

پھر یہاں آتی ہوں۔

"تم سب کا کورٹ مارشل ہوگا ۔۔۔ ان دونوں میں سے ایک تو مارشل یقیناً ہے ۔۔۔ اسی کے قتل کے جرم میں تمہیں سزا دی جائے" ایوانوف نے اچانک پیچھے ہٹتے ہوئے مشین گن کا رخ ان سب کی طرف کرتے ہوئے کہا۔ اس کے چہرے پر انتہائی بے رحمی کے آثار نمایاں ہو کر ابھر آئے تھے۔

"جناب! ۔۔۔ یہ آپ کیا کہہ رہے ہیں ۔۔۔ ہم بالکل بے قصور ہیں۔ پہلا مارشل جہاز والوں نے مار ڈالا ۔۔۔ دوسرے کو آپ کے آدمی نے قتل کر دیا ۔۔۔ ہمارا کیا قصور ہے" ۔۔۔ کیپٹن ٹیکیلا نے خوف زدہ لہجے میں کہا۔

"تم مجھے بیوقوف سمجھتے ہو ۔۔۔ میں نے دیکھا ہے مارشل کو گولی نہیں ماری گئی ۔۔۔ بلکہ اس کی گردن توڑی گئی ہے ۔۔۔ اگر جہاز والوں نے اسے مارا ہے تو اس کے جسم پر گولیاں لگتیں۔ مگر مارشل کے جسم پر کسی گولی کا نشان موجود نہیں ہے" ۔۔۔ ایوانوف نے غصیلے لہجے میں کہا۔

"حضور! ۔۔۔ مشین گن میں میگزین ہی نہیں ہے ۔۔۔ گولیاں کہاں سے چلتیں ۔۔۔ آپ کے آدمی نے مشین گن کا دستہ مارشل کی گردن پر مارا اور مارشل مر گیا ۔۔۔ اور میں نے تو صرف اس سے مشین گن چھینی اس کے دستے سے اس کے سر پر تھپکی دی اور اس بیچارے کی چیخ ہی نکل گئی ۔۔۔ میرا خیال ہے کہ اس کے جسم میں کیلشیم کی شدید کمی تھی کہ اس کی کھوپڑی انڈے سے بھی نرم تھی" ۔۔۔ عمران نے بڑے سادہ

سے لہجے میں کہا۔

"اوہ!" ۔۔۔ ایوانوف نے چونک کر مشین گن کی طرف دیکھا اور دوسرے لمحے وہ ایک طویل سانس لے کر رہ گیا۔ واقعی مشین گن میں میگزین موجود ہی نہ تھا۔

اب ایوانوف بیچارے کو کیا پتہ کہ عمران کی شعبدہ باز انگلیوں نے مشین گن دینے کے لئے حرکت میں آنے سے پہلے ہی میگزین نیچے گرا دیا تھا اور اب میگزین عمران کی پشت پر پڑا تھا اور اس پر کیپٹن ٹیکیلا نے پیر رکھا ہوا تھا۔

"ٹھیک ہے ۔۔۔ مجھے یقین آگیا ۔۔۔ لیکن سنو! ۔۔۔ اگر تم بے قصور ہو اور اصلی لوگ ہو تو میرے ساتھ تعاون کرو ۔۔۔ میں بھی تمہارے عہدے بڑھا دوں گا" ۔۔۔ ایوانوف نے مشین گن ایک طرف جھٹکتے ہوئے کہا۔ اس کی آنکھیں کسی خیال سے چمک اٹھی تھیں اور عمران اس کی آنکھوں میں ابھرنے والے تاثرات سے ہی اس کا سارا منصوبہ سمجھ گیا تھا اس لئے اس کے لبوں پر ہلکی سی مسکراہٹ تیرنے لگی تھی۔

"آپ تو ایسے باتیں کر رہے ہیں ۔۔۔ جیسے آپ ہی مارشل کی جگہ کے جی بی کے چیف بن جائیں گے" ۔۔۔ عمران نے جان بوجھ کر یہ فقرہ کہا تھا۔ وہ ایوانوف کے ذہن میں ابھرنے والے فیصلے کی تصدیق کرنا چاہتا تھا۔

"تم خاصے ذہین ہو ایوانوف! ۔۔۔ تمہارا خیال درست ہے ۔۔۔ مارشل کے بعد کے جی بی میں سب سے سینیئر میں ہی ہوں ۔۔۔ اسی لئے کے جی بی کا چیف میں ہی بنوں گا ۔۔۔ اور میرا وعدہ ہے کہ چیف

ہفتے ہی میں تم سب کو اعلیٰ عہدے دلا دونگا" ___ الوانوف نے بڑے بااعتماد لہجے میں کہا۔

"آپ کی مہربانی جناب! ___ ہم آپ سے ہر ممکن تعاون کرنے کے لئے تیار ہیں" ___ عمران اور کیپٹن شکیل نے یک زبان ہو کر جواب دیتے ہوئے کہا۔

"ٹھیک ہے ___ میرے ساتھ آؤ ___ فی الحال میں تمہارے آرام کا بندوبست کر دوں۔ اس کے بعد ہم مزید بات چیت کریں گے تاکہ انکوائری کمیشن کے سامنے بات متفقہ طور پر آسکے" ___ الوانوف نے ہاتھ ہلاتے ہوئے کہا اور پھر وہ مڑ کر تیزی سے کمرے سے باہر نکلتا چلا گیا۔ عمران اور اس کے ساتھی بھی اس کی پیروی میں باہر نکل آئے۔

مختلف راہداریوں سے گزرنے کے بعد الوانوف انہیں ایک بڑے کمرے میں لے آیا جہاں بستر اور صوفے موجود تھے۔ یہ شاید گیسٹ روم تھا۔

"آپ لوگ یہاں آرام کریں تاکہ میں دونوں ہاسٹلوں کا بندوبست کرا لوں ___ اور دوسرا اہم کام بھی نپٹا لوں" ___ الوانوف نے عمران اور اس کے ساتھیوں سے مخاطب ہو کر کہا۔

"جناب! ___ مجھے تو آپ علیحدہ کمرہ دیں ___ میں کسی کے ساتھ اکٹھا آرام نہیں کر سکتا" ___ عمران نے بڑے معصوم سے لہجے میں کہا۔

"اور اچھا! ___ چونکہ یہ تمہارے ساتھی نہیں ہیں اس لئے ٹھیک ہے ___ آؤ میرے ساتھ" ___ الوانوف نے سر ہلاتے ہوئے کہا اور پھر اسے لئے ہوئے اس بڑے کمرے سے نکلا اور پھر ایک راہداری

میں کر کے وہ ایک بڑے سے کمرے میں داخل ہوا۔ یہ کمرہ آفس کے طور پر سجا ہوا تھا۔

"یہ میرا دفتر ہے ___ تم ابھی یہاں بیٹھو ___ میں انتظامات کر کے آتا ہوں ___ مجھے خطرہ ہے کہ میری عدم موجودگی میں میرا نائب اس کمرے میں داخل ہو جائے جس میں لاشیں پڑی ہوئی ہیں۔ ورنہ پیچیدگیاں پیدا ہو جائیں گی" ___ الوانوف نے کہا اور عمران نے اس کی تائید میں سر ہلا دیا اور الوانوف تیزی سے کمرے سے باہر نکلتا چلا گیا۔

اس کے باہر نکلتے ہی عمران اچھل کر کرسی سے اٹھا اور اس نے آگے بڑھ کر دروازے کو اندر سے لاک کیا اور پھر وہ میز کی درازوں کی طرف بڑھتا چلا گیا۔ اس نے بڑے ماہرانہ انداز میں میز کی درازوں کی تلاشی لینی شروع کر دی۔ مگر درازوں میں سے اسے اپنے مطلب کی کوئی چیز نہ ملی تو وہ دیوار میں نصب ایک بڑی سی الماری کی طرف بڑھا۔ الماری کو تالا لگا ہوا تھا لیکن عمران کے لئے تالے کھولنا بائیں ہاتھ کا کام تھا۔ اس نے چند ہی لمحوں میں باریک تار کی مدد سے اس کا تالا کھول لیا۔ الماری میں مختلف فائلیں بھری ہوئی تھیں۔

عمران نے تیزی سے ان فائلوں کو چیک کرنا شروع کر دیا۔ مگر سب دفتری احکامات پر مشتمل تھیں اور عمران کے لئے بیکار تھیں اور پھر عمران نے غور سے الماری کے کناروں اور نچلے حصے کو چیک کرنا شروع کر دیا اور پھر دائیں کونے پر ہاتھ پھیرتے ہی اسے ایک جگہ ذرا سا ابھار محسوس ہوا۔ عمران نے پھرتی سے اس ابھار کو دبا دیا۔ ایک ہلکی سی کھٹک کی آواز ابھری اور الماری کا ایک پورا خانہ ہی گھوم گیا اور گھومنے سے جو

خانہ سامنے آیا۔ اس میں ایک چھوٹی سی سرخ رنگ کی فائل موجود تھی جس پر ٹاپ سیکرٹ کا کراس موجود تھا۔

عمران نے تیزی سے فائل کھولی۔ فائل میں چار کاغذ موجود تھے جو کسی پیچیدہ سے کوڈ میں لکھے گئے تھے۔ البتہ ساتھ ہی ایک چھوٹا سا نقشہ منسلک تھا۔

عمران کی نظریں جب اس نقشے پر پڑیں تو اس کی آنکھیں چمک اٹھیں۔ اس نے تیزی سے فائل اٹھا کر میز پر رکھی اور پھر اس نے وہاں میز کی نچلی دراز کھولی۔ اس میں اُسے انسٹنٹ کیمرہ نظر آیا تھا عمران نے کیمرہ اٹھایا اور فائل کے کاغذوں اور نقشے کے فوٹو بنائے۔ اور پھر انسٹنٹ کیمرے سے اس کی فلم نکال لی۔ اس کیمرے کی یہ خصوصیت تھی کہ یہ ایک لمحے میں تصویر بنا کر باہر نکال دیتا تھا۔

عمران نے پھرتی سے تصویریں اٹھا کر جیب میں ڈالیں، کیمرہ واپس دراز میں رکھا اور فائل بند کر کے اسے واپس الماری کے خانے میں رکھ کر دوبارہ اس ابھار کو دبایا۔ خانہ دوبارہ بند ہو گیا اور عمران نے الماری کے پٹ بند کر کے اس نے واپس الماری کے تالے کو مخصوص انداز میں تار سے گھما کر دوبارہ بند کر دیا۔ اور اب عمران کے چہرے پر اطمینان کے آثار ابھر آئے۔

عمران نے میز کے نیچے پڑے ہوئے ڈسٹر کو اٹھا کر الماری کا ہینڈل اور میز کی درازوں کے ہینڈلوں کو اچھی طرح صاف کر دیا تاکہ اگر ایوانوف کو شک ہو بھی تو اس کی انگلیوں کے نشانات نہ آ سکیں۔

ڈسٹر کو واپس اپنی جگہ رکھ کر وہ اطمینان سے دوبارہ کرسی پر بیٹھ

گیا۔ اور پھر اچانک ایک خیال آتے ہی وہ تیزی سے اٹھا اور اس نے بجلی کی سی تیزی سے جا کر دروازے کا لاک کھول دیا اور دوبارہ کرسی پر آ کر بیٹھ گیا۔ اسی لمحے راہداری میں قدموں کی آواز سنائی دی اور عمران نے کرسی کی پشت سے ٹیک لگا کر آنکھیں بند کر لیں۔ دوسرے لمحے دروازہ ایک دھماکے سے کھلا اور عمران نے چونک کر سر اٹھایا۔

دروازہ کھلتے ہی ایوانوف اندر داخل ہوا۔ اس نے تیز نظروں سے عمران کا جائزہ لیا۔

"ہو گیا انتظام ۔۔۔ مجھے تو نیند آ رہی ہے" ۔۔۔ عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"ہاں ہو گیا ہے" ۔۔۔ ایوانوف نے کہا۔ اس کے چہرے پر ہلکی سی پریشانی کے آثار نمایاں تھے۔

"کیا بات ہے ۔۔۔ آپ پریشان لگ رہے ہیں" ۔۔۔ عمران نے بڑے سادہ سے لہجے میں کہا۔

"ہاں ۔۔۔ میرے ذہن میں ایک خیال آ گیا تھا" ۔۔۔ ایوانوف نے سرد لہجے میں جواب دیا اور پھر وہ تیزی سے دروازے کے ساتھ لگے ہوئے ایک چھوٹے سے باکس کی طرف بڑھا جو دیوار کے ساتھ نصب تھا اور اس پر ابتدائی طبی امداد کا مخصوص مونوگرام بنا ہوا تھا۔ اس نے باکس کھولا اور اس میں سے ایک سپرے گن نکالی جس کے ساتھ ایک چھوٹی سی پلاسٹک کی ڈبیہ منسلک تھی۔ اور عمران اس سپرے گن کو دیکھتے ہی مسکرا دیا لیکن جیسے ہی ایوانوف سپرے گن لے کر پلٹا عمران کا چہرہ سپاٹ ہو گیا۔

ایوانوف نے ایک لمحے کے لئے عمران کے چہرے کو دیکھا اور پھر وہ سپرے گن لئے تیزی سے میز کی درازوں کی طرف بڑھا اس نے درازوں کے ہینڈلوں پر سپرے کرنا شروع کر دیا۔ گن سے سفید رنگ کا پوڈر نکل کر ہینڈلوں پر پڑا۔ عمران جانتا تھا کہ ایوانوف انگلیوں کے نشانات چیک کرنا چاہتا ہے۔

ہینڈلوں پہ بکھرے ہوئے پوڈر کو غور سے دیکھنے کے بعد وہ تیزی سے اٹھا اور اس نے مڑ کر پہلے الماری کے تالے کو چیک کیا۔ اسے بند محسوس کرنے کے بعد اس نے اس کے ہینڈل پر پوڈر اسپرے کیا اور پھر ایک طویل سانس لیتے ہوئے وہ مڑا اور پھر واپس سپرے گن باکس میں رکھ دی۔ اب اس کے چہرے پر گہرے اطمینان کے آثار نمایاں تھے

"کیا آپ کیڑے مار دوا چھڑک رہے تھے" ——— عمران نے بڑے معصوم سے لہجے میں پوچھا۔

"ہاں! ——— کیڑے مار دوا ہی سمجھ لو ——— کپتان صاحب! آپ جاسوسی کو کیا سمجھیں ——— میں دیکھ رہا تھا کہ ہینڈلوں اور الماری پر انگلیوں کے نشانات تو نہیں ہیں" ——— ایوانوف نے کرسی پر بیٹھتے ہوئے مسکرا کر کہا۔

"انگلیوں کے نشان ——— وہ تو لازمی ہوں گے ——— ظاہر ہے آپ انہیں کھولتے اور بند کرتے ہوں گے" ——— عمران نے مسکراتے ہوئے جواب دیا۔ لیکن اس کے ذہن میں ایک کیڑا سا رینگنے لگا تھا۔ کیونکہ اس سے بہت بڑی حماقت ہوئی تھی اس نے ان ہینڈلوں کو صاف کرتے ہوئے یہ نہ سوچا تھا کہ اس طرح تو ایوانوف کی انگلیوں کے

نشانات بھی ختم ہو جائیں گے ——— اور ایوانوف فوراً سمجھ جائے گا کہ ان ہینڈلوں کو جان بوجھ کر صاف کیا گیا ہے۔ لیکن خلاف توقع ایوانوف کے چہرے پر شک کی بجائے اطمینان کے آثار موجود تھے۔

"ارے نہیں! ——— میں اس سلسلے میں بے حد محتاط رہتا ہوں۔ میں ہمیشہ انہیں استعمال کرنے کے بعد ڈسٹر سے صاف کر دیا کرتا ہوں۔ تاکہ اگر کوئی میری بجائے اسے کھولے تو مجھے فوراً اس کا پتہ چل جائے" ——— ایوانوف نے جواب دیا اور عمران نے بھی دل ہی دل میں سکون کا سانس لیا۔ اس کی حماقت کا خود بخود جواز پیدا ہو گیا تھا۔

"مگر اب آپ نے استعمال کرنے سے پہلے اسے کیوں چیک کیا ہے" ——— عمران نے بڑے بھولے سے لہجے میں پوچھا۔

"چھوڑو اس بات کو ——— یہ میری عادت ہے" ——— ایوانوف نے بات بدلتے ہوئے کہا اور عمران نے بھی سر ہلا دیا۔ ظاہر ہے اصل بات تو وہ ہی سمجھا تھا کہ ایوانوف کے ذہن میں یہ خیال آ گیا تھا کہ اس کی عدم موجودگی میں ان ہینڈلوں کو عمران نے تو نہیں چھیڑا۔ اب ایوانوف کو کیا پتہ کہ اس کا پالا عمران جیسے شخص سے پڑا ہوا ہے۔

"ٹھیک ہے جناب! ——— یہ آپ کا کام ہے ——— ہمیں تو بس جہاز چلانا آتا ہے" ——— عمران نے کرسی کی پشت سے ٹیک لگاتے ہوئے کہا۔

"سنو! ——— میں نے تمام انتظامات کر لئے ہیں ——— حکومت کے اعلیٰ ترین حکام میں میرا ایک گہرا دوست موجود ہے۔ میں نے اسے خفیہ طور پر بلوایا ہے تاکہ اس سے مشورہ کرنے کے بعد ہی میں حکومت کو

مارشل کی موت کے متعلق بتاؤں ——— اس طرح میرا دوست پلاننگ میٹنگ میں میری سائیڈ لے گا اور فیصلہ یقیناً میرے حق میں ہی ہو گا"۔ ایوانوف نے مسکراتے ہوئے جواب دیا۔

"آپ کا دوست کس وقت یہاں پہنچے گا" ——— عمران نے پوچھا۔

"وہ بے حد مصروف ہے ——— بڑی مشکل سے اس نے وقت نکالا ہے ——— وہ کل دوپہر کو ایک گھنٹے کے لئے خفیہ طور پر یہاں پہنچے گا" ——— ایوانوف نے جواب دیا۔

"کل ——— اوہ لیکن مجھے تو جہاز پر واپس پہنچنا ہے" ——— عمران نے پریشان ہوتے ہوئے کہا۔

"تم فکر نہ کرو ——— مجھے اس کا خیال آیا تھا اس لئے میں نے تمہارے نائب کپتان کو ٹرانسمیٹر پر پیغام دے دیا ہے کہ سرکاری کام کی وجہ سے تم ابھی واپس نہیں آسکتے ——— اور میں نے اسے یہ بھی کہہ دیا ہے کہ چونکہ کام ٹاپ سیکرٹ ہے اس لئے وہ اس کی رپورٹ بھی بندرگاہ پر نہ کرے"۔ ایوانوف نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"اوہ! ——— آپ واقعی بے حد ذہین ہیں ——— آپ ہر قسم کا خیال رکھتے ہیں بے حد شکریہ" ——— عمران نے اطمینان کا سانس لیتے ہوئے جواب دیا۔

"اچھا اب اگر تم آرام کرنا چاہتے ہو تو آؤ میرے ساتھ" ——— ایوانوف نے اٹھتے ہوئے کہا۔

"جی ہاں! ——— مجھے اگر کچھ دیر سونے کا موقع مل جائے تو مہربانی ہوگی"

عمران نے بھی اٹھتے ہوئے کہا اور ایوانوف نے سر ہلا دیا۔

اور پھر وہ عمران کو لئے ہوئے اس کمرے سے نکلا اور ایک راہداری میں سے گزار کر وہ اسے ایک اور چھوٹے کمرے میں لے آیا۔ یہ خواب گاہ کے انداز میں سجا ہوا تھا۔

"تم یہاں آرام کرو ——— اطمینان سے سو جاؤ ——— ہم پھر بات چیت کریں گے" ——— ایوانوف نے کہا اور عمران نے سر ہلا دیا۔ اور ایوانوف اسے وہاں چھوڑ کر واپس چلا گیا۔

عمران نے اندر سے دروازہ بند کیا اور پھر اس نے پہلے تو غور سے کمرے کا جائزہ لیا۔ اسے خطرہ تھا کہ کہیں اسے خفیہ طور پر چیک نہ کیا جا رہا ہو مگر کوئی ایسی مشکوک بات بظاہر نظر نہ آرہی تھی۔

لیکن عمران کی پھر بھی تسلی نہ ہوئی اور پھر وہ ملحقہ باتھ روم کا دروازہ کھول کر اندر داخل ہو گیا۔ اس نے باتھ روم کو بھی چیک کیا اور پھر اس نے باتھ روم کا دروازہ بند کر کے شاور کھول دیا اور خود ایک کونے میں رکھے ہوئے سٹول پر بیٹھ گیا۔

اس نے جیب سے قاتل کی تصویریں نکالیں اور انہیں غور سے دیکھنے لگا۔

چند لمحے وہ تصویریں غور سے دیکھتا رہا۔ پھر اس نے ٹوائلٹ پیپر کا بڑا سا ٹکڑا کھینچا اور اسے سٹول پر رکھ کر خود نیچے بیٹھ گیا۔ اس نے اندرونی جیب سے ایک چھوٹی سی پنسل نکالی اور ایک کاغذ کو سامنے رکھ کر اس نے کوڈ کو ڈی کوڈ کرنا شروع کر دیا۔

دس منٹ تک وہ مختلف انداز سے لگا رہا۔ لیکن بات بن نہیں رہی اور

پھر اچانک وہ چونک پڑا۔ اس نے کوڈ کی بنیاد تلاش کر لی تھی۔ کوڈ لکھا جتنا پیچیدہ نظر آ رہا تھا اتنا ہی آسان ثابت ہوا۔ یہ الفابیٹیکا کوڈ تھا۔ لیکن اس کا بین الاقوامی انداز بدل دیا گیا تھا اس لئے وہ پیچیدہ نظر آ رہا تھا۔

بنیاد تلاش کرتے ہی عمران نے تیزی سے تصویروں پر لکھی ہوئی تحریر کو ڈی کوڈ کرنا شروع کر دیا۔ وہ ڈرافٹ پیپر کے بڑے بڑے ٹکڑے توڑتا رہا اور کوڈ کو حل کرتا رہا۔

تقریباً دس منٹ بعد ہی وہ پورے کاغذات اور نقشے کو ڈی کوڈ کرنے میں کامیاب ہو گیا۔ اس کے بعد اس نے ان کاغذات کو غور سے پڑھنا شروع کر دیا۔ جیسے جیسے وہ اسے پڑھتا جا رہا تھا ویسے ویسے اس کا ذہن قلابازیاں کھاتا جا رہا تھا۔ یہ مصنوعی کارخانے کے متعلق ٹاپ سیکرٹ فائل تھی جس میں اس عمارت ــــ اس کی تکنیکی صلاحیت اور اس کے حفاظتی انتظامات سے متعلق اشارے موجود تھے۔ اور جب عمران نے سارے کاغذات پڑھ لیے تو اس کے منہ سے ایک طویل سانس نکل گئی۔ واقعی روسیاہ کے سائنسدان بے حد ذہین تھے۔ اس کارخانے کو تباہ کرنا ناممکن تھا۔ کوئی لیک کوئی رخنہ موجود نہ تھا۔ ہر چیز خودکار انداز میں کام کرتی تھی۔ اور چیکنگ کے ساتھ ساتھ کنٹرول بھی کرتی تھی اس لئے اسے توڑنا ناممکن تھا۔

عمران چند لمحے سوچتا رہا اور پھر اس نے جیب سے لائٹر نکالا اور پھر ڈی کوڈ کئے گئے کاغذات اور اصل تصاویر سب کو باری باری آگ لگا دی اور پھر اس کی راکھ ٹب میں بہا دی۔ پھر وہ اٹھا اور شاور بند کر کے باتھ روم

سے باہر نکلا اور آ کر بستر پر لیٹ گیا۔ اس کا ذہن بری طرح قلابازیاں کھا رہا تھا۔ اس نے سمجھ لیا تھا کہ کارخانے کو تباہ کرنا ناممکن بنا دیا گیا ہے اس میں ذرہ برابر بھی گنجائش اور لیک نہیں رکھی گئی تھی۔ حتیٰ کہ معمولی سی غلطی کرنے والا فوراً موقع پر ہی خودکار مشینوں کے ذریعے ہلاک کر دیا جاتا تھا۔ اس لئے اس کو اندر جا کر تباہ کرنا ناممکن تھا لیکن بہرحال اُسے تباہ کرنا تھا اور جلد از جلد کرنا تھا۔ کیونکہ کسی بھی لمحے حالات بدل سکتے تھے اور پھر اس کا ذہن ایک اور طرف مڑ گیا۔ اب ایک ہی صورت تھی کہ کسی طرح اس پورے جزیرے کو ہی تباہ کر دیا جائے اس طرح تو کارخانہ تباہ ہو سکتا تھا ورنہ نہیں۔ لیکن اتنے بڑے جزیرے کو تباہ کرنا بھی ایک ناممکن بات تھی۔ اس کے لئے تو بڑے سے ہائیڈروجن بم کی ضرورت تھی اور ظاہر ہے کہ عمران کے پاس اب ہائیڈروجن بم تو ہونے سے رہا۔ اور پھر خود بھی تو زندہ واپس جانا تھا۔ عجیب سی الجھن تھی جس کا کوئی حل نظر نہ آ رہا تھا۔

سوچتے سوچتے جب عمران کا دماغ تھک گیا تھا اور کوئی واضح صورت نظر نہ آئی تو اس نے اپنا خیال بدلا اور پھر اس نے آنکھیں بند کر کے دماغ کو کھلا چھوڑ دیا۔ چند لمحوں بعد ہی اسے نیند آ گئی اور کمرے میں اس کے خراٹے گونجنے لگے۔

الیوانوف عمران کو کمرے میں چھوڑ کر تیزی سے واپس اپنے مخصوص کمرے میں پہنچ گیا۔ وہاں پہنچتے ہی اس نے سب سے پہلے دروازہ بند کیا اور پھر اس نے میز کی ایک خفیہ دراز کھول کر اس میں سے ایک چھوٹا سا باکس نکال کر اس نے میز پر رکھا۔ دراز بند کر کے اس نے باکس کو کھولا اور پھر اس میں پڑے ہوئے پلاسٹک کے دندانے دار چھوٹے چھوٹے ٹکڑے باہر نکالنے شروع کر دیئے۔ سارے ٹکڑے جو تعداد میں بیس کے قریب تھے باہر نکال کر اس نے باکس کو بند کیا اور پھر ان ٹکڑوں کو آپس میں جوڑنا شروع کر دیا۔ وہ بڑے ماہرانہ انداز میں ان ٹکڑوں کے دندانوں کو آپس میں جوڑ رہا تھا اور میز پر ایک عجیب سی شکل بنتی چلی گئی جیسے کسی عمارت کا ڈھانچہ سا ہو۔

جب سب ٹکڑے استعمال ہو گئے تو الیوانوف نے ہاتھ روک لئے اور غور سے اس عمارت نما ڈھانچے کو دیکھنے لگا۔

یہ ڈھانچہ ایک مینار نما عمارت کی شکل میں بنا ہوا تھا۔ مینار کے ساتھ مینار کی طرز کا ایک بلاک سا بنا ہوا تھا۔

الیوانوف چند لمحے غور سے اس عمارت کو دیکھتا رہا جیسے اس بات کا جائزہ لے رہا ہو کہ کوئی غلطی تو نہیں ہوئی۔ جب اسے اطمینان ہو گیا کہ تمام ٹکڑے اپنی جگہ پر درست فٹ ہوئے ہیں تو اس نے قریب پڑے ہوئے باکس کو دوبارہ کھولا اور اس کی تہہ میں رکھی ہوئی ایک ایک سی سوئی نکال لی۔

سوئی کا ایک سرا ہیئرپن کی طرح موٹا تھا جبکہ دوسرا سرا بالکل باریک تھا۔ الیوانوف نے سوئی کا باریک سرا درمیان میں موجود ایک ٹکڑے کے کونے میں بنے ہوئے باریک سے سوراخ میں ڈالا اور پھر سوئی کو اس نے اس میں جما دیا۔ اس کے بعد اس نے تیزی سے جیب میں ہاتھ ڈال کر ایک لائٹر نکالا اور لائٹر جلا کر اس نے آگ کو سوئی کے موٹے سرے کے ساتھ لگا دیا۔

آگ کے شعلے نے سوئی کے موٹے سرے کو ڈھانپ لیا اور سوئی کا رنگ تیزی سے سرخ ہوتا چلا گیا۔ جب سوئی بے حد سرخ ہو گئی تو الیوانوف نے لائٹر بند کر کے واپس جیب میں ڈال لیا اور پھر سوئی کو غور سے دیکھنے لگا۔ سوئی کا رنگ اب خود بخود بدلتا جا رہا تھا۔ اور اس پر سبزی سی چھانے لگی تھی۔

چند لمحوں بعد ہی سوئی بالکل سبز ہو گئی۔ اس کے بعد ایک بار پھر رنگ بدلا اور سوئی سنہری ہوتی چلی گئی۔ اور جیسے ہی سوئی کا رنگ سنہرا ہوا، الیوانوف کے چہرے پر اطمینان کی جھلکیاں ابھرتی چلی گئیں۔ اس

نے اطمینان کا طویل سانس لیا اور پھر اس نے سوئی کو پکڑ کر باہر کھینچ لیا اور
سوئی تیزی سے واپس اصلی جگہ میں آ گئی اور ایوانوف نے سوئی کو باکس
میں رکھ کر ٹکڑوں کو علیحدہ کرنا شروع کر دیا۔ اور سب ٹکڑے علیحدہ کر کے
اس نے اُسے واپس باکس میں رکھا اور باکس بند کر کے خفیہ دراز میں چھوڑ
دیا۔ اس کے بعد اس نے میز پر رکھے ہوئے ٹیلیفون کا رسیور اٹھایا اور
ڈائل پر ابھرے ہوئے چند سوں میں سے ایک کو دبا دیا۔

"یس ــــ الیون حقرئی سپیکنگ" ــــ دوسری طرف سے ایک
آواز گونجی۔

"ایوانوف بول رہا ہوں ــــ میں نے کمپیوٹر چیکنگ کر لی ہے وہ ہر لحاظ
سے او کے ہے" ــــ ایوانوف نے مطمئن لہجے میں جواب دیا۔

"ٹھیک ہے جناب! ــــ بس مجھے ویسے ہی خیال آ گیا تھا کہ یہ تمام
کارروائی کہیں ڈرامہ نہ ہو۔ ہمیں بہرحال کارخانے کی طرف سے غفلت
نہیں کرنا چاہیے" ــــ الیون حقرئی نے جواب دیا۔

"تمہارا خیال درست بھی ہو سکتا تھا اسی لئے تو میں نے کمپیوٹر چیکنگ
کی ہے کہ اگر کارخانے کے آٹومیٹک نظام میں کہیں کوئی گڑبڑ کی جاتی
تو پتہ چل جاتا" ــــ ایوانوف نے جواب دیا۔

"باس ایک بات کہوں ــــ اگر آپ بُرا نہ مانیں" ــــ الیون حقرئی
نے مودبانہ لہجے میں کہا۔

"ہاں ہاں کہو ــــ میں تمہیں اپنا نائب نہیں ــــ بلکہ اپنا دوست
سمجھتا ہوں ــــ اسی لئے تو میں نے تمہیں تمام حالات سے آگاہ کر دیا
ہے" ــــ ایوانوف نے جواب دیا۔

"جناب! ــــ آپ کو معلوم ہے کہ جزیرے پر کسی اجنبی کا وجود ایک
کے لئے بھی ناقابل معافی جرم ہے ــــ اور اس وقت سات
ی آدمی جزیرے پر موجود ہیں ــــ اور وہ لاشیں بھی ــــ آپ تو
ے جی بی کے چیف کی بات کر رہے ہیں مجھے خطرہ ہے کہ اگر انکوائری
ی کا ذہن اس پہلو پر چلا گیا تو ہمیں اس جرم میں گولی ماری جا سکتی
ہے" ــــ الیون حقرئی نے کہا۔

"اوہ! ــــ تمہاری بات درست ہے ــــ مجھے تو اس کا خیال
ہی نہیں رہا ــــ واقعی سب سے پہلے تو اسی بات پر ہمارا کورٹ مارشل
ہو جائے گا کہ یہ لوگ اتنی دیر زندہ یا مردہ یہاں کیوں رہے ہیں" ــــ ایوانوف
نے چونکتے ہوئے کہا۔ اس کا چہرہ یکدم زرد پڑ گیا تھا۔

"بالکل ایسا ہی ہو گا باس! ــــ آپ جانتے ہیں کہ حکومت اس
جزیرے کے بارے میں کتنی حساس ہے ــــ اس لئے میری مانیں
تو آپ ان اجنبی لوگوں کو گولی مار کر ان کی لاشیں پانی میں پھنکوا دیں۔
مچھلیاں ایک لمحے میں انہیں پانی بنا دیں گی۔ اور پھر آپ انکوائری
کو بلا کر یہ دونوں لاشیں ان کے حوالے کر دیں۔ وہ خود ہی پتہ کرتے
رہیں گے کہ کون اصلی ہے اور کون نقلی" ــــ الیون حقرئی نے
جواب دیا۔

"نہیں الیون حقرئی! ــــ تم نے غور نہیں کیا۔ ان اجنبیوں کی
آمد کے گواہ موجود ہیں ــــ انہیں جہاز کاموس سے لایا گیا
ہے اور میں خود لایا ہوں ــــ اور پھر ہارڈ بیس کے حکام کو بھی ان کی
لوہار مارشل کے جہاز کی آمد کا علم ہے اور پھر خالی بحری طشتری ــ

"نہیں ـــ اس کا کوئی اور حل سوچا جائے" ـــ ایوانوف نے پیچ و تاب کھاتے ہوئے کہا۔

"پھر ایک ہی حل ہے کہ آپ فوری طور پر انکوائری کمیٹی کو اطلاع دیں ـــ اور ان سب لوگوں کو ان کے حوالے کر کے تمام حالات تفصیل سے انہیں بتا دیئے جائیں ـــ اس طرح شاید ہم بچ جائیں" ـــ الیون تھرلی نے جواب دیا۔

"ہاں! ـــ ایسا تو ہو سکتا ہے ـــ لیکن اس طرح یہ لوگ ہمارے کنٹرول سے باہر ہو جائیں گے اور پھر انکوائری کمیٹی جانے کیا نتیجہ نکالے" ـــ ایوانوف نے کچھ سوچتے ہوئے کہا۔

"تو پھر باس! ـــ آخری صورت یہی ہے کہ آپ ان اجنبی لوگوں کو کاسموس جہاز میں بھجوا دیں ـــ اور مارشل کی پہلی لاش بھی وہاں بھجوا دیں ـــ اور کاسموس جہاز کو اینٹی میگنم ریز سے تباہ کر دیا جائے۔ اس طرح یہ ظاہر ہوگا کہ یہ جہاز چیکنگ دائرے میں داخل ہونے کی کوشش میں تباہ ہو گیا ـــ اس طرح یہ بات از خود سامنے آ جائے گی کہ بحری طشتری میں سوار لوگوں نے جہاز پر قبضہ کر کے جزیرے کی طرف بڑھنا چاہا اور چیکنگ دائرے میں داخل ہوتے ہی خود بخود تباہ ہو گئے ـــ اور مارشل کی لاش کو اس کے جہاز میں ڈال کر اس جگہ لے جایا جائے ـــ جہاں سے ایئر چیکنگ دائرہ شروع ہوتا ہے اور اس طرح جہاز تباہ کر دیا جائے ـــ بعد میں ہم کمیٹی کو کہہ دیں کہ یہ جہاز کوئی اطلاع دیئے بغیر چیکنگ دائرے میں گھس آیا تھا اور تباہ ہو گیا ـــ اب انکوائری کمیٹی جو کرتی پھرے۔ ہمارا دامن صاف

رہے گا" ـــ الیون تھرلی نے ایک اور تجویز پیش کرتے ہوئے کہا۔

"تمہاری بات درست ہے ـــ اس طرح ہم صاف بچ جائیں گے۔ کسی طرح کا الزام ہم پر نہیں آئے گا ـــ بعد میں میرا دوست تعاون کرے گا ـــ اور میں سے جی ۔ پی کا چیف اور تم یہاں میری جگہ سنبھال لوگے" ـــ ایوانوف نے راضی ہوتے ہوئے کہا۔

"بالکل جناب! ـــ ایسا ہی ہونا چاہیئے ـــ یہ تجویز بالکل درست ہے" ـــ الیون تھرلی نے مسرت بھرے لہجے میں کہا۔

"تو پھر ایسا ہے کہ تم خود ہی تمام انتظام کرو ـــ ایسا انتظام کہ کوئی گڑبڑ نہ ہو کسی قسم کی ـــ اور تمہیں معلوم تو ہے کہ یہ لوگ کہاں موجود ہیں اور لاشیں کہاں ہیں" ـــ ایوانوف نے تمام ذمہ داری الیون تھرلی پر ڈالتے ہوئے کہا۔

"ٹھیک ہے جناب! ـــ آپ اطمینان رکھیں سب کام بغیر کسی غلطی کے ٹھیک ہو جائے گا ـــ میں زیادہ سے زیادہ ایک گھنٹے میں ہر چیز او کے کرا لوں گا۔ اس کے بعد آپ خود ہی حکومت کو اس کی اطلاع دیدیں۔" الیون تھرلی نے جواب دیا۔

"او کے! ـــ میں بس اب تمہاری رپورٹ کا انتظار کروں گا ـــ وش یو گڈ لک" ـــ ایوانوف نے کہا اور پھر اس نے رسیور واپس کریڈل پر رکھ دیا۔ اب اس کے چہرے پر اطمینان کے آثار تھے۔ کیونکہ وہ الیون تھرلی کو اچھی طرح سمجھتا تھا اور اسے یقین تھا کہ الیون تھرلی سب کچھ ٹھیک کر لے گا۔

عمران کا ذہن اچانک ایک جھٹکے سے بیدار ہو گیا۔ شائد ناگوار سی بو تھی جس نے اس کے شعور کو جھٹکے سے بیدار کر دیا تھا۔ اس نے لاشعوری طور پر اپنا سانس روک لیا اور آنکھیں کھول دیں۔ دروازے کے کی ہول سے ہلکے نیلے رنگ کی گیس کے جھٹکے اندر پھینکے جا رہے تھے اور عمران سمجھ گیا کہ اُسے گیس کے ذریعے بیہوش کیا جا رہا ہے وہ سانس روکے پڑا رہا۔

چند لمحوں بعد گیس کی مزید آمد رک گئی اور پھر گیس پورے کمرے میں چکراتی رہی۔ اس کے بعد دروازہ ایک جھٹکے سے کھلا اور گیس باہر نکلتی چلی گئی۔

دروازہ کھلتے ہی عمران نے آنکھیں بند کر لیں۔ لیکن آنکھوں کی معمولی سی درز سے وہ سب کچھ دیکھ رہا تھا۔

چند لمحوں بعد دو آدمی اندر داخل ہوئے اس میں سے ایک نے

بڑھ کر عمران کے سینے پر ہاتھ رکھا اور پھر وہ پیچھے مڑا۔

"اسے اٹھا کر کشتی میں لے چلو۔ جلدی" ۔۔۔ اس نے پیچھے کھڑے ہوئے دوسرے آدمی سے مخاطب ہو کر تحکمانہ لہجے میں کہا۔

"یس باس" ۔۔۔ پیچھے کھڑے ہوئے آدمی نے مؤدبانہ لہجے میں کہا اور پھر آگے بڑھ کر اس نے عمران کو ایک جھٹکے سے اٹھا کر کاندھے پر لادا اور تیزی سے دروازے کی طرف مڑتا چلا گیا۔ اس کا باس پیچھے تھا لیکن دروازے سے باہر نکل کر وہ تیز تیز قدم اٹھاتا آگے بڑھ گیا۔ اور اس کے آگے بڑھتے ہی عمران نے آنکھیں کھول دیں۔

راہداری میں سے گزرتے ہوئے عمران کو ایک چھوٹے سے کمرے میں لے جایا گیا اور پھر کمرے کا دروازہ بند کر کے اس آدمی نے سوئچ بورڈ پر لگا ہوا ایک بٹن دبایا اور کمرہ کسی لفٹ کی طرح تیزی سے نیچے اترتا چلا گیا۔ وہ باس کہیں غائب ہو چکا تھا۔ اور اس لفٹ میں عمران اس آدمی کے کندھے پر لدا ہوا اکیلا موجود تھا۔ ایک لمحے کے لئے تو عمران نے ارادہ کیا کہ اس آدمی کے ساتھ یہیں نپٹ لے۔ لیکن پھر اس نے ارادہ بدل دیا۔ وہ آخر تک حالات کو دیکھنا چاہتا تھا کہ آخر یہ لوگ کیا کرنا چاہتے ہیں۔

کمرہ تھوڑی دیر کے بعد رک گیا تو اس آدمی نے دروازہ کھولا اور ایک چھوٹی سی راہداری میں سے گزرنے لگا۔ یہ راہداری سرنگ نما تھی اور اس میں سے عجیب سی گونج آ رہی تھی۔ جیسے یہ سرنگ پانی کے اندر بنائی گئی ہو۔

سرنگ کے اختتام پر ایک اور کمرہ تھا اور اس کمرے کے اندر ایک

عجیب سی دھات کی بڑی سی کشتی فرش پر رکھی ہوئی تھی۔ کشتی چا
تھی اور ہر طرف سے ڈھکی ہوئی تھی۔ صرف درمیان میں ایک گول
سوراخ موجود تھا۔

"ٹھیک ہے ۔۔۔ اسے اس کشتی میں ڈال کر باہر آجاؤ"۔ اچا
کمرے میں ایک آواز گونجی اور عمران پہچان گیا کہ آواز اسی باس کی ہے
دوسرے لمحے عمران کو اس سوراخ میں سے اندر ڈال دیا گیا او
عمران کا جسم کسی نرم چیز پر جا گرا۔

دوسرے لمحے عمران چونک کر ایک طرف ہو گیا۔ اس کی آنکھیں
حیرت سے پھیلتی چلی گئیں۔ بڑی سی کشتی میں اس کے تمام ساتھی بے ہو
پڑے ہوئے تھے حتیٰ کہ کاسموس جہاز کے اس کپتان کی لاش
وہاں موجود تھی جس پر عمران نے مارشل کا میک اپ کیا تھا۔ کشتی
دیواروں سے ہلکی ہلکی روشنی نکل رہی تھی۔

عمران کے اندر جاتے ہی کشتی کا اوپر کا سوراخ بھی بند ہو گیا اور
چند لمحوں بعد کشتی یوں ڈولنے لگی جیسے وہ پانی میں اتر گئی ہو۔ اس کے
بعد وہ تیزی سے ایک طرف پھسلتی چلی گئی۔ چونکہ وہ چاروں طرف
سے بند تھی اس لئے عمران کو پتہ نہ چل سکا کہ کشتی کس طرف جا رہی
لیکن اتنا احساس ضرور موجود تھا کہ وہ تیزی سے پانی پر پھسلتی ہوئی
بڑھتی چلی جا رہی ہے۔

عمران سوچنے لگا کہ آخر ان لوگوں نے کیا سوچا ہے اور ان سب
کو اس کشتی میں ڈالنے کا مقصد کیا ہے۔ لیکن کوئی بات سمجھ میں
نہ آ رہی تھی۔

عمران نے غور سے کشتی کی دیواروں کو دیکھنا شروع کر دیا۔ لیکن
دیواریں بالکل سپاٹ تھیں۔ دیواروں کے بعد اس نے اس کے پیندے
کو چیک کرنا شروع کر دیا۔ وہ اپنے ساتھیوں کے جسموں کو تیزی سے
ایک طرف ہٹاتا اور آہنی جگہ کو چیک کرتا۔

اور پھر عین اس جگہ جہاں مارشل کی لاش پڑی ہوئی تھی۔ اسے
ایک دائرے کی صورت میں بولٹ لگے ہوئے نظر آئے۔ اس دائرے
کے عین درمیان میں ایک چھوٹا سا سوراخ تھا۔ عمران کچھ لمحے سوچتا
رہا پھر اس نے اپنی چھوٹی انگلی اس سوراخ میں ڈال دی دوسرے
لمحے کشتی کو ایک ہلکا سا جھٹکا لگا اور کشتی کے ایک کونے سے فرش تیزی
سے ایک طرف ہٹتا چلا گیا۔ یہ کونا خالی پڑا ہوا تھا اس لئے فرش ہٹنے
سے کوئی نیچے نہ گرا۔

عمران تیزی سے اس خلا کی طرف لپکا۔ اس میں لوہے کی پتلی
سی سیڑھیاں نیچے جا رہی تھیں۔ عمران تیزی سے نیچے اترتا چلا گیا۔
اور دوسرے لمحے اس کی آنکھیں چوڑی ہوتی چلی گئیں۔

نچلے حصے میں عجیب سی مشینری نصب تھی جو خود بخود چل رہی
تھی اور سائیڈ کی دیواروں میں تین بغیر درازوں کے خانے بنے ہوئے
تھے۔ جن میں بڑے بڑے باکس رکھے ہوئے تھے۔

عمران نے مشینری کو نزدیک سے جا کر غور سے دیکھنا شروع کر
دیا۔ وہ اس مشینری کی ساخت کو سمجھ رہا تھا۔ اور پھر آہستہ آہستہ اس
کی آنکھوں میں چمک سی ابھرتی چلی آئی۔ یہ تو جدید ترین جنگی آبدوز تھی
جسے کسی اور جگہ سے کنٹرول کیا جا رہا تھا۔ عمران اب تیزی سے پلٹا

اور ان خانوں میں پڑے ہوئے باکسوں میں سے ایک باکس کھولا
پھر جیسے ہی اس کی نظر میں باکس میں رکھے ہوئے ایک بیضوی قسم کے چار پیڈ دار بم پر پڑی وہ بے اختیار اچھل پڑا۔ یہ انتہائی طاقتور خوفناک بم تھا۔ جو ایٹمی جنگ میں کام آتا تھا۔ اس نے تیزی سے بکس گنے تو ان کی تعداد بیس کے قریب تھی۔

یہ اتنی بڑی تعداد تھی کہ عمران کے خیال کے مطابق اس سے ایک پورا شہر تباہ کیا جا سکتا تھا۔

عمران ان ڈبوں کو دیکھنے کے بعد اب مشینری کی طرف متوجہ ہوا مشینری خود بخود چل رہی تھی اور پھر عمران ایک دیوار پر نصب ایک بہت بڑے سوئچ پینل کے سامنے جا کر کھڑا ہو گیا۔ اور اس سوئچ پینل کو غور سے دیکھتا رہا۔ ہر سوئچ کے نیچے روسیاہی زبان میں الفاظ لکھے ہوتے تھے۔ اور تھوڑی دیر بعد عمران کے ذہن میں مشینری کی بیٹھتی چلی گئی اور اس نے ہاتھ بڑھا کر ایک سوئچ دبایا تو سوئچ پینل کے درمیان میں موجود ایک چھوٹی سی سکرین روشن ہو گئی اور اس پر چاروں طرف پھیلا ہوا پانی صاف نظر آنے لگا۔

اس سکرین کے چار حصے تھے جن میں سے ہر حصہ مختلف سمتوں کی نشاندہی کر رہا تھا۔

اور دوسرے لمحے عمران یہ دیکھ کر چونک پڑا کہ اسے دور پانی کے اوپر ایک جہاز کا سایہ نظر آنے لگا۔ اور یہ آبدوز نما کشتی تیزی سے اس جہاز کی طرف بڑھتی چلی جا رہی تھی۔ اور جہاز کا سایہ تیزی سے سکرین کے مخصوص حصے پر پھیلتا چلا جا رہا تھا۔

ابھی عمران سوچ ہی رہا تھا کہ کشتی کا اس جہاز تک لے جانے کا کیا مقصد ہے کہ اچانک ایک زوردار گڑگڑاہٹ کی آواز پیدا ہوئی اور کونے میں دیوار کے ساتھ لگی ہوئی ایک بڑی سی مشین خود بخود چل پڑی تھی۔ اور اس کے ساتھ ہی سوئچ پینل پر ایک سرخ رنگ کا بلب تیزی سے جلنے بجھنے لگا۔

عمران نے چونک کر اس بلب کے نیچے لکھے ہوئے الفاظ پڑھے اور وہ بے اختیار اچھل پڑا۔ کیونکہ یہ بلب بتا رہا تھا کہ تار پیڈو فائر کیا جا رہا ہے اور وہی ہوا۔ کشتی کو ایک جھٹکا لگا اور دوسرے لمحے عمران نے سکرین پر ایک بیضوی سی شکل کے بم کو کشتی سے نکل کر تیزی سے جہاز کے پیندے کی طرف بڑھتا دیکھا اور پھر عمران کے دیکھتے ہی دیکھتے یہ بم جہاز کے پیندے سے ٹکرایا اور دوسرے لمحے جہاز کے ٹکڑوں پر ٹکڑے اڑ گئے جیسے وہ تنکوں کا بنا ہوا ہو۔ ہر طرف آگ ہی آگ اور جہاز کا ملبہ پھیلتا چلا گیا جس میں انسانی لاشوں کے ٹکڑے کثرت سے تھے۔

عمران کو جھرجھری آ گئی۔ ان لوگوں نے نجانے کیوں اتنا بڑا اپنا ہی جہاز تباہ کر دیا تھا۔ اور دوسرے لمحے عمران کے ذہن میں ایک خیال برق کے کوندے کی طرح لپکا اور وہ ان کی پلاننگ سمجھ گیا۔ اس نے انتہائی پھرتی سے سوئچ پینل کے آخری حصے پر لگے ہوئے ہینڈل کو زور سے دبا کر کھینچا اور دوسرے لمحے کشتی کو ایک زوردار جھٹکا لگا اور اس کی مشینری یکدم ساکت ہو گئی۔ یوں لگتا تھا جیسے اس میں جان ہی نہ رہی ہو۔ عمران نے ایک اور ہینڈل کو کھینچ کر اس کے ساتھ لگے

ہوتے بٹن کو دبایا تو مشینری ایک بار پھر چل پڑی ۔ بمگراب کنٹرول سوئچ پینل پر ہی تھا ۔ اب وہ باہر سے کنٹرول نہیں کی جا رہی تھی عمران نے تیزی سے کشتی کا رخ موڑا اور اُسے تیزی سے ایک طرف بھگاتا چلا گیا ۔

عمران کو یقین تھا کہ چند ہی لمحوں بعد اس کشتی کو بھی تباہ کر دیا جائے گا ۔ اور اس طرح ان لوگوں نے ایک ڈرامہ پیدا کرنے کی کوشش کی تھی ۔ تاکہ حکومت کو یہ باور کرایا جا سکے کہ مجرموں نے جہاز پر قبضہ کر کے جزیرے پر حملہ کرنے کی کوشش کی تھی اور انہیں ختم کر دیا گیا ۔

آبدوز نما کشتی اب عمران کے کنٹرول میں تھی ۔ اور وہ اسے پانی ہی مخالف سمت میں دوڑاتے لیے جا رہا تھا ۔ تاکہ زیادہ سے زیادہ دور نکل کر جزیرے کے کنٹرول سے باہر ہو جائے اور ساتھ ہی اس نے اپنے ذہن میں ایک پلاننگ بنا لی تھی ۔ لیکن یہ پلاننگ وہ سوچ سمجھ کر عمل لانا چاہتا تھا اس لیے اُسے وقت درکار تھا اور وقت کے حصول کے لیے ہی وہ جزیرے سے دُور بھاگتا چلا جا رہا تھا ۔

ایک کافی بڑے کمرے میں جدید قسم کی مشینری نصب تھی اور ہر مشین کے سامنے دو آپریٹر مسلسل کام میں مصروف تھے ۔ ایک طرف بڑی سی میز تھی جس پر بہت بڑا سوئچ پینل پھیلا ہوا تھا اور میز کے پیچھے اونچی نشست والی کرسی پر ایک نوجوان بیٹھا ہوا مختلف بٹن دبا رہا تھا ۔ اس کے سینے پر سرخ رنگ سے گیارہ سوئیں کے ہندسے لکھے ہوئے تھے یہ مشینری شعبے کا انچارج اور الیوانوف کا نائب تھا ۔ جزیرے پر موجود ہر قسم کی مشینری کو الیوان حضرتی ہی کنٹرول کرتا تھا ۔ اور یہ کمرہ مین آپریشن روم تھا ۔

سوئچ پینل کے درمیان ایک بڑی سی سکرین نصب تھی جو روشن تھی اور اس پر سمندر کا پانی پھیلا ہوا تھا جس میں چاندی کے رنگ کی ایک بیضوی سی آبدوز موجود تھی ۔ یہ آبدوز چاروں طرف سے بند تھی ۔ الیوان حضرتی غور سے اس آبدوز کو دیکھ رہا تھا ۔ اس کے چہرے پر

ہلکی سی مسکراہٹ تیر رہی تھی۔ اُسے اس آبدوز کی شکل میں اپنا مستقبل روشن نظر آرہا تھا۔ اس نے اسی لئے ایوانوف کو یہ پلان بتایا تھا کہ کاموس کو تباہ کر کے اجنبیوں کو بھی ختم کر دیا جائے اور مارشل کا جہاز بھی تباہ کر دیا جائے۔

بظاہر اس نے یہ مشورہ ایوانوف کی ہمدردی میں دیا تھا لیکن جانتا تھا کہ انکوائری کمیٹی انتہائی ذہین ترین لوگوں پر مشتمل ہے اور اصل حقیقت کی تہہ میں پہنچ جائیں گے اور جب انہیں ہر چیز کا علم ہو جائے گا تو پھر ایوانوف کی موت ایک یقینی امر بن جائے گا۔ اور پھر اس کا اپنا بیان بھی کہ ایوانوف نے اُسے جبراً حکم دے کر یہ سب کچھ کرنے پر مجبور کیا تھا، ایوانوف کے لئے موت کا پھندہ ہی صورت اختیار کر جائے گا۔ اور وہ یہ اچھی طرح جانتا تھا کہ ایوانوف کے بعد وہ جزیرہ سارمیا کا چیف کنٹرولر بن جائے گا۔ اور یہ اس کے لئے اتنی بڑی عزت تھی کہ جس کا تصور وہ ویسے زندگی بھر نہ کر سکتا تھا۔ اس لئے اس نے جان بوجھ کر ایوانوف کو یہ مشورہ دیا تھا اور اس کے خیال کے مطابق یہ ایوانوف کی حماقت کی انتہا تھی کہ وہ فوراً ہی اس مشورے پر عمل کرنے پر آمادہ ہو گیا تھا۔

آبدوز اب تیزی سے کاموس جہاز کی طرف بڑھ رہی تھی لیکن اس نے جان بوجھ کر اس کی رفتار کم رکھی تھی اور اسی لئے اس کے ذہن میں ایک اور خیال آیا اور اس نے چونک کر رفتار مزید کم کر دی۔ پھر اس نے ساتھ بیٹھے ہوئے ٹرانسمیٹر کا رسیور اٹھا کر ایک بٹن دبا دیا۔

"ہیلو ایوانوف سپیکنگ" ___ دوسری طرف سے ایوانوف کی آواز سنائی دی۔

"الیون تھرٹی بول رہا ہوں جناب" ___ الیون تھرٹی نے مسکراتے ہوئے جواب دیا۔

"اوہ الیون تھرٹی ! ___ کیا اتنی جلدی سب کام تکمیل کو پہنچ گیا ___؟" ایوانوف نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

"نو جناب ! ___ اب کام کا باقاعدہ آغاز ہو گیا ہے ___ میں نے اس لئے رابطہ پیدا کیا ہے کہ آپ مین آپریشن روم میں تشریف لے آئیں تاکہ آپ کے سامنے سارا کام مکمل ہو سکے ___ بہرحال یہ بات ہے کہ آپ ہم سب سے زیادہ ذہین ہیں اور میں نہیں چاہتا کہ اس میں کوئی معمولی سی لچک بھی رہ جائے ___ آپ اس کی اہمیت جانتے ہی ہیں" ___ الیون تھرٹی نے ایوانوف کی ذہانت کی تعریف کرتے ہوئے کہا۔

"اوہ ! ___ ایسی کوئی بات نہیں الیون تھرٹی ! ___ تم کم ذہین نہیں ہو ___ لیکن تمہاری بات بھی درست ہے کہ کوئی لچک نہیں رہنی چاہئے کیونکہ اس پر ہم دونوں کی زندگی موت اور مستقبل کا دارومدار ہے۔ اس لئے ٹھیک ہے میں آرہا ہوں" ___ ایوانوف نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"ٹھیک ہے جناب ! ___ جلدی آجائیے میں انتظار کر رہا ہوں" ___ الیون تھرٹی نے کہا اور ٹرانسمیٹر کا رسیور رکھ دیا۔ اب اس کی نظریں دوبارہ سکرین پر جم گئیں۔ آبدوز آہستہ آہستہ آگے بڑھی چلی جا رہی تھی۔

چند لمحوں بعد آپریشن روم کا سلائیڈنگ ڈور کھلا اور ایوانوف اندر داخل

ہوا۔ وہ تیزی سے چلتا ہوا الیون عقرابی کے قریب آکر ساتھ رکھی دوسری
کرسی پر بیٹھ گیا۔

"کیا پلاننگ ہے" ۔۔۔ ؟ الیانوف نے سکرین پر نظریں جماتے
ہوئے کہا۔

"جناب! ۔۔۔ میں نے ان اجنبیوں کو مارشل کی لاش کے ساتھ تقریباً
آبدوز میں پہنچا دیا ہے ۔۔۔ یہ سب لوگ یہاں بیہوش پڑے ہوئے
ہیں ۔۔۔ اب اس آبدوز کو میں کاسوس جہاز کے پاس لے جا رہا
ہوں۔ وہاں پہنچ کر میں جہاز کو گرین تارپیڈو سے تباہ کر دوں گا اور اس
کے بعد آبدوز کا ڈھکن کھول کر پریشر سسٹم آف کر دیا جائے گا۔ اس طرح
پانی آبدوز کے اوپر والے حصے میں داخل ہوگا اور اس میں بیہوش پڑے
ہوئے افراد کو لے کر باہر آجائے گا اور اسی لمحے آبدوز سے مشین فائرنگ
کے ذریعے ان لاشوں کے پرخچے اڑا دیئے جائیں گے اور پھر آبدوز واپس
اپنے ٹھکانے پر پہنچ جائے گی" ۔۔۔ الیون عقرابی نے اپنے
منصوبے کی تفصیلات بتاتے ہوئے کہا۔

"مگر یہ آبدوز تو بے حد قیمتی ہے اور اسے اگر استعمال نہ کیا جاتا تو
اچھا تھا" ۔۔۔ الیانوف نے گھبرائے ہوئے لہجے میں کہا۔

"ایسی کوئی بات نہیں جناب! ۔۔۔ یہ واحد آبدوز ہے جسے یہاں
سے کنٹرول کیا جا سکتا ہے" ۔۔۔ الیون عقرابی نے جواب دیا۔

"لیکن تم جانتے ہو کہ اس آبدوز میں ایٹمک اسلحہ ہے ۔۔۔ انتہائی
خطرناک اسلحہ" ۔۔۔ الیانوف نے کہا۔

"تو کیا ہوا ۔۔۔ کنٹرول تو میرے پاس ہی ہے نا" ۔۔۔ الیون عقرابی

نے سر ہلاتے ہوئے کہا۔

"چلو ٹھیک ہے ۔۔۔ مگر جلدی کرو ۔۔۔ یہ آبدوز تو بہت آہستہ
چل رہی ہے" ۔۔۔ الیانوف نے رضامند ہوتے ہوئے کہا۔

"یہ تو میں نے خود اس کی رفتار آہستہ رکھی ہوئی ہے تاکہ جہاز کو
آپ کے سامنے تباہ کیا جائے" ۔۔۔ الیون عقرابی نے کہا۔ اور اس نے
ہاتھ بڑھا کر ایک ناب کو گھمانا شروع کر دیا۔ اور ناب کے گھومتے ہی آبدوز
کی رفتار تیز ہوتی چلی گئی۔

اور پھر سکرین پر جہاز کا سایہ سا پانی کی سطح پر پھیلا ہوا نظر آنے لگا۔
آبدوز تیزی سے اس کی طرف بڑھی چلی جا رہی تھی۔

"سکس زیرو" ۔۔۔ اچانک الیون عقرابی نے چیخ کر کہا اور کونے
میں موجود آپریٹر مستعد ہو گیا۔

"یس باس" ۔۔۔ اس نے جواب دیا۔

"گرین تارپیڈو مشین آن کر دو" ۔۔۔ الیون عقرابی نے کہا۔ اور
آپریٹر نے مشین کے ساتھ لگا ہوا ایک بڑا سا ہینڈل کھینچ لیا اور مشین تیز
گڑگڑاہٹ کے ساتھ چل پڑی اور الیون عقرابی کے سامنے موجود سوئچ
پینل پر ایک بلب تیزی سے جلنے بجھنے لگا۔ اور الیون عقرابی نے ہاتھ
بڑھا کر اس بلب کے نیچے لگے ہوئے بٹن پر انگلی رکھی۔ اس کی نظریں
سکرین پر جمی ہوئی تھیں۔

جیسے ہی اس کے خیال کے مطابق آبدوز صحیح فاصلے اور صحیح زاویے پر
پہنچی تو اس نے بٹن دبا دیا۔ دوسرے لمحے آبدوز کو ایک جھٹکا سا لگا
اور اس میں سے ایک چھوٹا سا بم نکل کر تیزی سے جہاز کے پیندے کی

طرف بڑھتا چلا گیا۔

ایوانوف سانس روکے بیٹھا تھا اور پھر چند لمحوں بعد سکرین پر آگ کے شعلے ابھرے اور دھماکے کی خوفناک آواز مائیک نے نشر کی۔ جہاز کے پرخچے اڑ گئے تھے اور اس کا ملبہ تیزی سے پانی پر پھیلتا چلا گیا۔

"شکر ہے ۔۔۔۔ ایک مرحلہ تو صحیح طریقے سے سرانجام پا گیا ہے"۔ ایوانوف نے اطمینان کا طویل سانس لیتے ہوئے کہا۔

"جی ہاں !۔۔۔ بس اب ان بیہوش افراد کو آبدوز سے باہر نکال کر ختم کرنا ہے اور کام مکمل ہو جائے گا"۔۔۔۔ الیون تھرٹی نے مسکراتے ہوئے جواب دیا اور اس نے ایک سوئچ کی طرف ہاتھ بڑھایا۔

مگر اس سے پہلے کہ سوئچ تک اس کا ہاتھ پہنچتا، اچانک سیٹی جیسی تیز آواز گونجی اور دوسرے لمحے سوئچ پینل پر جلنے بجھنے والے بہت سے بلب تاریک ہو گئے۔ مختلف ڈائلوں پر تھرتھراتی ہوئی سوئیاں تیزی سے نچلے ہندسوں پر پہنچ کر ساکت ہو گئیں۔ اور ساتھ ہی آپریشن روم میں چلنے والی مشینیں ساکت ہو گئیں۔

"یہ کیا ہوا"۔۔۔۔ الیون تھرٹی بری طرح اچھلا۔ اور ایوانوف بھی چونک کر کھڑا ہو گیا۔

"کیا ہوا ۔۔۔۔ کیا ہوا"۔۔۔۔ ایوانوف نے گھبرائے ہوئے لہجے میں کہا۔

"آبدوز کے ساتھ بیرونی کنٹرول ختم ہو گیا ہے ۔۔۔۔ اب آبدوز ہمارے کنٹرول میں نہیں رہی"۔۔۔۔ الیون تھرٹی کے لہجے میں بے پناہ گھبراہٹ تھی۔ اور اس نے تیزی سے مختلف بٹن دبانے شروع کر دیئے

اور پھر سکرین پر موجود آبدوز تیزی سے مٹتی ہوئی چلی گئی اور چند لمحوں میں ہی وہ پوری سکرین پر پھیل گئی۔

الیون تھرٹی نے پھرتی سے دو تین اور بٹن دبائے اور سکرین پر ایک جھماکے سے منظر بدل گیا۔ اب سکرین پر ایک چھوٹے سے آپریشن روم کا منظر نظر آنے لگا تھا۔ اور وہاں پینل سوئچ کے سامنے کاسموس کا کپتان اکانوف کھڑا صاف نظر آ رہا تھا۔

"اوہ !۔۔۔ تو یہ آبدوز کے کنٹرولنگ روم میں پہنچ گیا ۔۔۔۔ مگر کیسے ۔۔۔۔ یہ تو زہریلی گیس سے بیہوش تھا"۔۔۔۔ الیون تھرٹی نے گھٹے گھٹے لہجے میں کہا۔

"اوہ الیون تھرٹی !۔۔۔ یہ تم نے کیا کیا ۔۔۔۔ انتہائی خطرناک آبدوز ان لوگوں کے قبضے میں چلی گئی ۔۔۔۔ ہم تباہ ہو گئے"۔۔۔۔ ایوانوف نے بے اختیار سر پیٹتے ہوئے کہا۔

"آپ گھبرائیں نہیں ۔۔۔۔ ابھی ہمارے پاس ایک حل موجود ہے"۔ الیون تھرٹی نے اپنے آپ کو سنبھالتے ہوئے کہا۔

"زیرو ڈان"۔۔۔۔ اس نے ایک آپریٹر سے مخاطب ہو کر چیختے ہوئے کہا۔

"یس باس"۔۔۔۔ کمرے میں موجود ایک مشین کے سامنے کھڑے آپریٹر نے مڑ کر جواب دیتے ہوئے کہا۔

"ایٹم کنٹرول پلانٹ آن کر دو ۔۔۔۔ جلدی"۔۔۔۔ الیون تھرٹی نے اسی طرح چیختے ہوئے کہا اور آپریٹر نے سر ہلاتے ہوئے تیزی سے مشین کے مختلف بٹن دبانے شروع کر دیئے۔ مشین میں زندگی دوڑ گئی

اور بے شمار چھوٹے بڑے بلب تیزی سے جلنے بجھنے لگے۔

"یہ کیا ہے" ——— ایوانوف نے پوچھا۔

"بشم گیس کنٹرول کا سسٹم اس آبدوز میں موجود ہے ——— تھوڑی دیر بعد بشم گیس کا سلنڈر پھٹ جائے گا اور آبدوز کے اندر موجود مرجانا بیہوش ہو جائے گا ——— یہ آخری حربہ ہے آبدوز کو قابو کرنے کا" ——— الیون تھرٹی نے وضاحت کرتے ہوئے کہا۔

"مگر اسے واپس کیسے لایا جائے گا" ——— ایوانوف کا لہجہ بیحد تشویشناک تھا۔

"دوسری آبدوز بھیجی جائے گی جس میں ہمارا آدمی سوار ہوگا وہ اس آبدوز میں اتر کر اس کا بیرونی کنٹرول پینل آن کر دے گا ——— اور آبدوز پر دوبارہ ہمارا کنٹرول ہو جائے گا" ——— الیون تھرٹی نے کہا۔

اسی لمحے زیروکس والی مشین کے اوپر لگا ہوا ایک بڑا بلب جل اٹھا اور الیون تھرٹی نے چونک کر اپنے سوئچ پینل پر لگے ہوئے دو لور بٹن دبا دیئے۔

بٹن دبتے ہی سکرین پر آپریشن روم میں کھڑا ہوا کانونٹ لڑکھڑایا۔ وہ چند لمحے یوں ڈولتا رہا جیسے توازن برقرار رکھنے کی کوشش کر رہا ہو مگر پھر وہ دھڑام سے فرش پر گر گیا۔ اب اس کا جسم فرش پر ساکت پڑا تھا۔

"ویری گڈ! ——— بشم گیس نے کام دکھا دیا" ——— الیون تھرٹی نے خوشی سے اچھلتے ہوئے کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے بشم گیس والے بٹن آف کر دیئے۔

اور پھر اس نے سوئچ پینل کے آخری حصے پر لگا ہوا ایک بٹن دبایا۔

تو اس کے اوپر لگے ہوئے مائیک سے آواز نکلی۔

"آبدوز سیکشن" ——— بولنے والے کے لہجے میں مستعدی تھی۔

"ایک آبدوز میں تم جاؤ اور جا کر روکان آبدوز کا بیرونی کنٹرول پینل آن کر دو ——— اور سنو! ——— گیس ماسک لے کر جانا۔ وہاں بشم گیس پھیلی ہوئی ہے" ——— الیون تھرٹی نے کہا۔

"بہتر جناب" ——— دوسری طرف سے کہا گیا اور الیون تھرٹی نے بٹن آف کر کے چند دوسرے بٹن دبائے تو سکرین پر چھپاکا سا ہوا اور سکرین پر آبدوز مکمل صورت میں نظر آنے لگی۔

"اوہ! ——— یہ تو جزیرے سے کافی دور نکل گئی ہے ——— بہرحال ابھی یہ کنٹرول میں آ جائے گی" ——— الیون تھرٹی نے کہا اور پھر اسی لمحے وہ پانی میں ایک اور آبدوز کو موجود دیکھ کر چونک پڑا۔ یہ آبدوز بھی پہلی جیسی ہی تھی اور انتہائی تیز رفتاری سے پہلی آبدوز کی طرف بڑھی چلی جا رہی تھی۔ ایوانوف اور الیون تھرٹی کی نظریں ان دونوں آبدوزوں پر جمی ہوئی تھیں۔

تھوڑی دیر بعد دوسری آبدوز پہلی آبدوز کے قریب پہنچ گئی چونکہ پہلی آبدوز رکی ہوئی تھی۔ اس لئے دوسری آبدوز جلد ہی اس کے قریب پہنچ گئی۔

اور پھر دوسری آبدوز کا ڈھکن کھلا اور اس میں سے ایک غوطہ خور باہر نکلا جس نے باقاعدہ گیس ماسک پہنا ہوا تھا۔ وہ دوسری آبدوز پر چڑھ گیا اور اس نے اس کا ڈھکن کھولنا شروع کر دیا۔

تھوڑی دیر میں وہ ڈھکن کھولنے میں کامیاب ہو گیا۔ اس کا ڈھکن

اس انداز سے بنایا گیا تھا کہ اگر اسے پانی میں کھولا جاتا تب بھی اس میں پانی اندر داخل نہ ہو سکتا تھا کیونکہ خودکار نظام کے تحت اندر سے تیز ہوا باہر نکلنے لگ جاتی جو پانی کو اندر جانے سے روک دیتی تھی۔ اور پھر غوطہ خور اس ڈھکن سے اندر اتر کر نظروں سے غائب ہوتا چلا گیا۔ اس کے اندر جاتے ہی ڈھکن بند کر دیا گیا۔

اسی لمحے الیون تھری ٹو نے دوبارہ پہلے والے بٹن دبائے اور سکرین پر دوسرا منظر ابھر آیا۔ اب پہلی آبدوز کا اندرونی منظر واضح طور پر نظر آ رہا تھا غوطہ خور کنٹرولنگ روم میں پہنچ گیا تھا جس کے فرش پر کاسموس جہاز کا کپتان بیہوش پڑا ہوا تھا۔

غوطہ خور تیزی سے سوئچ پینل کی طرف بڑھا اور اس نے بیرونی کنٹرول کا ہینڈل ایک جھٹکے سے اوپر کر دیا اور اس کے ساتھ ہی آپریشن روم کی مشینری دوبارہ جاگ اٹھی اور آبدوز کا کنٹرول دوبارہ الیون تھری ٹو کے ہاتھ میں آ گیا۔ سوئچ پینل پر بلب ایک بار پھر جلنے بجھنے لگے اور ڈائلوں پر سوئیاں متحرک ہونے لگیں اور الیون تھری ٹو اور الوالوف دونوں کے منہ سے اطمینان کے طویل سانس نکل گئے۔ وہ ایک زبردست خطرے اور بحران سے نکل گئے تھے۔

عمران سوئچ پینل کے سامنے کھڑا سوچ رہا تھا کہ جزیرے سے کافی فاصلہ ہو جائے تو وہ آبدوز کو روک کر اپنے ساتھیوں کو ہوش میں لے آئے۔ تاکہ آئندہ پلاننگ پر کام کیا جا سکے کہ اچانک اس نے سوئچ پینل کے انتہائی شمالی سرے پر ایک بلب کو یکدم جلتے ہوئے دیکھا۔ بلب خود بخود ہی جل اٹھا تھا۔ اس لئے وہ چونک کر اس بلب کی طرف متوجہ ہوا۔ بلب کے نیچے ایٹم کے الفاظ لکھے ہوئے تھے۔

اور ابھی عمران ایٹم کے نامانوس الفاظ پر غور کر ہی رہا تھا کہ اچانک اُسے اپنا سر تیزی سے چکراتا ہوا محسوس ہوا۔ یوں لگ رہا تھا کہ جیسے اس کے ذہن پر تاریکی کا بادل تیزی سے یورش کر رہا ہو۔ اس نے اپنے ذہن کو فوری طور پر قابو میں رکھنے کے لئے جدوجہد کی لیکن اس کی یہ جدوجہد سرے سے کمزور پڑتی چلی گئی۔ وہ چند لمحے کھڑا ڈولتا رہا۔ پھر یکدم ایک جھٹکے سے اس کا ذہن بالکل تاریک ہو گیا اور وہ دھڑام سے

پشت کے بل فرش پر گر گیا۔ ظاہر ہے ایسی صورت میں ہو سکتا تھا کہ وہ بیہوش ہو گیا ہے۔

پھر جب عمران کی آنکھ کھلی تو چند لمحے تو وہ لاشعوری کی کیفیت میں پڑا رہا۔ مگر پھر اس کا شعور بیدار ہوتا چلا گیا اور دوسرے لمحے وہ اچھل کر بیٹھ گیا۔ اور آنکھیں پھاڑ پھاڑ کر دیکھنے لگا۔ اس کے چہرے پر عجیب سے تاثرات پھیلتے چلے گئے۔ کیونکہ اس نے اپنے آپ کو آبدوز کے آپریشن روم میں ہی موجود پایا تھا۔ لیکن اوپر والے کمرے میں کسی کے حرکت میں آنے کی آوازیں سنائی دے رہی تھیں۔ وہ تیزی سے اٹھا اور سب سے پہلے اس نے سوئچ پینل پر نظر ڈالی اور ایک بار پھر وہ چونک پڑا۔ سوئچ پینل پر وہ ہینڈل دوبارہ اونچا نظر آ رہا تھا جس کے ذریعے بیرونی کنٹرول کا رابطہ تھا۔ حالانکہ عمران اسے پہلے نیچے کر چکا تھا۔

عمران نے ایک جھٹکے سے ہینڈل کو دوبارہ نیچے کر دیا اور آبدوز کو ایک جھٹکا سا لگا اور اس کا بیرونی کنٹرول ختم ہو کر اندرونی کنٹرول جاگ اٹھا۔

اب اوپر سے آوازیں تیز ہو گئی تھیں اس لئے عمران تیزی سے مڑا اور اوپر کی طرف بڑھتا چلا گیا۔ جیسے ہی اس نے سیڑھیاں چڑھ کر سر باہر نکالا اور وہ بری طرح چونک پڑا۔ اوپر والے حصے میں ایک غوطہ خور موجود تھا جو اس وقت نعمانی کو اٹھا کر آبدوز کے کھلے ہوئے ڈھکن سے باہر کی طرف دھکیل رہا تھا اور عمران کی آنکھیں یہ دیکھ کر خوف سے پھٹتی چلی گئیں کہ آبدوز کا فرش خالی پڑا ہوا تھا۔ عمران کے سب ساتھی غائب تھے۔ عمران اچھل کر اوپر چڑھا اور دوسرے لمحے اس نے انتہائی

پھرتی سے غوطہ خور کی ٹانگ پکڑ کر زور سے کھینچی اور غوطہ خور جو فرش پر کھڑا نعمانی کو باہر کی طرف دھکیل رہا تھا۔ نعمانی سمیت ایک جھٹکے سے نیچے فرش پر آ گرا اور عمران اس پر بھوکے عقاب کی طرح جھپٹ پڑا۔ اس نے گیس ماسک کی ڈوری ایک جھٹکے سے کھینچی اور پھر اس کی گردن دباتا چلا گیا۔

غوطہ خور نے جدوجہد کی کوشش کی لیکن عمران نے اپنی پوری قوت ہاتھوں میں مجتمع کر دی تھی اس لئے چند ہی لمحوں بعد اس کی جدوجہد دم توڑ گئی اور وہ ساکت ہو گیا۔

اس کے ساکت ہوتے ہی عمران تیزی سے اٹھا اور ایک زوردار چھلانگ لگا کر وہ اس ڈھکن والے خلا سے باہر نکلتا چلا گیا۔ باہر پھیلے ہوئے پانی میں پہنچتے ہی اس نے سانس روکا اور دوسرے لمحے وہ یہ دیکھ کر چونک پڑا کہ اس کا کوئی بھی ساتھی باہر پانی میں موجود نہ تھا جب کہ ساتھ ہی اسی طرح کی دوسری آبدوز موجود تھی جس کا ڈھکن بھی کھلا ہوا تھا۔

عمران تیزی سے تیرتا ہوا اس آبدوز پر پہنچا اور دوسرے لمحے اس نے اس آبدوز میں جھانکا تو اس نے اس کے فرش پر اپنے ساتھیوں کو پڑے ہوئے دیکھا اور وہ تیزی سے اس خلا میں گھستا چلا گیا۔ آبدوز رکی ہوئی تھی اس لئے عمران نے نیچے پہنچتے ہی ادھر ادھر دیکھا اور دوسرے لمحے اس کی نظریں ایک طرف دیوار پر لٹکی ہوئی رسی کے بڑے سے گچھے پر پڑ گئیں۔ یہ آبدوز عام سی آبدوز تھی کیونکہ اس کی مشینری اس کی تہہ پر ہی موجود نظر آ رہی تھی۔

عمران تیزی سے اس کی طرف لپکا اور اس نے رسی کھول کر فرش پر پڑے ہوئے اپنے ساتھیوں کی ٹانگوں سے باندھنی شروع کر دی۔ اس کے ہاتھ انتہائی تیزی سے چل رہے تھے۔

چند ہی لمحوں میں اس نے سارے ساتھیوں کی ٹانگیں اس رسی میں باندھ دیں اور پھر رسی اس نے اپنی کمر کے ساتھ باندھی اور دوسرے لمحے اس نے ان میں سے ایک ایک کو اٹھا کر خلا سے باہر پھینکنا شروع کر دیا اور آخری آدمی کو باہر پھینکنے کے بعد وہ خود بھی اچھل کر باہر آ گیا۔ اور پھر تیزی سے پہلی والی آبدوز کی طرف بڑھنے لگا۔ اس کے ساتھی بیہوشی کے عالم میں تیر رہے تھے اور چونکہ وہ رسی سے بندھے ہوئے تھے اس لئے ایک قطار کی صورت میں عمران کے ساتھ کھنچے چلے آ رہے تھے۔

عمران چند ہی لمحوں میں پہلے والی آبدوز کے پاس پہنچا لیکن ابھی اس نے اس کے کھلے ہوئے ڈھکن پر ہاتھ ڈالا ہی تھا کہ آبدوز ایک زوردار جھٹکے سے حرکت میں آئی اور انتہائی تیزی سے آگے بڑھتی چلی گئی۔

زوردار جھٹکا لگنے سے عمران کے دونوں ہاتھ خلا کے کناروں سے علیحدہ ہو گئے اور عمران ایک جھٹکا کھا کر پیچھے کی طرف گرا، مگر اس بیلٹ سے بندھی ہوئی رسی اتفاقیہ طور پر ڈھکن کے ہک میں پھنس گئی اور عمران اس کے ساتھ ہی کھنچتا چلا گیا۔ پانی کے اندر ہونے کی وجہ سے عمران نے اپنا سانس روکا ہوا تھا لیکن مسلسل سانس روکنے کی وجہ سے اب اس کا دم گھٹنے کے قریب تھا۔ اسے یوں لگ رہا تھا جیسے اس کا سینہ ایک دھماکے سے پھٹ جائے گا۔ مگر اس نے اپنے آپ پر کنٹرول

کیا اور دوسرے لمحے اس نے اپنے جسم کو ایک زوردار جھٹکا دیا اور پھر وہ اس خلا میں گھستا چلا گیا۔

ابھی اس کے پیر فرش پر لگے ہی تھے کہ اسے سیڑھیوں پر سے اس غوطہ خور کا سر ابھرتا ہوا نظر آیا۔ وہ شاید ہوش میں آ کر نیچے چلا گیا تھا۔

ادھر عمران کی کمر سے بندھی ہوئی رسی کو باہر کی طرف کھینچا جا رہا تھا۔ البتہ اندر آ جانے کی وجہ سے اب اسے سانس لینے میں آسانی ہو گئی تھی۔ چنانچہ جیسے ہی غوطہ خور کا سر باہر نکلا، عمران نے انتہائی پھرتی سے لات گھمائی اور غوطہ خور ایک دھماکے سے سیڑھیوں سے پھسل کر واپس نیچے جا گرا۔ اور عمران رسی کو کھینچتا ہوا تیزی سے سیڑھیوں کی طرف لپکا، مگر دوسرے لمحے وہ واپس مڑا۔ کیونکہ غوطہ خور نیچے فرش پر بے حس و حرکت پڑا ہوا تھا۔ اس کا سر ایک ہک نما آلے پر پڑا ہوا تھا اور شاید اسی چوٹ کی وجہ سے وہ بیہوش ہو گیا تھا۔

عمران نے مڑتے ہی دونوں ہاتھوں سے رسی کھینچنی شروع کر دی اور پھر باری باری اس کے ساتھی خلا میں سے ہوتے ہوئے اندر آنے شروع ہو گئے۔

جیسے ہی اس کا ساتھی خلا میں نظر آتا عمران رسی چھوڑ کر دونوں ہاتھوں سے اسے کھینچ کر اندر اور نیچے اتار کر دوبارہ رسی کھینچنا شروع کر دیتا۔

ایک ایک کر کے جب اس کے سب ساتھی اندر آ گئے تو عمران نے کمر سے رسی کھولی اور پھر بھاگتا ہوا وہ سیڑھیاں اتر کر نیچے پہنچ گیا۔ غوطہ خور ابھی تک فرش پر بیہوش پڑا ہوا تھا۔ عمران اس کے جسم کو

پھیلا لگا ہوا سوئچ پینل کی طرف بڑھا اور اس نے ایک جھٹکے سے بیرونی کنٹرول والا ہینڈل ایک بار پھر نیچے کر دیا جسے شاید غوطہ خور نے دوبارہ اوپر کر دیا تھا۔

ہینڈل دبتے ہی آبدوز کو ایک جھٹکا لگا اور وہ ساکت ہو گئی۔ عمران نے اس کے اندرونی کنٹرول پینل کو آپریٹ کرنا شروع کر دیا اور آبدوز کو مخالف سمت میں موڑ کر ایک بار پھر آگے حرکت دیدی اور اسکی سپیڈ بڑھاتا چلا گیا۔ تاکہ آبدوز جزیرے سے دور جا سکے۔ اس طرف سے مطمئن ہونے کے بعد وہ تیزی سے غوطہ خور کی طرف بڑھا اور اس نے تیزی سے اس کا لباس اتار لیا اور پھر اس کے بیہوش جسم کو اٹھا کر سیڑھیاں چڑھتا ہوا اوپر آیا اور غوطہ خور کے جسم کو خلا سے باہر کی طرف دھکیل دیا۔

جیسے ہی غوطہ خور کا جسم خلا سے غائب ہوا، عمران نے ڈھکن کے ساتھ لگے ہوئے چکر کو گھمانا شروع کر دیا اور ڈھکن خود بخود بند ہو گیا۔ اور عمران نے اسے لاک کر دیا تاکہ اسے باہر سے نہ کھولا جا سکے اور پھر وہ فرش پر اترا اور اس نے اپنے ساتھیوں کو ہوش میں لانے کی کوششیں شروع کر دیں۔ وہ اس بات پر شکر ادا کر رہا تھا کہ یہ لوگ بیہوش تھے۔ ورنہ خلا سے باہر جاتے ہی وہ ڈوب کر ہلاک ہو جاتے لیکن بیہوشی کی وجہ سے پانی ان کے حلق سے نیچے نہ اترا تھا اور وہ زندہ بچ گئے تھے ورنہ نتیجہ صاف ظاہر تھا۔

"ارے ارے یہ بیوقوف کیا کر رہا ہے ۔۔۔ یہ انہیں نکال نکال کر اپنی آبدوز میں پہنچا رہا ہے ۔۔۔ احمق کہیں کا ۔۔۔ بلڈی فول" ۔۔۔ الیون مقرنی نے غصے سے چیختے ہوئے کہا کیونکہ سکرین پر غوطہ خور عمران کے ساتھیوں کو پہلی والی آبدوز سے نکال نکال کر اپنی آبدوز میں پھینکے جا رہا تھا۔

"اس نے شاید یہ سمجھا ہے کہ ان لوگوں کو زندہ واپس لے آنا ہے"۔ الیوانوف نے ہونٹ بھینچتے ہوئے کہا۔

"اب اسے روکا بھی نہیں جا سکتا بہرحال" ۔۔۔ الیون مقرنی نے فیصلہ کن لہجے میں کہا۔

"آبدوز کو تیزی سے واپس لے آؤ ۔۔۔ اب تو اس کا کنٹرول تمہارے پاس ہے" ۔۔۔ الیوانوف نے چیختے ہوئے کہا۔

"نہیں جناب ۔۔۔ اس طرح دوسری آبدوز وہیں رہ جائے گی

اور پھر اُسے واپس لے آنا مسئلہ بن جائے گا ـــــ اور کوئی فرق نہیں پڑتا ـــــ پہلے آنے دو ان لوگوں کو۔ میں خود اپنے ہاتھوں سے ان پر فائرنگ کروں گا" ـــــ الیون تھرٹی نے سرد لہجے میں کہا۔ اور ایوانوف نے سر ہلا دیا۔ بات اس کی سمجھ میں آگئی تھی اور پھر وہ اس غوطہ خور کی کارروائی دیکھتے رہے۔

جب غوطہ خور نے پانچ افراد کو بیہوشی کے عالم میں پہلی والی آبدوز سے دوسری آبدوز میں منتقل کر دیا تو وہ سمجھ گئے کہ اب اس میں دو افراد باقی رہ گئے تھے۔ کیونکہ مارشل کی لاش کو تو اس نے جیسے ہی باہر پھینکا تھا وہ تیزی سے سطح کی طرف ابھرتی چلی گئی تھی۔

پھر جیسے ہی غوطہ خور چھٹے آدمی کو لینے کے لئے پہلے والی آبدوز میں گھسا، اچانک مشینری ایک بار پھر ساکت ہو گئی اور الیون تھرٹی اور ایوانوف دونوں ایک بار پھر اچھل پڑے۔

"اوہ ـــــ اوہ یہ کیا ہو رہا ہے" ـــــ؟ ایوانوف نے بوکھلائے ہوئے لہجے میں کہا۔ اور اس نے تیزی سے دوسرے بٹن دبانے شروع کر دیئے۔

دوسرے لمحے پہلی آبدوز کا مشین روم کا منظر سکرین پر ابھر آیا۔ اور انہوں نے اس کپتان کو دوبارہ سوئچ پینل پر کھڑے دیکھا۔ اس نے بیرونی کنٹرول ختم کر دیا تھا۔

"احمق کہیں کا ـــــ اس نے اسے اندر ہی بند کر دیا" ـــــ ایوانوف نے چیختے ہوئے کہا۔ اور الیون تھرٹی کا چہرہ بھی غصے سے بگڑ گیا۔

"یہ شخص واقعی خطرناک حد تک احمق ثابت ہو رہا ہے ـــ وہ اپنی

غلطیوں سے بار بار سارا کھیل بگاڑ دیتا تھا۔

اور پھر انہوں نے کپتان کو اوپر والے حصے کی طرف بھاگتے دیکھا۔ اور الیون تھرٹی نے ناب گھمائی اور دوسرے لمحے اوپر والا حصہ سکرین پر ابھر آیا۔ کپتان نے اچھل کر غوطہ خور کی ٹانگ کھینچی اور وہ باہر دھکیلے جانے والے آدمی سمیت واپس نیچے آ گرا۔ اور کپتان عقاب کی طرح اس پر ٹوٹ پڑا۔ اور چند ہی لمحوں میں وہ غوطہ خور کو بیہوش کر دینے میں کامیاب ہو گیا۔

"یہ کپتان انتہائی خطرناک آدمی ہے ـــــ انتہائی خطرناک" ـــــ ایوانوف نے دانتوں سے ہونٹ کاٹتے ہوئے کہا۔

"ہاں ـــــ ہمیں اسے سمجھنے میں غلطی ہوئی ہے ـــــ یہ عام سے جہاز کا کپتان نہیں ہو سکتا ـــــ یہ یقیناً کوئی غیر ملکی جاسوس ہے" ـــ الیون تھرٹی نے جواب دیا۔

"غلطی ہوئی ہے ـــــ میں کہتا ہوں کہ تمہارا یہ تمام منصوبہ ہی حماقتوں کا پلندہ تھا ـــــ میں خواہ مخواہ اس چکر میں پھنس گیا اور پھر ان احمقوں کو آبدوز میں ڈال کر انہیں بھیجنے کی کیا ضرورت تھی۔ ہونہہ" ایوانوف نے انتہائی کرخت انداز میں بڑبڑاتے ہوئے کہا۔

الیون تھرٹی نے کوئی جواب نہ دیا۔ ظاہر ہے اس کا تمام منصوبہ ہی الٹ گیا تھا۔

اور پھر اس نے اس کپتان کو آبدوز سے باہر نکلتے دیکھا اسے تیر کی طرح پانی میں تیرتا ہوا دوسری آبدوز کی طرف بڑھتے ہوئے دیکھا۔ اور پھر وہ اس کے کھلے ہوئے ڈھکن سے اندر داخل ہو گیا چونکہ دوسری

آبدوز عام سی تھی اس لئے اس میں ایسا سسٹم موجود نہ تھا جس کے ذریعے وہ اس کا اندرونی منظر دیکھتے۔ اس لئے خاموش بیٹھے رہے وہ کپتان تھوڑی دیر بعد نکلا تو اس کی کمر سے رسی بندھی ہوئی تھی اور پھر وہ جیسے ہی آگے بڑھا اس کا ایک بیہوش ساتھی رسی سے بندھا ہوا باہر آ گیا اور پھر باری باری سب بے ہوش افراد ایک قطار کی صورت میں باہر آ گئے چونکہ وہ بیہوش تھے اس لئے وہ ڈوب بھی نہیں سکتے تھے۔

کپتان اپنے ساتھیوں کو رسی سے باندھے ہوئے تیزی سے پہلی آبدوز کی طرف بڑھتا چلا جا رہا تھا کہ اچانک ایوانوف اور الیون تھرٹی دونوں چونک پڑے۔ کیونکہ انہوں نے فرش پر بیہوش پڑے ہوئے اپنے آدمی کو ہوش میں آتے دیکھا اور پھر وہ اٹھ کر بجلی کی سی تیزی سے پیچھے کی طرف دوڑا اور الیون تھرٹی نے ناب گھما کر منظر بدلا اور دوسرے لمحے اس کے حلق سے اطمینان کی سانس نکل گئی۔ غوطہ خور نے بجلی کی سی تیزی سے آؤٹ کنٹرول کا ہینڈل اونچا کر دیا تھا اور ایک بار پھر مشینری جاگ پڑی تھی۔

" چلو شکر ہے ۔۔۔ اس احمق نے کوئی عقلمندی تو کی " ۔۔۔ ایوانوف نے کہا۔

اور الیون تھرٹی نے سر ہلاتے ہوئے مختلف بٹن دبائے اور پھر اس نے ایک بٹن دبا دیا تو آبدوز تیزی سے حرکت میں آ گئی۔

اسی لمحے انہوں نے سکرین کے دوسرے حصے پر کپتان کو کھلے ڈھکن سے جھانکتے ہوئے دیکھا مگر اچانک آبدوز کے حرکت میں آنے کی وجہ سے

جھٹکا کھا کر پیچھے ہٹا۔ مگر دوسرے لمحے رسی ایک میں پھنس گئی اور وہ کپتان ایک جھٹکا کھا کر اندر داخل ہونے میں کامیاب ہو گیا۔ اسی لمحے انہوں نے اپنے آدمی کو اوپر آتے دیکھا۔ مگر کپتان کی بجلی کی سی تیزی میں حرکت نہ آئی اور غوطہ خور اچھل کر سر کے بل سیڑھیوں سے پھسل کر نچلے حصے میں جا گرا۔ اس کا سر ایک ابھرے ہوئے پر پڑا اور وہ وہیں بے حس و حرکت ہو گیا۔

" اوہ ! ۔۔۔ یہ پھر بیہوش ہو گیا ہے " ۔۔۔ الیون تھرٹی نے کہا۔

" اسے اور سپیڈ دو ۔۔۔ یہ چار میل کے دائرے میں آ جاتے ۔۔۔ پھر میں دیکھوں گا کہ یہ کپتان اور اس کے ساتھی کیسے زندہ بچتے ہیں " ۔ ایوانوف نے چیختے ہوئے کہا۔

اور الیون تھرٹی نے سپیڈ والی ناب کو زور سے گھما دیا اور آبدوز یکدم رفتار پکڑ گئی لیکن کپتان اپنے ساتھیوں کو اندر کھینچے چلا جا رہا تھا اور جب اس کے تمام ساتھی اندر پہنچ گئے تو اس نے رسی کمر سے کھولی اور نچلے کمرے کی طرف لپکا۔

" اوہ ! ۔۔۔ صرف سو میٹر کا فاصلہ رہ گیا ۔۔۔ کاش ! یہ فاصلہ جلد گزر جائے " ۔۔۔ الیون تھرٹی نے گھبرائے ہوئے لہجے میں کہا۔

مگر کپتان ان کی توقع سے کہیں زیادہ تیز تھا اس سے پہلے کہ تیز رفتار آبدوز دوڑتی ہوئی حفاظتی دائرے کے اندر داخل ہوتی۔ اس کپتان نے ایک بار پھر آؤٹ کنٹرول کا ہینڈل نیچے کر دیا اور وہ ایک بار پھر بے بس ہو کر رہ گئے۔

اب سوائے وہ اندرونی منظر دیکھنے کے اور کچھ نہ کر سکتے تھے۔ پھر

انہوں نے کپتان کو آبدوز کو موڑ کر واپس لے جاتے دیکھا اور ان کے ہونٹ بھینچ گئے۔

"کاش! ___ یہ چند لمحے اور بینڈل نہ دباتا تو پھر میں اس کپتان کو نیچے کود دیکھتا" ___ الیوان تھریلی نے بڑی بے بسی سے ہونٹ چباتے ہوئے کہا۔

"ہاں ___ کاش ایسا ہو جاتا ___ ایک بار آبدوز حفاظتی دائرے میں آ جاتی تو یہ خود بخود ہی ہلاک ہو جاتے" ___ ایوانوف نے ہاتھ ہلاتے ہوئے کہا۔

کپتان نے بیہوش پڑے ہوئے غوطہ خور کا لباس اتارا اور پھر وہ اسے اٹھائے ہوئے اوپر والے حصے میں آیا اور اس نے اسے باہر پانی میں دھکیل دیا۔ اور اسے باہر دھکیلنے کے بعد اس نے ڈھکن بند کر کے اسے اندر سے لاک کر دیا۔

"اوہ! ___ یہ ہمارا آدمی تو ختم ہو جائے گا ___ پانی آہستہ آہستہ اس کے پیٹ میں اتر جائے گا ___ زیادہ سے زیادہ آدھ گھنٹہ یہ زندہ رہے گا" ___ الیوان تھریلی نے کہا۔

"مرنے دو احمق کو ___ تم اس آبدوز کا کچھ کرو" ___ ایوانوف نے غصیلے لہجے میں کہا۔

"یہی کیا جا سکتا ہے کہ یہاں سے دوسری آبدوز بھیجی جائے جس میں مسلح افراد ہوں ___ اور وہ اس کے پیندے میں جا کر اس کا کنٹرولنگ سسٹم بیکار کر دیں ___ تب ہی یہ آبدوز رک سکتی ہے جبکہ ہمیں اس پر آسانی سے قابو پایا جا سکتا ہے" ___ الیوان تھریلی

نے کہا۔

"تو کیا سوچ رہے ہو ___ جلدی کرو ___ اور یہ لوگ آبدوز سمیت نکل گئے تو سمجھو ہم سب مارے جائیں گے" ___ ایوانوف نے ہونٹ چباتے ہوئے کہا۔

اور الیوان تھریلی نے انٹرکام کا بٹن دبا کر آبدوز سیکشن کو ہدایات دینی شروع کر دیں اور پھر چند لمحوں بعد پانی میں دو آبدوزیں نظر آئیں جو تیزی سے پہلی والی آبدوز کی طرف بڑھی چلی جا رہی تھیں۔

ادھر کپتان اپنے ساتھیوں کو ہوش میں لانے کی کوششوں میں مصروف تھا وہ ان کے ناک اور منہ دونوں ہاتھوں سے بند کر دیتا اور چند ہی لمحوں بعد ان کے جسم تڑپ کر حرکت میں آ جاتے۔

"اوہ! ___ یہ شخص خطرناک حد تک ذہین ہے ___ گیس سے بیہوش افراد کو ہوش میں لانے کا یہی واحد طریقہ ہے۔ ورنہ انجکشن کے ذریعے ہی انہیں ہوش دلایا جا سکتا ہے" ___ ایوانوف نے بڑبڑاتے ہوئے کہا۔

سب کو ہوش میں لے آنے کے بعد کپتان تیزی سے سیڑھیاں اترتا ہوا کنٹرول روم میں چلا گیا اور اس کے ساتھی بھی لڑکھڑاتے ہوئے نیچے جانے لگے۔

ادھر دونوں آبدوزیں انتہائی رفتار سے اس ایجنٹی آبدوز کی طرف بڑھی چلی جا رہی تھیں۔ ایجنٹی آبدوز کی رفتار چونکہ اتنی زیادہ نہ تھی اس لئے وہ تیزی سے اس کے نزدیک ہوتی جا رہی تھیں۔

کپتان نے نیچے جاتے ہی تیزی سے ایک مشین کا سوئچ آن

کیا اور مشین میں سے ایک سلنڈر سا باہر نکل آیا۔ اور کیپٹن تیزی سے خانوں میں رکھے ہوئے بکسوں کی طرف بڑھا۔ اس نے بکس کھول کر اس میں سے پڑے ہوئے بم نکال نکال کر اس سلنڈر میں ڈالنے شروع کر دیئے۔

"یہ کیا کر رہا ہے ۔۔۔ یہ تو ایٹمک بم فائر کرنا چاہتا ہے ۔۔۔ ارے ارے ارے! ۔۔۔ اسے روکو ۔۔۔ یہ تو سب کچھ تباہ کر دیگا" ۔۔۔ ایوانوف نے بُری طرح بوکھلاتے ہوئے لہجے میں کہا۔

اور الیون مقرلی کی آنکھیں بھی خوف سے پھٹی چلی گئیں اس بات کا تو انہیں خیال تک نہ آیا تھا کہ ایسا بھی ہو سکتا ہے۔

اُسی لمحے دونوں آبدوزیں کیپٹن والی آبدوز کے قریب پہنچ گئیں اور پھر اس میں سے چار غوطہ خور نکلے اور تیزی سے پہلی آبدوز کی باڈی سے چپکتے چلے گئے۔ وہ آبدوز کے ساتھ چپٹے ہوئے نیچے جا رہے تھے۔

"ختم کر دو ۔۔۔ اس کا کنٹرول ختم کر دو" ۔۔۔ الیون مقرلی نے یوں چیختے ہوئے کہا جیسے اس کی آواز ان غوطہ خوروں تک پہنچ رہی ہو۔

ادھر کیپٹن نے چار بم سلنڈر میں ڈال کر سلنڈر کو دوبارہ مشین میں داخل کیا اور خود کنٹرولنگ پینل پر کھڑا ہو گیا۔

لیکن دوسرے لمحے آبدوز کو ایک زوردار جھٹکا لگا اور پھر اس کی سپیڈ گھٹتی چلی گئی۔

"زندہ باد ۔۔۔ زندہ باد ۔۔۔ کنٹرول وائر توڑ دی گئی ۔۔۔ زندہ باد۔ بڑا بروقت کام ہوا ہے" ۔۔۔ الیون مقرلی نے خوشی سے اچھلتے ہوئے کہا۔

اور ایوانوف کی پھٹی ہوئی آنکھیں اور بگڑا ہوا چہرہ تیزی سے بحال

ہونے لگ گیا۔

اب خطرہ ختم ہو چکا تھا۔ اب یہ آبدوز بے ضرر سی کشتی کا روپ دھار چکی تھی۔ نہ ہی اس میں سے فائر ہو سکتا تھا اور نہ ہی اب یہ چل سکتی تھی۔ اب تو اسے کھینچ کر ہی واپس لایا جا سکتا تھا۔

اور پھر اسی لمحے انہوں نے دوسری آبدوز کے پیندے سے غوطہ خوروں کو باہر نکلتے دیکھا۔ ان میں سے ایک نے بڑی پھرتی سے اپنی کمر سے بندھی ہوئی نائلون کی مضبوط رسی نکالی اور اسے آبدوز کے بیرونی ہک سے باندھ کر اس نے رسی کا دوسرا سرا اپنی آبدوز کے ہک سے باندھ دیا اور اس کے ساتھ ہی ان میں سے ایک نے ایٹمک آبدوز پر چڑھ کر اس کا ڈھکن باہر سے لاک کر دیا۔

"ویری گڈ ۔۔۔ یہ لوگ بے حد ذہانت سے کام کر رہے ہیں"۔ ایوانوف اور الیون مقرلی دونوں نے یک زبان ہو کر داد دیتے ہوئے کہا۔

غوطہ خور دوبارہ اپنی آبدوزوں میں داخل ہو گئے اور پھر وہ آبدوز جس کے ساتھ ایٹمک آبدوز بندھی ہوئی تھی تیزی سے جزیرے کی طرف بڑھنے لگی۔ اور ایٹمک آبدوز رسی سے بندھی ہوئی اس آبدوز کے پیچھے کھنچی چلی آئی۔ جب کہ دوسری آبدوز اس آبدوز کی طرف بڑھ گئی۔ جسے پہلے بھیجا گیا تھا تاکہ اُسے بھی باندھ کر یا چلا کر واپس جزیرے میں لے آیا جا سکے۔

ایوانوف اور الیون مقرلی دونوں کی نظریں اب سکرین پر جمی ہوئی تھیں انہیں ہر لمحے یہی خطرہ تھا کہ حفاظتی دائرے میں پہنچنے سے پہلے ہی وہ

عمران نے چار خطرناک بموں کو سلنڈر میں ڈالا اور پھر سلنڈر کو لانچنگ مشین میں فٹ کر کے وہ کنٹرول پینل کے سامنے جا کر کھڑا ہو گیا۔ جب کہ اس کے ساتھی کمرے میں خاموش کھڑے یہ سب کارروائی دیکھ رہے تھے۔

"اب ایک ہی صورت ہے کہ یہ چاروں بم جزیرے پر فائر کر دیئے جائیں ان سے یقیناً جزیرہ میں تباہی پھیل جائے گی ــــــــ اور ایک بار مصنوعی طوفان بنانے والا خود کار کارخانے کا سسٹم تباہ ہوا تو اس کی ہر مشینری زور شور و تباہ ہوتی چلی جائے گی" ــــــــ عمران نے کنٹرول پینل کے بٹنوں کی طرف ہاتھ بڑھاتے ہوئے کہا۔

مگر اس سے پہلے کہ وہ کوئی بٹن آن کرتا یا اس کی بات کا جواب دیا جاتا، اچانک آبدوز کو ایک زوردار جھٹکا لگا اور وہ سب لٹو کی طرح لڑکھڑا گئے۔ انہوں نے بڑی مشکل سے اپنے آپ کو گرنے سے بچایا۔

شیطان صفت کپتان کوئی نیا چکر نہ چلا دے۔

جیسے جیسے آبدوزیں حفاظتی دائرے کے قریب آتی جا رہی تھیں ان دونوں کے دلوں کی دھڑکنیں تیز ہوتی جا رہی تھیں۔ وہ ایک ایک لمحہ گن گن کر گذار رہے تھے۔ اور پھر جیسے ہی دونوں آبدوزیں حفاظتی دائرے میں داخل ہوئیں وہ دونوں بے اختیار اپنی اپنی کرسیوں سے اچھل کر کھڑے ہو گئے۔

"اب ہم جیت گئے ــــ ہم جیت گئے ــــ خدا کی پناہ ــ کیا عذاب بن گئے تھے یہ لوگ" ــــ ان دونوں نے خوشی سے اچھلتے ہوئے کہا اور اگر انہیں اپنے ماتحتوں کا خیال نہ ہوتا تو شاید وہ خوشی کے مارے ناچنا شروع کر دیتے۔

"ان لوگوں کو آبدوز سے نکال کر ڈارک روم میں پہنچا دو ــــ میں اپنے ہاتھوں سے ان کی بوٹیاں اڑا دوں گا" ــــ لیوا ڈنٹ نے دانت بھینچتے ہوئے کہا۔

"بہتر باس! ــــ ویسے یہ لوگ بے حد خطرناک ہیں ــــ اس لئے انہیں آبدوز میں ہی مفلوج کیا جائے گا ــــ تب ہی یہ قابو آئیں گے" ــــ لیون تھری نے کہا اور پھر وہ اٹھ کر تیزی سے بھاگتا ہوا آپریشن روم سے سیفٹی ڈور کی طرف بھاگتا چلا گیا۔

جھٹکا لگتے ہی آبدوز کی رفتار یکدم ختم ہوتی چلی گئی۔ اور اس کے ساتھ ہی کنٹرول پینل کے تمام بلب بجھ گئے اور ڈائلوں پر تھرتھراتی ہوئی سوئیاں ساکت ہو گئیں۔

"ارے یہ کیا ہوا" ——— عمران نے چونکتے ہوئے کہا اور پھر اس نے تیزی سے پینل کے مختلف حصوں کو چیک کرنا شروع کر دیا۔ مگر بے سود۔ وہ سب اس طرح ساکت تھے جیسے ان میں سے روح نکل گئی ہو۔

پینل کے درمیان موجود سکرین بھی تاریک ہو چکی تھی اس لئے وہ بیرونی سچوئیشن بھی چیک نہ کر سکتا تھا۔ وہ چند لمحے تو پینل کو چیک کرتا رہا۔ پھر واپس مڑا اور تیزی سے دوڑتا ہوا اوپر والے حصے کی سیڑھیاں چڑھتا چلا گیا۔ آبدوز اب ساکت ہو چکی تھی اور اس طرح ڈول رہی تھی جیسے وہ عام سی کشتی ہو۔

اوپر والے حصے پر چڑھنے کے بعد وہ اچھل کر ڈھکن کے قریب پہنچا اور اس نے اس کا لاک کھول کر لیور گھمایا تاکہ ڈھکن کھول کر وہ باہر نکل سکے۔ مگر لیور گھمانے کے باوجود ڈھکن نہ کھلا تو وہ ایک طویل سانس لیتا ہوا نیچے اتر آیا۔ ڈھکن کو باہر سے لاک کر دیا گیا تھا اور اب وہ اس آبدوز نما قید خانے میں بری طرح محصور ہو کر رہ گئے تھے۔ اس کے دوسرے ساتھی بھی اس کے پیچھے ہی اوپر آ گئے تھے۔

اب آبدوز ایک بار پھر حرکت میں آ گئی تھی لیکن اس کی رفتار کافی خاصی کم تھی اور یوں لگتا تھا جیسے اسے کھینچا جا رہا ہو۔

"کیا ہوا عمران صاحب" ——— صفدر نے تشویش بھرے لہجے میں پوچھا۔

"میرا خیال ہے کہ باہر سے اس کا کنٹرول پینل آف کر دیا گیا ہے۔ اور ڈھکن بھی لاک کر دیا گیا ہے۔ ——— اب سب لوگ مرنے مارنے کے لئے تیار ہو جائیں ——— اب وہ ہمیں ایک لمحہ بھی زندہ رکھنے کے لئے تیار نہ ہوں گے" ——— عمران نے انتہائی سنجیدہ لہجے میں کہا۔

"لیکن ہمارے پاس تو اسلحہ بھی نہیں ہے" ——— تنویر نے برا سا منہ بناتے ہوئے کہا۔

"مومن ہو تو بے تیغ بھی لڑتا ہے سپاہی" ——— عمران نے باقاعدہ مصرع پڑھتے ہوئے کہا۔

اور تنویر دانت بھینچ کر رہ گیا۔

"سنو صفدر! ——— نیچے غوطہ خوروں کا لباس موجود ہے جس کے ساتھ گیس ماسک بھی ہے ——— تم وہ پہن لو اور کسی مشین کی آڑ میں چھپ جاؤ ——— ہو سکتا ہے کہ ہمیں باہر نکالتے وقت وہ تعداد پر زیادہ توجہ نہ دیں اور اس طرح تم ان کی نظروں سے رہ جاؤ ——— ہمارے بعد تم نے خفیہ طور پر اس سے باہر نکلنا ہے اور پھر جیسی بھی حالت دیکھنا عمل کر ڈالنا ——— اگر تم نے عقلمندی سے کام لیا تو ہو سکتا ہے کہ ہم ایک بار پھر سچوئیشن بدلنے میں کامیاب ہو جائیں" ——— عمران نے صفدر سے مخاطب ہو کر کہا۔

"ٹھیک ہے" ——— صفدر نے بڑے بااعتماد لہجے میں کہا اور پھر وہ تیزی سے سیڑھیاں اتر کر نیچے چلا گیا جب کہ عمران اور اس کے ساتھی اوپر والے حصے میں ہی رہ گئے۔

آبدوز کافی دیر تک حرکت میں رہنے کے بعد آخر ایک جھٹکے سے آہستہ ہوتی چلی گئی اور چند لمحوں بعد وہ ساکت ہو گئی ۔ عمران ذہنی طور پر اب ہر قسم کے اقدامات کے لئے تیار ہو چکا تھا ۔

"عمران صاحب ! ـــــ چینل کام کرنے لگا ہے"

اچانک نیچے سے صفدر کی چیختی ہوئی آواز سنائی دی اور عمران اچھل کر نیچے کی طرف دوڑا اور اس نے سیڑھیوں سے اترنے کی بجائے نیچے چھلانگ لگا دی ۔

صفدر ایک بڑی سی مشین اور آبدوز کی دیوار کے درمیان رخنے میں چھپنے کی کوشش میں مصروف تھا ۔ اس نے غوطہ خور کا لباس اور گیس ماسک پہن لیا تھا ۔

عمران دوڑتا ہوا چینل کی طرف بڑھا مگر چینل کے قریب پہنچتے ہی اس کے جسم کو جھٹکا سا لگا اور اسے یوں محسوس ہوا جیسے اس کے جسم سے ہر قسم کی طاقت یکدم کھینچ لی گئی ہو ۔

عمران چند لمحے ڈولتا رہا پھر گھٹنوں کے بل فرش پر گرتا چلا گیا ۔ اس کا تمام جسم بے حس و حرکت ہو گیا تھا ۔ عمران کے باقی ساتھیوں کا بھی یہی حشر ہوا اور ان میں سے کچھ تو اوپر والے حصے میں ڈھیر ہو گئے اور کچھ نچلے حصے میں ۔

اب وہ صرف سن سکتے تھے ۔ دیکھ سکتے تھے ۔ سوچ سکتے تھے ۔ لیکن نہ ہی بول سکتے تھے اور نہ حرکت کر سکتے تھے ۔ انہیں ایسا محسوس ہو رہا تھا جیسے ان کے پورے جسم پر فالج کا حملہ ہو گیا ہو ۔

اور پھر انہوں نے چند لمحوں بعد آبدوز کا ڈھکن کھلنے کی آواز سنی

اور پھر لوگوں کے اندر کودنے کی آوازیں سنائی دینے لگیں ۔

"ان سب کو اٹھا کر لے چلو ـــــ اور دیکھو نیچے بھی ان کے ساتھی پڑے ہوں گے ـــــ انہیں بھی اٹھا کر لے آؤ ـــــ جلدی کرو" ـــــ اچانک ایک چیختی ہوئی آواز اوپر والے حصے میں سنائی دی ۔ اور پھر چند افراد دھڑا دھڑ نیچے اتر آئے ۔ انہوں نے جھپٹ کر عمران اور اس کے دو ساتھیوں کو جو نچلے حصے میں مفلوج پڑے تھے اٹھا کر کندھوں پر لادا اور ادھر ادھر دیکھتے ہوئے اوپر چڑھتے چلے گئے ۔ اوپر ایک لمبا تڑنگا آدمی ہاتھ میں مشین گن اٹھائے کھڑا تھا ۔

"اندر تو کوئی نہیں ہے نیچے" ـــــ اس نے بڑے تحکمانہ لہجے میں پوچھا ۔

"نہیں جناب ـــــ یہی تین پڑے ہوئے تھے ـــــ ہم نے اچھی طرح دیکھ لیا ہے" ـــــ اس آدمی نے جواب دیا جس نے عمران کو اٹھایا ہوا تھا ۔

"او کے ـــــ انہیں اٹھا کر ڈارک روم میں پہنچا دو" ـــــ اس آدمی نے کہا اور وہ لوگ ڈھکن سے نکل کر باہر آ گئے ۔

یہ ایک بڑا سا کمرہ تھا جس کے فرش پر آبدوز موجود تھی اور پانی اس کے نیچے سے غائب تھا ۔ عمران کی نظریں ہر چیز کا تفصیل سے جائزہ لے رہی تھیں ۔ اس کمرے سے نکل کر وہ ایک راہداری میں آئے اور پھر دوسری راہداری میں مڑ کر وہ ایک دروازے کے سامنے رک گئے ۔ ان کے رکتے ہی دروازہ کھلا اور وہ انہیں لئے ہوئے اندر داخل ہو گئے ۔

یہ ایک کافی بڑا کمرہ تھا جس کی دیواروں کے ساتھ پرانے دور کے

تشدد کے آلات نصب تھے۔

عمران کو یوں محسوس ہوا کہ جیسے وہ شہنشاہ روم کے دور کی عقوبت گاہ میں پہنچ گئے ہوں۔ عمران کے باقی ساتھی وہاں پہلے ہی موجود تھے انہیں فرش پر ہی لٹا دیا گیا اور پھر انہیں اٹھا کر لے آنے والے باری باری نکلتے چلے گئے۔

اس عقوبت گاہ میں چار افراد مشین گنوں سے مسلح دیوار کے ساتھ ساکت و جامد کھڑے ہوئے تھے۔ ان کے ہاتھوں میں پکڑی ہوئی مشین گنوں کا رخ انہی کی طرف ہی تھا۔

تھوڑی دیر بعد دروازہ کھلا اور ایوانوف اور الیون تھرٹی اندر داخل ہوئے۔ ان کے چہرے کامیابی کی روشنی سے جگمگا رہے تھے اور آنکھوں میں فتح کی چمک تھی۔ ان دونوں کے اندر آتے ہی مشین گن بردار مستعد ہو گئے۔

وہ دونوں دیوار کے ساتھ رکھی ہوئی دو کرسیوں پر بیٹھ گئے ایوانوف کی نظریں فرش پر بے حس و حرکت پڑے ہوئے عمران کے چہرے پر جمی ہوئی تھیں۔

"تم کون ہو ـــــ؟ اپنی اصلیت بتاؤ ـــــ تم کاسموس جہاز کے کپتان نہیں ہو سکتے ـــــ" ایوانوف نے غراہٹ آمیز لہجے میں عمران سے مخاطب ہو کر کہا۔

"اب ظاہر ہے عمران کیا جواب دیتا ـــــ وہ بول تو سکتا ہی نہ تھا۔ صرف دیکھ اور سوچ سکتا تھا۔

"یہ بول نہیں سکتا جناب! ـــــ اس کی زبان مفلوج ہے" ـــــ قریب

بیٹھے ہوئے الیون تھرٹی نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"اوہ! ـــــ مگر میں اس کی اصلیت جاننا چاہتا ہوں" ـــــ ایوانوف نے کہا۔

"تو اس کو کسی چیز سے باندھ دیتے ہیں ـــــ پھر اینٹی اینمنٹا گیس کا انجکشن لگا دیتے ہیں ـــــ یہ ٹھیک ہو جائے گا" ـــــ الیون تھرٹی نے جواب دیا۔

"نہیں ـــــ یہ بے حد خطرناک ہے ـــــ اس کا کوئی اور حل سوچو"۔ ایوانوف نے سر ہلاتے ہوئے کہا۔ وہ شاید عمران سے ذہنی طور پر بے حد خوف زدہ تھا۔

میرا خیال ہے باس! ـــــ اسے رولنگ مشین سے باندھ دیا جائے۔ اس طرح یہ کوئی حرکت بھی نہ کر سکے گا ـــــ اور اگر اس نے اپنی اصلیت نہ بتائی تو اس مشین کے ذریعے معلوم کی جا سکتی ہے" ـــــ الیون تھرٹی نے تجویز پیش کرتے ہوئے کہا۔

"اوہ! ـــــ یہ ٹھیک ہے ـــــ ایسا ہی کرو" ـــــ ایوانوف نے چونکتے ہوئے کہا اور پھر الیون تھرٹی کے اشارے پر ان مشین گن برداروں نے آگے بڑھ کر فرش پر پڑے ہوئے عمران کو اٹھایا اور رولنگ مشین کے بڑے سے پہیے پر لٹا دیا۔ یہ مشین ایک بہت بڑے گولے کی صورت میں تھی۔ اور یہ گولہ لوہے کی مضبوط سلاخوں سے بنایا گیا تھا اس کے ساتھ ہی ایک مشین نصب تھی جس کے اوپر اس گولے نما چکر کے درمیان بے شمار زنجیریں گراریوں پر چڑھی ہوئی تھیں اور دونوں اطراف پر بڑے بڑے ہینڈل لگے ہوئے تھے۔

عمران کو اس چکر پر لٹا کر اس کے دونوں ہاتھ اوپر چکر کی ایک سلاخ کے ساتھ لگے ہوئے فولادی کڑوں میں ڈال کر کس دیئے گئے اور اس طرح اس کے پیر بھی نیچے ایک سلاخ کے ساتھ منسلک کر دیئے گئے اب عمران پشت کے بل اس چکر کی سلاخوں کے اوپر بندھا ہوا تھا۔ اس کے ہاتھ اور پیر فولادی کڑوں میں مقید کئے گئے تھے اس لئے ان کے توڑنے کا سوال ہی پیدا نہ ہوتا تھا۔

اور پھر الیون تھرٹی کے اشارے پر ایک آدمی نے ایک کونے میں پڑا ہوا بیگ کھولا اور اس میں سے ایک سرنج باہر نکالی جو پہلے ہی سرخ رنگ کے محلول سے بھری ہوئی تھی اور پھر یہ محلول عمران کے بازو میں انجکٹ کر دیا گیا۔

محلول کے انجکٹ ہوتے ہی عمران کو یوں محسوس ہوا جیسے اس کے جسم میں حرارت اور زندگی دوڑتی چلی گئی ہو۔ اس کا مفلوج پن ختم ہو گیا اور چند لمحوں بعد وہ بالکل ٹھیک ہو گیا۔

عمران اس چکر نما تشدد کے قدیم آلے سے پوری طرح واقف تھا۔ اُسے معلوم تھا کہ اس چکر کے دو حصے ہیں اور دونوں علیحدہ علیحدہ ہینڈلوں کی مدد سے حرکت میں لائے جاتے ہیں۔ ان کا طریقہ کار اس طرح ہوتا ہے کہ آدھا چکر نیچے کی طرف گھومتا تھا جب کہ باقی آدھا چکر اوپر کی طرف حرکت کرتا تھا اس طرح انسان کا جسم جو اس چکر کے دونوں حصوں کے اوپر آدھا آدھا بندھا ہوا ہوتا تھا۔ بیک وقت اوپر اور نیچے کی طرف کھنچتا تھا اور آدمی کے جسم میں موجود ایک ایک رگ ٹوٹ جاتی تھی۔ یہ تشدد کا انتہائی ہولناک طریقہ تھا اور بڑے سے بڑے مضبوط

اعصاب کا مالک بھی چند ہی لمحوں میں چیخیں بول جاتا تھا۔

عمران کو چکر کے ساتھ باندھنے کے بعد دو آدمی مشین کے دونوں اطراف میں موجود ہینڈلوں کے قریب کھڑے ہو گئے۔

"یہ اب ٹھیک ہو گیا ہے باس" ___ الیون تھرٹی نے ایوانوف سے مخاطب ہو کر کہا۔

"ہاں تو اب اپنی اصلیت بتا دو ___ ورنہ ایک لمحے میں تمہارے جسم کی ایک ایک رگ ٹوٹ جائے گی" ___ ایوانوف نے انتہائی تحکمانہ لہجے میں عمران سے مخاطب ہو کر کہا۔

"میری اصل بہت اونچی ہے ___ اتنی اونچی کہ تم سنو گے تو بے حد حیران ہو جاؤ گے" ___ عمران نے بڑے مطمئن لہجے میں جواب دیتے ہوئے کہا۔

"پھر جلدی بتاؤ ___ میرے پاس ضائع کرنے کے لئے وقت نہیں ہے" ___ ایوانوف نے غراتے ہوئے کہا۔

"اگر کہو تو اپنی اصل کے ساتھ ساتھ تمہاری اصل بھی بتا دوں" ___ عمران نے جواب دینے کی بجائے کہا۔

"بکواس مت کرو ___ میرے سوال کا جواب دو" ___ ایوانوف نے غصے سے دھاڑتے ہوئے کہا۔

"تو سنو ایوانوف! ___ میرا باپ آدم تھا اور ماں حوا ___ اور تمہارا باپ شیطان اور تمہاری ماں شیطانیت ___ کیوں پتہ چلا اصلیت کا" ___ عمران نے مسکراتے ہوئے جواب دیا۔

"شٹ اپ نانسنس! ___ میں تمہاری ایک ایک بوٹی علیحدہ

کر دونگا ــــ تمہیں میرے ساتھ مذاق کرنا مہنگا پڑے گا" ــــ ایوانوف نے غصے کی شدت سے کرسی سے کھڑے ہوتے ہوئے کہا۔ اس کی آنکھیں جل اٹھی تھیں اور چہرہ بگڑ گیا تھا۔

"چلاؤ چکر ــــ اور اس کی رگ رگ توڑ دو" ــــ ایوانوف نے چیخ کر ہینڈلوں کے قریب کھڑے ہوئے آدمیوں سے مخاطب ہوتے ہوئے کہا۔

اور انہوں نے تیزی سے ہینڈل سنبھال لئے اور دوسرے لمحے انہوں نے ہینڈلوں کو گھمانا شروع کر دیا۔

ہینڈلوں کے گھومتے ہی گراریوں پر چڑھی ہوئی بڑی بڑی زنجیریں ہولناک آوازیں پیدا کرتے ہوئے کھڑکھڑانے لگیں اور عمران کے جسم کو ایک جھٹکا سا لگا اس کا نچلا جسم نیچے کی طرف اور اوپر والا جسم اوپر کی طرف کھنچتا چلا جا رہا تھا اور اُسے یوں محسوس ہو رہا تھا جیسے ابھی اس کا جسم درمیان سے دو حصوں میں تقسیم ہو جائے گا۔

زنجیریں مسلسل کھڑکھڑا رہی تھیں اور عمران کو یوں محسوس ہو رہا تھا جیسے اس کی رگ رگ میں آگ بھڑک اٹھی ہو۔ تکلیف لمحہ بہ لمحہ شدید سے شدید تر ہوتی چلی جا رہی تھی۔ اس کے پورے جسم نے پسینہ اگلنا شروع کر دیا تھا۔ اس کا جی بے اختیار چیخیں مارنے کو چاہ رہا تھا لیکن عمران نے جبراً اپنے آپ کو کنٹرول میں رکھا ہوا تھا اور اس نے آنکھیں بند کر لی تھیں۔ اُسے اپنی آنکھوں کے سامنے پاکیشیا کے دس کروڑ معصوم اور بے گناہ شہری سیاہ دھوئیں میں لپٹتے نظر آ رہے تھے۔

اس نے اپنے چہرے کو نارمل رکھنے کی بے حد کوشش کی لیکن تکلیف

کی شدت اس قدر زیادہ تھی کہ اس کی کوشش ہر لمحے ناکام ہوتی چلی جا رہی تھی۔ اور اس کا چہرہ تکلیف کی شدت سے بگڑتا چلا جا رہا تھا۔

عمران تیزی سے ہولناک موت کی طرف بڑھتا چلا جا رہا تھا لیکن اس کے ساتھی فرش پر بے بس اور مجبور پڑے ہوئے تھے۔ محض لاشوں کی طرح وہ صرف عمران کو مرتا دیکھ سکتے تھے لیکن اس کی کوئی مدد نہ کر سکتے تھے۔

"بولو اب بھی وقت ہے ــــ بتا دو کہ تم کون ہو" ــــ اچانک ایوانوف نے ہینڈل گھمانے والوں کو ہاتھ کے اشارے سے روکتے ہوئے کہا۔

"میر التعارفی کارڈ چھپ گیا ہوا ہے ــــ چھپ کر آجائے تو تمہیں پیش کر دونگا" ــــ عمران نے آنکھیں کھولتے ہوئے ہنستے ہنستے لہجے میں کہا۔ اس کی آنکھیں خونِ کبوتر کی طرح سرخ ہو گئی تھیں۔ لیکن یہ خوفناک اور بے پناہ تکلیف بھی اُسے زیر نہ کر سکی تھی۔

"اوہ! ــــ تم پاگل ہو ــــ احمق ہو ــــ جو ایسی حالت میں بھی مذاق کر رہے ہو" ــــ ایوانوف نے چیختے ہوئے لہجے میں کہا لیکن اس کے لہجے میں حیرت کا عنصر بھی شامل تھا جیسے اُسے یقین نہ آرہا ہو کہ کوئی انسان اتنے مضبوط اعصاب کا مالک بھی ہو سکتا ہے۔

"اب تم نے اپنا تعارف خود ہی کرا دیا ہے تو میں کیا کہہ سکتا ہوں" ــ عمران نے لبوں پر مسکراہٹ پیدا کرنے کی کوشش کی۔ لیکن شدید ترین تکلیف کی وجہ سے ہونٹوں پر مسکراہٹ کا تاثر پیدا نہ ہو سکا۔

"باس! ــــ یہ شخص حیرت انگیز قوت ارادی کا مالک ہے ــــ ورنہ

ایسی حالت میں بڑے بڑے جفادریوں کی چیخیں نکل جاتی ہیں اس کے باوجود کہ اس کی رگ رگ ٹوٹنے کے قریب ہے مگر یہ شخص نہ کراہا ہے اور نہ چیخا ہے ___ اور ساتھ ہی یہ کہ اس کی ذہنی حالت بالکل درست ہے ___ اور پھر خوبصورت مذاق بھی کر رہا ہے ___ میں تو تصور بھی نہیں کر سکتا کہ ایسا انسان بھی اس دنیا میں ہو سکتا ہے" ___ الیون جفری نے بڑے عقیدت بھرے لہجے میں ایوانوف سے مخاطب ہوتے ہوئے کہا۔

"تمہاری بات درست ہے ___ مجھے بھی اس کی موت پر افسوس ہوگا ___ لیکن بہرحال اسے مرنا تو ہے ہی ___ یہ اپنی اصلیت بتائے یا نہ بتائے" ___ ایوانوف نے سرد لہجے میں جواب دیتے ہوئے کہا۔

"ہاں! ___ ہو سکتا ہے کہ اس کے ساتھی اتنے مضبوط اعصاب کے مالک نہ ہوں ___ کیوں نہ انہیں آزمایا جائے" ___ الیون جفری نے اچانک ایک خیال کے تحت پوچھا۔

"ہاں! ___ اب مجھے یقین آگیا ہے کہ یہ شخص مر تو سکتا ہے لیکن اصل بات نہیں اگل سکتا ___ اور ایسا آدمی تو شاید صدیوں میں ایک پیدا ہوتا ہے ___ اس کے ساتھیوں کو آزمایا جائے" ___ ایوانوف نے کہا۔

"اسے کھول کر ستون سے باندھ دو ___ اور اس کے تمام ساتھیوں کو اکٹھا ہی چکر کے ساتھ باندھ دو ___ کوئی تو کچھ بتائے گا" ___ الیون جفری نے اپنے آدمیوں سے مخاطب ہو کر حکم

دیتے ہوئے کہا۔

"مگر الیون جفری! ___ کہیں یہ کوئی چکر نہ چلا دے" ___ ایوانوف نے گھبرائے ہوئے لہجے میں کہا۔

"ایسی کوئی بات نہیں جناب! ___ جس حالت میں یہ رہا ہے اسے نارمل ہونے کے لئے کم از کم ایک ہفتہ چاہیئے ___ ابھی تو یہ حرکت بھی نہ کر سکے گا ___ آخر انسان ہے" ___ الیون جفری نے جواب دیتے ہوئے کہا۔ اسے شاید عمران کی بے پناہ بہادری کی بنا پر اس سے لاشعوری طور پر ہمدردی پیدا ہو گئی تھی اور وہ اسے اس تکلیف سے بہرحال بچانا چاہتا تھا۔

"ٹھیک ہے ___ مگر خیال رکھنا" ___ ایوانوف نے کہا۔

"آپ بے فکر رہیں" ___ الیون جفری نے جواب دیا اور پھر اس نے حکم کی تعمیل کے لئے اشارہ کیا۔

دوسرے لمحے اس کے آدمیوں نے ہینڈلوں کو الٹا چلانا شروع کر دیا اور عمران کا جسم آہستہ آہستہ واپس اپنی پوزیشن میں آتا چلا گیا عمران کے حلق سے نہ چاہتے ہوئے بھی اطمینان کی ایک طویل سانس نکل گئی۔

چکر کو اپنی اصل پوزیشن میں لانے کے بعد عمران کے ہاتھ اور پیر کھول دیئے گئے اور عمران کو اٹھا کر ایک ستون کے ساتھ کھڑا کیا گیا اور اس کے دونوں ہاتھ ستون کے پیچھے کر کے باندھ دیئے گئے۔ عمران کا جسم ہولے ہولے لرز رہا تھا۔ مگر عمران کے چہرے پر ایسا سکون تھا جیسے اسے ذرہ برابر بھی تکلیف نہ ہوئی ہو۔ اس کے بعد بیگ میں سے

مزید سرنجیں نکال کر عمران کے باقی ساتھیوں کو انجکشن لگا دیئے گئے اور انہیں چکر سے اسی طرح باندھ دیا گیا جیسے عمران کو باندھا گیا تھا۔ چکر چوڑائی میں اتنا بڑا تھا کہ پانچ افراد بیک وقت اس پر آسانی سے باندھ دیئے گئے۔

"ٹھیک ہے ___ اب چلاؤ چکر" ___ الوانوف نے کہا۔

"یہ بیچارے کیا چکر چلائیں گے ___ یہ تو دنیا ہی چکر ہے" ___ اچانک عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"تم خاموش رہو ___ ورنہ گولی مار دوں گا" ___ الوانوف نے غصے سے دھاڑتے ہوئے کہا۔

اور عمران مسکرا کر خاموش ہو گیا۔

ہینڈل گھومتے رہے اور عمران کے ساتھیوں کے جسم چکر پر کھنچتے چلے گئے۔

الوانوف اور الیون عقربی دونوں کی نظریں چکر پر بندھے ہوئے عمران کے ساتھیوں پر جمی ہوئی تھیں جن کے چہرے آہستہ آہستہ تکلیف کی شدت سے بگڑتے چلے جا رہے تھے۔

اور پھر سب سے پہلے نعمانی چیخ پڑا۔ وہ یوں چیخ رہا تھا جیسے اسے ذبح کیا جا رہا ہو۔

نعمانی سے ایک لمحے بعد جوہان چیخا اور پھر تو چیخنے کی جیسے باری لگ گئی۔ تنویر اور کیپٹن شکیل ابھی تک اپنے آپ پر کنٹرول کئے ہوئے تھے۔

لیکن پھر ایک لمحہ ایسا آیا کہ اچانک تنویر کے منہ سے گالیوں کا سیلاب

ابل پڑا۔ وہ اپنی فطرت کے مطابق چیخنے کی بجائے بری طرح گالیاں نکال رہا تھا۔ البتہ کیپٹن شکیل خاموش تھا اور اس کا چہرہ بدستور سپاٹ تھا۔ آنکھیں بند تھیں اور زبان خاموش تھی۔ اور کمرہ باقی لوگوں کی کربناک چیخوں اور تنویر کی گالیوں سے گونج اٹھا۔

"بتاؤ اس آدمی کی ___ اور اپنی اصلیت بتاؤ" ___ الوانوف نے ہاتھ کے اشارے سے ہینڈل گھمانے والوں کو روکتے ہوئے کہا۔

مگر سوائے چیخوں اور گالیوں کے اور اسے کوئی جواب نہ ملا ___ تکلیف کی شدت سے وہ چیخ ضرور رہے تھے لیکن اصل بات بہرحال اپنی جگہ تھی۔ وہ مر تو سکتے تھے لیکن زیر نہیں ہو سکتے تھے۔

"چلاؤ ہینڈل ___ اور توڑ دو ان کے جسموں کی رگیں" ___ اچانک الوانوف نے چیختے ہوئے کہا۔

مگر اسی لمحے ستون سے بندھا ہوا عمران بجلی کی سی تیزی سے اپنی جگہ سے اچھلا اور الوانوف اور الیون عقربی کو یوں محسوس ہوا جیسے بجلی چمکی ہو۔ اور دوسرے لمحے الوانوف عمران کے بازوؤں کے حلقے میں تھا۔ عمران نے اسے اپنے سامنے کرتے ہوئے انتہائی پھرتی سے ساتھ کھڑے ہوئے الیون عقربی کو ٹانگ سے ضرب لگائی اور الیون عقربی اچھل کر منہ کے بل زمین پر گرا اور عمران الوانوف کو گھسیٹتا ہوا دیوار کے ساتھ جا لگا۔

"خبردار! ___ اگر کسی نے حرکت کی تو میں اس کی گردن ایک لمحے میں توڑ دوں گا" ___ عمران نے چیختے ہوئے کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے الوانوف کی گردن کے گرد لپٹے ہوئے بازو کو زور سے

جھٹکا دیا۔ اور ایوانوف کے حلق سے بے اختیار چیخ نکل گئی۔

وہ مشین گن بردار جو حیرت سے بت بنے کھڑے تھے اچانک چونک کر حرکت میں آ گئے اور انہوں نے عمران کی طرف مشین گنوں کا رُخ کر دیا۔

وہ چونکہ دونوں عمران کی سیدھ میں کھڑے تھے اس لئے وہ عمران کے پہلو میں فائرنگ کر سکتے تھے۔

مگر اسی لمحے عمران نے رُخ موڑا اور ایوانوف کو ان کی مشین گنوں کے سامنے کر دیا۔

لیکن اسی لمحے الیون تھرٹی جو ضرب کھا کر نیچے گرا تھا کسی گیند کی طرح اچھل کر کھڑا ہو گیا۔ اور پھر پلک جھپکنے میں اس نے اپنی جیب سے ریوالور نکال لیا۔

اب عمران بُری طرح پھنس گیا تھا۔ اگر وہ اپنے آپ کو مشین گنوں سے بچاتا تو الیون تھرٹی اس کے پہلو میں فائر کر دیتا ـــــ اور اگر وہ الیون تھرٹی سے اپنے آپ کو بچانے کی کوشش کرتا تو پھر مشین گنوں کی زد میں آ جاتا۔

لیکن اس سے پہلے کہ الیون تھرٹی فائر کرتا، عمران نے پوری قوت سے زوردار جھٹکا دے کر ایوانوف کو الیون تھرٹی پر اچھال دیا اور خود وہ بجلی کی سی تیزی سے مشین گن برداروں سے جا ٹکرایا۔ اور اس کا نتیجہ یہ ہوا کہ الیون تھرٹی اور ایوانوف ایک دوسرے سے ٹکرا کر نیچے جا گرے الیون تھرٹی نیچے اور ایوانوف اس کے اوپر جا گرا۔

اور دوسری طرف عمران نے ان دونوں مشین گن برداروں کو اچھال کر دیوار سے دے مارا۔

اسی لمحے عمران نے ایک مشین گن پر قبضہ کرنے کیلئے چھلانگ لگائی جو مشین گن برداروں کے ہاتھوں سے نکل کر دور جا گری تھیں۔ مگر اس ساری کارروائی میں عمران ان دو آدمیوں کو بھول گیا تھا جو ہینڈلوں کے ساتھ کھڑے ہوئے تھے۔ ان کی مشین گنیں ان دونوں کے پاس ہی پڑی تھیں۔

اور پھر اس سے پہلے کہ عمران مشین گن اٹھا کر سیدھا ہوتا، ان دونوں نے بجلی کی سی تیزی سے مشین گنیں سنبھالیں اور دوسرے لمحے کمرہ تیز اور مسلسل فائرنگ کی آوازوں سے گونج اٹھا اور فائرنگ کی آوازوں کے ساتھ انسانی چیخیں بھی شامل ہو گئیں۔

عمران اور اس کے ساتھیوں کو باہر لے جانے کے چند منٹ بعد تک صفدر آبدوز کے کنٹرول روم کی بڑی مشین کے پیچھے چھپا رہا۔ اس نے عمران اور اپنے دوسرے ساتھیوں کو زمین پر گرتے ہوئے دیکھا تھا۔ اور اس نے انہیں بے بسی اور لاچاری کی حالت میں کندھوں پر لدے ہوئے بھی دیکھا تھا لیکن وہ ایسی حالت سے محفوظ رہا تھا۔ اس کی وجہ ظاہر ہے کہ اس کے چہرے پر گیس ماسک چڑھا ہوا تھا اس لئے وہ اس مفلوج کر دینے والی تیز اور زود اثر گیس کے اثرات سے بالکل محفوظ رہا تھا۔

جب اُسے یقین ہو گیا کہ عمران اور اس کے دوسرے ساتھیوں کو لے جانے والے جا چکے ہیں تو وہ مشین کے پیچھے سے نکلا اور آہستہ آہستہ چلتا ہوا سیڑھیاں چڑھ کر اوپر والے حصے میں پہنچ گیا۔ آبدوز کا بیرونی ڈھکن بدستور کھلا ہوا تھا۔ اس لئے چند ہی لمحوں بعد وہ آبدوز

سے باہر نکل آنے میں کامیاب ہو گیا۔

آبدوز ایک بہت بڑے کمرے کے فرش پر موجود تھی اور کمرہ خالی پڑا ہوا تھا۔ صفدر نے ادھر اُدھر دیکھا اور پھر اس نے چہرے سے گیس ماسک اتار کر اُسے واپس آبدوز کے ڈھکن کے اندر پھینک دیا کیونکہ ایسی حالت میں تو وہ باہر نکلتے ہی پہچان لیا جاتا۔

اس نے غوطہ خوری کا لباس بھی اتار کر اندر پھینک دیا۔ اور پھر وہ دبے قدموں سے چلتا ہوا کمرے کے اکلوتے دروازے کی طرف بڑھتا چلا گیا۔

دروازہ بند تھا اس نے اس کے کی ہول سے آنکھ لگا دی اور دوسرے لمحے وہ چونک پڑا۔ کیونکہ دروازے کی دوسری طرف ایک مسلح محافظ موجود تھا جس کے جسم پر مخصوص وردی تھی اور کاندھے سے مشین گن بھی لٹکی ہوئی تھی وہ بالکل دروازے کے سامنے اس کی طرف پشت کئے کھڑا تھا۔

صفدر چند لمحے سوچتا رہا پھر اس نے آہستہ سے دروازے کے ہینڈل پر ہاتھ رکھا جیسے ہی اس نے ہینڈل کو دبایا دروازے کے پٹ کھلتے گئے۔ اور اس کے جسم میں مسرت کی لہر دوڑ گئی۔ دروازہ اندر سے لاک نہ تھا۔

صفدر نے آہستہ سے دروازہ کھولا اور دوسرے لمحے اس نے اچھل کر محافظ کی گردن میں ہاتھ ڈالا اور اسے اٹھا کر اندر کمرے میں کھینچ لیا اور اس کے ساتھ ہی اس نے دروازہ بھی بند کر دیا اور محافظ پر اس نے چھلانگ لگا دی جو فرش پر گر کر اٹھنے کی کوشش میں مصروف تھا محافظ نے بھی تیزی سے رخ بدل کر اپنے آپ کو صفدر کی جھپٹ سے

پہچانا جا سکا۔ مگر صفدر ایسے داؤ پیچ سے واقف تھا اس لئے اس نے اس سے بھی زیادہ تیزی سے اپنا رخ بدلا اور کسی عقاب کی طرح محافظ سے ٹکرایا اور محافظ ایک بار پھر اچھل کر پیچھے کھڑی آبدوز سے جا ٹکرایا اس کے کندھے پر لٹکی ہوئی مشین گن پہلی بار گرتے ہی گر چکی تھی اس لئے صفدر محافظ کو اچھالنے کے بعد بجلی کی سی تیزی سے مشین گن پر جھپٹا اور محافظ کے سنبھلنے سے پہلے ہی وہ مشین گن پر قبضہ کر چکا تھا اور پھر اس سے پہلے کہ محافظ سیدھا کھڑا ہوتا، صفدر نے مشین گن کو نال سے پکڑ کر لٹھ کی طرح گھمائی اور اس کا دستہ پوری قوت سے محافظ کی کھوپڑی سے ٹکرایا اور وہ چیختا ہوا فرش پر تیسری بار جا گرا۔

صفدر نے ایک قدم آگے بڑھایا اور اس کا ہاتھ دوسری بار گھوما اس بار محافظ کے حلق سے آواز تک نہ نکل سکی اور اس کی کھوپڑی ٹوٹنے کا پٹاخہ ضرور چھوٹا اور وہ چند لمحے تڑپنے کے بعد ساکت ہو گیا۔

صفدر نے اس کے ساکت ہوتے ہی مشین گن ایک طرف پھینکی اور جھک کر تیزی سے محافظ کی وردی اتارنے لگا۔ اس کے ہاتھ بجلی کی سی تیزی سے چل رہے تھے اور پھر اس نے محافظ کی وردی اتار کر اپنے کپڑوں کے اوپر پہن لی۔ محافظ چونکہ جسامت کے لحاظ سے صفدر سے قدرے فربہ تھا اس لئے کپڑوں کے اوپر اس کی وردی بالکل فٹ آ گئی۔

صفدر نے فرش کے ایک طرف گری ہوئی محافظ کی پی کیپ نما ٹوپی اٹھا کر سر پر رکھی اور اس کا شیڈ چہرے کے اوپر جھکا لیا تاکہ پہلی نظر میں پہچانا نہ جا سکے۔ پھر اس نے محافظ کی لاش اٹھائی اور اسے

بھی آبدوز کے اندر پھینک دیا۔ وہ یہ نہ چاہتا تھا کہ فوری طور پر محافظ کی لاش چیک کر لی جائے۔

محافظ کی لاش اندر گرانے کے بعد صفدر نے مشین گن کاندھے سے لٹکائی اور دروازہ کھول کر کمرے سے باہر آ گیا۔

اب وہ ایک راہداری میں تھا جو ایک طرف سے تو بند تھی مگر دوسری طرف سے دور تک چلی گئی تھی اور اس کے علاوہ وہاں اور کوئی آدمی موجود نہ تھا۔ صفدر نے دروازہ بند کیا اور پھر وہ محافظوں کی طرح قدم اٹھاتا راہداری کے دوسرے سرے کی طرف بڑھتا چلا گیا۔

راہداری آگے جا کر مڑ گئی تھی اور صفدر جیسے ہی اس راہداری میں مڑا، اچانک دو مشین گنوں کی نالیں اس کے سینے کی طرف اٹھ گئیں وہاں موڑ پر دو مسلح محافظ موجود تھے۔

"تم ٹوپی چھوڑ کر ——— ارے یہ تو کوڈ نہیں ہے" ——— بات کرتے کرتے اچانک محافظ چیخ پڑا۔ وہ شاید اتنی دیر میں پہچان چکا تھا۔ مگر صفدر اسی لمحے بجلی کی سی تیزی سے حرکت میں آیا اور اس نے انتہائی تیزی سے دونوں بازو اٹھاتے، دونوں مشین گنوں کو بغلوں میں دبایا اور اس کے ساتھ ہی قلابازی کھا گیا۔ اور محافظ جو مشین گنوں کو مضبوطی سے پکڑے ہوئے تھے اس کے ساتھ ہی قلابازی کھانے پر مجبور ہو گئے اور ان کے ہاتھ سے مشین گنیں نکلتی چلی گئیں۔

صفدر قلابازی کھا کر کسی بازی گر کی طرح سیدھا ہوا جب کہ محافظ ابھی زمین پر اٹھنے کی کوشش ہی کر رہے تھے۔ اور صفدر کی لات ایک محافظ کے سینے پر پوری قوت سے پڑی اور وہ چیختا ہوا دیوار سے جا ٹکرایا اور

پھر نیچے گر کر بری طرح تڑپنے لگا۔ جب کہ دوسرے محافظ پر صفدر جھپٹ پڑا۔ اور اس نے دونوں ہاتھوں سے اس کی کھوپڑی پکڑی اور انتہائی تیزی سے مخصوص انداز میں دونوں ہاتھوں کو مخالف سمتوں میں گھما دیا اور کھٹاک کی آواز سے محافظ کی گردن ٹوٹتی چلی گئی اور صفدر نے ہاتھ چھوڑ دیئے۔ دوسرا محافظ بھی ایک دو لمحوں کے لئے تڑپ کر ساکت ہوتا چلا گیا۔

اس سارے کھیل میں چند لمحے بھی نہ صرف ہوئے تھے اور صفدر دونوں محافظوں کو موت کی نیند سلا چکا تھا۔ اس نے جھک کر دونوں کو ٹانگوں سے پکڑا اور پھر انہیں گھسیٹتا ہوا واپس پہلی والی راہداری میں وہ تیزی سے دوڑنے لگا۔

چند ہی لمحوں میں وہ انہیں اسی آبدوز والے کمرے میں لے آیا۔ اس نے ان دونوں کو بھی باری باری اٹھا کر آبدوز کے اندر دھکیل دیا اور پھر بجلی کی سی تیزی سے واپس دوڑتا چلا گیا۔

دونوں محافظوں کی مشین گنیں وہیں فرش پر پڑی ہوئی تھیں اس لئے اُسے خطرہ تھا کہ اگر اسی دوران کوئی وہاں آ نکلا تو مشکل پڑ جائے گی لیکن اس کا خدشہ غلط ثابت ہوا۔ راہداری میں کوئی نہ تھا اس نے دونوں مشین گنیں اٹھا کر انہیں موڑ سے پیچھے کمرے کی دیوار کے ساتھ ٹکا دیا۔ اب وہ دور سے نظر نہ آ سکتی تھیں اور صفدر تیزی سے آگے بڑھتا چلا گیا۔

یہ راہداری ایک دروازے پر جا کر ختم ہوئی۔ دروازہ کھلا ہوا تھا۔ صفدر نے سر دوسری طرف کر کے احتیاط سے جھانکا اور اس کی نظریں

آگے والی راہداری کے ایک دروازے پر جم گئیں جہاں دو مسلح محافظ بڑے چوکنے انداز میں کھڑے تھے۔

کمرے کا دروازہ بند تھا۔ صفدر اور ان دونوں محافظوں کے درمیان فاصلہ اتنا تھا کہ وہ ان کے چوکنے سے پہلے ان تک نہ پہنچ سکتا تھا اور فائرنگ وہ کرنا نہ چاہتا تھا کیونکہ اس طرح وہ بری طرح پھنس جاتا۔

اب ایک ہی صورت تھی کہ وہ کوئی اور راستہ تلاش کرتا۔ اس نے نظریں اٹھا کر ادھر ادھر دیکھا اور پھر دروازے کے اوپر اسے ایک خانہ سا بنا ہوا نظر آیا۔ جس میں سے ہوا نکلتی ہوئی محسوس ہو رہی تھی۔ صفدر ایک لمحے میں سمجھ گیا کہ اس کمرے سے ہوا کی نکاسی کے لئے یہ خانہ بنایا گیا ہے۔ اب مسئلہ یہ تھا کہ کیا وہ اس کمرے کے اندر کی پوزیشن کو چیک کرے۔ کیونکہ اُسے قطعاً علم نہ تھا کہ عمران اور اس کے ساتھیوں کو کہاں لے جایا گیا ہے اور وہ کس حال میں ہیں۔ لیکن آبدوز والے کمرے سے راستہ صرف اسی راہداری تک جاتا تھا۔ راہداری آگے جا کر مڑ گئی تھی اس لئے ہو سکتا ہے کہ وہ انہیں آگے کسی اور جگہ لے گئے ہوں لیکن محافظوں کو کراس کئے بغیر وہ آگے نہ بڑھ سکتا تھا۔ اور پھر محافظوں کا اس کمرے کے سامنے پہرہ دینے سے تو یہ ظاہر ہوتا تھا کہ اس کمرے میں کوئی خصوصیت موجود ہے۔

چنانچہ صفدر نے پہلے اس کمرے کو چیک کرنے کا فیصلہ کیا۔ اگر کمرے میں کوئی خاص بات نہ ہوئی تو بعد ازاں وہ ان محافظوں سے نپٹنے کی سوچے گا۔

چنانچہ وہ تیزی سے اچھلا اور دوسرے لمحے اس کے ہاتھ خانے کے

کناروں پر جم گئے۔ اور پھر وہ ہاتھوں کے بل اوپر اٹھتا چلا گیا۔ خانہ خاصا بڑا تھا اس لئے خانے کے اندر وہ داخل ہونے میں کامیاب ہو گیا۔ خانہ ایک طویل سرنگ کی طرح کا تھا جس کی دوسری طرف سے روشنی کی کرنیں پھوٹ رہی تھیں۔ اور کسی پنکھے کے چلنے کی آوازیں بھی سنائی دے رہی تھیں۔ ظاہر ہے یہ آواز ایگزاسٹ فین کی ہی ہو سکتی تھی۔

صفدر رینگتا ہوا آگے بڑھتا چلا گیا۔ اور پھر تھوڑی دیر بعد وہ اس کے اختتام تک پہنچ گیا۔ واقعی وہاں ایک بڑا سا ایگزاسٹ فین موجود تھا۔ جس کی آواز بے حد مدھم تھی۔

ایگزاسٹ فین کی سائیڈوں میں اتنی جگہ تھی کہ صفدر اس سے اندر جھانک سکتا۔ البتہ پنکھے سے نکلنے والی تیز ہوا نے اس کی ٹوپی اڑا دی تھی لیکن صفدر نے ٹوپی کی پرواہ کئے بغیر سر کو ایک طرف جھکایا اور پھر خالی رخنے میں دیکھنے لگا۔ تیز ہوا کی وجہ سے اس کی آنکھیں بند ہونے لگیں لیکن اس نے آنکھوں کو دبا کر کھولے رکھا۔ لیکن دوسرے لمحے وہ بری طرح چونک پڑا۔ کیونکہ اس نے اندر سے نعمانی کے چیخنے کی آواز سنی۔ اور دوسرے لمحے نعمانی کے ساتھ صدیقی اور پھر چوہان کی بری طرح چیخنے کی آوازیں سنائی دینے لگیں۔ ان کی آوازوں سے ظاہر ہوتا تھا کہ ان پر خوفناک تشدد کیا جا رہا ہے۔ لیکن اب مسئلہ یہ تھا کہ پنکھے کی سائیڈ میں اتنی جگہ نہ تھی کہ جس سے وہ کمرے کے اندر بخوبی جھانک سکتا۔ اور ساتھ ہی تیز ہوا نے اس کا ناطقہ بند کر رکھا تھا۔ اور اب باقی ساتھیوں کی چیخوں کے ساتھ ساتھ تنویر کی گالیاں بھی سنائی دینے لگی تھیں۔ اور پھر صفدر سے برداشت نہ ہو سکا۔ ایک لمحے کے لئے اُسے

خیال آیا کہ وہ مشین گن کی نال پنکھے کے پروں میں دے کر اسے توڑ دے لیکن دوسرے لمحے اس نے اپنا ارادہ بدل دیا۔ اب اس کی آنکھیں اندھیرے میں دیکھنے کے قابل ہو گئی تھیں اور اسے سرخ رنگ کی وہ تار پنکھے کی سائیڈ پر نیپ سے لگی ہوئی نظر آ گئی۔

صفدر نے ہاتھ اس تار کی طرف بڑھایا۔ مگر پنکھے کے پر اور دیوار کے درمیان فاصلہ اتنا کم تھا کہ اس کا ہاتھ پروں سے ٹکرائے بغیر تار تک نہ پہنچ سکتا تھا۔

صفدر نے اپنا ہاتھ دیوار کے بالکل ساتھ لگا کر اُسے زور سے دبایا۔ اس طرح اس کا ہاتھ قدرے سکڑ گیا اور پروں کے دائرے سے بال برابر ہٹ گیا تھا۔ وہ اسی طرح ہاتھ کو دبائے ہوئے اندر لیتا چلا گیا اور چند لمحوں بعد اس کی انگلیاں اس تار تک پہنچ گئیں۔ صفدر نے ناخنوں کے نچلے حصے میں لگے ہوئے تیز بلیڈوں کو اس تار پر آزمایا۔ اور ساتھ ہی اس نے دوسرا ہاتھ مشین گن کے لکڑی کے دستے پر مضبوطی سے جمایا ہوا تھا تاکہ اسے بجلی کا شاک نہ لگے۔

تیز بلیڈوں نے چند ہی لمحوں میں تار کو کاٹ ڈالا۔ صفدر کے جسم کو جھٹکا ضرور لگا لیکن وہ اسے سنبھال گیا۔ پنکھے کی رفتار تار کٹتے ہی آہستہ ہونی شروع ہو گئی۔ اس میں جانے والی بجلی کی رو منقطع ہو چکی تھی۔ لیکن اس کے باوجود وہ اپنی روانی میں خاصی تیز رفتاری سے چل رہا تھا۔ مگر اب اس میں وہ پہلے جیسا زور نہ تھا۔

صفدر نے اپنا ایک ہاتھ پنکھے کے درمیان گول سے حصے پر رکھا اور ہاتھ کو زور سے دبا دیا۔ اس طرح پنکھا جلد ہی ساکت ہو گیا۔ اب

اس کے پروں کے درمیان سے کمرے کا منظر نظر آنے لگ گیا تھا اور اتنی جگہ بن گئی تھی کہ وہ آسانی سے اندر دیکھ سکتا تھا۔

مگر پنکھا رکتے ہی اس نے جو منظر دیکھا اس نے اسے بری طرح چونکا دیا اور صفدر نے پھرتی سے مشین گن سیدھی کی اور اس کی نال پروں کے درمیان سے آگے گزار کر وہ چوکنا ہو گیا۔ اس نے سیکرٹ سروس کو ایک بڑے سے چکر کے ساتھ بندھے ہوئے دیکھا تھا اور دو آدمی ہینڈل گھما رہے تھے جبکہ سامنے دو آدمی کرسیوں سے اٹھے کھڑے تھے اور ان کے قریب دیوار کے ساتھ لگے ہوئے دو مشین گن بردار کھڑے تھے اور ان کی پشت عمران کی طرف تھی۔ عمران ایک ستون کے ساتھ بندھا ہوا کھڑا تھا۔ اس کے دونوں ہاتھ پشت پر بندھے ہوئے تھے لیکن وہ حرکت کر رہے تھے۔

چکر کو مسلسل گھمایا جا رہا تھا اور سوائے کیپٹن شکیل کے باقی سب لوگ ذبح ہونے والے بکروں کی طرح چیخ رہے تھے۔ اور ان چیخوں میں تنویر کی گالیوں کا طوفان بھی شامل تھا۔

"بتاؤ اس آدمی کی ____ اور اپنی اصلیت بتاؤ" ____ اچانک سامنے کھڑے ہوئے ایک شخص نے ہاتھ کا اشارہ کرتے ہوئے کہا۔ مگر اسے سوائے چیخوں اور گالیوں کے اور کوئی جواب نہ مل سکا۔

"چلاؤ ہینڈل ____ اور توڑ دو ان کی ہڈیاں" ____ اسی آدمی نے غصے سے چیختے ہوئے کہا۔

مگر اسی لمحے صفدر نے عمران کو بجلی کی سی تیزی سے اچھل کر اسی آدمی پر گرتے ہوئے دیکھا اور پلک جھپکنے میں چیخنے اور حکم دینے والا

آدمی عمران کے بازوؤں کے حلقے میں کسا اس کے سینے کے سامنے موجود تھا۔ اس کے ساتھ ہی عمران نے بڑی پھرتی سے دوسرے آدمی کو ٹانگ ماری اور وہ آدمی اچھل کر منہ کے بل زمین پر جا گرا۔ اور عمران سینے سے لگے ہوئے آدمی کو گھسیٹتا ہوا دیوار کے ساتھ جا لگا۔

"خبردار! ____ اگر کسی نے حرکت کی تو میں اس کی گردن توڑ دوں گا" ____ عمران نے غصے سے دھاڑتے ہوئے کہا۔ اور ساتھ ہی اس نے بازو کو جھٹکا دیا اور اس کے بازو میں پھنسے ہوئے آدمی کے حلق سے کربناک چیخ نکل گئی۔

اسی لمحے مشین گن برداروں نے تیزی سے حرکت کی اور انہوں نے مشین گنوں کا رخ عمران کے پہلو کی طرف کر دیا۔ مگر عمران نے پھرتی سے رخ موڑا اور اس آدمی کو ان کی مشین گنوں کے سامنے کر دیا۔

مگر اسی لمحے اس آدمی نے جسے عمران نے ٹانگ ماری تھی پھرتی سے کھڑے ہو کر ریوالور نکال لیا اور اب عمران دونوں اطراف سے پھنس گیا تھا۔

صفدر نے ٹریگر پر انگلی کو حرکت دی ہی تھی کہ مشین گن کا فائر کر کے اس ریوالور بردار کو اڑا دے کہ اسی لمحے عمران نے پوری قوت سے جھٹکا دے کر اپنے بازوؤں میں جکڑے ہوئے آدمی کو ریوالور بردار پر اچھال دیا اور خود وہ بجلی کی سی تیزی سے مشین گن برداروں سے جا ٹکرایا۔

عمران نے ان مشین گن برداروں کو اچھال کر دیوار سے دے مارا تھا اور پھر عمران نے ایک مشین گن پر قبضہ کرنے کے لئے چھلانگ لگا دی اور عین اسی لمحے صفدر کی تیز نظروں نے چکر کے ہینڈلوں کے ساتھ کھڑے

ہوتے دو آدمیوں کو دیکھا جنہوں نے نجانے کہاں سے مشین گنیں اٹھا لی تھیں اور صفدر نے ٹریگر دبانے میں ذرا سا بھی توقف نہ کیا۔ اور اس کی گن سے نکلنے والی گولیوں نے ایک لمحے میں ان دونوں کو چاٹ لیا اور دوسرے لمحے اس نے مشین گن کا رخ بدلا اور دیوار سے ٹکرا کر اٹھتے ہوئے مشین گن برداروں پر فائر کھول دیا اور اس طرح کمرہ مشین گن کی گولیوں کی تڑتڑاہٹ اور انسانی چیخوں سے گونج اٹھا۔

عمران نے انتہائی پھرتی سے مشین گن کا رخ بدلا اور اس نے ریوالور بردار اور اس کے ساتھی کی طرف فائر کرنا ہی چاہتا تھا کہ اس سے پہلے کہ وہ فائر کرتا، ریوالور بردار نے ریوالور کا ٹریگر دبا دیا تھا اور اس کی گولی عمران کے ہاتھ پر پڑی جس کا نتیجہ یہ ہوا کہ اس کے ہاتھ سے مشین گن اچھل کر دور جا گری۔ عمران نے بجلی کی سی تیزی سے اپنی جگہ بدلی اور اس کی دوسری گولی عمران کے جسم کے قریب سے نکلتی چلی گئی۔

ادھر دوسرا آدمی جسے عمران نے جکڑا ہوا تھا بجلی کی سی تیزی سے چھلانگ لگا کر دروازے سے جا ٹکرایا۔ صفدر نے انتہائی پھرتی سے مشین گن کا فائر ریوالور بردار پر کیا۔ کیونکہ وہ عمران کے لئے زیادہ خطرناک تھا۔ اور گولیاں اس کے جسم میں گھستی چلی گئیں۔ اور وہ دھڑام سے فرش پر جا گرا۔ مگر اسی اثنا میں پہلا آدمی دروازہ کھول کر باہر نکلنے میں کامیاب ہو گیا تھا۔ حالانکہ صفدر مشین گن کا رخ دروازے کی طرف کر چکا تھا لیکن وہ آدمی ایک لمحہ پہلے نکل گیا تھا۔ مگر اس کا اس طرح دروازے کی طرف مشین گن کا رخ کرنا عمران کی زندگی بچا گیا۔ کیونکہ اسے دروازے پر ان دو مشین گن برداروں کی جھلک نظر آ گئی تھی جو دروازے کے باہر

ئے تھے اور اس کے ساتھ ہی اس کی مشین گن سے نکلنے والی گولیوں نے ان کو مشین گن چلانے کی مہلت ہی نہ دی۔ ورنہ عمران ان کی فائرنگ سے لیا تھا۔ بالکل سیدھ میں موجود تھا اور اسے فائرنگ کے ساتھ ہی ان اُن کے گرنے کی آوازیں سنائی دیں۔ اور پھر باہر سے آدمیوں کے دوڑتے ہی آوازیں سنائی دینے لگیں۔

عمران نے انتہائی تیزی سے بھاگ کر دروازہ بند کیا اور اندر سے لاک کر دیا اور پھر وہ تیزی سے بھاگتا ہوا چکر کی طرف بڑھا تاکہ ہینڈلوں کو چلا کر اپنے ساتھیوں کو اس بے پناہ تکلیف سے آزاد کرائے وہ بھاگ کر ایک ہینڈل چلاتا اور پھر اچھل کر آگے ہی چکر دوسری طرف کے ہینڈل کو دیتا۔

صفدر عمران کے چکر کی طرف بڑھتے ہی سانپ کی سی تیزی سے پیچھے کی طرف رینگتا چلا گیا اور چند ہی لمحوں بعد وہ خانے سے نکل کر دوبارہ دروازے کے پیچھے پہنچ گیا۔

پھر اس نے جیسے ہی دروازے سے راہداری کی طرف جھانکا اسے دس مسلح آدمی دوڑ کر راہداری میں دوڑتے ہوئے نظر آئے وہ اسی دروازے کی طرف آ رہے تھے جس کے سامنے پہلے دو محافظوں کی لاشیں پڑی ہوئی تھیں۔ جو صفدر کی گولیوں کا شکار ہوئے تھے۔

صفدر نے دروازے کی آڑ سے ہی مشین گن کا فائر کھول دیا اور آنے والے تیزی سے اس کی گولیوں کا شکار ہوتے چند تڑپ کر واپس بھاگنے لگا۔ مگر صفدر نے انہیں واپس بھاگنے کی مہلت نہ دی اور آخری آدمی کے گرتے ہی صفدر دروازے کی آڑ سے نکلا اور تیزی

سے بھاگتا ہوا کمرے کے دروازے کی طرف بڑھتا چلا گیا۔

اسی لمحے راہداری کے آخری موڑ سے اس پر فائرنگ کی گئی۔ لیکن صفدر اچھل کر دروازے سے لگ گیا اور گولیاں راہداری کے درمیانی دیوار سے گزرتی چلی گئیں۔ گولیاں چلانے والے چونکہ خود آڑ میں تھے اس لئے وہ صحیح نشانہ نہ لے سکتا تھا۔ صفدر نے بھی جواب میں فائر کھول دیا اور پھر ایک لمحے کے لئے صفدر نے فائرنگ روک کر باہر سے ہی چیختے ہوئے کہا۔

"عمران صاحب! ــــ جلدی سے باہر آجائیے ــــ ورنہ ابھی یہاں طوفان پھوٹ پڑے گا" ــــ اور اس کے بعد اس نے ایک بار پھر فائر کھول دیا۔ اس طرح وہ ان لوگوں کو آڑ میں ہی رکھنا چاہتا تھا۔

دوسرے لمحے کمرے کا دروازہ ایک جھٹکے سے کھل گیا۔ اور صفدر جو دروازے سے پشت لگائے کھڑا تھا لڑکھڑا کر اندر جانے پر مجبور ہو گیا۔ مگر اس کی یہی لڑکھڑاہٹ اس کی زندگی بچا گئی۔ کیونکہ راہداری کے موڑ سے ایک بم عین اسی لمحے پھینکا گیا تھا اور وہ بم دروازے کی سائیڈ کے قریب آ کر پھٹا تھا۔

اگر صفدر لڑکھڑا کر اندر نہ چلا گیا ہوتا تو یقیناً بم اسے زخمی کر دیتا یا موت کی وادی میں دھکیل دیتا۔

"میں انہیں روکتا ہوں ــــ آپ سب لوگ بائیں طرف بھاگیں وہاں لانچ موجود ہے ــــ جلدی کریں" ــــ صفدر نے چیختے ہوئے کہا اور مشین گن کی نال باہر نکال کر دائیں طرف فائرنگ کر دی۔ اور اس کی فائرنگ نے راہداری کے آخری حصے میں چیخوں کا طوفان برپا کر دیا۔

وہ لوگ شاید بم کے دھماکے سے یہ سمجھے تھے کہ فائرنگ کرنے والا زخمی ہو چکا ہے۔ اس لئے بھاگے آ رہے تھے۔

اور پھر عمران بھی اس فائرنگ میں شامل ہو گیا اور اب تو دائیں طرف سے گولیاں اڑتی چلی جا رہی تھیں کہ ایک لمحے کا بھی وقفہ پیدا نہ ہو رہا تھا۔

اس فائرنگ کی آڑ میں عمران کے دوسرے ساتھی کمرے سے نکل کر تیزی سے پچھلے دروازے کی طرف بھاگتے چلے گئے۔ اور ان کے پیچھے ہی عمران اور صفدر بھی فائرنگ کرتے ہوئے تیزی سے پیچھے ہٹتے گئے اور پھر چند لمحوں بعد وہ دروازے کی آڑ میں آ گئے۔

"بھاگو! ــــ تیز رفتاری سے بھاگو" ــــ عمران نے چیخ کر کہا اور پھر وہ سب بے تحاشا راہداری میں دوڑتے چلے گئے۔ جدھر آبدوز کا کمرہ تھا۔

جب وہ موڑ مڑ رہے تھے کہ دوسری طرف سے ان پر فائرنگ شروع ہو گئی۔ شاید حملہ آور ان کے بھاگنے کے بعد ان کے پیچھے بھاگے تھے۔ لیکن موڑ کی وجہ سے یہ لوگ ان کی فائرنگ سے بچ گئے۔ پھر موڑ پر صفدر اور تنویر نے مورچے سنبھال لئے اور انہوں نے بے تحاشا فائرنگ شروع کر دی۔ وہیں موڑ کے پیچھے ہی وہ دو مشین گنیں بھی موجود تھیں جو صفدر نے محافظوں کو قتل کر کے رکھی تھیں اور چونکہ پہلی مشین گنوں کے میگزین بے تحاشا فائرنگ کی وجہ سے اب ختم ہونے کے قریب تھے اس لئے انہوں نے پھرتی سے وہ دونوں مشین گنیں اٹھا لیں اور ایک بار پھر فائرنگ پورے زور شور سے ہونے لگی۔

عمران باقی ساتھیوں کو لے کر آبدوز والے کمرے میں داخل ہو گیا۔ وہ چونکہ آتے ہوئے راستہ دیکھ چکا تھا اس لئے اُسے کمرہ تلاش کرنے میں کوئی مشکل نہ ہوئی۔

اندر داخل ہوتے ہی وہ سب تیزی سے آبدوز میں داخل ہوتے اور عمران نے کمرے کی دیوار کے ساتھ لگے ہوئے ایک سرخ ہینڈل کو زور سے نیچے کھینچا تو آبدوز کے نیچے سے فرش ہٹتا چلا گیا۔ اور آبدوز تیزی سے نیچے موجود پانی میں ڈوبتی چلی گئی۔

عمران نے ہینڈل کو ذرا سا اوپر کو اٹھایا تو فرش ایک بار پھر تیزی سے دونوں اطراف سے برابر ہونے لگا۔ مگر اب درمیان میں آبدوز آ گئی تھی اس لئے فرش کے دونوں سروں نے آبدوز کو شکنجے کی طرح جکڑ لیا اور آبدوز مزید نیچے جانے سے رک گئی۔

عمران واپس دروازے کی طرف دوڑا اور اس نے سر باہر نکال کر صفدر اور تنویر کو واپس آنے کے لئے کہا۔

صفدر اور تنویر تیزی سے مڑے اور پھر بے تحاشا بھاگتے ہوئے کوئی ہوئے دروازے سے اندر پہنچ گئے۔

"آبدوز میں جاؤ" ــــــ عمران نے کہا اور خود وہ ہینڈل کی طرف بھاگا اس نے ہینڈل کو دوبارہ نیچے جھکایا اور فرش ایک بار پھر پیچھے ہٹتا چلا گیا اور آبدوز دوبارہ پانی میں بیٹھنے لگی۔ عمران ہینڈل کھینچ کر بھاگا اور اس نے چھلانگ لگا کر آبدوز کی باڈی کو پکڑا اور پھر وہ بھی اندر داخل ہو گیا۔ اس کے ساتھ ہی اس نے پھرتی سے ڈھکن بند کر کے اُسے اندر سے لاک کر دیا۔ اور پھر وہ بھاگتا ہوا نیچے گیا اور اس نے

کنٹرول پینل سنبھال لیا۔ آبدوز کی سکرین روشن ہوئی اور عمران نے اُسے چلا کر تیزی سے موڑ کر الٹی طرف جھکا دیا۔

ابھی اس نے تھوڑا ہی فاصلہ طے کیا ہو گا کہ اچانک اُسے سکرین پر آبدوز کے سامنے ایک بڑا سا فولادی گیٹ نظر آیا جو اوپر سے نیچے کہیں پانی کی تہہ تک چلا گیا تھا۔ یہ دروازہ خاص قسم کے فولاد سے بنایا گیا تھا تاکہ آبدوز کی ٹکر سے ٹوٹ نہ جائے اور عمران بھی اس سے آبدوز ٹکرانا چاہتا تھا کیونکہ اس طرح آبدوز بھی ٹوٹ پھوٹ سکتی تھی اور ظاہر ہے پھر ان کا جزیرے سے نکل جانا ناممکن ہو جاتا۔

لیکن گیٹ کو توڑے یا کھولے بغیر بھی باہر نکلنا محال تھا۔ اس کے ساتھ ساتھ اُسے خطرہ تھا کہ کہیں دوبارہ آبدوز کا کنٹرول پینل نہ ختم کر دیا جائے اور وہ ایک بار پھر بے بس ہو کر رہ جائیں۔

"ماسک کہاں ہے" ــــــ اچانک عمران نے چیختے ہوئے کہا۔ وہ آبدوز کو روک چکا تھا۔

اور پھر صفدر نے پھرتی سے ماسک اس کی طرف بڑھا دیا۔ ماسک وہ پہلے ہی اوپر والے حصے میں پڑا ہوا اٹھا لایا تھا۔

عمران نے تیزی سے ماسک منہ پر چڑھا لیا۔ وہ شاید ماسک پہن کر آبدوز سے باہر جانا چاہتا تھا تاکہ اس فولادی گیٹ کو کھولنے کی کوئی ترکیب سوچے۔

مگر اس سے پہلے کہ وہ قدم بڑھا کر اوپر جاتا۔ اس نے اپنے تمام ساتھیوں کو لڑکھڑا کر گرتے دیکھا اور وہ چونک پڑا۔ ان پر دوبارہ وہی مفلوج کر دینے والی گیس کا اٹیک کیا گیا تھا۔ اور عمران خوش قسمتی سے

چند لمحے پیشتر گیس ماسک پہن چکا تھا۔ ورنہ اس کا حشر بھی باقی ساتھیوں جیسا ہوتا۔

اپنے ساتھیوں کو دوبارہ مفلوج ہوتے دیکھ کر اس نے باہر نکلنے کا ارادہ ترک کر دیا۔ کیونکہ اُسے خیال آگیا تھا کہ ہو سکتا ہے کہ آبدوز سے باہر نکلتے ہی وہ لوگ اس پہ کوئی اور خوفناک سائنسی حربہ استعمال کرنے میں کامیاب ہو جائیں۔

لیکن اب مسئلہ اس دروازے کا پھنسا ہوا تھا۔ اور پھر عمران کے ذہن میں وہی بموں کا خیال آیا اور وہ تیزی سے دوبارہ کنٹرول پینل کی طرف بھاگا۔ چار بم وہ پہلے ہی سلنڈر میں ڈال چکا تھا اس لئے اب اُسے بم ڈالنے کی ضرورت نہ تھی۔ اس نے پھرتی سے پینل کے ایک خصوصی سیکشن پر لگے ہوئے بٹنوں کو اوپر نیچے کیا اور پھر جب ڈائل پر سوئیاں مخصوص ہندسوں پر پہنچ گئیں تو عمران نے پھرتی سے ایک بڑا سا ہینڈل نیچے کو کھینچ لیا۔ دوسرے لمحے آبدوز کو ایک زوردار جھٹکا لگا اور پھر عمران کو یوں محسوس ہوا جیسے کنٹرول پینل پر موجود سکرین کو آگ لگ گئی ہو۔

ایوانوف اپنے اوپر ہونے والی فائرنگ سے بال بال بچا تھا۔ اور دروازے سے باہر نکلتے ہی وہ چیختا ہوا ماہواری کے موڑ کی طرف بھاگتا چلا گیا۔ اور پھر دوسری طرف موجود مسلح محافظ اس کی چیخیں سن کر ادھر دوڑے۔

"بھاگو ۔۔۔۔ ان مجرموں کو ختم کر دو ۔۔۔۔ گولیاں مارو" ۔۔۔۔ ایوانوف نے چیختے ہوئے کہا اور خود وہ آپریشن روم کی طرف اُڑتا چلا گیا۔

تھوڑی دیر بعد جب وہ آپریشن روم میں داخل ہوا تو وہاں سب لوگ اسی طرح اپنے اپنے کام میں مصروف تھے جیسے ہر طرف حالات بالکل پُرسکون ہوں۔ اور ظاہر ہے انہیں کیسے معلوم ہو سکتا تھا کہ ایوانوف اور الیوان مقرٹی پر کیا گزر چکی ہے۔

"چیکوف ۔ چیکوف! ۔۔۔۔ الیوان مقرٹی مارا گیا ہے ۔۔۔۔ جلدی سے کنٹرول پینل سنبھالو" ۔۔۔۔ ایوانوف نے اندر داخل ہوتے ہی چیخ کر کہا۔

اور آپریشن روم میں موجود سب لوگ بُری طرح چونک پڑے۔ ایوانوف کی بگڑی ہوئی حالت اور پھر الیون تقریباً کی موت نے ان سب کو بوکھلا دیا تھا۔

"مگر — کیسے باس" — سب نے یک زبان ہو کر پوچھا۔

"وہ مجرم — وہ بہت بڑے شیطان ہیں — انہوں نے سب کچھ ختم کر دیا — انہیں روکو — انہیں مار دو" — ایوانوف نے بوکھلائے ہوئے لہجے میں کہا۔

اور اسی لمحے ایک آدمی دوڑتا ہوا اندر داخل ہوا۔

"باس! — مجرم کمرے سے نکل کر دوبارہ آبدوز والے کمرے کی طرف بھاگے چلے جا رہے ہیں — بلکہ اب تک پہنچ چکے ہوں گے" — اس آدمی نے تیز لہجے میں کہا۔

"اوہ! — اوہ چیکوف! — آبدوز سیکشن کا کنٹرول بھی تم ہی کنکٹ کر لو — میں خود انہیں روکنا چاہتا ہوں" — ایوانوف نے ایک نوجوان سے مخاطب ہو کر کہا۔

اور وہ نوجوان تیزی سے بھاگتا ہوا کنٹرول پینل کی طرف بڑھا اور اس نے تیزی سے مختلف بٹن دبائے اور پھر انٹرکام کا رسیور اٹھا کر اس کا بٹن دبا دیا۔

"ہیلو — ہیلو آبدوز سیکشن! — ہیلو میں آپریشن روم سے چیکوف بول رہا ہوں" — چیکوف نے چیختے ہوئے کہا۔

"یس سر — کیا بات ہے" — دوسری طرف سے بوکھلائے ہوئے لہجے میں کہا گیا۔

"چیف باس کا حکم ہے — جلدی سے اپنے سیکشن کو مین آپریشن روم سے کنکٹ کر دو — مجرم دوبارہ ایٹمک آبدوز پر قبضہ کر رہے ہیں — چیف باس خود انہیں ختم کرنا چاہتا ہے" — چیکوف نے چیختے ہوئے جواب دیا۔

"اوہ یس" — دوسری طرف سے کہا گیا اور اس کے ساتھ ہی کنٹرول پینل کا ایک حصہ جاگ اٹھا اور چیکوف نے تیزی سے اس کے مختلف بٹن دبانے شروع کر دیئے اور اس کے ساتھ ہی دیوار پر لگی ہوئی ایک بڑی سی سکرین روشن ہو گئی۔ چیکوف تیزی سے بٹن دباتا چلا گیا اور پھر سکرین پر جیسے ہی اس جگہ کا منظر ابھرا جس میں ایٹمک آبدوز موجود تھی۔ چیکوف نے ہاتھ روک لیا۔

آبدوز تیزی سے جزیرے کے باہر کی طرف بڑھی چلی جا رہی تھی۔

"فولادی گیٹ سے راستہ بند کر دو" — ایوانوف نے آبدوز کو باہر جاتے دیکھ کر چیختے ہوئے کہا۔

اور چیکوف نے تیزی سے پینل پر لگے ہوئے چند اور سوئچ دبائے اور پھر سکرین پر ایک فولادی گیٹ نیچے پانی میں گرتا ہوا نظر آیا اور آبدوز کا راستہ بالکل ہی رک گیا۔

"اب ان پر مفلوج کر دینے والی گیس کا اٹیک کرو — جلدی" — ایوانوف نے کہا اور چیکوف تیزی سے ادھر ادھر دیکھنے لگا۔ بوکھلاہٹ میں اسے وہ مخصوص بٹن بھی نظر نہ آ رہا تھا۔

اور پھر چند لمحوں کی بوکھلاہٹ کے بعد وہ بٹن ڈھونڈنے میں کامیاب ہو گیا اور اس نے پھرتی سے وہ بٹن دبا دیا۔ اس بٹن کے دبتے ہی اس

کے اوپر لگے ہوئے ڈائل پر سرخ رنگ کی سوئی تیزی سے ایک مخصوص ہندسے کی طرف دوڑتی چلی گئی۔ اور جب وہ اس ہندسے پر پہنچی تو چکوف نے بٹن دوبارہ آف کر دیا۔ اور سوئی واپس اپنی جگہ پر چلی گئی۔

"اب وہ سسٹم آن کرو جس سے آبدوز کا اندرونی حصہ چیک کیا جاسکتا ہے" ـــــ ایوانوف نے اُسے ہدایات دیتے ہوئے کہا۔

چکوف نے تیزی سے پینل کے ایک حصے پر لگے ہوئے بٹن آن کرنے شروع کر دیئے اور ساتھ ہی سکرین پر منظر بدلتے چلے گئے اور چند لمحوں بعد آبدوز کا اندرونی حصہ سکرین پر نظر آنے لگا۔

"ارے یہ تو گیس ماسک پہنے کھڑا ہے ـــــ اس پر تو مفلوج کرنے والی گیس کا اثر نہیں ہوا" ـــــ ایوانوف نے چونکتے ہوئے کہا۔ کیونکہ اس نے آبدوز کے کنٹرول پینل پر ایک آدمی کو گیس ماسک پہنے ہوئے کھڑے دیکھ لیا تھا۔

اور پھر اس سے پہلے کہ وہ اس کے متعلق کوئی ترکیب سوچتا اچانک پینل پر ایک طوفان سا آگیا اور اس کے ساتھ ہی آپریشن روم میں انتہائی تیز سائرن بجنے لگا۔

"ارے ارے حملہ ـــ جزیرے پر حملہ ہوگیا" ـــ ایوانوف نے چیختے ہوئے کہا اور چکوف کے ساتھ ساتھ آپریشن روم میں موجود ہر شخص بُری طرح اچھل پڑا۔

چکوف نے تیزی سے پینل کے مختلف بٹن دبانے شروع کر دیئے۔ ابھی وہ مختلف بٹن دبا ہی رہا تھا کہ سائرن بجنا بند ہوگیا۔ اور پینل پر بھی سکوت سا طاری ہوگیا۔ اسی لمحے سکرین پر اس جگہ کا منظر ابھرا جہاں آبدوز

موجود تھی۔ مگر اب وہاں آبدوز کا نام و نشان تک نہ تھا۔

"آبدوز کہاں گئی ـــــ؟ اوہ فولادی گیٹ ختم کر دیا گیا ـــــ یہ کیسے ہوسکتا ہے" ـــــ؟ ایوانوف نے فولادی گیٹ کے مختلف حصوں کو پانی میں تیرتے دیکھ کر حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

"باس! ـــ اس جگہ تابکاری اثرات موجود ہیں" ـــ چکوف نے ایک ڈائل کو دیکھتے ہوئے پریشان سے لہجے میں کہا۔

"کیا کہہ رہے ہو تابکاری اثرات ـــــ ارے غضب خدا کا ـــ کہیں اس شیطان نے وہ زیرو بم تو نہیں چلا دیا ـــ اوہ ـــ اوہ! اس نے اسی بم سے فولادی گیٹ توڑا ہے ـــ اس کے علاوہ اور کوئی راستہ نہیں تھا ـــ اوہ آبدوز کو تلاش کرو ـــ ڈھونڈو اسے ـــ اور اس آبدوز کو روکو ـــ ہر قیمت پر روکو" ـــ ایوانوف نے غصے کی شدت سے ناچتے ہوئے کہا۔

اور چکوف نے اپنی کوششیں تیز کر دیں۔ وہ تیزی سے مختلف بٹن دباتا رہا اور سکرین پر منظر بدلتے چلے گئے اور پھر چند لمحوں بعد سکرین پر آبدوز نظر آگئی جو انتہائی تیز رفتاری سے دوڑتی ہوئی جزیرے سے باہر نکلی چلی جا رہی تھی۔

"اسے روکو ـــ اسے ہر قیمت پر روکو ـــ یہ بھاگ نہ جائے" ـــــ ایوانوف نے آبدوز کو دیکھتے ہی چیخ کر کہا۔

"باس! ـــ اس پر انٹی میگنیٹک فائر کھول دوں" ـــــ چکوف نے ہونٹ بھینچتے ہوئے کہا۔

"کیا کہہ رہے ہو انٹی میگنیٹک فائر ـــ اوہ! ـــ مگر اس سے تو

سارا حفاظتی دائرہ ختم ہو جائے گا ـــــ نہیں نہیں ـــ مگر اس کے سوا اور کوئی چارہ بھی تو نہیں ـــ ہاں! ٹھیک ہے تم کرو فائر ـــ میں خود تپش لوں گا ـــ میں اعلیٰ حکام سے کہہ دوں گا کہ فائر غلطی سے ہو گیا۔ ٹھیک ہے کرو فائر ـــ ان لوگوں کو بچ کر نہیں جانا چاہیئے ـــ چلو جلدی کرو" ـــ ایوانوف نے الجھے ہوئے لہجے میں کہا۔ وہ کبھی ہاں کرتا کبھی ناں۔ اور پھر راضی ہو جاتا۔ اس کی ذہنی حالت واقعی بے حد خراب ہو چکی تھی۔

چکوف نے کنٹرول پینل چھوڑا اور پھر تیزی سے بھاگتا ہوا شمالی کونے میں نصب ایک بڑی سی مشین کے سامنے پہنچ گیا۔ اس مشین کے اوپر مخصوص پلاسٹک کا غلاف چڑھا ہوا تھا۔ اس نے پھرتی سے وہ غلاف اتارا۔ اور پھر اس کے بٹن دبانے شروع کر دیئے۔ مشین میں زندگی کی لہر دوڑنے لگی اور تیز گونج کی آواز پیدا ہوئی۔

چکوف نے ایک ہینڈل کو پھرتی سے کھینچا تو گونج کی آواز تیز ہوتی چلی گئی اور چکوف نے تیزی سے مشین کے نچلے حصے پر لگے ہوئے ایک چکر کو گھمانا شروع کر دیا۔ مشین کے اوپر موجود سکرین روشن ہو گئی اور اس پر مختلف منظر ابھرتے چلے آئے۔

آپریشن روم میں موجود تمام آپریٹرز اور چکوف کی نظریں اب اس مشین پر جمی ہوئی تھیں۔ پھر جیسے ہی سکرین پر پانی میں دوڑتی ہوئی آبدوز کا منظر ابھرا۔ چکوف نے پھرتی سے مشین کے درمیان موجود ایک بڑا سا سرخ رنگ کا بٹن دبا دیا۔ اس بٹن کے دبتے ہی مشین سے سیٹی کی آواز نکلی اور پھر سکرین پر چھماکے سے ہونے لگے۔ یوں لگتا تھا جیسے بجلی کی لہریں سی کوندتی

چلی جا رہی ہوں۔ سیٹی کی آواز لمحہ بہ لمحہ تیز ہوتی چلی گئی اور پھر ایک زوردار چھماکے کے ساتھ ہی سکرین صاف ہو گئی۔

" او ہ! ـــ حفاظتی دائرہ ختم ہو گیا ـــ اب فائر کرو" ـــ ایوانوف نے چیختے ہوئے لہجے میں کہا اور چکوف نے سر ہلاتے ہوئے اس سرخ بٹن کے ساتھ والا بٹن دبا دیا اور دوسرے لمحے سکرین پر پانی میں ایک چھوٹا سا بم بجلی کی سی تیز رفتاری سے چلتا ہوا نظر آیا۔ وہ پانی کو چیرتا ہوا آگے بڑھتا چلا جا رہا تھا۔ اس کا رخ اسی آبدوز کی طرف تھا جو خاصی تیز رفتاری سے ابھی تک آگے ہی آگے بھاگی چلی جا رہی تھی۔ لیکن بم کی رفتار بہرحال آبدوز سے کئی گنا تیز تھی۔ اس لئے وہ لمحوں میں آبدوز کے قریب ہوتا چلا جا رہا تھا۔

اور پھر وہ آبدوز کے قریب پہنچ گیا اور ایوانوف اور چکوف کے ساتھ ساتھ آپریشن روم میں موجود سب آپریٹروں نے اپنے سانس روک لئے اور دوسرے لمحے بم پوری قوت سے آبدوز کے ساتھ ٹکرایا اور آبدوز کے گرد آگ کا ایک دائرہ سا پھیلتا چلا گیا۔ یوں لگتا تھا جیسے آبدوز کو بجلی کی لہروں نے ڈھانپ لیا ہو۔

آبدوز کی رفتار ختم ہو گئی تھی اور وہ چند ہی لمحوں میں ساکت ہو گئی۔ اب آبدوز دریں رکی ہوئی تھی اور اس کے گرد بجلیاں سی کوندتی رہی تھیں۔

" ویری گڈ! ـــ اب آبدوز ہمارے قبضے سے نہیں نکل سکتی" ـــ ایوانوف نے خوشی سے اچھلتے ہوئے کہا۔

" اسے واپس لاؤ" ـــ ایوانوف نے کہا اور چکوف نے مختلف بٹن دبانے شروع کر دیئے اور دوسرے لمحے آبدوز کو ایک زوردار جھٹکا

لگا اور پھر اس کی واپسی شروع ہو گئی۔ وہ انتہائی تیز رفتاری سے واپس جا گیا چلی آ رہی تھی۔

"زندہ باد! ۔۔۔ اب جیسے ہی یہ آبدوز پہنچے ۔۔۔ پہلے اس کا کنٹرول پینل آف کرنا ۔۔۔ اور اس کے بعد اس کے اندر موجود گیس ماسک پہنے ہوئے شخص کو اس وقت تک اندر ہی قید میں رکھو ۔۔۔ جب تک یہ بھوک و پیاس سے ایڑیاں رگڑ رگڑ کر مر نہ جائے" ۔۔۔ ایوانوف نے چیکوف سے مخاطب ہو کر کہا اور چیکوف نے سر ہلا دیا۔

اور پھر اس سے پہلے کہ ایوانوف مزید کوئی ہدایات دیتا، اچانک ایک طرف پڑے ہوئے ٹیلی فون کی گھنٹی زور زور سے بجنا شروع ہو گئی۔

ایوانوف نے چونک کر رسیور اٹھا لیا۔

"یس ایوانوف سپیکنگ" ۔۔۔ ایوانوف نے تحکمانہ لہجے میں کہا۔

"باس! ۔۔۔ کنٹرولنگ شعبے کا چیف بول رہا ہوں ۔۔۔ جناب اسلا حفاظتی دائرہ ختم ہو گیا ہے ۔۔۔ اب تو جزیرہ ایک عام سا جزیرہ بن گیا ہے ۔۔۔ جہاں ہر شخص آسانی سے پہنچ سکتا ہے ۔۔۔ آخر اینٹی میگنٹ فائر کھلوانے کی کیا ضرورت پڑ گئی تھی" ۔۔۔ دوسری طرف سے پریشان سے لہجے میں کہا گیا۔

"اس کی ضرورت تھی ۔۔۔ ورنہ ہماری سب سے قیمتی آبدوز مجرموں سمیت نکل جاتی" ۔۔۔ ایوانوف نے جواب دیا۔

"تو پھر باس! ۔۔۔ اب آپ خود ہی حکومت کو وضاحت کریں ۔۔۔ ورکنگ پارٹی کے جنرل سیکرٹری کی کال آئی ہے کہ کاسموس جہاز کی تباہی کیوں

ہوئی اور حفاظتی دائرہ کیوں ختم ہوا ۔۔۔ اور مارشل زاتورے کے متعلق بھی انہوں نے رپورٹ مانگی ہے" ۔۔۔ دوسری طرف سے کہا گیا۔

"اوہ ۔۔۔ کب آئی کال ۔۔۔ اور حفاظتی دائرے کے متعلق انہیں کیسے پتہ چلا" ۔۔۔ ایوانوف نے اچھلتے ہوئے کہا۔

"ابھی کال آئی ہے ۔۔۔ اور ہدایات کے مطابق میں نے انہیں حفاظتی دائرے کے متعلق رپورٹ دے دی ہے" ۔۔۔ دوسری طرف سے کہا گیا۔

"اوکے! ۔۔۔ میں بات کرتا ہوں" ۔۔۔ ایوانوف نے ہونٹ بھینچتے ہوئے کہا اور ایک جھٹکے سے رسیور رکھ دیا۔

"آبدوز کی کیا پوزیشن ہے" ۔۔۔ ایوانوف نے چیکوف سے پوچھا۔

"بس جناب! ۔۔۔ پہنچنے ہی والی ہے" ۔۔۔ چیکوف نے جواب دیا۔

"اوکے! ۔۔۔ اسے تم سنبھالو ۔۔۔ میں پارٹی چیف سے بات کرتا ہوں" ۔۔۔ ایوانوف نے سر ہلاتے ہوئے کہا اور تیزی سے سیفٹی ڈور کی طرف بڑھتا چلا گیا۔ اسے جہاں آبدوز کی طرف سے تسلی ہو گئی تھی وہاں اسے پارٹی چیف کو اس کی وضاحت کی پریشانی لاحق تھی۔ ظاہر ہے مارشل زاتورے کی ہلاکت کی رپورٹ اور جہاز کی تباہی اور حفاظتی دائرہ کا خاتمہ ۔۔۔ تینوں ہی خوفناک اقدامات تھے اور جو منصوبہ الیون تھرٹی نے بنایا تھا وہ تو ظاہر ہے اب اس کی موت کے ساتھ ہی ختم ہو چکا تھا۔ اب تو اسے خود ہی کوئی کہانی سیٹ کرنا پڑے گی۔

عمران نے فولادی دروازے پر زیرو بم فائر کیا تو ایک لمحے کے لئے تو اُسے یہی محسوس ہوا کہ سکرین کو آگ لگ گئی ہے۔ مگر دوسرے لمحے سکرین صاف ہو گئی اور اس نے فولادی دروازے کے پرخچے اڑتے ہوئے دیکھے۔ خوفناک بم نے اس زبردست فولادی گیٹ کے پرزے اڑا دیئے تھے اور پانی میں ایک خوفناک قسم کا طوفان برپا ہو گیا تھا۔ لیکن ظاہر ہے آبدوز کے لئے پانی کا یہ طوفان کوئی حیثیت نہ رکھتا تھا اس لئے اس نے پھرتی سے بٹن دبا کر آبدوز کو آگے بڑھایا اور پھر وہ اس کی رفتار بڑھاتا چلا گیا۔

وہ جلد از جلد آبدوز کو جزیرے سے دور ہٹاتا چلا جاتا تھا۔ تاکہ جلد از جلد حفاظتی دائرے سے باہر ـــــ کیونکہ اُسے معلوم تھا کہ حفاظتی دائرے کے اندر ہوتے ہوئے کسی بھی لمحے اس پر کوئی سائنسی وار کیا جا سکتا ہے۔ اس کے ساتھی فرش پر مفلوج اور بے بس پڑے ہوئے تھے اُسے

رکھے ہوئے تھے اور وہ آبدوز کو دوڑائے چلا جا رہا تھا۔ لمحہ بہ لمحہ اس کی آبدوز جزیرے سے دور ہٹتی چلی جا رہی تھی۔ اور عمران اب اپنے آئندہ اقدام کے بارے میں سوچ رہا تھا۔

اُسے سب سے زیادہ اپنے ساتھیوں کی فکر تھی۔ کیونکہ ان مفلوج پن دور کرنے کے لئے مخصوص ٹکڑوں کے انجکشنوں کی ضرورت تھی اور ظاہر ہے یہ انجکشن آبدوز میں موجود نہ تھے اور نہ ہی روسیاہ میں اُسے کہیں سے دستیاب ہو سکتے تھے۔

ابھی آبدوز آگے دوڑی چلی جا رہی تھی کہ اچانک اُسے سکرین کے اس حصے پر جو آبدوز کی پشت کا منظر ظاہر کر رہا تھا۔ پانی میں بجلیاں سی کوندتی دکھائی دیں اور وہ چونک کر اس پوزیشن کو دیکھنے لگا۔

اور ابھی وہ غور سے ان بجلیوں کو دیکھ ہی رہا تھا کہ اس نے دور سے ایک چھوٹے سے بم کو پانی چیر کر آبدوز کی طرف بڑھتے ہوئے دیکھا۔ یہ بم سیدھا آبدوز کی طرف ہی بڑھتا چلا آ رہا تھا۔ عمران سمجھ گیا کہ جزیرے سے اس پر کوئی سائنسی حربہ استعمال کیا گیا ہے۔ اور ہو سکتا ہے کہ انہوں نے اس بم سے پوری آبدوز کو ہی اڑانے کا فیصلہ کر دیا ہو۔ اس نے آبدوز کی رفتار مزید بڑھا دی اور وہ اس کا رخ تیزی سے بدلنے لگا۔ لیکن بم تو بجلی کی سی تیز رفتاری سے بڑھتا چلا آ رہا تھا اور پھر چند ہی لمحوں میں وہ آبدوز کے قریب پہنچ گیا اور پھر آبدوز کو ایک زوردار جھٹکا لگا اور عمران سمجھ گیا کہ بم آبدوز سے ٹکرا چکا ہے مگر آبدوز تباہ نہیں ہوئی اور نہ ہی اس کے پرخچے اڑے۔ بلکہ صرف اتنا ہوا کہ آبدوز کی رفتار یکدم ختم ہو گئی اور وہ رک گئی۔ یوں لگتا تھا جیسے

کسی نے اُسے اپنے پنجوں میں دبا لیا ہو۔

عمران نے تیزی سے کنٹرول پینل چیک کیا۔ کنٹرول پینل کام کر رہا تھا لیکن رفتار والا حصہ ساکت تھا۔ یوں لگتا تھا جیسے اس حصے کو ختم کر دیا گیا ہو۔

آبدوز چند لمحے ساکت رہی اور اس کے بعد وہ ایک جھٹکے سے چل پڑی۔ مگر اس کا رخ پیچھے کی طرف تھا وہ واپس جزیرے کی طرف بڑھی چلی جا رہی تھی۔ مڑے بغیر جیسے اسے پشت کی طرف سے کھینچا جا رہا ہے۔

عمران نے ایک خیال کے تحت اس کا رخ موڑنے کی کوشش کی لیکن بے سود ——— آبدوز اسی طرح پیچھے کی طرف کھنچتی ہوئی انتہائی تیز رفتاری سے جزیرے کی طرف جا رہی تھی۔

اب عمران صرف سکرین پر جزیرے کو قریب آتا دیکھ سکتا تھا۔ وہ ایک بار پھر موت کے جبڑوں میں جا رہے تھے۔ اور اس بار عمران کو یقین تھا کہ انہوں نے ایک لمحے کا وقفہ دیئے بغیر انہیں موت کی نیند سلا دینا ہے۔ لیکن وہ بے بس تھا۔

اُسے زیرو بموں سے فائر کرنے کا خیال آیا تھا لیکن چونکہ آبدوز اُلٹے رُخ جا رہی تھی اس لئے وہ ان بموں کو فائر نہ کر سکتا تھا۔ حالانکہ عمران کا منصوبہ یہی تھا کہ وہ جزیرے کے حفاظتی دائرے سے نکل کر ایسی کوئی ترکیب سوچے گا جس سے حفاظتی دائرہ ٹوٹ جاتا اور پھر وہ زیرو بموں کی بارش کر کے پورے جزیرے کو ہی اڑا دیتا کیونکہ حفاظتی دائرے کی تفصیلات سننے کے بعد اسے معلوم تھا کہ زیرو بموں کو فائر بھی کیا جائے تو اس حفاظتی دائرے کی وجہ سے وہ بے اثر ہو کر رہ جاتے۔ یہ دائرہ

قائم ہی اسی مقصد کے لئے کیا گیا تھا کہ اس دائرے کے اندر کوئی بم یا اسی قسم کا کوئی سائنسی حربہ کامیاب نہ ہو سکے۔

آبدوز مسلسل پیچھے کی طرف کھنچی چلی جا رہی تھی اور پھر تھوڑی دیر بعد وہ اسی ٹوٹے ہوئے فولادی گیٹ سے ہوتی ہوئی واپس پرانی جگہ پر پہنچ گئی اور عمران اپنے مفلوج ساتھیوں سمیت ایک بار پھر وہیں پہنچ گیا جہاں سے وہ چلا تھا۔

آبدوز مخصوص جگہ پر پہنچتے ہی تیزی سے اوپر اٹھنے لگی اور چند لمحوں بعد جب وہ رکی تو اس کے پیندے سے پانی غائب تھا اور اب وہی کمرہ سکرین پر نظر آ رہا تھا جس میں پہلے آبدوز موجود تھی۔

دوسرے لمحے ایک جھماکا سا ہوا اور کنٹرول پینل کے سارے بلب بیک وقت بجھ گئے اور کنٹرول پینل مردہ ہو گیا۔ عمران تیزی سے اوپر والے زینے کی طرف دوڑا اور وہ سمجھ گیا تھا کہ ایک بار پھر باہر سے کنٹرول پینل واٹر پلگ سے کھینچ لی گئی ہے۔

عمران نے ایک سٹین گن اٹھا لی۔ اب ایک ہی صورت تھی کہ وہ فائرنگ کرتا ہوا باہر نکلتا اور وہاں موجود محافظوں کو ختم کر کے کنٹرول پینل دوبارہ ٹھیک کرتا اور آبدوز کو دوبارہ پانی میں لے جاتا۔

مگر جیسے ہی وہ باہر نکلنے والے ڈھکن کو کھولنے لگا۔ اس نے اوپر سے ایک مخصوص آواز سنی اور اس نے اپنے ہاتھ روک لئے۔ یہ آواز ڈھکن کو باہر سے لاک کرنے کی تھی۔ ڈھکن کو باہر سے لاک کر دیا گیا تھا اور ظاہر ہے اب اسے اندر سے نہ کھولا جا سکتا تھا اس طرح اب عمران اور اس کے ساتھی دھات کے اس قید خانے میں محبوس ہو کر

رہ گئے تھے۔

اب جب تک انہیں کوئی خود باہر نہ نکالتا وہ باہر نہ نکل سکتے تھے۔ عمران ڈھیلے قدم اٹھاتا واپس کنٹرول روم میں آگیا۔ کنٹرول پینل ساکت پڑا تھا اور سکرین بھی آف تھی۔ اب اُسے قطعاً کچھ معلوم نہ تھا کہ آبدوز کے باہر کیا ہو رہا ہے۔

وہ کنٹرول روم میں کھڑا سوچتا رہا۔ لیکن کوئی ایسی ترکیب سمجھ میں نہ آ رہی تھی جس سے وہ آئندہ اقدام کے قابل ہوتا۔ مصنوعی انسان بنانے والے کارخانے کی تباہی تو ایک طرف رہی ــــــ بہرحال اُسے اپنی اور اپنے ساتھیوں کی جانیں بچتی بھی نظر نہ آ رہی تھیں۔ اور اُسے یوں محسوس ہو رہا تھا جیسے اس کی ریڈی میڈ کھوپڑی کا فیوز اڑ گیا ہو اور وہ ناکارہ ہو کر رہ گئی ہو۔ بس بے بسی کی دُھند سی اس کے دماغ پر چھاتی چلی جا رہی تھی۔ یوں لگتا تھا کہ جیسے جسم کی بجائے اس کی ذہنی صلاحیتیں مفلوج ہو کر رہ گئی ہوں۔

اس نے بار بار اپنے سر کو جھٹکے دیئے۔ اس کا انداز ایسا تھا جیسے قلم میں سیاہی رک جائے تو اسے جھٹکے دے کر دوبارہ سیاہی کو رواں کر دیا جاتا ہے۔ لیکن ظاہر ہے کہ دماغ قلم تو نہیں تھا کہ جھٹکے دینے سے اس سچویشن کا کوئی حل نکال دیتا۔

"اب ایک ہی صورت رہ گئی ہے دوستو! ــــــ کہ میں یہاں سر پکڑ کر بیٹھ جاؤں ــــــ اور رونا اور بین کرنا شروع کر دوں؟" ــــــ عمران نے چہرے سے گیس ماسک اتارتے ہوئے اپنے اردگرد مفلوج پڑے ہوئے ساتھیوں سے مخاطب ہو کر کہا۔ اور پھر اس نے اسی خیال پر

باقاعدہ عمل کرنا شروع کر دیا۔ وہ اکڑوں فرش پر بیٹھ گیا۔ اس نے دونوں ہاتھوں سے اپنا سر پکڑا اور پھر اس طرح زور زور سے دھاڑیں مار مار کر رونا شروع کر دیا۔ جیسے اس کے کسی عزیز ترین دوست کی موت واقع ہو گئی ہو۔ اور اس کے مفلوج ساتھی آنکھیں پھاڑ پھاڑ کر اسے اس طرح روتا دیکھ رہے تھے۔ لیکن وہ بیچارے بول نہ سکتے تھے نجانے ان کے دماغوں میں عمران کو یوں روتے دیکھ کر کیا خیالات پیدا ہو رہے تھے۔

یہ ایک منفرد اور عجیب سا منظر تھا کہ پاکیشیا سیکرٹ سروس کا چیف ایکسٹو ــــــ ناقابل تسخیر اور ناقابل شکست علی عمران فرش پر بیٹھا بچوں کی طرح دھاڑیں مار مار کر رو رہا تھا۔ اس کی آنکھوں سے آنسو آبشار کی طرح بہہ رہے تھے۔ اور پھر روتے روتے اس کی باقاعدہ ہچکیاں سی بندھ گئیں۔ کاش! ــــــ اس وقت سوپر فیاض ہوتا تو وہ یقیناً عمران کو یوں روتے دیکھ کر خوشی سے ناچنے لگتا۔

ہچکیاں لیتے لیتے یکدم عمران ساکت ہو گیا اور پھر اس نے تیزی سے اپنے آنسو پونچھے اور اِدھر اُدھر دیکھنے لگا۔

"کسی پر کوئی اثر نہیں ہوا میرے رونے پیٹنے کا ــــــ کوئی میری مزاج پرسی کرنے نہیں آیا تو لعنت بھیجو اس رونے پر ــــــ" عمران نے بڑبڑاتے ہوئے کہا اور پھر ایک جھٹکے سے اٹھ کھڑا ہوا۔

"عمران صاحب! ــــــ رونے سے کچھ نہیں ملتا" ــــــ اچانک عمران صفدر کے لہجے میں بڑبڑایا۔ حالانکہ آواز اس کے حلق سے نکلی تھی لیکن محسوس ایسے ہوا تھا جیسے صفدر بولا ہو۔

"اوہ صفدر! — تم بول پڑے — ویری گڈ — دیکھو بھئی! مشہور محاورہ ہے کہ بچہ جب تک روتا نہیں — اسے دودھ نہیں ملتا۔ اس لئے رو رہا تھا" — عمران نے اپنے اصل لہجے میں جواب دیتے ہوئے کہا۔

"آجکل جب بچہ روتا ہے تو اُسے دودھ کی بجائے تھپڑ کھانے پڑتے ہیں" — عمران نے دوبارہ صفدر کے لہجے میں کہا۔

"ارے باپ رے! — اس کا تو مجھے خیال بھی نہ آیا تھا — چلو یار غلطی ہو گئی — اب نہیں روؤں گا" — عمران نے باقاعدہ کانوں کو ہاتھ لگاتے ہوئے اصل لہجے میں کہا۔

"عمران صاحب! — باتیں ہی کرتے رہو گے — کچھ کرو بھی ہی اگر مشین سے بم نہیں چلتے — تو ہاتھ سے ہی چلا دو آتش بازی کی طرح" — عمران نے صفدر کے لہجے میں بڑبڑاتے ہوئے کہا۔

"اوہ ویری گڈ! — ویری گڈ! — صفدر واقعی تمہاری کھوپڑی چالو ہو گئی ہے — بالکل ایسا ہی ہو گا" — عمران نے اچھلتے ہوئے جواب دیا اور پھر وہ تیزی سے اس مشین کی طرف بڑھتا چلا گیا جس کے سلنڈر میں اس نے چار زیرو بم ڈالے تھے۔ اور جن میں سے ایک وہ فائر کر چکا تھا۔

عمران نے وہ سلنڈر باہر نکال کر کھولا اور پھر اس میں سے ایک بم نکال کر باہر رکھا اور سلنڈر کو دوبارہ بند کر کے اس نے بم اٹھایا اور اوپر والے حصے پر جانے کے لئے چل پڑا۔

"کیا کر رہے ہیں عمران صاحب! — اس بم سے تو پوری آبدوز

ہی اُڑ جائے گی" — اچانک چلتے چلتے عمران نے کیپٹن شکیل کے لہجے میں زور سے کہا۔

"ارے تم بھی بول پڑے — یار! جب بھی بولتے ہو — بس بم پھاڑ کر ہی بولتے ہو — ویسے ایک بات کہوں — بولتے ٹھیک ہو — واقعی اس بم سے تو آبدوز ہی اُڑ جائے گی — لیکن یار! — میں نے سوچا تھا کہ چلو ساری آتش بازی ایک ہی بار چلا دوں — تمہیں پسند نہیں تو نہ سہی" — عمران نے باقاعدہ جواب دیتے ہوئے کہا اور پھر واپس مڑا۔ اس نے سلنڈر کو واپس باہر کی طرف کھینچا اور بم کو اس کے اندر ڈال کر سلنڈر دوبارہ مشین میں فٹ کر دیا۔

اب عمران ایک بار پھر فارغ ہو چکا تھا۔ دراصل اس کا ذہن کوئی ترکیب نکال نہ پا رہا تھا، اس لئے اپنے آپ کو بہلانے کے لئے یہ ساری حرکتیں کر رہا تھا۔

عمران نے سلنڈر کو واپس مشین میں فٹ کرنے کے بعد تفصیلی نظروں سے کنٹرول روم کا جائزہ لینا شروع کر دیا۔ دراصل اب تک اُسے اس کام کی فرصت ہی نہ ملی تھی اور اب یوں محسوس ہو رہا تھا جیسے اُسے فرصت ہی فرصت ہو۔ اُسے ایسا احساس ہو رہا تھا جیسے آدمی نوکری سے ریٹائر ہونے کے بعد اپنے آپ کو خالی خالی سا محسوس کرتا ہے اور پھر اس کا کام سوائے اخبار چاٹنے کے اور کچھ باقی نہیں رہ جاتا۔ یہ دوسری بات ہے جب وہ اخبار میں ضرورت رشتہ تک کے اشتہار بھی اسی طرح شوق سے پڑھتا ہے جیسے کسی زمانے میں عالمی جنگ کے متعلق سرخیاں پڑھا کرتا تھا۔

اور پھر اچانک عمران آبدوز کے ایک کونے کی ساخت دیکھ کر چونک پڑا۔ اس کی آنکھوں میں تعجب کے آثار نمایاں ہوئے اور وہ تیزیا سے اس کونے کی طرف بڑھتا چلا گیا۔

یہ کنٹرول پینل کی نخالف سمت کا کونہ تھا۔ عمران نے اس کے قریب پہنچ کر اس کی سطح پر اپنا ہاتھ پھیرا اور اُسے غور سے دیکھنے لگا۔ دوسرے لمحے وہ چونک پڑا۔ اس کا اندازہ صحیح ثابت ہوا تھا۔ اس کونے کی دیوار کے درمیان ایک معمولی سی لکیر موجود تھی۔ ایسی لکیر جو عام طور پر دیکھنے سے نظر نہ آتی تھی۔ یہ تو عمران ایسے زاویے پر کھڑا تھا کہ وہ لکیر چمکتی ہوئی نظر آ گئی تھی۔ ورنہ شاید عمران بھی اُسے کبھی تلاش نہ کر پاتا۔ یہ لکیر چھت سے فرش تک ایک سیدھ میں چلی گئی تھی۔ اور عمران اکڑوں فرش پر بیٹھ کر غور سے اس لکیر کے نچلے حصے کو دیکھنے لگا۔

دوسرے لمحے اس نے تیزی سے ہاتھ اٹھایا اور دیوار اور فرش کے درمیان لکیر کے اختتام پر ایک معمولی سی ابھری ہوئی جگہ کو انگوٹھے کی مدد سے زور سے دبایا۔ دوسرے لمحے ایک سرسراہٹ سی پیدا ہوئی اور دیوار کا اس لکیر کے دائیں طرف کا حصہ تیزی سے ایک طرف ہٹتا چلا گیا۔ اور اب وہاں ایک دروازہ سا موجود تھا۔ جس کی دوسری طرف ایک چھوٹا سا کمرہ موجود تھا۔

عمران تیزی سے قدم بڑھا کر اس کمرے میں داخل ہوا تو اس کی آنکھیں مسرت سے چمک اٹھیں۔ اس کمرے میں تمام دیواروں کے ساتھ خانے بنے ہوئے تھے جن میں اسلحہ موجود تھا۔ ہر قسم کا اسلحہ ـــــ جدید ترین اسلحہ ـــــ اور اسی لمحے ایک کونے میں رکھے

ہوئے بڑے سے باکس پر عمران کی نظریں پڑیں۔ باکس پر ابتدائی طبی امداد کا مخصوص نشان موجود تھا۔

عمران تیزی سے اس باکس کی طرف لپکا اور پھر اس نے باکس کھولا تو اس کی آنکھوں میں ایک بار پھر چمک لہرا اٹھی۔ اس باکس میں وہ محلول بھرے انجکشن موجود تھے جن سے مفلوج کر دینے والی مخصوص گیس کا توڑ کیا جا سکتا تھا۔ یہ شاید حفظ ماتقدم کے طور پر رکھے گئے تھے کہ اگر کسی بھی لحاظ سے اس گیس کا اثر آبدوز میں موجود لوگوں پر ہو جائے تو اس کا توڑ کیا جا سکے۔

عمران نے تیزی سے پانچ سرنجیں اٹھائیں اور باکس بند کر کے وہ اس سٹور نما کمرے سے باہر نکل آیا اور پھر اس نے باری باری اپنے ہر ساتھی کے بازو میں ایک ایک سرنج میں بھرا ہوا محلول انجکٹ کر دیا۔ یہ سرنجیں اس مقصد کے لئے خاص طور پر تیار کی گئی تھیں کیونکہ یہ ایک دفعہ استعمال کرنے کے بعد بیکار ہو جاتی تھیں۔

چند ہی لمحوں بعد سب ساتھیوں کے جسموں میں حرکت پیدا ہوئی اور تھوڑی دیر بعد وہ سب اٹھ کر بیٹھ گئے۔

"یہ دوا آپ نے کہاں سے نکال لی عمران صاحب! ـــــ ورنہ ہم نے تو یہی سمجھا تھا کہ اب بس اسی مفلوجی کی حالت میں ہی موت آ جائے گی" ـــــ صفدر نے کہا۔

"بس یار تمہاری باتوں نے سبق دے دیا ـــــ ورنہ میں تو اب تک بیٹھا رو رہا ہوتا" ـــــ عمران نے مسکراتے ہوئے جواب دیا اور صفدر کے ساتھ ساتھ کیپٹن شکیل بھی بے اختیار ہنس پڑا۔

"ہم اس وقت بھی آپ کے حلق سے اپنی آوازیں سنکر دل ہی دل میں ہنس رہے تھے ـــــ لیکن کیا کرتے مجبور تھے ـــــ لیکن ایک بات ہے کہ اس بے بسی اور مفلوجی کی حالت میں اپنی آواز سننے کا بیحد لطف آیا" ـــــ صفدر نے ہنستے ہوئے جواب دیا۔

"اب صرف رونے اور ہنسنے کا ہی دھندا رہے گا ـــ یا ـــ کوئی بچ نکلنے کی بھی صورت نکلے گی" ـــــ تنویر نے برا سا منہ بناتے ہوئے کہا۔

"یار ـــ اب مجھے مفلوج سمجھو ـــ اور باقی کام تم خود کر لو" ـــ عمران نے بھی جواب میں برا سا منہ بناتے ہوئے کہا۔

"آخر یہ کیا ہو رہا ہے ـــــ یہ یہ لوگ ہمیں یہاں قید کر کے بھول گئے ہیں ـــ آخر یہ چاہتے کیا ہیں" ـــــ نعمانی نے کہا۔

"یہ چاہتے ہیں کہ ہم سب بھوک پیاس سے ایڑیاں رگڑ رگڑ کر مر جائیں اور بس" ـــ عمران نے بڑے سنجیدہ لہجے میں جواب دیا۔

"ہوگا بھی ایسا ہی ـــــ اگر آپ لوگوں کا یہی حال رہا" ـــــ تنویر نے غصیلے لہجے میں کہا اور دوسرے لمحے اس نے ایک طرف پڑی ہوئی مشین گن اٹھائی اور تیزی سے اوپر والے حصے کی طرف بڑھنے لگا۔

"کیا کر رہے ہو تنویر" ـــــ اچانک عمران نے غراتے ہوئے پوچھا۔

"میں اس ڈھکن کو گولیاں مار مار کر اڑا دونگا" ـــــ تنویر نے پلٹ کر جواب دیتے ہوئے کہا۔

"احمق آدمی ـــــ یہ مشین گن رکھ دو ـــ یہ ڈھکن ختم ہوگیا تو پھر ہم آبدوز بیکار ہو جائے ـــ خاص طور پر اس کا ایئر پریشر سسٹم بے حد نازک ہوتا ہے۔ اس لئے ایسی حرکت سے سب کچھ ختم ہو جائے گا ـــ

عمران نے اسے ڈانٹتے ہوئے کہا اور تنویر خاموشی سے ہونٹ بھینچتا ہوا واپس آگیا۔

"لیکن عمران صاحب ـــــ آخر ہم کب تک یہاں قید میں پڑے رہیں گے" ـــــ چوہان بھی آخر بول پڑا۔

"جب تک ہمیں کوئی لینے نہیں آتا ـــــ اور تم فکر نہ کرو۔ ان کا پیمانۂ صبر جلد لبریز ہو جائے گا ـــــ بس تھوڑے سے تحمل کی ضرورت ہے" ـــــ عمران نے جواب دیا۔

اور پھر اس سے پہلے کہ کوئی اس کی بات کا جواب دیتا، اچانک وہ سب چونک پڑے۔ کیونکہ ان سب نے کنٹرول پینل میں زندگی کی لہر کو دوڑتے دیکھ لیا تھا۔ کنٹرول پینل یکدم خود بخود جاگ اٹھا تھا۔

"سب لوگ سانس روک لیں ـــــ وہ دوبارہ گیس کا اٹیک کریں گے"۔ عمران نے چیختے ہوئے کہا اور چند لمحوں بعد وہ خود بھی سانس روک کر یوں لڑکھڑایا جیسے اس کا جسم مفلوج ہوتا جا رہا ہو اور پھر دھڑام سے نیچے گر گیا۔ اس کی اداکاری دیکھ کر باقی سب نے بھی سانس روک کر اس کی پیروی کی اور چند لمحوں بعد وہ سب فرش پر ٹیڑھے میڑھے انداز میں پڑے ہوتے تھے لیکن اس کے ساتھ ساتھ انہوں نے بڑی سختی سے سانس روکے ہوئے تھے۔

اور پھر تھوڑی ہی دیر بعد انہیں اوپر والے حصے میں کھڑاکے کی آواز سنائی دی۔ اور وہ سمجھ گئے کہ باہر سے کوئی اندر آ رہا ہے اور پھر چند لمحوں بعد سیڑھیاں اتر کر تین چار مسلح افراد نیچے کود آئے ان کے ہاتھوں میں مشین گنیں تھیں اور وہ یوں چوکنا تھے جیسے کسی بھی لمحے

ان پر گولیاں چلادیں گے۔

لیکن چونکہ عمران خاموش پڑا ہوا تھا اس لئے اس کے باقی سب ساتھی بھی خاموش پڑے رہے۔

چند لمحوں بعد چار مزید افراد آبدوز میں نیچے اُتر آئے۔ ان میں سے تین افراد کے ہاتھوں میں مشین گنیں تھیں جبکہ ایک خالی ہاتھ تھا۔

"ان سب کو اٹھا کر آبدوز سے باہر لے چلو — اور سنو! — باہر کمرے میں انہیں دیوار کے ساتھ لٹا دینا — تاکہ اطمینان سے ان پر نشانہ بازی کی جاسکے" — خالی ہاتھ شخص نے دوسرے مسلح افراد سے مخاطب ہو کر کہا۔

اور پھر سب مسلح افراد نے مشین گنیں اپنے اپنے کاندھوں سے لٹکائیں اور پھر باری باری عمران اور اس کے ساتھیوں کو اٹھا کر اپنے کاندھوں پر لاد لیا۔ اور پھر سیڑھیاں چڑھتے ہوئے آبدوز کے اوپر والے حصے میں پہنچے اور ڈھکن سے باہر نکل کر ایک بڑے سے کمرے میں پہنچ گئے۔

اس کے بعد انہوں نے عمران اور اس کے سب ساتھیوں کو کمرے کی ایک دیوار کے ساتھ ایک قطار میں لٹا دیا۔ اور خود تیزی سے مشین گنیں سنبھال کر دو قدم پیچھے ہٹ کر کھڑے ہو گئے۔

اسی لمحے آبدوز کے ڈھکن سے مسلح افراد کا انچارج باہر نکلا اور وہ ان کے قریب آکر رک گیا۔

"کیا خیال ہے باس! — فائرنگ شروع کریں" — ایک

مشین گن بردار نے بڑے اشتیاق بھرے لہجے میں کہا۔ اس کا انداز ایسا تھا کہ جیسے اُسے لوگوں کو گولیاں مارنے کا بے حد شوق ہو۔

"نہیں ٹھہرو! — چیف باس یہاں خود آرہے ہیں — وہ اپنی تسلی کرنا چاہتے ہیں" — باس نے سنجیدہ لہجے میں کہا۔ اس کی نظریں عمران اور اس کے ساتھیوں پر جمی ہوئی تھیں جو ایک قطار میں دیوار کے ساتھ لگے ہوئے پڑے تھے۔

تھوڑی دیر بعد باہر راہداری میں قدموں کی آواز گونجی اور عمران کے اعصاب تنے شروع ہو گئے۔ کیونکہ اب چند لمحوں بعد ہی کوئی فیصلہ ہونے والا تھا۔

"کیا ہو رہا ہے ——— کیا پوزیشن ہے" ——— ایوانوف نے آپریشن روم میں داخل ہوتے ہوئے چیکوف سے مخاطب ہو کر کہا۔

"آپ آ گئے باس" ——— چیکوف نے جو کنٹرول پینل پر کھڑا تھا چونک کر کہا۔

"ہاں! ——— میں آ گیا ہوں ——— میں نے پارٹی کے ورکنگ چیف کو تمام صورت حال تفصیل سے بتا دی ہے ——— وہ ایک گھنٹے بعد بذاتِ خود یہاں پہنچنے والے ہیں" ——— ایوانوف نے کنٹرول پینل کے قریب پہنچتے ہوئے کہا۔

"یہ لوگ تو ٹھیک ہو گئے ہیں باس! ——— انہوں نے آبدوز کا خفیہ سٹور ڈھونڈ نکالا اور وہاں سے انجکشن سرنجیں نکال کر انہوں نے انجکشن لگا لیے" ——— چیکوف نے جواب دیا۔

"اوہ! ——— تو کیا اس نے ماسک اتار دیا ہے" ——— ایوانوف نے

چونک کر سکرین پر نظریں جماتے ہوئے کہا۔ جہاں آبدوز کا اندرونی منظر نظر آ رہا تھا۔ اور عمران اور اس کے ساتھی کنٹرول روم میں کھڑے آپس میں باتیں کر رہے تھے۔

"اس آدمی نے کب گیس ماسک اتارا" ——— ایوانوف نے کرخت لہجے میں پوچھا۔

"گیس ماسک تو اس نے بہت پہلے اتار دیا تھا ——— پھر جناب! یہ بیٹھ کر رونے لگا بالکل بچوں کی طرح ——— پھر اٹھا اور اس نے زیرو کا پرنٹنگ مشین کے سلنڈر سے باہر نکالا ——— مگر پھر اسے واپس رکھ دیا ——— اس کے بعد اس نے وہ خفیہ دروازہ ڈھونڈ نکالا اور سٹور میں سے جا کر انجکشن لے آیا اور اپنے آدمیوں کو لگا کر انہیں ٹھیک کر دیا" ——— چیکوف نے باقاعدہ رپورٹ دیتے ہوئے کہا۔

"اور تم احمقوں کی طرح کھڑے سکرین پر یہ سب تماشہ دیکھتے رہے" ——— ایوانوف نے غصے سے چیختے ہوئے کہا۔

"تو اور کیا کرتا باس! ——— آپ نے خود ہی تو کہا تھا کہ انہیں کچھ نہیں کہنا ——— یہاں تک کہ یہ بھوک پیاس سے ایڑیاں رگڑ رگڑ کر مر جائیں گے" ——— چیکوف نے سہم کر جواب دیا۔

"اوہ بلڈی فول ——— احمق ——— وہ تو میں نے اس لئے کہا تھا کہ اس وقت اس نے گیس ماسک پہنا ہوا تھا ——— اور ایسی صورت میں اس پر کوئی گیس اثر نہ کرتی اور جو آدمی بھی اندر جاتا وہ اس کے ہاتھوں آسانی سے مارا جا سکتا تھا ——— لیکن جب اس نے گیس ماسک اتار دیا تھا تب تو اس پر آسانی سے گیس اٹیک کیا جا سکتا تھا" ——— ایوانوف

نے غصے سے ہونٹ بھینچتے ہوئے کہا۔

"سوری باس! ـــ مجھے اس کا خیال نہیں آیا ـــ بہرحال اگر آپ حکم کریں تو میں ابھی گیس اٹیک کر دیتا ہوں" ـــ چکوف نے معذرت آمیز سے لہجے میں کہا۔

"جلدی کرو ـــ آدمی بھیج کر کنٹرول وائر پلگ میں لگواؤ اور گیس اٹیک کر کے انہیں مفلوج کر دو ـــ اور سنو! ـــ اپنے آدمیوں کو حکم دے دو کہ جب یہ لوگ مفلوج ہو جائیں تو انہیں آبدوز سے نکال کر کمرے میں ڈال دیں ـــ میں خود اپنے سامنے انہیں ہلاک ہوتا دیکھنا چاہتا ہوں" ـــ ایوانوف نے تحکمانہ لہجے میں کہا۔

"بہتر باس! ـــ ابھی لیجئے" ـــ چکوف نے جواب دیا اور پھر اس نے تیزی سے انٹرکام کا رسیور اٹھا کر اس کا بٹن دبا دیا۔

"یس سر" ـــ دوسری طرف سے ایک آواز گونجی۔

"سنو! ـــ آٹھ دس مسلح افراد لے کر آبدوز والے کمرے میں پہنچ جاؤ۔ وہاں جا کر کنٹرول وائر پلگ میں ڈال دو ـــ اس کے بعد جب میں کاشن دوں تو آبدوز کا ڈھکن کھول کر اندر داخل ہو جاؤ اور ان سب کو باہر نکال لاؤ ـــ اس کے بعد چیف باس وہاں خود آ کر انہیں اپنے سامنے قتل کرائیں گے" ـــ چکوف نے تحکمانہ لہجے میں ہدایات دیتے ہوئے کہا۔

"مگر باس! ـــ ان کے پاس تو اسلحہ ہوگا ـــ اس طرح تو آبدوز کو بھی نقصان پہنچ سکتا ہے" ـــ دوسری طرف سے کہا گیا۔

"احمق آدمی! ـــ میرے کاشن دینے کا مطلب بھی یہی ہے کہ میں

پہلے ان کو مفلوج کر دوں گا ـــ اس کے بعد کوئی خطرہ باقی نہ رہے گا" ـــ چکوف نے اسے بری طرح جھاڑتے ہوئے کہا۔ وہ شاید ایوانوف کی طرف سے پڑنے والی جھاڑ کا بدلہ چکا رہا تھا۔

"بہتر باس! ـــ حکم کی تعمیل ہوگی" ـــ دوسری طرف سے گھبرائے ہوئے لہجے میں کہا گیا اور چکوف نے ایک جھٹکے سے رسیور رکھ دیا۔ اس کے بعد اس نے کنٹرول پینل کے بٹن دبا کر آبدوز کا بیرونی منظر سکرین پر فوکس کیا اور گیس اٹیک کے لئے تیار ہو گیا۔ چند لمحوں بعد اس کمرے میں آٹھ مسلح افراد داخل ہوئے۔ ان کے پاس مشین گنیں تھیں جبکہ ایک آدمی خالی ہاتھ تھا۔ اس خالی ہاتھ والے آدمی نے کنٹرول وائر کو پلگ میں ڈال دیا اور پھر وہ سب ایک طرف ہٹ کر کھڑے ہو گئے۔

چکوف نے فوراً ہی مختلف بٹن دبائے اور دوسرے لمحے سکرین پر ایک بار پھر آبدوز کا اندرونی منظر نظر آنے لگا۔ اور پھر مخصوص گیس اٹیک کا بٹن چکوف نے دبا دیا اور دوسرے لمحے اس نے آبدوز میں موجود افراد کو لڑکھڑا کر فرش پر گرتے دیکھا۔

"ویری گڈ! ـــ اب میں دیکھتا ہوں کہ یہ لوگ کتنے پانی میں ہیں" ـــ ایوانوف نے مسرت بھرے لہجے میں کہا۔

چکوف نے ایک بار پھر منظر بدلا اور جب کمرے کا منظر سکرین پر ابھر آیا تو اس نے ایک اور بٹن دبا دیا۔ اس بٹن کے دبتے ہی کمرے کے دروازے کے اوپر اندر کی طرف لگا ہوا بلب جل اٹھا۔ اور یہی کاشن تھا۔ اس کاشن کے ملتے ہی چار مسلح افراد تیزی سے آگے بڑھے اور آبدوز پر چڑھ کر اس کے ڈھکن کو کھولا اور اندر داخل ہو گئے۔ باقی افراد باہر کھڑے رہے۔ جب انہیں اندر

گئے ہوتے۔ چند لمحے گزر گئے تو اس خالی ہاتھ والے نے اشارہ کیا اور پھر وہ بھی باری باری اندر داخل ہوتے چلے گئے۔

چیکوف اور ایوانوف خاموش کھڑے سکرین پر منظر دیکھتے رہے اور پھر تھوڑی دیر بعد وہ اس وقت چونکے جب یہ مسلح افراد عمران اور اس کے ساتھیوں کو اٹھائے باہر نکلے۔ اور انہوں نے انہیں دیوار کے ساتھ قطار میں لٹا دیا اور خود ایک طرف ہٹ کر کھڑے ہو گئے۔

"میں وہاں جا رہا ہوں ـــــ تم ذرا خیال رکھنا" ـــــ ایوانوف نے مسرت بھرے لہجے میں کہا۔

"باس! ــ کیا میں بھی آؤں" ـــــ؟ چیکوف نے دبے دبے لہجے میں کہا۔

"نہیں! ــ تم یہاں کنٹرول پر موجود رہو ـــ اسے خالی نہیں چھوڑا جا سکتا" ـــــ ایوانوف نے تیز لہجے میں کہا اور مڑ کر دروازے کی طرف بڑھتا چلا گیا۔ اس کے قدموں میں خاصی تیزی تھی۔ ظاہر ہے وہ ایک فاتح کی صورت میں جا رہا تھا۔ ان لوگوں کو ہلاک کرنے جنہوں نے پہلے بڑے بڑوں کو مصیبت میں ڈال دیا تھا۔

قدموں کی آواز ابھرنے کے چند لمحوں بعد ہی دروازہ کھلا اور عمران نے ایوانوف کو اندر داخل ہوتے ہوئے دیکھا۔

ایوانوف کے اندر آنے کی وجہ سے وہاں موجود سب لوگوں کا خیال لمحے کے لئے ایوانوف کی طرف ہوا اور اسی لمحے عمران فرش پر پڑے پڑے اچانک کسی سپرنگ کی طرح اچھلا اور دوسرے لمحے اس کا ہاتھ بار پر لگے ہوئے اس ہینڈل پر پڑ گیا جس سے کمرے کا فرش آبدوز کے نیچے سے ہٹ جاتا تھا۔ اب انہیں لٹانے والوں کی بدقسمتی تھی کہ انہوں نے عمران کو اسی ہینڈل کے نیچے ہی لٹایا تھا۔

جب تک مسلح محافظ سنبھلتے۔ ہینڈل کھینچا جا چکا تھا۔ نتیجہ یہ ہوا کہ ان کے قدموں تلے سے فرش تیزی سے ہٹتا چلا گیا اور وہ سب ایوانوف سمیت لڑکھڑا کر پہلے تو فرش پر گرے اور دوسرے لمحے الٹ کر پانی میں جا گرے۔

عمران کے اچھلتے ہی اس کے سب ساتھی بھی حرکت میں آگئے تھے چونکہ وہ دیوار کی جڑ کے پاس موجود تھے اس لئے پانی میں گرنے سے فوری طور پر تو بچ گئے اور اسی لمحے انہوں نے زوردار چھلانگیں لگائیں اور نیچے بیٹھتی ہوئی آبدوز پر چڑھتے چلے گئے۔ کیونکہ عمران نے بھی ہینڈل دبا کے ہی ایسا کیا تھا۔

مسلح محافظ اچانک پانی میں گرنے کی وجہ سے فوری طور پر نہ سنبھل سکے تھے اور جب تک وہ سنبھلتے عمران اور اس کے ساتھی دوبارہ آبدوز میں داخل ہونے میں کامیاب ہو گئے۔

پھر عمران انتہائی تیز رفتاری سے دوڑتا ہوا نیچے اترا۔ اس نے انتہائی پھرتی سے کنٹرول پینل سنبھالا اور پھر ایک جھٹکے میں آبدوز کا انجن سٹارٹ کرنے میں کامیاب ہو گیا۔

اسی لمحے عمران کو اوپر والے حصے پر لڑنے بھڑنے اور کراہوں کی آواز سنائی دی۔ یوں لگتا تھا جیسے کئی لوگ آپس میں الجھ گئے ہوں۔ مگر وہ ان سے بے نیاز تیزی سے آبدوز چلانے میں مصروف رہا۔ دوسرے لمحے آبدوز ایک جھٹکے سے آگے بڑھی ہی تھی کہ اچانک کنٹرول پینل یکدم ساکت ہو گیا اور عمران نے ایک طویل سانس لیا اور پھر وہ کنٹرول پینل میں پڑی ہوئی مشین گن اٹھا کر تیزی سے اوپر والے حصے پر چڑھتا چلا گیا۔ وہاں جنگ جاری تھی۔ چار افراد اندر داخل ہونے میں کامیاب ہو چکے تھے۔ لیکن چونکہ جگہ بے حد تنگ تھی اس لئے وہ زیادہ حرکت نہ کر سکتے تھے اور سیکرٹ سروس کے ممبران نے انہیں ہاتھوں ہاتھ لیا تھا اور اس وقت وہ ان کے درمیان ٹیبل ٹینس کی گیند کی طرح اچھل

رہے تھے۔

سیکرٹ سروس کے ممبران شاید سارا انتقام انہی سے لینے پر تلے ہوئے تھے۔ اسی لمحے عمران کو ان میں سے ایک ہاتھ اندر آتا دکھائی دیا۔ اس ہاتھ میں مشین گن تھی۔ عمران نے تیزی سے ٹریگر دبا دیا اور ہاتھ مشین گن سمیت ہی غائب ہو گیا۔ اور ساتھ ہی ایک انسانی چیخ بھی سنائی دی اور فائر کے ساتھ ہی سیکرٹ سروس کے ارکان کے ہاتھ بھی رک گئے اور اسی لمحے ان کے ہاتھوں مار کھانے والے بھی فرش پر گرتے چلے گئے۔

"انہیں اٹھا کر باہر پھینکو ——— جلدی کرو" ——— عمران نے چیخ کر کہا اور پھر دوسرے لمحے بیہوش پڑے ہوئے محافظ اچھل کر باہر گرنے لگے۔

مگر جیسے ہی وہ باہر گرتے زوردار فائرنگ کی آوازیں آتیں۔ اور عمران کے لبوں پر مسکراہٹ تیر جاتی۔ ابھی ایک آدمی رہتا تھا کہ عمران نے ہاتھ کے اشارے سے انہیں روکا اور دوسرے لمحے وہ زوردار انداز میں اچانک اونچی جگہ سے اچھلا اور بیہوش آدمیوں کی طرح اچھل کر باہر جا گرا۔ اس پر توقع کے مطابق فائرنگ نہ ہوئی تھی۔ کیونکہ پہلے تین افراد پر فائرنگ کرنے والے رک سکے تھے۔ انہیں یہی خیال آیا تھا کہ ان کے ساتھیوں کو باہر اچھالا جا رہا ہے۔ اور یہی بات عمران چاہتا تھا کہ باہر نکلتے وقت اس پر فائرنگ نہ کی جائے اور اس کا منصوبہ کامیاب رہا تھا۔

آبدوز چونکہ پانی میں ڈوب چکی تھی اس لئے پانی میں گرتے ہی وہ تیزی سے آبدوز کے پیندے کی طرف تیرتا چلا گیا۔ ادھر پانی میں چار

افراد تیر رہے تھے۔ عمران کو پہچانتے ہی انہوں نے مشین گنیں سیدھی کیں لیکن عمران آبدوز کی آڑ لے چکا تھا۔ مشین گن اس کے ہاتھ میں بھی تھی۔ اور پھر وہ دوسری طرف سے ہو کر تیزی سے آبدوز پر چڑھتا چلا گیا۔

دوسری طرف چڑھ کر وہ تیزی سے دوبارہ ڈھکن کی طرف آیا اور ڈھکن کی آڑ میں آبدوز پر ہی لیٹ گیا۔ اس نے مشین گن سیدھی کی اور پانی میں تیرتے ہوئے افراد کو تاڑنے لگا۔ مگر وہ شاید اوپر سطح کی طرف جا چکے تھے کیونکہ عمران کو نظر نہ آ رہے تھے عمران بھی سانس روکے ہوئے تھے۔

چند لمحوں تک جب وہ عمران کو نظر نہ آئے تو اس نے آبدوز چھوڑ دی اور پانی میں تیرتا ہوا تیزی سے آبدوز کے اس حصے کی طرف جانے لگا جدھر کنٹرول پینل کی وائر تھی۔ لیکن ابھی وہ ذرا سا ہی آگے بڑھا تھا کہ اچانک دو سائے سے اس کی طرف بڑھے اور پھر اس پر ٹوٹ پڑے اور انہوں نے مشین گن کے دستے اس کے جسم پر مارنے کی کوشش کی۔ مگر عمران مچھلی کی سی تیزی سے پلٹ کر ذرا سا اوپر کو اٹھا۔ اور اس نے دونوں پیروں کو زور سے جھٹکا اور وہ دونوں سائے تیزی سے پیچھے ہٹتے چلے گئے اور پھر اس سے پہلے کہ وہ سنبھلتے عمران نے ہاتھ میں پکڑی ہوئی مشین گن سیدھی کی اور ٹریگر دبا دیا۔ پانی کے اندر ہی دھماکے ہوئے اور دو شعلے تیرتے ہوئے ان دونوں کے سینوں میں گھستے چلے گئے۔ یہ سب مشین گنیں چونکہ خصوصی طور پر واٹر پروف بنائی گئی تھیں اس لئے پانی ان کی کارکردگی پر اثر انداز

نہ ہو سکتا تھا۔ شاید جزیرے کی وجہ سے اس قسم کی خصوصی مشین گنیں تیار کی گئی تھیں۔

ان پر فائر کر کے عمران تیزی سے پلٹا اور اس کا یہ پلٹنا ہی اس کی زندگی بچا گیا۔ کیونکہ شمالی سمت سے اس پر مشین گن کا فائر کیا گیا تھا۔ اور اس کے اچانک پلٹ جانے کی وجہ سے شعلہ اس کے سینے کے قریب سے نکلتا چلا گیا۔

اور پھر عمران نے سانپ کی سی تیزی سے پلٹ کر فائر کیا اور دوسرے لمحے پانی میں خون کا فوارہ سا ابلا اور وہ آدمی پانی میں ہی اس طرح تڑپتا ہوا اوپر کو لپکا جیسے مچھلی پانی میں تڑپتی ہے اور اسی لمحے عمران کو اوپر سطح پر ایک اور سایہ سا نظر آیا۔ وہ سایہ تیزی سے ایک طرف تیرتا ہوا آبدوز کی آڑ میں غائب ہو گیا۔ عمران نے بڑی پھرتی سے اپنے آپ کو آبدوز کی طرف لڑھکایا اور چند لمحوں بعد ہی وہ اس جگہ پہنچ گیا جہاں کنٹرول وائر موجود تھی۔ اور پھر اس نے کنٹرول وائر کو ٹانگ میں ڈال دیا۔

جیسے ہی کنٹرول وائر ٹانگ میں گئی آبدوز کو ایک تیز جھٹکا سا لگا اور وہ بجلی کی سی تیزی سے آگے بڑھتی چلی گئی۔ عمران نے لپک کر اسے پکڑنا چاہا۔ مگر آبدوز کی رفتار اس کی توقع سے کہیں زیادہ تھی اس لئے وہ اس کے ہاتھ سے پھسلتی ہوئی آگے بڑھتی چلی گئی۔ اور عمران وہیں پانی میں ہی ہاتھ ملتا رہ گیا۔ اور آبدوز کافی فاصلے پر پہنچ گئی۔ اب ظاہر ہے عمران اسے کسی صورت بھی نہ پکڑ سکتا تھا دراصل اس سے اندازے کی غلطی ہوئی تھی۔ اسے کنٹرول وائر سیٹ کرتے ہوئے یہ خیال بھی نہ آیا تھا کہ جب کنٹرول وائر نکالی گئی تھی۔ اس

وقت آبدوز کا انجن چل چکا تھا اس لئے کنٹرول وار سیٹ ہوتے ہی دوسرے آنے والوں کو روکنا چاہتا تھا۔
آبدوز تیزی سے آگے بڑھتی چلی گئی تھی۔

عمران کے لئے اب سانس روکنا قطعی دوبھر ہو چکا تھا اس لئے وہ تیزی سے سطح کی طرف اٹھتا چلا گیا۔

پھر جیسے ہی وہ پانی کی سطح پر آیا اچانک فرش انتہائی تیزی سے آپس میں ملا اور عمران یوں اچھل کر فرش پر آگرا۔ جیسے مچھلی حلق میں پھنسے ہوئے کانٹے کے جھٹکے سے دریا سے باہر ساحل پر آگرتی ہے۔ فرش پر گرتے ہی عمران نے تیزی سے اٹھنے کی کوشش کی مگر اسی لمحے دروازے سے چار مسلح آدمی اندر داخل ہوئے۔ اب عمران بری طرح پھنس چکا تھا۔ چار مشین گنوں کی فائرنگ سے بچنا اب اس کے لئے ناممکن ہو گیا

"باس ـــــ" اچانک آنے والوں نے چیخ کر کہا۔ مگر دوسرا لفظ منہ سے نہ نکال سکے۔ عمران نے پلٹ کر فائر کھول دیا۔ اور وہ چاروں ہی چیختے ہوئے فرش پر ڈھیر ہوتے چلے گئے۔ گولیاں ان کے سینوں میں گھستی چلی گئی تھیں۔ ان کی آنکھوں میں مرتے ہوئے بھی حیرت کے تاثرات موجود تھے اور عمران سمجھ گیا کہ انہوں نے اندر داخل ہوتے ہی اس پر فائر کیوں نہیں کیا۔ وہ شاید اسے اپنا باس الواتوف سمجھے تھے کیونکہ الواتوف بھی پانی میں گرا تھا۔ اور شاید وہ سطح پر نہ ابھرا تھا اس لئے وہ اسی کے خیال میں تھے۔ اگر وہ اندر داخل ہوتے ہی فائر کھول دیتے تو عمران کی موت یقینی ہو جاتی۔

ان کے ختم ہوتے ہی عمران تیزی سے دروازے کی طرف لپکا۔ وہ

مگر جیسے ہی وہ دروازے کے قریب پہنچا، اچانک فرش درمیان سے ہٹتا چلا گیا اور دوسرے لمحے پانی میں سے آبدوز اوپر کی طرف ابھرتی چلی آئی۔

عمران نے پھرتی سے دروازے کو اندر سے بند کیا اور پھر وہ تیزی سے دوبارہ ہینڈل کی طرف بھاگا۔

اور اسی لمحے باہر راہداری میں دوڑتے ہوئے قدموں کی آوازیں سنائی دیں۔ لیکن عمران جانتا تھا کہ فولادی دروازہ اب آسانی سے نہ کھل سکے گا۔

عمران نے انتہائی پھرتی سے ہینڈل کو نیچے کھینچا اور فرش ایک بار کھلتا چلا گیا۔ اور اوپر ابھر آنے والی آبدوز دوبارہ نیچے پانی میں اترتی چلی گئی اور عمران نے ہینڈل کھینچتے ہی چھلانگ لگائی اور پانی میں ڈوبتی ہوئی آبدوز پر چڑھ کر وہ اس کے کھلے ڈھکن سے اندر داخل ہو گیا۔

اوپر والے حصے میں اس کے دو ساتھی اور نچلے حصے میں باقی ساتھی بے ہوش طرح پڑے ہوئے تھے۔

عمران نے نیچے اترتے ہی پھرتی سے ایک طرف پڑا ہوا گیس ماسک اٹھایا اور اسے تیزی سے منہ پر چڑھا لیا۔ آبدوز میں داخل ہوتے ہی وہ سانس روک چکا تھا۔ اس لئے اگر اس پر گیس اٹیک کیا بھی گیا تھا وہ ناکام نہ ہو سکا اور عمران نے گیس ماسک پہن کر زور زور سے سانس لئے اور پھر تیزی سے کنٹرول پینل کی طرف لپکا۔

آبدوز کے بیرونی کنٹرول کا ہینڈل لنکڈ تھا اور اس کے ساتھ ہی

ایوانوف بھی مفلوج پن کی حالت میں پڑا ہوا تھا۔ اس کی ٹانگوں پر کیپٹن شکیل کا ہاتھ تھا۔ یوں لگتا تھا جیسے کیپٹن شکیل نے اسے ٹانگ سے پکڑ کر نیچے گرایا تھا۔ اور اسی لمحے ان پر گیس اٹیک کر دیا گیا تھا اور وہ دونوں مفلوج ہو کر گر گئے تھے۔

عمران نے انتہائی پھرتی سے ہینڈل کو نیچے کی طرف کھینچا اور پھر کنٹرول پینل آن کر کے اس نے آبدوز کو واپس موڑا اور انتہائی تیز رفتاری سے اسے جزیرے کے باہر کی طرف بھگاتا چلا گیا۔ اسے اب خطرہ تھا تو صرف حفاظتی دائرے سے تھا۔ لیکن اس خطرے میں داخل ہوئے بغیر چارہ بھی نہ تھا۔ اب ظاہر ہے وہ کب تک اس الٹے چکر میں پھنسا رہتا۔

ایوانوف کے باہر جاتے ہی چکوف نے اطمینان کی سانس لی کیونکہ وہ ذہنی طور پر ایوانوف سے خاصا خوفزدہ رہتا تھا۔ ایوانوف مزاج کا بے حد کرخت اور کھردرا افسر تھا۔ اور چونکہ وہ چیف باس تھا اس لئے وہ جب بھی چاہتا کسی کا مستقبل تو ایک طرف زندگی اور موت کا فیصلہ بھی کر سکتا تھا۔ الیون تھرٹی کی موت کے بعد وہ آپریشن انچارج بن گیا تھا اور وہ چاہتا تھا کہ کسی طرح بھی ایوانوف کو ناراضگی کا موقع نہ دے تاکہ وہ اعلیٰ حکام سے اس کی ترقی کو کنفرم کرا دے۔

اس کی نظریں سکرین پر جمی ہوئی تھیں جس پر آبدوز والا کمرہ نظر آ رہا تھا جس کی دیوار کے ساتھ مجرم ایک قطار کی صورت میں مفلوج پڑے ہوئے تھے اور مشین گن بردار ان کے سامنے کھڑے انہیں گولیوں کا نشانہ بنانے کے لئے بے چین تھا۔

پھر سکرین پر اس نے کمرے کا دروازہ کھلتے اور ایوانوف کو اندر داخل

ہوتے دیکھا۔

مگر اسی لمحے وہ حیرت سے بے اختیار اچھل پڑا کیونکہ اس نے دیوار کے قریب پڑے ہوئے ایک شخص کو سپرنگ کی طرح اچھلتے دیکھا اس آدمی نے اچھل کر ہینڈل کھینچا اور اس کے ہینڈل کھینچتے ہی فرش تیزی سے غائب ہوگیا اور آبدوز تیزی سے پانی میں بیٹھتی چلی گئی۔

' ارے یہ کیا ہوا ۔۔۔ ؟ یہ تو مفلوج تھے ۔۔۔ پھر یہ کیسے ٹھیک ہوگئے ۔۔۔۔ چکوف نے حیرت کی شدت سے چیختے ہوئے کہا اور پھر اس سے پہلے کہ وہ کچھ سوچتا اس نے مجرموں کو واپس آبدوز میں داخل ہوتے دیکھا اور بعد میں اس کے چار ساتھی بھی اندر داخل ہوگئے۔

اب چکوف کے لئے اس کے سوا اور کوئی چارہ نہ تھا کہ وہ ان پر ایک بار پھر گیس اٹیک کرے۔ اور اس نے گیس اٹیک کی خاطر بٹن دبانے کے لئے ہاتھ بڑھایا ہی تھا کہ اس نے کنٹرول پینل آف ہوتے دیکھ لیا۔ اور وہ ایک طویل سانس لے کر رہ گیا۔ کنٹرول وائر باہر سے نکال دی گئی تھی اور اب ظاہر ہے وہ اندر گیس اٹیک بھی نہ کر سکتا تھا۔ اس لئے اس نے ہاتھ روک لیا۔

آبدوز پانی کے نیچے تو پہنچ چکی تھی۔ مگر اس کا ڈھکن ابھی کھلا ہوا تھا مخصوص ایئر پریشر سسٹم کی وجہ سے ڈھکن کھلا ہونے کے باوجود پانی اندر داخل نہ ہو سکتا تھا۔ اس لئے ڈھکن کے کھلے یا بند ہونے سے آبدوز کے اندر موجود لوگوں کو کوئی فرق نہ پڑتا تھا۔

چکوف نے آبدوز کے گرد اپنے ساتھیوں کو پھیلا ہوا دیکھا۔ اسی لمحے اس نے ڈھکن سے کسی کو باہر آتے دیکھا اور اس کے ساتھیوں نے

پانی سے ہی اس پر فائر کھول دیئے۔ لیکن باہر آنے والے کے جسم میں کوئی حرکت نہ ہوئی۔ اور وہ جسم لاش کی صورت میں سطح پر ابھرتا چلا گیا۔

چند لمحوں بعد دوسرا آدمی بھی اسی طرح باہر آیا اور پھر فائرنگ کے نتیجے میں وہ بھی لاش کی صورت میں اوپر سطح پر تیرنے لگا۔ ان چاروں کے علاوہ ایک پہلے ہی زخمی ہو چکا تھا۔

چکوف سمجھ گیا کہ اندر سے مردہ آدمیوں کو باہر پھینکا جا رہا ہے شاید وہ چار آدمی جو مجرموں کے ساتھ اندر داخل ہوئے تھے مجرموں کے ہاتھوں مارے جا چکے تھے اور اب انہی کو باہر پھینکا جا رہا تھا اور پھر تیسرا جسم باہر آیا۔ مگر اس کے وہ ساتھی جو پانی میں تیر رہے تھے۔ انہوں نے اس پر فائر نہ کیا۔ کیونکہ وہ اب اصل صورت حال سمجھ چکے تھے۔ مگر وہ آدمی پانی میں گرتے ہی تیزی سے آبدوز کے پیندے کی طرف بڑھتا چلا گیا اور پھر اس نے پانی کے اندر ہی شعلے تیرتے دیکھے اور پھر آدمی لاشوں میں تبدیل ہو کر پانی کی سطح پر ابھرتے چلے آئے۔

چکوف کو زیادہ فکر الیوانوف کی تھی۔ کیونکہ وہ بھی پانی میں ہی موجود تھا۔ لیکن واضح طور پر معلوم نہ ہو رہا تھا کہ وہ اس وقت کس پوزیشن میں ہے اور اسی وجہ سے ہی وہ کوئی اقدام بھی نہ کر سکتا تھا۔

اسی لمحے اس نے الیوانوف کو آبدوز پر چڑھتے ہوئے دیکھا۔ وہ ڈھکن کی طرف کھسک رہا تھا۔ مگر دوسرے لمحے اس نے ڈھکن کی آڑ سے ایک مجرم کو پانی میں چھلانگ لگاتے دیکھا۔ وہ چھلانگ لگاتے وقت الیوانوف کو نہ دیکھ سکا تھا۔

الیوانوف ڈھکن کے اوپر پہنچ گیا اور اس نے ڈھکن کے اندر جھانکا۔

مگر عین اسی لمحے چکوف ایک بار پھر اچھل پڑا۔ اس نے کنٹرول پینل میں زندگی کی لہر دوڑتی دیکھی اور پھر اس نے آبدوز کو ایک جھٹکے سے آگے بڑھتے ہوئے دیکھا۔

ایوانوف اتنی دیر میں ڈھکن کے اندر آدھا اتر چکا تھا۔ چکوف نے آبدوز کے آگے بڑھتے ہی پھرتی سے ہاتھ بڑھایا اور اس نے گیس لیک کا بٹن آن کر دیا جس وقت گیس لیک ہوا۔ ایوانوف آبدوز کے اندر داخل ہو چکا تھا۔ چکوف کو خطرہ تھا کہ ایوانوف بھی گیس لیک کا شکار ہو گیا ہوگا۔ لیکن اس کے سوا اور چارہ بھی نہ تھا۔ اور ویسے بھی ایوانوف کے لئے یہ گیس لیک صحیح ثابت ہو سکتا تھا کیونکہ اندر موجود مجرم اگر مفلوج نہ ہو جاتے تو وہ یقیناً ایوانوف کو ہلاک کر دیتے۔

چکوف نے تیزی سے کنٹرول پینل کے مختلف بٹن دبائے اور سکرین پر اندرونی منظر فوکس کر دیا۔ اور دوسرے لمحے اس نے تیزی سے ایوانوف کو کنٹرول پینل کی طرف بڑھتے دیکھا۔ جب کہ مجرم آبدوز کے فرش پر گرے ہوئے تھے۔ صرف پینل کے قریب موجود ایک آدمی لڑکھڑا رہا تھا یوں لگ رہا تھا کہ جیسے وہ اپنے ذہن پر قابو پانے کی کوشش میں مصروف ہے۔

ایوانوف نے جھپٹ کر بیرونی کنٹرول والا ہینڈل آن کر دیا اور پھر وہ کنٹرول پینل کی طرف مڑا ہی تھا کہ اچانک لڑکھڑاتا ہوا آدمی نیچے گرا۔ اس کا قد چونکہ خاصا لمبا تھا اس لئے گرتے ہوئے اس کے ہاتھ ایوانوف کی ٹانگوں پر پڑے اور اچانک جھٹکا لگنے کی وجہ سے ایوانوف بھی گھسٹتا ہوا نیچے فرش پر جا گرا۔ اور پھر ایوانوف کا جسم بھی چند لمحوں

کے لئے حرکت میں آیا مگر پھر ساکت ہو گیا۔

چکوف سمجھ گیا کہ ایوانوف نے سانس روکا ہوا تھا لیکن اچانک گرنے کی وجہ سے وہ بے اختیار سانس لے بیٹھا تھا اس لئے وہ بھی گیس لیک کا شکار ہو گیا تھا۔

اب چکوف کو کوئی فکر نہ تھی کیونکہ اب وہ آبدوز کو کنٹرول کر کے واپس لا سکتا تھا اور اس نے اس پر عمل درآمد شروع کرنے سے پہلے سکرین پر ایک بار پھر بیرونی منظر ابھارا تاکہ وہ آبدوز کو کنٹرول کرتا ہوا صحیح مقام پر لے آسکے۔ اور اس کے بعد اس نے آبدوز کی واپسی کا سفر شروع کر دیا۔

تھوڑی دیر بعد جب آبدوز اپنے اصل مقام پر پہنچی تو اس نے فرش ہٹانے والا بٹن دبایا اور آبدوز پانی کے اوپر ابھرتی چلی آئی۔ اب اسے کوئی فکر نہ تھی کیونکہ آبدوز کے اندر سب لوگ واقعی مفلوج ہو چکے تھے۔ جب کہ پہلے شاید ان لوگوں نے خارج دیا تھا۔ لیکن اس بار خارج کا سوال ہی پیدا نہ ہوتا تھا۔ ورنہ وہ لوگ ایوانوف کو بیرونی کنٹرول کا ہینڈل آن نہ کرنے دیتے۔ لیکن اس کے ذہن سے وہ مجرم شخص اس وقت سامنے آیا جب آبدوز مکمل طور پر باہر نکل آئی اور اس کے نیچے فرش برابر ہوا۔ تو اس نے اس آدمی کو دروازے سے ہینڈل کی طرف چھلانگ لگاتے دیکھا۔ دوسرے لمحے وہ ہینڈل کھینچ چکا تھا اور فرش ایک بار پھر کھل گیا۔ اور آبدوز ایک بار پھر پانی میں بیٹھنا شروع ہو گئی۔ اسی لمحے اس آدمی نے چھلانگ لگائی اور وہ آبدوز کے اوپر چڑھ کر کھلے ڈھکن کے ذریعے اندر پہنچتا چلا گیا۔

چکوف نے تیزی سے اس بٹن کی طرف دوبارہ ہاتھ بڑھایا جس سے آبدوز کو باہر نکالا جاتا تھا۔ لیکن اس سے پہلے کہ وہ بٹن دباتا، بیرونی کنٹرول پینل ساکت ہوتا چلا گیا۔ اور چکوف نے مایوسانہ انداز میں ہاتھ پیچھے کھینچ لیا۔ اب وہ آبدوز کو باہر سے کنٹرول نہ کر سکتا تھا کیونکہ اس کا ہینڈل ایک بار پھر آف ہو چکا تھا۔

چکوف کا دماغ گھوم گیا۔ عجیب مجرم تھے جو مسلسل چکر دیتے چلے جا رہے تھے۔ کبھی آبدوز آ رہی تھی کبھی جا رہی تھی۔

اسی لمحے اسے خیال آیا کہ اس آدمی پر بھی گیس اٹیک کیا جائے چنانچہ اس نے گیس اٹیک والا بٹن دبا دیا۔ کیونکہ جب تک آبدوز جزیرے کے اندر تھی اس وقت تک میں گیس اٹیک کیا جا سکتا تھا۔

گیس اٹیک کرنے کے بعد اس نے منظر بدلنے شروع کر دیئے۔ مگر اندرونی منظر سکرین پر ابھرتے ہی وہ چونک پڑا۔ اندر موجود آدمی گیس ماسک پہنے ہوئے تھا۔ اور ظاہر ہے گیس ماسک کی وجہ سے وہ گیس اٹیک سے بچ گیا تھا۔

آبدوز ایک بار پھر انتہائی تیز رفتاری سے جزیرے سے باہر نکلی جا رہی تھی لیکن چکوف اب بے بس تھا۔ وہ اسے کنٹرول نہ کر سکتا تھا۔ حفاظتی دائرہ بھی ختم ہو گیا تھا ورنہ وہ حفاظتی دائرے میں پھیلی ہوئی شعاعوں کی مدد سے ہی کنٹرول کر لیتا۔ چنانچہ وہ تیزی سے اینٹی میگنیٹ فائر کرنے والی مشین کی طرف دوڑا۔ اس نے اس کے مختلف بٹن دبائے لیکن مشین ساکت رہی تو وہ بے اختیار اچھل پڑا۔ جلدی میں اسے خیال ہی نہ رہا تھا کہ مشین میں ایک وقت میں ایک ہی اینٹی میگنیٹ بم

موجود ہوتا ہے جسے وہ پہلے ہی فائر کر چکا تھا۔ اس لئے اب جب تک دوسرا بم اس میں نہ ڈالا جاتا مشین نہ چل سکتی تھی۔ وہ مشین کو چھوڑ کر دوبارہ کنٹرول پینل کی طرف لپکا اور سکرین پر نظریں ڈالنے کے ساتھ ساتھ اس نے تیزی سے انٹر کام کا رسیور اٹھا کر ایک بٹن دبا دیا۔

"یس۔ شعبہ سٹور" ____ دوسری طرف سے آواز سنائی دی۔

"چکوف بول رہا ہوں ____ فوراً ایک اینٹی میگنیٹ بم لے کر آپریشن روم میں پہنچو ____ فوراً ایک منٹ میں" ____ چکوف نے چیختے ہوئے کہا۔

"بہتر جناب" ____ دوسری طرف سے کہا گیا اور چکوف نے رسیور کریڈل پر پھینک دیا۔ اور بے چینی سے دروازے کی طرف دیکھنے لگا۔ وہ سکرین پر بھی نظریں ڈال لیتا اور پھر بے چینی سے دروازے کی طرف دیکھنے لگ جاتا۔ آبدوز اب جزیرے سے کافی فاصلے پر پہنچ چکی تھی اور مسلسل دوڑی چلی جا رہی تھی جبکہ سٹور سے بم نہ پہنچ رہا تھا۔ لمحہ بہ لمحہ اس کی بے چینی عروج پر پہنچتی چلی جا رہی تھی۔

چند لمحوں بعد ہی دروازہ کھلا اور ایک آدمی ایک ڈبہ اٹھائے تیزی سے اندر داخل ہوا۔

"لاؤ مجھے دو" ____ چکوف نے تیزی سے بڑھ کر اس کے ہاتھ سے ڈبہ چھینتے ہوئے کہا اور اس نے فوراً الٹے سیدھے ہاتھ مار کر ڈبہ پھاڑ کر علیحدہ کیا اور اس میں موجود بیضوی شکل کا چھوٹا سا بم اس نے نکالا۔ اور پھر اس نے مشین میں بنے ہوئے ایک چھوٹے سے خانے میں اسے ڈال کر بٹن دبا دیا۔ خانہ بند ہو گیا اور چکوف اب مشین کو آپریٹ کرتے

تیز مصروف ہوگیا۔

اس نے مشین آن کی اور پھر اس پر آبدوز کو فوکس کرنے لگا اور پھر آبدوز کا فوکس کرنے کے بعد اس نے فائر آپریٹنگ بٹن دبا دیا۔ بٹن دبتے ہی مشین میں سے تیز سیٹی کی آواز گونجنا شروع ہو گئی جس کا مطلب تھا کہ بم اپنے ٹارگٹ کی طرف روانہ ہوگیا ہے۔

ہیکوریٹ بٹن دبا کر واپس کنٹرول پینل کی طرف بڑھتا چلا گیا تاکہ اب وہ بم کی کارکردگی کا اطمینان سے مظاہرہ کر سکے۔

عمران نے آبدوز دوڑاتے اُسے جزیرے سے باہر نکال لایا اور اب وہ اسے آگے بڑھاتے لئے جا رہا تھا لیکن اس بم کا خطرہ بہر حال اس کے ذہن میں موجود تھا جس نے پہلے بھی آبدوز کو واپس کھینچ لیا تھا۔ اس کی نظریں سکرین کے اس حصے پر جمی ہوئی تھیں جہاں سے اُسے بم آتا ہوا دکھائی دیتا۔

آبدوز انتہائی تیز رفتاری سے پانی کے اندر اڑی چلی جا رہی تھی اور عمران سوچ رہا تھا کہ کاش وہ اتنے فاصلے پر نکل جانے میں کامیاب ہو جائے جس سے اُسے واپس نہ کھینچا جا سکے۔ مگر اس کی دعا قبول نہ ہوئی کیونکہ اچانک اس نے جزیرے کے قریب پانی کا طوفان دیکھا اور وہ سمجھ گیا کہ دوبارہ وہی کھینچنے والا بم فائر کر دیا گیا ہے۔ مگر اس بار چونکہ وہ پہلے سے چوکنا تھا اس لئے اس نے آبدوز کی رفتار کم کی اور پھر تیزی سے اُسے موڑ کر اس کا رُخ جزیرے کی طرف کر دیا۔

آبدوز چکر کاٹ کر جیسے ہی سیدھی ہوئی اس نے سکرین پر دور سے بم کو تیزی سے آبدوز کی طرف لپکتے دیکھا تو عمران کو اچانک زیرو بم کا خیال آگیا کہ شاید زیرو بم فائر کرنے سے وہ اس بم کی طاقت توڑنے میں کامیاب ہو جائے۔ وہ صرف ایک لمحے کے لئے ہچکچایا کہ اس کے خیال کے مطابق وہ ابھی جزیرے کے گرد پھیلے ہوئے حفاظتی دائرے سے باہر نہ نکلا تھا اور حفاظتی دائرے میں بم فائر کرنے کے بعد نتیجہ الٹ نکلتا اور بم حفاظتی شعاعوں کے جال سے ٹکرا کر واپس آبدوز سے آ ٹکراتا اور نتیجہ میں آبدوز کے پرخچے اُڑ سکتے تھے۔ لیکن اب اس کے سوا اور کوئی چارہ کار نہ تھا اُسے صحیح اندازہ نہ تھا کہ حفاظتی دائرہ کتنے فاصلے تک پھیلا ہوا ہے

ادھر وہ کھینچنے والا بم انتہائی تیز رفتاری سے بڑھا چلا آ رہا تھا اس نے زیرو بم فائر کرنے والے بٹن کی طرف ہاتھ بڑھایا۔ مگر پھر ہاتھ واپس کھینچ لیا کیونکہ وہ اس پوزیشن میں رسک نہیں لے سکتا تھا۔ وہ کسی صورت آبدوز کی تباہی گوارا نہ کر سکتا تھا۔ اس لئے اس نے فوراً ہی ذہن بدل دیا اور دوسرے لمحے اس نے آبدوز کو اوپر سطح پر لے جانے والا بٹن دبا دیا اور آبدوز ایک جھٹکے سے اوپر کو اٹھنے لگی اور پھر جب تک واپس کھینچنے والا بم آبدوز کے قریب پہنچتا، آبدوز اس کی سطح سے بہت اونچی اٹھ چکی تھی مگر دوسرے لمحے عمران نے ہونٹ بھینچ لئے کیونکہ بم نے تیزی سے قریب آکر اپنا رُخ بدلا اور پھر وہ بھی اپنی سطح آبدوز کے ساتھ ساتھ بلند کرتا چلا گیا۔

اور پھر عمران نے پھرتی سے آبدوز کو نیچے لے جانے والا بٹن دبا دیا اور آبدوز اوپر اٹھتے اٹھتے یکدم نیچے جھکنے لگی اور پھر پانی کی ایک تیز

لہر کے ساتھ وہ خطرناک بم آبدوز کے اوپر سے گزرتا چلا گیا اور عمران کے لبوں پر مسکراہٹ پھیلتی چلی گئی۔ وہ بم کو دھوکہ دینے میں کامیاب ہو چکا تھا۔ اور اس سے وہ سمجھ گیا کہ یہ بم خودکار نہ تھا بلکہ اُسے کہیں سے کنٹرول کیا جا رہا تھا۔ اسی لئے آخری وقت میں آبدوز بیٹھ جانے کی وجہ سے بم کو آپریٹ کرنے والا مات کھا گیا اور بم ٹارگٹ پر نہ پڑ سکا۔

بم آگے نکل گیا تھا اور اب عمران کی نظریں سکرین کے اس حصے پر جمی ہوئی تھیں جدھر سے وہ بم جاتا ہوا صاف دکھائی دے رہا تھا۔ اب وہ سوچ رہا تھا کہ کہیں بم کو واپس نہ پلٹ دیا جائے اس لئے وہ آبدوز کو ایک جگہ پر ٹھہرائے ہوئے تھا لیکن بم واپس نہ لوٹا بلکہ آہستہ آہستہ سکرین سے غائب ہوتا چلا گیا۔

عمران نے اطمینان کا ایک طویل سانس لیتے ہوئے لانچ کو ایک بار پھر حرکت دی اور اس کا رُخ موڑ کر اس طرف چل پڑا جدھر وہ بم گیا تھا یعنی جزیرے کی مخالف سمت میں ــــــ اب وہ مطمئن تھا کہ اب اگر کوئی اور بم فائر کیا گیا تو وہ اس کی زد سے باہر ہو جائے گا۔ اس نے منہ سے گیس ماسک اتار دیا کیونکہ اس کے خیال کے مطابق اب وہ حفاظتی دائرے سے باہر آ چکے تھے۔

کنٹرول پینل کو چھوڑ کر وہ تیزی سے اس خفیہ سٹور کی طرف بڑھا اور اس نے باکس کھول کر اس میں موجود مزید سرنجیں نکالیں اور پھر اس نے اپنے ساتھیوں کو انجکشن لگانے شروع کر دیئے۔ نیچے موجود ساتھیوں کو انجکشن لگانے کے بعد وہ اوپر گیا اور اس نے آبدوز کا ڈھکن بند کر کے اُسے لاک کیا اور پھر اوپر موجود دو ساتھیوں کو انجکشن لگا کر وہ دوبارہ نیچے آگیا۔

اب یہ اتفاق تھا کہ صرف ایک سرنج باقی رہ گئی تھی۔ باکس میں اور کوئی سرنج موجود نہ تھی۔

عمران نے ایک طویل سانس لیتے ہوئے آخری سرنج ایوانوف کے بازو میں انجیکٹ کر دی اور پھر کنٹرول پینل پر کھڑا ہو گیا۔

چند لمحوں بعد اس کے ساتھی حرکت میں آ گئے اور پھر آہستہ آہستہ سب ٹھیک ہوتے چلے گئے۔

"عمران صاحب! ___ یہ چوہے بلی والا کھیل کب ختم ہو گا" ___ ہوش میں آتے ہی صفدر نے برا سا منہ بناتے ہوئے کہا۔

"کیوں ___ لطف نہیں آ رہا اس کھیل میں ___؟ ایسے ہی ہم یہ کھیل کھیلتے رہے تو ایک روز ورلڈ چیمپئن کہلائیں گے" ___ عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

اسی لمحے اوپر موجود اس کے دو ساتھی بھی نیچے آ گئے۔ ادھر ایوانوف بھی اب اٹھ کر بیٹھ گیا تھا۔ البتہ اس کے چہرے پر پریشانی اور مایوسی کے آثار نمایاں تھے۔

"تم پھر ایک بار نکل آنے میں کامیاب ہو گئے ___ میں تصور بھی نہ کر سکتا تھا کہ ایسا ہو سکتا ہے" ___ ایوانوف نے بڑے مایوسانہ لہجے میں کہا۔

"تمہاری محبت ہمیں بار بار واپس کھینچ لیتی تھی ___ لیکن اس بار ہم نے تمہیں ہی ساتھ رکھ لیا تاکہ واپس نہ جانا پڑے" ___ عمران نے مسکراتے ہوئے جواب دیا۔

"مگر اینٹی میگنیٹ بم ابھی تک فائر نہیں ہوا ___ وہ احمق چکوف آخر

کیا کر رہا ہے" ___ ایوانوف نے بڑبڑاتے ہوئے کہا۔

"وہ اگر چکور ہے تو پھر چاند کے گرد چکر لگا رہا ہو گا" ___ عمران نے کہا۔

"چکور نہیں چکوف ___ احمق چکوف ___ کاش! ___ الیون مقرنی زندہ ہوتا" ___ ایوانوف نے ہونٹ بھینچتے ہوئے کہا۔

"وہ زندہ ہوتا تو کیا کر لیتا ___ زیادہ سے زیادہ حفاظتی دائرہ ختم کر دیتا ___ تاکہ ہمیں آنے جانے میں آسانی رہتی" ___ عمران نے مسکراتے ہوئے جواب دیا۔

"کاش ___ حفاظتی دائرہ ہمیں ختم نہ کرنا پڑتا ___ پھر میں دیکھتا کہ تم کیسے نکل سکتے تھے" ___ ایوانوف نے بڑے مایوسانہ لہجے میں سر ہلاتے ہوئے کہا۔

اور عمران بُری طرح چونک پڑا۔

"کیا کہہ رہے ہو تم ___ حفاظتی دائرہ ختم ہو گیا ___ مگر کیسے ___؟" عمران نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

"اینٹی میگنیٹ فائر کے لئے حفاظتی دائرہ ختم کرنا پڑتا ہے ___ ورنہ وہ حفاظتی شعاعوں کی وجہ سے آگے نہیں بڑھ سکتا" ___ ایوانوف نے اسے یوں سمجھاتے ہوئے کہا جیسے سکول ٹیچر کند ذہن بچے کو سمجھایا کرتے ہیں۔

"اوہ! ___ میرا بھی دماغ خراب ہو گیا ہے ___ اس کھینچنے والے بم کے آبدوز تک پہنچنے کا مطلب ہی یہی ہے کہ حفاظتی دائرے کا وجود ختم ہو چکا ہے" ___ عمران نے اپنے ماتھے پر ہاتھ مارتے ہوئے کہا۔

"مم ـــ مگر تم کیا کرنا چاہتے ہو ـــ ؟ سنو ! ـــ میرے ساتھ سودا کرلو ـــ تم آبدوز سمیت واپس جزیرے پر چلے چلو ـــ میں تمہیں خفیہ طور پر وہاں سے فرار کرا دوں گا" ـــ ایوانوف نے چونکتے ہوئے کہا۔

"میں جزیرے میں موجود مصنوعی انسان بنانے والا کارخانہ تباہ کرنا چاہتا ہوں ـــ بولو ! ـــ سودا کرتے ہو ـــ ؟ یہ کارخانہ تباہ کرنے میں میری مدد کرو ـــ میں تمہاری جان بخشی کر دوں گا" ـــ عمران نے بڑے سنجیدہ لہجے میں کہا۔

"اوہ احمق آدمی ! ـــ کیا بات کر رہے ہو ـــ تمہارا دماغ تو خراب نہیں ـــ اتنا بڑا کارخانہ کیسے تباہ ہو سکتا ہے ـــ ؟ اس کا انتظام تو ایسا ہے کہ اسے کسی صورت بھی تباہ نہیں کیا جا سکتا۔ حتیٰ کہ جزیرے پر رہنے والا کوئی آدمی بھی اسے تباہ کرنا چاہے تو ایسا نہیں کر سکتا" ـــ ایوانوف نے سنجیدہ لہجے میں جواب دیتے ہوئے کہا۔

"اور اگر جزیرہ ہی اڑا دیا جائے تو" ـــ ؟ عمران نے سرد لہجے میں کہا اور ایوانوف اچانک اچھل کر کھڑا ہو گیا۔ اس کی آنکھیں پھٹنے کے قریب ہو گئی تھیں۔

"کک ـ کک ـ کیا کہہ رہے ہو ـــ جزیرہ تباہ ہو جائے یہ کیسے ہو سکتا ہے ـــ ؟ جزیرہ کیسے تباہ ہو سکتا ہے" ـــ ایوانوف کے لہجے میں شدید حیرت تھی۔

"تو پھر دیکھو ! ـــ کیسے تباہ ہوتا ہے ـــ تمہیں اس تماشے کے لئے ٹکٹ بھی نہ خریدنا پڑے گا" ـــ عمران نے جواب دیا۔ مگر

دوسرے لمحے وہ تیزی سے ایک طرف ہٹتا چلا گیا۔ کیونکہ ایوانوف نے اچانک اس پر چھلانگ لگا دی تھی۔ لیکن عمران شاید پہلے سے ہی اس سے اس اقدام کی توقع رکھتا تھا۔ کیونکہ ایوانوف کے چھلانگ لگاتے ہی وہ تیزی سے نہ صرف ایک طرف ہٹا بلکہ اس کی لات نیم دائرے کی صورت میں گھومتی ہوئی ایوانوف کے پہلو میں پڑی اور ایوانوف بری طرح چیختا ہوا آبدوز کی دیوار سے ٹکرا کر نیچے جا گرا۔

"اس کے ہاتھ پیر باندھ دو تنویر ـــ اور اگر یہ شرارت کرے تو بے شک توڑ دینا" ـــ اچانک عمران نے ایک طرف کھڑے ہوئے تنویر سے مخاطب ہو کر کہا۔

اور تنویر تو نجانے کب سے ایسے موقع کی تلاش میں تھا وہ کسی بھوکے عقاب کی طرح ایوانوف پر ٹوٹ پڑا۔ اس نے اٹھتے ہوئے ایوانوف پر چھلانگ لگائی تھی۔ مگر ایوانوف بھی لڑائی بھڑائی کے فن میں طاق معلوم ہوتا تھا۔ وہ سانپ کی سی تیزی سے ایک طرف ہٹ گیا اور تنویر نے بڑی مشکل سے دونوں ہاتھ آگے کر کے اپنے چہرے کو دیوار سے ٹکرانے سے بچایا اور اسی لمحے ایوانوف نے اچھل کر پوری قوت سے تنویر کے پہلو میں ٹکر ماری اور تنویر اچھل کر کنٹرول پینل پر کھڑے ہوئے عمران سے آ ٹکرایا۔

"بس ! ـــ اسی برتے پر جولیا کا سوئمبر جیتنے چلے تھے" ـــ عمران نے اسے واپس دھکیلتے ہوئے کہا۔ اور اس کی بات سن کر باقی ساتھی سب بے اختیار ہنس پڑے۔

اور پھر تنویر کا جسم یوں تڑپا جیسے اسے ہزاروں وولٹیج کا برقی کرنٹ

لگ گیا ہو۔ وہ پشت کے بل فرش پر گرا اور دوسرے لمحے ایوانوف اس کی ٹانگوں پر اچھلتا ہوا آبدوز کی چھت کی طرف اٹھا اور پھر اس سے پہلے کہ وہ فرش پر گرتا، تنویر نے انتہائی پھرتی سے اپنے دونوں گھٹنے اوپر اٹھا دیئے۔ اس کا خیال تھا کہ وہ گرتے ہوئے ایوانوف کے پیٹ میں دونوں گھٹنے مار کر اُسے بے بس کر دے گا۔

مگر ایوانوف نے نیچے گرتے ہوئے اپنے جسم کو جھکولا دیا اور دوسرے لمحے اس کے دونوں پیر نیچے گرتے ہوئے تنویر کے گھٹنوں پر پڑے اور ساتھ ہی اس نے کمان کی طرح جھک کر پوری قوت سے تنویر کے سر پر ٹکر مار دی اور تنویر پانی سے باہر نکلی ہوئی مچھلی کی طرح تڑپنے لگا۔ گھٹنوں پر اچانک زبردست دباؤ پڑنے اور پھر زوردار ٹکر نے تنویر کے ہوش اڑا دیئے تھے۔ ایوانوف خوفناک داؤ لگا کر قلابازی کھاتا ہوا کھڑا ہو گیا تھا۔

مگر اس کے کھڑے ہوتے ہی اچانک تنویر اچھلا اور دوسرے لمحے یوں محسوس ہوا جیسے بجلی چمکی ہو اور ایوانوف چیختا ہوا اچھل کر مزید دم والی مشین پر جا گرا۔ تنویر نے لیٹے ہی لیٹے جمپ مار کر دونوں ٹانگیں اس کے پیٹ میں مار دی تھیں۔

"یار اب ختم بھی کرو۔۔۔۔ ہمیں بہت سے کام کرنے ہیں" ۔۔۔ عمران نے بُرا سا منہ بناتے ہوئے کہا۔

اور تنویر نے اچھل کر ایوانوف کا بازو پکڑ کر اُسے گھسیٹ لیا۔ اور ایوانوف نے تیزی سے مڑ کر دوسرے ہاتھ کا پنچ مارنا چاہا۔ مگر تنویر اب غصے کی انتہا پر پہنچ چکا تھا۔ اس نے تیزی سے اپنے جسم کو سکوڑا

اور بجلی کی سی تیزی سے اس نے دوسرے ہاتھ سے اس کا دوسرا ہاتھ پکڑا اور پھر پلک جھپکنے میں اس نے اپنے دونوں ہاتھوں کو الٹی گردش دی اور ایوانوف کے حلق سے کربناک چیخ نکلتی چلی گئی۔ اس کے دونوں بازوؤں کی ہڈیاں ٹوٹنے کے کڑاکے پوری آبدوز میں گونج اٹھے تھے اور تنویر نے جھٹکا دے کر اُسے فرش پر پھینکا اور دوسرے لمحے وہ دونوں پیر ملا کر اچھلا اور پھر اس کے دونوں پیر نیچے پڑے ہوئے ایوانوف کی دونوں پنڈلیوں پر پوری قوت سے پڑے اور ایوانوف اس بُری طرح چیخا جیسے چیخ کے ساتھ ہی اس کی رُوح بھی اس کے جسم سے نکل رہی ہو۔ ایوانوف کی دونوں پنڈلیاں بھی ٹوٹ چکی تھیں۔ اور پھر وہ چند لمحے تڑپنے کے بعد ساکت ہو گیا۔

"گڈ شو!۔۔۔۔ میرے خیال میں اب تمہاری کسی حد تک تسلی ہو گئی ہو گی" ۔۔۔۔ عمران نے مسکراتے ہوئے کہا اور تنویر بھی خلاف توقع مسکرا دیا۔

تنویر کے چہرے پر اب اطمینان کے آثار ابھر آئے تھے۔ جیسے یہ جسمانی جنگ لڑ کر اور ایوانوف جیسے آدمی کو زیر کر کے اس کی نفسیاتی تسکین ہو گئی ہو۔

"اب کیا پروگرام ہے عمران صاحب!۔۔۔۔ میرے خیال میں تو آبدوز کو آپ نے لاک کر رکھا ہے" ۔۔۔۔ اچانک صفدر نے عمران سے مخاطب ہو کر پوچھا۔

"پروگرام کیا ہونا ہے۔۔۔۔ تمہیں یاد ہے کہ آج سارا دن سے ہم نے کچھ نہیں کھایا۔۔۔۔ اور اب مجھے بڑی بھوک لگ رہی ہے۔

اس لئے جزیرے پر چلتے ہیں اور اطمینان سے کھانا کھاتے ہیں ۔ پھر پروگرام سوچیں گے" ____ عمران نے مسکراتے ہوئے جواب دیا اور پھر کنٹرول پینل کی طرف مڑ گیا۔

دوسرے لمحے آبدوز ایک جھٹکے سے آگے بڑھی اور پھر وہ تیزی سے دوڑتی ہوئی جزیرے کی طرف بڑھتی چلی گئی۔

"کیا آپ واقعی واپس جزیرے پر جا رہے ہیں" ___ صفدر نے الجھے ہوئے لہجے میں کہا۔

"تو اور کیا میں مذاق کر رہا ہوں ___ تمہیں پتہ ہے کہ بھوک کے وقت میں مذاق کرنے کی بھی ہمت نہیں کرتا" ____ عمران نے سر ہلاتے ہوئے کہا اور صفدر خاموش ہو گیا۔ ظاہر ہے عمران سے اس کی مرضی کے بغیر کچھ نہیں اگلوایا جا سکتا تھا۔

آبدوز پوری رفتار سے جزیرے کی طرف واپس بھاگی چلی جا رہی تھی۔

چکوٹ کنٹرول پینل پر کھڑا اینٹی میگنٹ بم کو تیزی سے آبدوز کی طرف بڑھتا ہوا دیکھ رہا تھا۔

اور پھر اچانک اس نے آبدوز کو پانی کی سطح کی طرف بلند ہوتے دیکھا تو اس نے چونک کر پینل پر لگے ہوئے چکر کو گھمایا اور بم بھی تیزی سے اوپر کی طرف اٹھنے لگا۔

مگر دوسرے لمحے وہ چونک پڑا جب اچانک اس نے آبدوز کو ایک جھٹکے سے نیچے بیٹھتے دیکھا۔ اس وقت بم آبدوز کے اتنے قریب پہنچ چکا تھا کہ جب تک چکوٹ اسے نیچے جھکاتا بم آبدوز کے اوپر سے گزرتا ہوا آگے بڑھتا چلا گیا۔ اور چکوٹ نے بے اختیار اپنا سر پیٹ لیا آبدوز اس بم کی زد میں آتے آتے بچ نکلی تھی۔ اور اب وہ اس بم کو واپس نہ موڑ سکتا تھا۔ اور نہ ہی روک سکتا تھا۔ بم ایک مخصوص فاصلے تک کنٹرول پینل سے منسلک رہا۔ اور پھر اچانک اس کا رابطہ ختم ہو گیا۔

اور چکوف سمجھ گیا کہ بم اب خود بخود ریٹ کر پانی کی تہہ میں ہمیشہ کے لئے بیٹھ جائے گا۔

اس نے تیزی سے انٹرکام کا رسیور اٹھایا اور پھر اس کا ایک بٹن دبا دیا۔

"یس شعبہ سٹور" ۔۔۔ دوسری طرف سے آواز سنائی دی۔

"ایک اور نشی میگنٹ بم آپریشن روم میں بھیج دو ۔۔۔ جلدی" ۔۔۔ چکوف نے تیز لہجے میں کہا۔

"سوری جناب! ۔۔۔ سٹور میں صرف ایک ہی بم تھا ۔۔۔ اور بم موجود نہیں ہے" ۔۔۔ دوسری طرف سے کہا گیا۔

"اوہ! ۔۔۔ یہ تو بہت برا ہوا" ۔۔۔ چکوف نے پریشان لہجے میں کہا اور رسیور ایک جھٹکے سے کریڈل پر پھینک دیا۔

"اب اس آبدوز کو کیسے واپس لایا جائے" ۔۔۔ ؟ چکوف نے بڑبڑاتے ہوئے کہا۔

"باس! ۔۔۔ کیوں نہ اسے تباہ کر دیا جائے" ۔۔۔ اچانک قریب کھڑے ایک نوجوان آپریٹر نے مؤدبانہ لہجے میں رائے دیتے ہوئے کہا۔

"احمق ہو تم ۔۔۔ اتنی قیمتی اور جدید ترین آبدوز چند مجرموں کی خاطر تباہ کر دی جائے ۔۔۔ اور پھر چیف باس بھی تو اسی میں ہے" ۔۔۔ چکوف نے اسے بری طرح جھاڑتے ہوئے کہا۔

"میرا خیال ہے کہ دو تین آبدوزیں بھیج کر اسے زبردستی واپس آنے پر مجبور کر دیا جائے" ۔۔۔ ایک اور نے رائے دی۔

"نہیں! ۔۔۔ ایسا نہیں ہو سکتا ۔۔۔ یہ ہمارے جزیرے پر سب سے

جدید ترین اور خوفناک اسلحے کی حامل آبدوز ہے ۔۔۔ باقی آبدوزیں ایک لمحے کے لئے بھی اس کا مقابلہ نہیں کر سکتیں ۔۔۔ بلکہ ہوگا یہ کہ ہم دوسری آبدوزوں سے بھی ہاتھ دھو بیٹھیں گے" ۔۔۔ چکوف نے انکار میں سر ہلاتے ہوئے جواباً کہا۔

اور پھر اس سے پہلے کہ کوئی اور تجویز پیش کرتا، اچانک میز پر پڑے ہوئے ٹیلیفون کی گھنٹی بج اٹھی اور چکوف نے چونک کر رسیور اٹھا لیا۔

"یس! ۔۔۔ چکوف سپیکنگ فرام مین آپریشن روم" ۔۔۔ چکوف نے سپاٹ لہجے میں کہا۔

"شعبہ آؤٹ کنٹرول پارٹی کے ورکنگ چیف کامرنڈ گرالوف جزیرے پر پہنچنے والے ہیں ۔۔۔ چیف باس کہاں ہیں" ۔۔۔ ؟ دوسری طرف سے کہا گیا۔

"اوہ! ۔۔۔ مگر انہوں نے تو ایک گھنٹے بعد پہنچنا تھا" ۔۔۔ چکوف نے چونکتے ہوئے ہاتھ پر بندھی ہوئی گھڑی کی طرف دیکھتے ہوئے کہا۔

"ایک گھنٹہ ہونے والا ہے ۔۔۔ وہ چند منٹ بعد جزیرے پر پہنچ جائیں گے ۔۔۔ چیف باس سے بات کراؤ" ۔۔۔ دوسری طرف سے کہا گیا۔

"چیف باس جزیرے پر موجود نہیں ہیں ۔۔۔ میں کنٹرول چینل پر موجود ہوں ۔۔۔ آپ پارٹی کے ورکنگ چیف کو یہاں لے آئیں" ۔۔۔ چکوف نے جواب دیا اور رسیور رکھ دیا۔ ظاہر ہے اب وہ اور کہہ بھی کیا سکتا تھا۔ اس کے ساتھ ساتھ وہ پارٹی کے ورکنگ چیف کے آنے پر خوش بھی تھا کیونکہ اس طرح اس کی ذمہ داری ختم ہو جاتی اور کامرنڈ گرالوف

جس طرح کہیں گے ویسے ہی وہ کرے گا۔ ہو سکتا ہے وہ آبدوز تباہ کرنے کا حکم دے دیں۔ کیونکہ وہ ایسا حکم دینے کے مجاز تھے۔ وہ پارٹی کے ورکنگ چیف کی اتھارٹی کو اچھی طرح جانتا تھا۔

روسیاہ پر کمیونسٹ پارٹی کی حکومت تھی اور پارٹی ہی صدر مملکت سمیت تمام عہدیدار تعینات کرتی تھی اور اس پارٹی کا ورکنگ چیف کا مطلب تھا صدر مملکت سے بھی زیادہ با اختیار آدمی ——— اس لئے ظاہر ہے کہ اس کے حکم کے بعد وہ ایسی دس آبدوزیں تباہ کرنے پر تیار ہو سکتا تھا۔

اس نے سکرین پر نظریں ڈالیں تو اسے جزیرے سے کافی دور آبدوز سمندر میں رکی ہوئی نظر آ رہی تھی چونکہ اب فاصلہ زیادہ ہو گیا تھا اس لئے وہ اس کا اندرونی منظر چیک نہ کر سکتا تھا۔

وہ اب اطمینان سے کھڑا سکرین کو دیکھ رہا تھا۔ نجانے کیا بات تھی کہ جب سے اس نے ورکنگ چیف کے آنے کی خبر سنی تھی اس کی تمام پریشانی دور ہو گئی تھی۔ اب اس کے چہرے پر گہرا اطمینان چھایا ہوا تھا۔ دراصل اب سے پہلے اس پر اتنی بڑی ذمہ داری کبھی نہ پڑی تھی۔ وہ تو صرف حکم کی تعمیل کرنے کا عادی تھا اس لئے اسے ذہنی طور پر اطمینان تھا کہ اب وہ صرف ورکنگ چیف کے حکم کی تعمیل کرے گا اور بس۔

ابھی وہ یہی سوچ رہا تھا کہ آپریشن روم کا سیفٹی ڈور کھلا اور ایک لمبا تڑنگا ادھیڑ عمر کا بارعب چہرے والا آدمی اندر داخل ہوا۔ اس کے سر کے بال کپاس سے بھی زیادہ سفید تھے۔ اور چہرہ کسی بلڈاگ کے چہرے کی طرح چوڑا اور سخت تھا۔ آنکھوں میں خاصا رعب و داب اور چمک تھی۔ اس کے ساتھ آوٹ کنٹرول شعبے کا انچارج تھا۔

چکوف اور اس کے ساتھیوں نے باقاعدہ روسیاہی انداز میں ان کو سلیوٹ کیا۔

"میرا نام چکوف ہے جناب" ——— چکوف نے انتہائی عاجزانہ لہجے میں کہا۔

"یہاں آخر کیا ہو رہا ہے ——— ؟ کہاں ہے وہ ایوانوف" ——— ؟ آنے والے نے انتہائی کرخت اور بارعب لہجے میں کہا۔

"جناب! ——— وہ مجرموں کے ساتھ آبدوز میں ہیں ——— اور آبدوز ہمارے قبضے سے نکل چکی ہے" ——— چکوف نے مودبانہ بلکہ عاجزانہ لہجے میں جواب دیا۔

"آبدوز میں مجرم ——— اور آبدوز قبضے سے نکل چکی ہے ——— کیا مطلب ——— تفصیل بتاؤ ——— آخر یہاں کیا چکر چل رہا ہے" ——— ؟ مولوف نے پہلے سے زیادہ سخت لہجے میں کہا۔

"جناب! ——— جہاں سے مجھے معلوم ہے میں بتا دیتا ہوں ——— چیف باس ایوانوف کو جزیرے سے باہر موجود بحری جہاز کاسموس کے کپتان نے اطلاع دی کہ خلیج بیگا میں ایک بحری طشتری موجود ہے ——— جس میں کے۔ جی۔ بی کے چیف مارشل زراتورے، ناروا بحری بیڑے کے چیف کاتین اور دوسرے لوگ موجود ہیں ——— اور وہ جہاز کاسموس میں آنا چاہتے ہیں۔ ادھر کے۔ جی۔ بی کے چیف مارشل زراتورے کی کال ملی کہ وہ اپنے ذاتی ہوائی جہاز کے ذریعے جزیرے پر پہنچ رہے ہیں اور انہوں نے بتایا کہ بحری طشتری میں سوار افسران جعلی ہیں اور غیر ملکی جاسوس ہیں چنانچہ چیف باس ایوانوف ہیلی کاپٹر پر سوار ہو کر کاسموس جہاز پر پہنچے۔ وہاں

سے وہ ان لوگوں کو بیہوشی کے عالم میں لے آئے ان کے ساحل کا سموس کے جہاز کا کپتان بھی تھا ــــ آنتی ویدیں مارشل زاتورے پہنچ گئے۔ اور پھر سنبھالے کیا ہوا ــــ آپریشن روم کے انچارج الیوان مقرلی نے مقرلی تو آبدوز میں کا سموکس جہاز سے لائے ہوئے لوگوں کو لدوایا اور آبدوز کو جزیرے سے باہر بھیج دیا ــــ چیف باس ایوانوف بھی پہنچ گئے اور پھر انہوں نے اس آبدوز کے ذریعے کا سموس جہاز کو تباہ کر دیا۔ مگر آبدوز کا کنٹرول بھی ان کے ہاتھ سے نکل گیا ــــ الیوان مقرلی نے گیس ایک کر کے آبدوز میں موجود مجرموں کو مفلوج کر دیا اور دوسری آبدوزیں بھیج کر اسے واپس منگوا لیا ــــ یہاں ان مجرموں پر تشدد کیا گیا ــــ مگر پھر سنبھالے کیا ہوا کر ایوانوف یہاں آ گیا ــــ اس نے بتایا کہ الیوان مقرلی مارا گیا ہے اور مجرم دوبارہ آبدوز لے کر نکل گئے ہیں ــــ میں نے آبدوز کو کنٹرول کرنا چاہا مگر وہ نکل گئی ــــ اب مجبوراً ایوانوف کے کہنے پر حفاظتی دائرہ ختم کر کے ہم نے اینٹی میگنٹ فائر کھولا اور اس کے ذریعے آبدوز کو واپس جزیرے پر کھینچ لیا اور چیف باس ایوانوف ان لوگوں کو قتل کرنے کے لئے خود گئے ــــ مگر وہاں ہمارے آدمی مارے گئے اور مجرم چیف باس ایوانوف کو آبدوز میں ڈال کر جزیرے سے نکل گئے ــــ چونکہ حفاظتی دائرہ ختم ہو چکا تھا اس لئے اب میں نے آبدوز کو واپس لانے کے لئے دوسرا اینٹی میگنٹ فائر کیا۔ مگر وہ نشانے پر نہ لگ سکا ــــ اور ہم ہمارے پاس موجود نہ تھا کہ اتنے میں آپ تشریف لے آئے ہیں۔ اب آپ جیسے حکم کریں ــــ تعمیل ہوگی" ــــ چکوف نے مختصر لفظوں میں ساری کہانی سنا دی۔

"اوہ! ــــ یہ تو بہت بڑی سازش ہے ملک کے خلاف ــــ یہ ایوانوف ــــ یہ الیوان مقرلی ــــ یہ سب غدار ہیں ــــ انہوں نے اتنی قیمتی آبدوز مجرموں کے حوالے کر دی اور پھر حفاظتی دائرے کا توڑنا ــــ یہ تو ناقابل معافی جرم ہے ــــ ان مجرموں کو ہلاک کر دو ــــ ہر قیمت پر ــــ فوراً" ــــ ڈالوف نے چیختے ہوئے کہا۔

"جناب! ــــ اس کی تو صرف ایک ہی صورت ہے کہ آبدوز کو تباہ کر دیا جائے ــــ اور تو کوئی صورت نہیں ہے" ــــ چکوف نے ڈرتے ڈرتے کہا۔

"کیا کہہ رہے ہو ــــ تم جانتے ہو کہ یہ کتنی قیمتی اور جدید ترین آبدوز ہے ــــ اور پھر اس میں اینٹک جہازوں کو تباہ کرنے کے لئے زیرو بم موجود رہتے ہیں ــــ خوفناک بم ــــ تم کیا کہہ رہے ہو ــــ کوئی اور ترکیب کرو کہ آبدوز بھی بچ جائے اور مجرم بھی ختم ہو جائیں" ــــ ڈالوف نے غصے سے چیختے ہوئے کہا۔

"مم ــــ مگر ــــ جناب ــــ" چکوف نے کچھ کہنا چاہا ــــ مگر دوسرے لمحے وہ چونک پڑا۔

"جناب! ــــ آبدوز واپس جزیرے کی طرف آ رہی ہے ــــ جناب! ــــ وہ خود ہی آ رہی ہے" ــــ چکوف نے خوشی سے اچھلتے ہوئے کہا۔

"اوہ ویری گڈ! ــــ ویری گڈ! ــــ اسے آتے ہی سنبھال لو۔ اور مجرموں کو ایک لمحہ ضائع کئے بغیر گولی مار دو" ــــ ڈالوف نے چونکتے ہوئے جواب دیا۔

"میرا خیال ہے کہ چیف باس ایوانوف نے مجرموں پر قابو پا لیا ہے۔ اور اب وہ آبدوز کو واپس لے آرہے ہیں" ــــ چکوف نے خیال ظاہر کرتے ہوئے کہا۔

"ایسا ہی ہوگا ــــ ورنہ آبدوز جزیرے کی طرف کیوں آتی ــــ مگر ایوانوف کو بہر حال اپنے جرائم کی سزا بھگتنی ہی پڑے گی" ــــ ڈالوف نے فیصلہ کن لہجے میں کہا۔

اور پھر ان سب کی نظریں سکرین پر جمی رہیں۔ وہ آبدوز کو خاصی تیز رفتاری سے جزیرے کی طرف بڑھتے دیکھ رہے تھے۔ اور جیسے جیسے وہ جزیرے کی طرف بڑھتی چلی آرہی تھی ان کے چہروں پر اطمینان کے تاثرات ابھرتے چلے آرہے تھے۔

"ایوانوف سے بات ہو سکتی ہے" ــــ اچانک ڈالوف نے پوچھا۔

"جی ہاں جناب ــــ لانچ تھوڑا سا اور نزدیک آجائے تو رابطہ قائم ہو جائے گا" ــــ چکوف نے کہا اور پھر اس نے رابطے کے لئے مختلف بٹن دبانے شروع کر دیئے۔

"ہیلو ہیلو ــــ چکوف سپیکنگ چیف باس۔ اوور" ــــ اچانک چکوف نے ایک مائیک پر بولتے ہوئے تیز لہجے میں کہا۔

"یس۔ اوور" ــــ دوسری طرف سے ایوانوف کی آواز سنائی دی۔

"پارٹی ورکنگ چیف جناب کامریڈ ڈالوف اس وقت آپریشن روم میں موجود ہیں ــــ ان سے بات کریں۔ اوور" ــــ چکوف نے تیز لہجے میں کہا۔ اور مائیک ڈالوف کی طرف بڑھا دیا۔

"ہیلو ایوانوف ــــ میں ڈالوف بول رہا ہوں ــــ یہ تم نے کیا چکر چلا رکھا ہے۔ اوور" ــــ ڈالوف نے ڈانٹتے ہوئے لہجے میں کہا۔

"چکر پھیری تو ساری دنیا قائم ہے مسٹر ڈکیپروف۔ اوور" ــــ اچانک دوسری طرف سے ایک اجنبی آواز سنائی دی اور ڈالوف اچھل پڑا۔

"کون ہو تم ــــ کون ہو۔ اوور" ــــ ڈالوف نے چیختے ہوئے کہا۔

"میں موت کا پیغامبر شکوف ہوں ــــ تمہارا ایوانوف میرے قدموں میں پڑا ہے اور کھانا کھانے کے لئے جزیرے پر آرہا ہوں ــــ ہم سب کو بڑی بھوک لگی ہے اور جانتے ہو کہ شکوف کا کھانا کیا ہو سکتا ہے۔ اوور" ــــ دوسری طرف سے کہا گیا۔

"بند کرو یہ بکواس" ــــ ڈالوف نے چیخ کر کہا اور مائیک کو ہاتھ سے چھوڑ دیا اور مائیک پیڈسٹل کے ساتھ ایک جھٹکے سے واپس منسلک ہو گیا۔

"اس آبدوز کو اڑا دو ــــ مجرموں کو کسی صورت بھی جزیرے پر مت آنے دو ــــ اڑا دو۔ جس طرح بھی ہو سکے اڑا دو" ــــ ڈالوف نے چیختے ہوئے کہا۔

"اڑا دیں جناب" ــــ چکوف نے سہمے ہوئے لہجے میں کہا۔

"ہاں اڑا دو ــــ میں کہہ رہا ہوں اڑا دو ــــ میں حکم دیتا ہوں" ــــ ڈالوف نے چیختے ہوئے کہا اور چکوف سر ہلاتے ہوئے تیزی سے کونے میں لگی ہوئی ایک مشین کی طرف دوڑتا چلا گیا۔ آبدوز اب جزیرے سے تھوڑا فاصلے پر ہی پہنچ کر رک گئی تھی۔

عمران نے لانچ کو تیزی سے جزیرے کی طرف بھگائے لئے چلا جا رہا تھا۔ اس کے چہرے پر گہرا اطمینان تھا۔ اب تک اُسے خطرہ تھا تو صرف اس حفاظتی دائرے کا ـــــ لیکن اب وہ خطرہ دُور ہو چکا تھا، اس لئے وہ مطمئن تھا۔

ابھی وہ جزیرے سے تھوڑی ہی دُور تھا کہ اچانک کنٹرول پینل کے کونے میں نصب ٹرانسمیٹر میں سے سیٹی کی آواز گونج اٹھی۔ اور عمران نے چونک کر اس کا بٹن آن کر دیا۔

"ہیلو ہیلو ـــــ چکوف سپیکنگ چیف باس۔ اوور" ـــــ بٹن آن ہوتے ہی دوسری طرف سے ایک آواز گونجی۔

"یس اوور" ـــــ عمران نے الوانوف کے لہجے میں بات کرتے ہوئے کہا۔

"پارٹی ورکنگ چیف جناب کامریڈ ڈالوف اس وقت آپریشن روم میں موجود ہیں ـــــ ان سے بات کریں۔ اوور" ـــــ دوسری طرف سے

کہا گیا۔

"ہیلو الوانوف! ـــــ میں ڈالوف بول رہا ہوں ـــــ یہ تم نے کیا چکر چلا رکھا ہے۔ اوور" ـــــ چند لمحوں بعد ایک کڑکدار اور رعب دار آواز سنائی دی۔

"چکر پر ہی تو ساری دنیا قائم ہے مسٹر ڈکٹیٹ۔ اوور" ـــــ عمران نے اس بار اصل لہجے میں بات کرتے ہوئے کہا۔

آبدوز اب جزیرے کے قریب پہنچ چکی تھی اور عمران جس قدر فاصلہ چاہتا تھا اتنے فاصلے پر پہنچنے کے بعد اس نے آبدوز کا انجن بند کر دیا اور آبدوز آہستہ آہستہ رکتی چلی گئی۔

"کون ہو تم ـــــ کون ہو۔ اوور" ـــــ عمران کے اصل لہجے میں بولتے ہی دوسری طرف سے بولنے والے نے بوکھلائے ہوئے لہجے میں چیختے ہوئے کہا۔

"میں موت کا پیغامبر شکوف ہوں ـــــ تمہارا الوانوف میرے قدموں میں پڑا ہے ـــــ اور میں کھانا کھانے جزیرے پر آ رہا ہوں ـــــ مجھے بڑی بھوک لگی ہے ـــــ اور جانتے ہو کہ شکوف کا کھانا کیا ہوتا ہے۔ اوور" ـــــ عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"بند کرو اس بکواس کو" ـــــ دوسری طرف سے ڈالوف نے چیختے ہوئے کہا اور اس کے ساتھ ہی رابطہ ختم ہو گیا۔

عمران نے بھی مسکراتے ہوئے ٹرانسمیٹر کا بٹن آف کر دیا اور پھر وہ تیزی سے زیرو بم والی مشین کی طرف بڑھتا چلا گیا۔ اس نے تیزی سے اس کا بٹن دبایا اور سنڈیکر کو باہر نکال لیا۔

"صفدر! ___ ایک ڈبہ کھول کر بم مجھے دو ___ اور باقی سلنڈر سے ڈبے اٹھا کر یہاں مشین کے پاس رکھ دو ___ جلدی کرو" ___ عمران نے تیز لہجے میں کہا اور صفدر نے پھرتی سے خانے میں پڑا ہوا ایک ڈبہ کھولا اور اس میں سے ایک بیضوی سا بم نکال کر عمران کو دے دیا۔

عمران نے وہ بم سلنڈر میں ڈالا اور پھر سلنڈر کو واپس اس کی جگہ پر دبا کر بٹن دبا دیا۔ سلنڈر اپنی جگہ پر فٹ ہو گیا اور عمران نے مشین کا بٹن آن کیا اور پھر تیزی سے کنٹرول پینل پر آ گیا۔ اس نے کنٹرول پینل کے بٹنوں کی طرف ہاتھ بڑھایا ہی تھا کہ اچانک وہ سکرین پر جزیرے کی طرف سے ایک شعلے کو چمکتا دیکھ کر چونک پڑا۔

شعلہ چمکتے ہی وہاں پانی میں زبردست طوفان پیدا ہوا اور عمران نے انتہائی تیزی سے آبدوز کو اوپر نیچے لے جانے والا بٹن دبا دیا اور آبدوز ایک جھٹکے سے نیچے بیٹھتی چلی گئی اور اسی لمحے دو روشن لکیریں آبدوز کے اوپر سے ہوتی ہوئی آگے بڑھتی چلی گئیں۔ اگر عمران کو ایک لمحے کی بھی دیر ہو جاتی تو یقیناً یہ لکیریں آبدوز سے ٹکرا جاتیں۔

اور اسی لمحے عمران نے زیرو بم کا کنٹرولنگ بٹن آن کیا اور پھر اس کا آپریٹنگ بٹن پش کر دیا۔ آبدوز کو ایک زوردار جھٹکا لگا اور عمران نے ایک بار پھر بٹن پش کر دیا۔ آبدوز کو دوسرا جھٹکا لگا۔ پھر عمران اسی طرح بٹن پش کرتا چلا گیا اور اس نے ایک لمحے سے بھی کم عرصے میں سلنڈر میں موجود چاروں زیرو بم فائر کر دیئے۔

"سلنڈر کھول کر اس میں چار اور بم ڈالو ___ جلدی کرو" ___ عمران نے چیختے ہوئے کہا اور اسی لمحے اس نے سکرین پر تیز روشنی پھیلتی دیکھی

یکے بعد دیگرے چاروں زیرو بم جزیرے سے ٹکرا چکے تھے۔ اور اسی لمحے آبدوز پانی میں پھرکیاں کھاتی چلی گئی اور عمران اور اس کے ساتھیوں کو یوں محسوس ہوا جیسے انہوں نے گھومتے ہوئے لٹو پر سواری کر لی ہو۔ اور پھر آبدوز میں چیخیں بلند ہوئیں اور پھر جب آبدوز ساکت ہوئی تو عمران ایک بار پھر تیزی سے اٹھا۔ وہ ایک دیوار سے ٹکرا کر نیچے گرا تھا جب کہ کئی ساتھی زخمی ہو گئے تھے۔ کیونکہ وہ مشینوں سے ٹکرا گئے تھے۔ آبدوز اب سیدھی ہو چکی تھی۔

عمران نے سکرین پر نظر ڈالی تو اسے سامنے ہر طرف آگ ہی آگ پانی پر چھائی ہوئی نظر آئی۔ خوفناک زیرو بموں نے اپنا کام دکھا دیا تھا۔ مگر عمران ابھی مطمئن نہ تھا۔ اس نے انتہائی تیزی سے کھلے ہوئے سلنڈر میں چار اور بم ڈالے اور پھر سلنڈر سیٹ کر کے اس نے کنٹرول پینل پر ان کا بٹن دبانا شروع کر دیا۔

ایک بار پھر سکرین پر تیز روشنی پھیلتی چلی گئی اور عمران نے اس بار آبدوز کو تیزی سے واپس موڑا اور اسے پوری رفتار سے جزیرے کی مخالف سمت میں بھگانا شروع کر دیا۔ وہ جانتا تھا کہ پہلے بھی زیرو بموں کے دھماکوں کی وجہ سے پانی میں زبردست طوفان ابھرا تھا جس کی وجہ سے آبدوز قلابازیاں کھا گئی تھی۔

آبدوز کو ایک بار پھر زوردار جھٹکے لگے۔ مگر یہ جھٹکے زیادہ شدید نہ تھے عمران نے آبدوز کو روک کر اسے واپس موڑا اور پھر اس نے اس کا انجن بند کیا اور تیزی سے سلنڈر کی طرف مڑا۔

"سلنڈر پھر بھر دیا گیا ہے عمران صاحب! ___ آپ فائر کریں ___ یہ

"آخری بم ہے" ۔۔۔ کیپٹن شکیل کی آواز سنائی دی جس نے زخمی ہونے کے باوجود سلنڈر بھر دیا تھا اور عمران نے آبدوز کو ایک بار پھر جزیرے کی طرف بھگانا شروع کر دیا۔ اور پھر ایک مخصوص فاصلے پر آبدوز روک کر اس نے زیرو بم فائر کرنے شروع کر دیئے۔ سکرین پر بجلیاں چمکیں اور عمران نے آبدوز کو آخری بم فائر کرتے ہی تیزی سے واپس موڑ کر مخالف سمت میں بھگا دیا۔ عمران بارہ زیرو بم فائر کر چکا تھا۔ جب آبدوز کو ایک بار پھر جھٹکے لگنے شروع ہو گئے تو اس نے رفتار کم کر دی اور آبدوز کو موڑ کر روک لیا۔ اب عمران کی نظریں سکرین پر جمی ہوئی تھیں، وہ اب زیرو بموں کی تباہی کا نتیجہ دیکھنا چاہتا تھا۔

سکرین پر آگ کا ایک مینار سا آسمان تک جاتا دکھائی دے رہا تھا۔ عمران کے ساتھی بھی اپنے سروں پر ہاتھ رکھے عمران کے پیچھے سکرین پر نظریں جمائے ہوئے تھے۔

آگ کا مینار آہستہ آہستہ بیٹھتا چلا جا رہا تھا اور پھر تھوڑی دیر بعد جب آگ پانی کی سطح پر پھیلی تو عمران اور اس کے ساتھی یہ دیکھ کر خوشی سے اچھل پڑے کہ جزیرے کا ایک بہت بڑا حصہ غائب ہو چکا تھا اور اسی لمحے عمران کی نظریں سکرین پر پھیلی ہوئی آگ میں تیرتے ہوئے ملبے پر پڑیں اس ملبے میں پتھروں کے ساتھ ساتھ جلتے ہوئے مشینی پرزے شامل تھے اور پھر جیسے ہی انہوں نے چند لاشوں کو پانی پر تیرتے ہوئے دیکھا تو وہ چونک پڑے۔ یہ لاشیں ننگے انسانوں کی تھیں۔ بالکل ننگ دھڑنگ اور ان میں آگ لگی ہوئی تھی۔ وہ اس طرح جل رہے تھے جیسے گوشت پوست کی بجائے پلاسٹک کے بنے ہوئے ہوں۔ اور چند لمحوں بعد جب اس

ملبے میں مشینی پرزے آگ میں بکھرتے چلے گئے تو عمران کا چہرہ مسرت سے کھل اٹھا۔ وہ سمجھ گیا کہ یہ وہ مصنوعی انسان ہیں جو کارخانے میں بنائے جا رہے تھے اور ان کا اس طرح ملبے میں شامل ہونے سے صاف ظاہر تھا کہ وہ اپنے مشن میں کامیاب ہو گئے ہیں۔ زیرو بموں نے اس خوفناک کارخانے کو تباہ و برباد کر دیا تھا اس کارخانے کو جسے تباہ کرنا روسیاہ والوں نے ناممکن بنا دیا تھا اور جس کے ذریعے وہ پاکیشیا کو تباہ کرنا چاہتے تھے۔ عمران اور اس کے ساتھیوں نے اپنی جانوں پر کھیل کر اس کارخانے کو آخرکار تباہ کر ہی دیا تھا۔

اب وہاں رکنا فضول تھا اس لئے عمران نے تیزی سے آبدوز کو واپس موڑا اور پھر اسے پوری رفتار سے بھگاتا چلا گیا۔

"کارخانہ تو تباہ ہو گیا عمران صاحب! ۔۔۔ لیکن اب ہمیں واپس کون جانے دیگا" ۔۔۔ صفدر نے پریشان سے لہجے میں کہا۔

"اس کا انتظام قدرت نے خود ہی کر دیا ہے ۔۔۔ وہ ہم جیسے لاڈلوں کو تکلیف نہیں دینا چاہتی ۔۔۔ اس قدر جدید ترین آبدوز ہمارے قبضے میں ہے جس میں ہر قسم کے اسلحے کے ڈھیر موجود ہیں ۔۔۔ نہ صرف پٹرول ٹینک آدھا بھرا ہوا ہے بلکہ دو بڑی بڑی فاضل ٹینکیاں بھی پٹرول سے بھری ہوئی ہیں ۔۔۔ اب ہمیں کون روک سکتا ہے" ۔۔۔ عمران نے مسکرا کر کہا۔

"یہ بات نہیں عمران صاحب ۔۔۔ اتنے بڑے کارخانے کی تباہی کے بعد تو روسیاہ کی پوری بحری فوج حرکت میں آ جائے گی اور ساتھ ہی شاید فضائیہ بھی ان کی مدد کرے ۔۔۔ ایسی صورت میں یہ آبدوز کیسے ان کا مقابلہ کر سکتی ہے" ۔۔۔ کیپٹن شکیل نے جواب دیا۔

"تمہاری بات اپنی جگہ درست ہے ـــــ لیکن مجھے معلوم ہے کہ ایسا نہیں ہوگا" ـــــ عمران نے پُر اعتماد لہجے میں کہا۔

"وہ کیسے" ـــــ ؟ صفدر کے ساتھ ساتھ سب ساتھیوں نے چونک کر پوچھا۔

"دیکھو! ـــ اس جزیرے کی تباہی کے متعلق باہر والوں کو تفصیلات کا علم نہیں ہے ـــــ مارشل زاآور بھی ہلاک ہو چکا ہے۔ اور وہاں موجود سب لوگ بھی ـــــ نیوالوف ہمارے پاس بیہوش پڑا ہے۔ اس لئے جب تک وہ تحقیقات کریں گے اور انہیں پتہ چلے گا کہ ہم نے اسے تباہ کیا ہے ـــ ہم خلیج ریگا سے شمال مشرق میں سفر کرتے ہوئے شوگران کے جنوب مغربی سمندر میں داخل ہو جائیں گے ـــــ اور ایک بار ہم شوگران کی سرحد میں داخل ہو گئے تو پھر روسیاہی حکومت ہمارا کچھ نہ بگاڑ سکے گی" ـــــ عمران نے تفصیل بتاتے ہوئے کہا۔ اور اس کی دلیل اتنی معقول تھی کہ سب کے چہرے بے اختیار کھل اٹھے۔ اب انہیں پہلی بار اس مشن کی کامیابی کی خوشی ہو رہی تھی۔ ورنہ اب تک تو واپسی کے متعلق سوچ سوچ کر پریشان ہو رہے تھے۔

"اس نیوالوف کو کہاں اٹھائے پھریں گے ـــــ اب اسے کیوں نہ باہر پھینک دیں" ـــــ ؟ صفدر نے دوسرے موضوع پر بات کرتے ہوئے کہا۔

"تو تمہارا کیا خیال ہے ـــــ شوگران والے ہمارے بیان پر فوراً یقین کر لیں گے ـــــ بھئی یہ نیوالوف ہی تو انہیں یقین دلائے گا" ـــــ عمران نے سر ہلاتے ہوئے کہا۔

"مگر شوگران سیکرٹ سروس کے چیف تو آپ کو جانتے ہیں" ـــــ ؟ صفدر نے کہا۔

"اس تک بات پہنچے گی تو انہیں پتہ چلے گا ـــــ اور اس تک بات پہنچانے کے لئے ہم نیوالوف کو استعمال کریں گے ـــــ شوگران کے لئے ناروا بحری بیس اور اس جزیرے کے متعلق تفصیلی معلومات انتہائی قیمتی تحفہ ثابت ہوں گی" ـــــ عمران نے جواب دیا۔ اور ان سب نے بڑے مطمئن انداز میں سر ہلا دیئے۔ جب کہ عمران کنٹرول پینل صفدر کے حوالے کر کے خود ایک دیوار کے ساتھ پشت لگا کر بیٹھ گیا۔

"تمہیں کیسے معلوم ہوا کہ شوگران کا سمندر یہاں سے نزدیک ہے" ـــــ ؟ تنویر نے کچھ سوچتے ہوئے کہا۔

"میرا جغرافیے کا استاد بڑا سخت تھا ـــــ اتنے ڈنڈے مارتا تھا کہ جغرافیہ زبردستی ہمارے ذہنوں میں گھسنے پر مجبور ہو جاتا تھا" ـــــ عمران نے مسکراتے ہوئے کہا اور وہ سب ہی بے اختیار مسکرا دیئے۔

ختم شد